هذا الکتاب وقف فی سبیل اللہ عزوجل

حق حق حق حق

ھو ھو

قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما

ہذہ العجالۃ من تصنیف زبدۃ المحققین

ورئیس العارفین مولانا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب ادام اللہ فیوضہم

سیف چشتیائی

یعنی

حجۃ اللہ البالغۃ علی الشمس البازغۃ

و

اصلاح اشتباہ لفصیح اعجاز المسیح

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

فی المطبع المصطفائی ... باہتمام مولوی محمد عبد ... طبع شد

قابل توجہ اہل اسلام

اس ہیچمدان خوشہ چین علماء کرام کو مطابق قول السلامۃ فی الوحدۃ گوشہ نشینی پسند
رہی ہے۔ تصنیف اور تالیف کا شوق نہیں کیونکہ یہ امور یا تو بغرض شہرت و نام آوری اور یا بغرض
دولت کئے جاتے ہیں۔ سو اس خاکسار کو ان دونوں امور سے نفرت ہے۔ آجکل کے ابنائے زمان ا
کمالات کو پسند کرتے ہیں جو منجملہ تعلیمات لنڈن کے ہیں۔ اور جس سے یہ عاجز ناواقف ہے اس طرز قدیم کو جس پر
کہ بزرگان دین تصنیف و تالیف کرتے آئے ہیں اور جس سے اس ہیچمدان کو قدرے موانست ہے نفرت رکھتے ہیں باوجود ان موانع
احباب کی اصرار پر رسالہ شمس الہدایہ لکھا گیا تھا جس سے مراد نہ تو طلب شہرت اور نہ حصول دولت تھی بلکہ اصل غرض
یہ تھی کہ اعلائے کلمۃ الحق میں کوتاہی نہو اور قیامت میں بازپرس سے بچ جاؤں۔ اور اگر ان اوراق کی تقریر
سے چند گم کردہ راہ رو براہ آجاویں یا متزلزل الاعتقاد گمراہ ہونے سے بچ جاویں تو عند اللہ مستحق
ثواب ٹھہروں۔ اس رسالہ کے شائع ہونے سے کچھ مدت بعد مرزا صاحب قادیانی اور انکے مریدوں کی
طرف سے بجائے کسی جواب کے مباحثہ کے لئے اشتہار شایع ہونے شروع ہوئے۔ ہر چند کہ مباحثہ
کے لیے کل شرائط مرزا قادیانی نے خود ہی تجویز کئے تھے اس طرف سے نہ تو کوئی شرط پیش ہوئی اور نہ کسی شرط
ترمیم کی درخواست کی گئی۔ اور یہ خادم الفقراء معہ علماء کرام و مشایخ عظام تاریخ مقرر پر لاہور پہنچکر کئی روز تک محمدن ہال
انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور میں بغرض انتظار مرزا صاحب قادیانی کے ٹھہرا رہا۔ مگر مرزائی قادیانی قادیاں سے
نہ نکلا اس تمام واقعہ کی عوام نے بلا میری اطلاع کے تشہیر بھی کردی تھی اسلئے اب اسکی تشریح کی کوئی ضرورت نہیں
اسکے بہت دیر بعد شمس الہدایہ کے جواب میں مرزا قادیانی کے ام وہی مرید نے شمس بازغہ لکھی
مرزا نے تفسیر فاتحہ چھپوائی تو دوبارہ اہل اسلام اور میرے احباب نے مجھے مجبور کیا کہ اس کے جواب میں قلم
کروں۔ گو بہت کچھ انکار کیا گیا اور کہا گیا سلہ آنکس کہ بقرآن و خبر زو نہ رہی + اینست جوابش کہ جوابش ندہی
لیکن پھر بھی سوال پیش آیا کہ مرزا قادیانی اور انکے مریدوں سے کیا غرض ہے۔ عوام مسلمانان ہند و پنجاب کے فایدہ کیلئے
ہی سہی۔ لہذا مجبوراً یہ چند اوراق لکھکر مولوی غازی صاحب کے حوالہ بغرض طبع کردیئے کہ وہ اسے کتاب کی صورت میں
چھپوا کر میرے پاس لائیں تاکہ یہ علماء کرام معززین اسلام میں بلا قیمت تقسیم کیجائے کیونکہ مجھے اسکی اشاعت سے مقصود
نفع اہل اسلام ہے نہ کہ تجارت وما علینا الا البلاغ +

سلہ شاہی مسجد لاہور کے جلسہ کا حوالہ دیا گیا جس میں جملہ علمائے کرام و صوفیائے عظام نے آیندہ مرزا کو مخاطب کرنے سے منع فرمایا

محب الفقراء مہر علی شاہ عفی اللہ عنہ

قال الله سبحانه وتعالى وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما

هذه العجالة من تصنيف زبدة المحققين ورئيس العارفين مولانا حضرت مهر علی شاه صاحب ادام الله فيوضهم

سیف چشتیائی

یعنی

حجة الله البالغة علی الشمس البازغة

و

اصلاح الفصاحه لاعجاز المسیح

قوله علیه السلام اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار

وقد طبع فی المطبع المصطفائی باهتمام حافظ محمد فضل الله بن حاجی محمد ... [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی ارسل رسله مبشرین ومنذرین وختمهم بمن انزل فیه و
لکن رسول الله وخاتم النبیین نزل علیه قرآنا عربیا غیر ذی عوج باہرایات واظہر
حجج لو اجتمعت الانس والجن علی ان یأتوا بمثل هذا القرآن لعجزوا عن الاتیان
بمثیل اقصر سورة منه مع الخذلان واشهد ان لا اله الا هو اله العالمین واشهد
ان محمدا عبده ورسوله وحبیبه وخلیله خاتم النبیین علیه وعلی اله
من الصلوة اسناها عدد علمه ومن التسلیمات ازکاها ملأ حلمه وعلی صحبه الذین
اووه ونصروه والذین اتبعوهم باحسان الی یوم الدین سیما مجددی دینه
المتین الهازمین للمتنبی القادیانی فالقاطعین عن ملته الوتین اللهم انصر
من نصر دین محمد صلی الله علیه وسلم واجعلنا منهم واخذل من خذل دین
محمد صلی الله علیه وسلم ولا تجعل مثلنا مثل الذین قلت فیهم واذ اخذ
الله میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننه للناس ولا تکتمونه فنبذوه وراء
ظهورهم واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون ایضا ان الذین یشترون
بعهد الله وایمانهم ثمنا قلیلا اولئک لا خلاق لهم فی الاخرة ولا یکلمهم الله
ولا ینظر الیهم یوم القیامة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم **امّا بعد**
فیقول الفقیر الملتجی الی الله الغنی به عمن سواه عبده وابن عبده

مهر علی شاه الحسینی نسباً الحنفی مذهباً الجشتی النظامی والقادری
الذهبی مسلکاً انّ اسنی ما یرغب فیه ویشرف علیه وابهی ما تمتدّ اعناق الهمم
الیه هو علم الکتاب والسنة قال الله تعالی اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ
عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا وقال الله تعالی کِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَیْکَ مُبَارَکٌ
لِّیَدَّبَّرُوْا اٰیَاتِهٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ وقال تعالی اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ
اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا وقال صلی الله علیه واٰله وسلم الا وانی اوتیت القراٰن
ومثله معه۔ فعلمها من اهمّ ما تشدّ الرحال القصد الیه واعظم ما تناخ مطایا
الطلب لدیه من اوکد ما لاجله ترکب الحوادی والعوادی الی العمرانات والبوادی
ومن اشد ما یحبک لدفع معرّة العوادی من الاهاضیب الشوادی کما
قال عبد الله بن مسعود رضی الله تعالی عنه وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ غیره ما نزلت اٰیة
من کتاب اللّٰهِ اِلّا وانا اعلم فیمن نزلت واین نزلت ولو اعلم احدا اعلم بکتاب
الله منی تنالہ المطایا لاتیته۔ فالواجب علینا معشر المسلمین تعلمهما ممّن
هو اهل لذلک ویقدّم تفسیر القراٰن بالقراٰن علی حسب اللّغة العربیة وعلی
طبق ما فسره رسول الله صلّی الله علیه وسلم قال الله تعالی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ
وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ وقال الله تعالی اِنَّا اَنْزَلْنَا

له فهو رضی الله عنه۔ وعن اسلافه ابن السید نذر دین بن السید غلام شاه بن السید روشن دین بن السید
عبد الرحمن نوری بن السید عنایت الله بن السید غیاث علی بن السید فتح الله بن السید اسد الله بن السید فخر الدین
بن السید احسان بن السید درگاهی بن السید جمال علی بن السید محمد جلال بن السید ابی محمد بن میران سید محمد
کلان بن میران شاه قادر قمیص السندوری فی نواحی السهارنفور ومشائخ کلیر بن السید ابی الحیات
بن السید تاج الدین بن السید بهاؤ الدین بن السید جلال الدین بن السید داؤد بن السید علی
بن السید ابی صالح نصر بن السید عبد الرزاق بن السید عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی الله
عنه وعن اولاده واصفاوه الی یوم القیامة ۱۲ حرره الراجی عفو ربه محمد غازی *

إِلَيْكَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا **وايضا**
وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً
لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ **وايضا** قال تعالى وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ
إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ وقال صلى الله عليه وسلم الا واني اوتيت القرآن و
مثله معه - فتفسيره صلى الله عليه وسلم بدر الفوادي ونجم الهادي و
اقدم من كل شيء لا تسوغ مخالفته لمسلم قط على رغم ما زعم المتنبي القادياني
وحزبه فانهم اتوا في التفسير كل مضادي والمتوادي فجعلوه مرجحا واصلا
لتفسير الرسول ولو بتاويل تمجه العقول كما في احاديث النزول ثم تفسير علماء
الصحابة اذ هم ادرى بذلك لما شاهدوا من القرآن والاحوال المعينة على فهم
المراد مع نيل سعادة السماع والتعلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ابن
مسعود رض قال كان الرجل منا اذا تعلم عشر آيات لم يجاوزهن حتى يعرف
معانيهن والعمل بهن - **و**قال ابو عبد الرحمن السلمي حدثنا الذين كانوا يقرءوننا
انهم كانوا يستقرءون من النبي صلى الله عليه وسلم وكانوا اذا تعلموا عشر
آيات لم يخلفوها حتى يعملوا بما فيها من العمل فتعلمنا القرآن والعمل جميعا
وبالجملة تفسير الصحابي مقدم على راى غيره لا كما زعمت المرزائية فانها
طائفة اشربت في قلوبها نبوة القادياني ورسالته تفسر القرآن برايها
تفسير الغرض لنبوته بان تجعل هذا المطلوب متبوعا والتفسير تابعا له
فترده اليه باي طريق امكن وان كان ضعيفا وتحريفا وخرقا للاجماع فسودوا
الكراريس العديدة لاثبات ان غلام احمد القادياني نبي ورسول فمن لم
يؤمن بنبوته فهو احد الكفرة الذين انكروا رسالة الرسل خارج عن
الاسلام والعياذ بالله فضل فواجدهم ومازال المقصود ينصرف ويبذلوا
انفسهم والمطلوب يعرض ويحرف فالحمد لله على ما انصرمت عرى
آمالهم عن الفوز بما في خيالهم واين الحضيض من السماء والثريا من الثرى

ولنعم ما قیل فی الھندیۃ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا، انظر ما بال القرون الاولی
کیف ادعی المسیلمۃ وغیرہ ممن تنبی قد سحروا فی اعین عدۃ من الجھلۃ یحبونھم
کحب اللہ فباؤا بالذلۃ مع الاعوان فی الاخرۃ والاولی وللہ در علماء الاسلام
حیث صنفوا کتبا ورسائل اطفاء لفتنۃ القادیانی وامتہ قد ھدی اللہ
بھا کثیرا من المرزائیۃ فی اکثر البلدان وتابوا توبۃ نصوحا والحمد للہ علی
ذلک وطالما یلقی فی روعی ان اکتب کتابا یوضح سبیل المؤمنین الذین
انعم اللہ علیھم من السلف الصالحین ویجتنب طریق المبتدعین الذین
نبذوا الکتاب والسنۃ وراءھم ظھریا مقتفین باثار اصحاب ارسطاطالیس
معرضین عما علیہ ارباب النوامیس فحال بینی وبین ما کنت اروم تراکم
الاشغال وتزاحم الھموم حتی الح علی واظھر الفقر لدی من لا یسعنی الاسعاف
ما املہ وانجاح ما سألہ فھا انا اشرع فی المقصود مجیبا عما قال
المولوی محمد احسن الامروھی واخوتہ من المعترضین علی رسالتی المسماۃ
بشمس الھدایۃ ومصلحا لما تفوہ بہ القادیانی فی تحریف سورۃ الفاتحۃ
ومبطلا لدعوی اعجازہ فی تفسیر سورۃ الشافیۃ معتمدا علی فضل اللہ
متشبثا بذیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنعم المنیع منیعی ونعم
الشفیع شفیعی بابی وامی ھو وما بین اضلعی قال فی خطبۃ رسالتہ المسماۃ
بالشمس البازغۃ

شعر

و اولوا العلم کلھم[1] شھدوا ثم[2] قال الرسول فتولوا[3] معی	انہ لا الہ الا ھوا انہ لا الہ الا ھو

[1] کلھم کلمہ کل بوجہ مضاف ہونے کے معرفہ کی طرف مجموع اجزاء کا افادہ دیتا ہے جو یہاں پر مقصود نہیں ۱۲ منہ [2] لا یصح ایراد ثم فی ہذا المقام بکلا احتمالیہ لان الکلام السابق علی العموم ۱۲
[3] وزن میں اختلال ہے ۱۲ محمد غازی عفی اللہ عنہ۔

قبلنا لا الٰہ الا ھو	خیر ما قلتہ وقال بہ
انہ لا الٰہ الا ھو	ما عدا الانس[1] کلھم[2] شہدوا

صفحہ (۱) قولہ۔ واشہد ان محمداً خاتم النبیین لا نبی بعدہ

اقول یَقُولُونَ بِاَفْوَاھِھِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ اور نیز قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ میں ایسی ہی شہادات کا بیان ہے۔ آپ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ تو پھر غلام احمد قادیانی دعوے نبوت میں کاذب کیوں نہیں سمجھا جاتا۔ کیا اس نے دعوے نبوت کا نہیں کیا۔ اور بذریعہ اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کے جس کا عنوان (ایک غلطی کا ازالہ جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ للکار کر نہیں پکارا کہ میں نبی اور رسول ہوں۔

سوال خاتم النبیین اور ایسا ہی لا نبی بعدہ میں مراد نبی سے وہ انبیا ہیں جن کی نبوت اصالۃ ہو نہ یہ کہ بسبب کامل اتباع کے ظلی طور پر ان کو رسول اور نبی کا لقب دیا جاوے۔ اور غلام احمد قادیانی ظلی طور پر نبوت ورسالت کا مدعی ہے۔ نہ اصالتاً۔

جواب قادیانی نے گو کہ بظاہر ظلیت اور بروز اور فنا فی الرسول کے الفاظ کو سپر بنا رکھا ہے۔ مگر فی الحقیقت نبوت اصلیہ کا مدعی ہے۔ اور بر تقدیر تسلیم فنا فی الرسول ہونے اسکے پھر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ورسول کہلوانے کا مجاز نہیں ہو سکتا۔ کما سنبینہ۔

نبوت اصلیہ کے مدعی ہونے کا ثبوت اور اس کی تردید

دیکھو اشتہار مذکور صفحہ (۱) سطر (۱۳) چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شایع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔ ھو الذی ارسل

[1] والجن مثل الانس وانکار الجن انکار النصوص القاطعۃ فتخصیص الانس بالاستثنا لیس بصحیح ۱۲

[2] یہاں پر بھی ماسبق کیطرح اضافۃ کل میں افادہ غیر مقصود کلہ ہے ۱۲ محمد غازی

صفحہ (۱) خاتم النبیین

عدو اطلاق الانس علی الجن خلاف النبادر

رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کرکے پکارا گیا ہے۔*

اقول یہ آیت سورۂ فتح کے رکوع اخیر میں موجود ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور آپ کے دین پاک کے غالب کردینے کا ذکر ہے۔کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ اگر کسی شخص کو خواب میں یا بیداری میں آیت مذکورہ سنائی دے جیسا کہ اکثر حفاظ اور شاغلین کو کثرت استعمال وخیال کے سبب سے ایسا ہوا کرتا ہے۔فرض کیا بذریعہ الہام ہی سہی۔تو کیا وہ شخص بشہادت اس آیت کے رسول کہلوانے کا مجاز ہوسکتا ہے۔ہرگز نہیں۔ورنہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم کے سننے سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اور اصحاب کبار بھی ہرایک سننے والا کیوں نہ ہو۔جبکہ (رسولہ) کے سننے سے رسول بنگیا تو (محمد رسول اللہ) کے سننے سے محمد رسول اللہ۔اور (والذین معہ) کے سننے سے اصحاب کبار اور (الکفار) کے سننے سے کفار کیوں نہیں بن سکتا۔ایسا ہی اَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ) کے سننے سے کوئی دعوے کرسکتا ہے کہ میں نبی ورسول ہوں۔اور نئی نماز وزکوٰۃ کا حکم میرے پر نازل ہوا ہے۔ہرگز نہیں۔اگر یہ نہیں کرسکتا تو پھر آیت اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی کے الہام ہونیسے بروزی رسالت کو (رسولہ) کے لفظ سے کس طرح مراد لے سکتا ہے۔بیّنوا اِنصفوا* الغرض برتقدیر تسلیم الہام بآیتہ مذکورہ کادیانی کو استحقاق (رسول) کہلوانے کا ہرگز نہیں پہونچتا۔بفرض محال اگر آیتہ مذکورہ کے سننے سے (رسول) کہلوانیکے مستحق بنیں تو اسی معنے سے رسول ہونگے۔جو معنے آیت مذکورہ میں مراد ہے یعنے رسول اصلی۔ورنہ دلیل دعوے پر منطبق نہ ہوگی۔کیونکہ دعوے میں رسول ظلی اور دلیل یعنے (ارسل رسولہ) میں رسول اصلی ع ببیں تفاوت راہ ازکجاست تابکجا* اور نیز (رسولہ) سے رسول ظلی مراد لینے کی تقدیر پر تحریف معنوی کلام الٰہی میں لازم آوے گی۔لہذا استدلال بآیت مسطورہ بلند آواز سے پکار رہا ہے۔کہ کادیانی

رسول اصلی ہونے کا مدعی ہے چنانچہ اُسکا انکار کر کہلوانا بھی اسپر شاہد ہے۔ کیونکہ صرف فنا فی الرسول ہونا اسکا مقتضے نہیں +

پھر اُسی اشتہار میں متصل عبارت منقولہ بالا کے لکھتے ہیں "پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنے خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔ دیکھو براہین صفحہ ۵۰۴ +

اقول یہ نئی لغت ہے جری اللہ کا ترجمہ خدا کا رسول۔ +

پھر اُسی اشتہار میں لکھتے ہیں کہ:۔ "پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی آلٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا۔ اور رسول بھی" +

اقول اس وحی آلٰہی میں الکفار کا لفظ بھی موجود ہے۔ اس کو آپ نے نہیں لیا تلک اذا قسمۃ ضیزی ھل ھذا بھتان او المالیخولیا فتوبۃ نصوحا والدواء لعل اللہ یھدی او یھب الشفاء وینجی من ذی الداھیۃ الدھیاء لکن من دون التصدیق بما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الھاشمی المصطفٰی لیس مما یرجی وان دکت الارض دکا وتنفطر السموات العلی۔ +

پھر اُسی اشتہار کے صفحہ (۲) سطر (۷) پر لکھتے ہیں "اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں۔ جو فرمایا کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جسکی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے۔ یعنے فنا فی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اُسپر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے۔ جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لیے اسکا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں" الخ +

اقول برتقدیر تسلیم اس امر کے کہ مضمون مذکور (ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیّین) کا مدلول ہے صرف دو ہی سوال جواب طلب معروض کیے جاتے ہیں +

(۱) فنافی الرّسول ہونیکا معیار اتباع کامل ہوتا ہے۔ دیکھو سیرت صدیقی فاروقی عثمانی مرتضوی وغیرہ اصحاب کرام وسائر اہل اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ آپ سب کمالات نبوت محمدیّہ علی صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کو رہنے دیجیے۔ صرف زہد اور فقر وفاقہ اور تفسیر دانی کے بارہ میں اپنے گریبان میں مونہہ ڈال کر اپنے ہی قلب سے ﷲ شہادت لیجیے انا محدّثٌ ومفسرٌ کی صدا آتی ہے یا اَنَا مترّیدٌ ومحرّف کا لقب ملتا ہے چنانچہ ہر جگہ تحریف ثابت ہو رہی ہے۔ کیا ایسے ہی استنباط من القرآن کا مالک وارث النبی کہلا سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اُسکے لئے صدیقی وفاروقی وعثمانی ومرتضوی ملکہ ومہارت قرآن میں چاہیٔ جس سے صرف وارث النبی کہلانیکا مستحق ہو گا نہ یہ کہ نبی ورسول نبی کما قال صلی اللہ علیہ وسلم لعلی رضہ الا انہ لا نبوۃ بعدی۔ مسلم۔ وقال علیؓ لست بنبیؐ حاکم۔ حیرت انگیز مقام ہے کہ جس شخص کو شب وروز بذریعہ اشتہارات کے بلکہ کئی حیلوں سے حتے کہ تحلیل محرمات سے بھی زر وسیم کے مطالبہ کے بغیر اور کچھ نہ سوجھے معہذا پھر اُس پاک نبی افضل الانبیاء میں فانی ہونیکا دعوے کرے جس کی یہ شان ہے۔ وراودتہ الجبال الشم من ذہب + عن نفسہ فاراہا ایّما شمم + واکدّت زہدہ فیہا ضرورتہ + ان الضرورۃ لا تعدو علی العصم + وکیف تدعوا الی الدنیا ضرورۃ من + لولاہ لم تخرج الدّنیا من العدم + یہاں تو پلاؤ۔ قورمہ۔ زردا۔ مشک عنبر۔ یاقوتیں۔ مفرحات کے بغیر گذرتی ہی نہیں۔ اور وہاں بیت نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام میں یہ کیفیت تھی جو احادیث مفصلہ ذیل سے پائی جاتی ہے عن عائشۃ رضہ قالت ما شبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ ایّام من خبز برٍّ تتابعًا حتی مضی بسبیلہ۔ وعنہا قالت کنّا ال محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم یمرّ بنا الہلال والہلال والہلالُ ما نوقد نارًا لطعام الا انّما التمر والماء الا انہ حولنا اہل دورٍ من الانصار فیبعث اہل کل دارٍ بغزیرۃ شاتہم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من ذلك اللبن اخرجاه فی الصحیحین - قال انس ما رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رغیفا مرققا حتی لحق باللہ ولا رای شاتا سمیطا بعینہ قط صحیح البخاری وعن انس ما اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خوان ولا فی سکرجۃ ولا خبز لہ مرقق فقیل لہ علی ما کانوا یاکلون قال علی السفر صحیح البخاری وعن عمر بن الخطاب انہ خطب و ذکر ما فتح علی الناس فقال لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلتوی یومہ من الجوع ما یجد من الدقل ما یملاء بہ بطنہ - صحیح مسلم - وعن انس انہ مشی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بخبز شعیر واھالۃ سنخنۃ - ولقد رھن درعہ عند یھودی فاخذ لاھلہ شعیرا ولقد سمعتہ یقول ما امسی عند ال محمد صاع تمر ولا صاع حب وانھم یومئذ تسعۃ ابیات صحیح البخاری - وعن عائشۃ قالت کان فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادم حشوہ لیف صحیح البخاری - و فی الصحیحین من حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ لما ذکر اعتزال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ قال فدخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خزانتہ فاذا ھو مضطجع علی حصیر فادنی الیہ ازارہ وجلس واذا الحصیر قد اثر فی جنبہ وقلبت عینی فی بیتہ فلم اجد شیئا یرد البصر غیر قبضۃ شعیر یا وقبضۃ من قرظ نحو الصاعین واذا افیق معلق فابتدرت عینای فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا ابن الخطاب فقلت یا رسول اللہ و ما لی لا ابکی وانت صفوۃ اللہ وخیرتہ من خلقہ وھذہ فراشک وھذہ الاعاجم کسری وقیصر فی الثمار والانھار فقال او فی شک یا ابن الخطاب اولئک قد عجلت طیباتھم فی الحیوۃ الدنیا وفی روایۃ وما ترضی ان تکون لھم الدنیا ولنا الاخرۃ قال بلی قال فاحمد اللہ عز وجل قال قلت استغفر اللہ و فی صحیح مسلم عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اجعل رزق ال محمد قوتا - وروی الطیالسی باسناد صحیح عن ابن مسعود قال اضطجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی حصیر فاثر الحصیر فی جلدہ فجعلت امسحہ واقول بابی وامی انت یا رسول اللہ الا اذنتنا فنبسط لک شیئا

تنام علیہ قال مالی وللدنیا انما انا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا رواہ الحاکم فی صحیحہ عن ابن عباس عن عمرؓ - شیخ الاسلام الحرانی - وفی الترمذی عن انس بن مالکؓ قال حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رحل رث وقطیفۃ ولم یکن شیجیا وحدث انہ حج علی رحل وکانت زاملۃ - وعن انس بن مالکؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبس خشنا واکل خشنا لبس الصوف واحتذی المخصوف قیل للحسن ما الخشن قال غلیظ الشعیر ماکان یسیغہ الابجرعۃ ماء - شیخ الاسلام الحرانی +

خلاصہ احادیث مذکورہ کا یہہ ہے :-

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر میں کبھی تین دن متواتر گیہوں کی روٹی نہیں کھائی - اور نہ کبھی ماہ تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بوجہ نہ ہونے طعام کے آگ ہی جلی اکثر پانی اور کھجور پر گذر ہوتی تھی - فقر و فاقہ کی یہ حالت تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے انصار کھانے پینے کے لئے آپ کو دودھ یا ہریسہ دیا کرتے تھے - آنحضرتؐ نہ تو پتلی روٹی تناول فرماتے تھے اور نہ بکریکا بھنا ہوا گوشت - اور نہ کبھی میز پر کھانا کھاتے تھے اکثر چمڑے کے دسترخوانوں پر تناول فرمایا کرتے تھے - آپ کبھی چھوٹے پیالوں میں بھی کھانا نہیں کھاتے تھے - گاہے گاہے ایسا بھی اتفاق ہوتا رہا ہے کہ شکم مبارک میں بھوک کی وجہ سے بل پڑجاتے تھے - کبھی جناب کو ردی کھجور بھی میسر نہ ہوتی تھی - فرش آپکا چمڑیکا ہوتا تھا - اور اس میں کھجور کے پتے بھرے ہوتے تھے - کبھی نیند کے وقت چٹائی پر استراحت فرمایا کرتے تھے - چنانچہ ایک دفعہ کا مذکور ہے کہ حضرت عمر رضے اللہ تعالیٰ عنہ جسم اطہر پر بوریہ کے نقش دیکھ کر رو پڑے اسپر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رونے کا کیا باعث ہے حضرت عمر رضے اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کفار جو دشمن خدا ہیں وہ تو عیش کریں اور آپ محبوب الٰہ ہو کر ایسے حال میں رہیں - پس کیوں نہ روؤں - اسپر جناب نے فرمایا کہ کفار کے لئے دنیا ہے - اور ہمارے لئے آخرت ہے - کیا اے ابن خطابؓ تو اس تقسیم پر راضی نہیں - اسپر حضرت عمرؓ خوش ہوئے - اور خدا کی حمد و ثنا کہہ کر استغفار کیا +

اسی طرح ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ بدن مبارک سے بوریا کے نقش مٹاتے اور کہتے تھے کہ اگر اجازت ہو تو آپ کے لئے فرش بچھایا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک مسافر سوار کیطرح ہوں جو کہ درخت کے سایہ تلے تھوڑے عرصہ کیلئے آرام لیتا ہے۔ پھر اسکو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

فخر موجودات حالانکہ بخل کی عادت سے مبرا تھے تاہم آپ نے بوڑھی اور دُبلی سواری پر پرانی چادر پہنکر حج ادا کیا۔ موٹا کپڑا پہنتے تھے جو کی موٹی روٹی کھاتے تھے۔ جو کہ بغیر پانی کے حلق سے نہ اترتی تھی دعا یہ مانگتے تھے کہ یا اللہ آل محمد کو رزق گذارہ عطا فرما۔ یعنے اتنا رزق جس سے زندگی بسر ہو سکے۔

ولنعم ما قیل رباعی

انساں زکجا و عشقبازی زکجا	ہندو زکجا و زباں تازی زکجا
چوں اہل حقیقت سخن عشق کنند	بیہودہ این قوم مجازی نہ کجا

رباعی

اے خواجہ سرائے فنا رسولی زکجا	وین نفس پرستی و فضولی زکجا
جانبازی و سردہی بعشقش یا مصدری ۱۲	ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشا

دیگرے فرمودہ

منزل عشق از مکان دیگر است	مرد این راہ را نشان دیگر است

چہ گویم وجہ تو بیم نشان این بے نشانان کہ والہان جمال محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ و والیان کمال احمدی صلے اللہ علیہ وسلم اند۔ چند رباعیات مسطورہ ذیل شمۂ از حال این عزیزان حکایت مینمائید۔ وللہ درّ القائل

رباعی

مہ را بینم روئے توام یاد دہد
گل را بویم بوئے توام یاد دہد
چوں زلف بنفشہ راز ند برہم باد
آشفتگی موئے توام یاد دہد

حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق

رباعی

عشق تو کہ شاہِ بود در مُلکِ درون
چوں دید بہ شاہی او گشت فزون
شد ہمرہِ آبِ دیدہ ذہم آہ
وز پردہ سرائے سینہ زد خیمہ برون

رباعی

فصّاد بقصد آنکہ بردارد خوں
شد تیز کہ نشترے زند بر مجنوں
مجنوں بگریست گفت ازاں مے ترسم
کاید بدل خون غم لیلےٰ بیروں

رباعی

مستے اگر دست کرم جنباند
خبر بخشش دینار و درم نتواند
چوں مست غمت مرکب ہمت راند
بر فرق دو کون آستیں افشاند

رباعی

ما مست و معربدیم و رند چالاک
در عشق نہادہ پا بمیدان ہلاک
صد بار بہ تیغ غم اگر کشتہ شویم
آن مائۂ عمر جاودانی است چہ باک

رباعی

بس شمت نشیں کہ شد ز سودائی تو مست
در خیل گدایانِ تو بر خاک نشست
سر بر در تو نہادہ بوسد پیوست
سگ را بہ نیاز پا و سگباں را دست

رباعی

وے شانہ زد آں ماہ خم گیسو را
بر چہرہ نہاد زلف عنبر بو را
پوشیدہ بدیں حیلہ رُخ نیکو را
تا ہر کہ نہ محرم نشناسد او را

اور علی مرتضیٰ رضؓ نے باوجود بشارت (انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ) کے اور سیّدا
شباب اہل الجنة حسنینؓ نے جن کا مجموعہ بعینہٖ جمال باکمال آنحضرت صلعم کا آئینہ تہا (رسول)
اور (نبی) کہلوانے پر جرئت نہ کی - اور ہزار ہا اہل اللہ جنکے فانی فی الرسول ہونے پر اونکے سایہ کا گم
جانا ہی شہادت دیتا تہا۔ کسی نے (نبی) اور (رسول) نہین کہلوایا - قطب الاقطاب سیّدنا
الغوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ مکالمات الٰہیہ مین سے کسی مکالمہ مین باوجود شان (خضنا بحرالم
یقف علی ساحله الانبیاء) کے یعنی فنینا فی النبی الامّی الذی هو کالبحر فی السخاء
(نبی) اور (رسول) کے لفظ سے نہ پکارے گئے - یہہ سب تو اسی قاعدہ مسلمہ مین محدود
رہے - کہ الولی لایبلغ درجة النبی اور قادیانی صاحب باوجود اوصاف منافرہ عن مقام
الفنا کے نبوة تک پونچ گئے بلکہ الوہیت مستقلہ بتقابلہ لالوہیت الباری عزاسمہ بہی العیاذ باللہ
حاصل کرلی - چنانچہ اپنی تالیف کتاب البریہ کے صفحہ ۷۹ سطر ۴ پر لکہتے ہین - کہ (اور اس حالت مین مین یون
کہہ رہا تہا - کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہین سو مینے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی
صورتمین پیدا کیا - جسمین کوئی ترتیب اور تفریق نہ تہی - پہر مینے منشاء حق کے موافق اسکی ترتیب وتفریق
کی - اور مین دیکھتا تہا کہ مین اسکے خلق پر قادر ہون - پہر مینے آسمان دنیا کو پیدا کیا - اور کہا انا زینا
السماء الدنیا بمصابیح - پہر مینے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرینگے -
پہر میری حالت کشف سے الہام کیطرف منتقل ہوگئی - الخ اس عبارت مسطورہ مین ہم ناظرین
کو صرف اسی طرف توجہ دلاتے ہین - کہ وہ آسمان دنیا جسکو قادیانی صاحب نے پیدا کیا ہے
وہ کہان ہے - اگر کہین رکہا ہے - تو پتہ بتلادین - ورنہ یہہ کشف اپنی غیر واقعی اور محض از
قبیل اضغاث احلام ہونے پر صاف شہادت دے رہا ہے - کیا ایسی ہی مکاشفات

عہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہین ایها الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی
فانا الحسن بن علی وانا ابن النبی وانا ابن الوصی وانا ابن البشیر وانا ابن النذیر وانا
ابن الداعی الی الله باذنه وانا ابن السراج المنیر وانا من اهل البیت الذی کان جبرئیل ینزل
الینا ویصعد من عندنا وانا من اهل البیت الذی اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا وانا
من اهل البیت الذی افترض الله مودتهم علی کل مسلم فقال تبارک وتعالی ومن یقترف حسنة نزد
له فیها حسنا - فاقتراف الحسنة مودتنا اهل البیت انالله انالغفار ١٢

والہامات غیر واقعیہ قادیانی صاحب کے نبوت و رسالت کے چہت کیلئے شہتیر مین بن سکتی ہین - ہان بدینوجہ ہوسکتے ہین کہ خیالی چہت کے شہتیر بہی خیالی ہونی چاہیین - جاننا چاہیے کہ ولی کے منکر کو کافر نہین کہا جاتا - جیساکہ تصدیق بولایتہ کو ایمان نہین کہتے - ورنہ آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ واولیائہ الخ ایمانی طور پر ہر مومن کو ماننا لازم ہوتا - قادیانی کا یہہ کہنا کہ مین ظلی طور پر نبی و رسول ہون اور میرا ماننا ہر مسلمان پر ضروری ہے) اسکو ایک تمثیل عام فہم کے پیرایہ مین سمجہنا چاہیے - زید مثلا کہتا ہے - کہ مین فقیر مسکین ہون اور میرا نافرمان مستوجب سزا ہے قید کیا جاویگا - کیا زید کو بسبب دوسرے فقرہ دعوی کے مدعی سلطنت وحکومت کا نہ خیال کیا جاویگا - اہل عقل پر ظاہر ہے کہ زید فی الحقیقت قول مذکور سے بادشاہی کا دعوی کر رہا ہے - اور مین فقیر مسکین ہون کے فقرہ کو سپر بنا رکہا ہے - ایساہی قادیانی بہی فنافی الرسول اور بروز اور ظلیت کی آڑ مین مطاعن سے بچنا چاہتا ہے - اور فی الواقع مطلب اوسکا دوسری فقرہ سے متعلق ہے جو خاصہ لازمہ انبیاء کیلئے سمجہا گیا ہے - اسمین کچھ شک نہین کہ قادیانی نے اپنی چیلونکو غیر معتقدین کی پیچہے نماز پڑہنے سے روک دیا ہے - اور ایساہی ناطہ وغیرہ سے بہی وجہ اسکی یہی ہے - کہ اوسنے اپنے منکرین کو کافر سمجہا ہوا ہے - حالانکہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ فتوحات مین لکہتے ہین - کہ مین فلان شخص کو جسکا نام اب مین بہول گیا ہون اور فتوحات مین مندرج ہے) مبغوض اور برا سمجہتا تہا بسبب اسکے کہ وہ میرے شیخ ابومدین مغربی قدس سرہ کو نہین مانتا تہا - پس مین آنحضرت صلعم کے دیدار فیض آثار سے خواب مین مشرف ہوا اور آپ نے فرمایا کہ فلان شخص کو کسلئے تو برا جانتا ہے مینے عرض کیا کہ وہ ابومدین مغربی کا منکر ہے - آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا وہ توحید اور میری رسالت کے ساتہہ ایمان نہین رکہتا - شیخ فرماتے ہین کہ مین نے سویرے جاکر اوس شخص کو کچھ دیکر بڑی عجز و منت سے خوش کیا - اسوقت مجہکو فتوحات کا اتنا ہی مضمون خیال مین ہے - شاید کم و بیش ہو واللہ اعلم - بڑی افسوس کیحالت ہے - کہ ابومدین جیسے ولی کامل سے منکر ہونا بعد الایمان باللہ و رسولہ کے موجب بغض وکراہت نہین ہوسکتا - بلکہ محی الدین بن عربی جیسے

شخص کو اوس پر ناخوش ہونیکے باعث سے آنحضرت صلعم تنبیہ فرماتے ہین - اور قادیانی صاحب
کے منکرین باوجود ایمان باللہ و رسولہ کے کافر سمجھے جا رہے ہین - ناظرین خدا را انصافی
اگر یہہ نبوت مستقلہ کا دعوی نہین تو اور کیا ہے - مسلما تو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے لقب (نبی) و (رسول) کا کسے مسلمان کیلئے شرعی نظر سے جائز نہین
نہ اصلی اور نہ ظلی - اگر ظلی طور پر یہہ لقب متبع نبی کو عطا ہو سکتا - اور فنا فی الرسول کا مقام
مجوز اسکا ہوتا - تو سب سے مستحق مہاجرین و انصار تھے - رضوان اللہ علیہم اجمعین جنکا
ذکر خیر کتاب و سنت مین موجود ہے - اللہ جلشانہ نے قرآن مجید کے سورہ فتح مین
اصحاب کرام علیہم الرضوان کو صرف والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء
بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا - سے یاد فرمایا -
اور رسالت کا لقب خاص سرور عالم و سید ولد آدم ہی کے لئے رکہا - کما قال عز من
قائل - محمد رسول اللہ - باوجود اسکے کہ صحابہ عظام علیہم الرضوان کو اس سفر حدیبیہ
سے واپس ہونیکی باعث اور دخول مکہ سے مشرکین کی رکاوٹ کے سبب سے اپنی
ناکامیابی کا سخت رنج و ملال تہا - جسکے دفع کرنیکے لئے ان القاب سے اونکو اطمینان دیا
گیا - یعنے معہ اور اشداء علی الکفار اور رحماء بینہم اور رکعا سجدا
پس نظر بمقتضائے مقام اونکے اطمینان دہی اور دفع ملالت اعلے لقب سے ضروری تہی
جسکے اوپر اور کوئی تمغہ و لقب متصور نہ ہو - یعنے نبوت و رسالت جسکے اوپر صرف الوہیت ہی
رہ جاتی ہے - تو بجائے اوصاف مذکورہ فی الآیۃ کے والذین معہ انبیاء و رسلاء
ہونا چاہئے تہا - اس سے اہل انصاف سمجھہ سکتے ہین - کہ بعد آنحضرت صلعم کے (نبی)
اور (رسول) کا لقب ظلی طور پر بہی کسیکا استحقاق نہین بڑی تعجب کی بات ہے کہ صحابہ
کرام مین سے خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم جنمین اقوی اور اعلے موجبات تشبہ بالنبی صلعم
کے قوۃ عاقلہ و عاملہ دونونکی جہت سے موجود تہی - وہ تو (نبی) اور (رسول)
کے لقب سے محروم کئے جاوین - اور تیرہ سو برس کے بعد ایک شخص جسکے قوت عاقلہ
کے کمال پر اوسکے استدلالات بآیات قرآنی اور قوت عاملہ کے جلال پر انکار از تعزیر لسانی

والانحصار در قلم انی شاہدین) بلاتحاشے (نبی) اور (رسول) کالقب حاصل کرلے - بلکہ حقیقی نبی ہی بن بیٹھے - یعنی یہہ کہے کہ میری ازواج کو امہات المومنین کے لقب سے پکارا کرو - وغیرہ وغیرہ نہایت ہی حیرت انگیز مقام ہے - کہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو باوجود بیان کمال اتحاد کے جو قریب بعینیّت ہے - اس لقب کی اجازت نہ دیجاوی بلکہ صریح لفظوںمین روک دیا جاوے - چنانچہ صحیح مسلم مین بروایت سعد حدیث طویل کے ضمن مین مذکور ہے - کہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ إلّا أنّہ لا نبوّۃ بعدی یعنی علی کرم اللہ وجہہ کو جبکہ آنحضرت صلعم نے بعض غزوات مین خلیفہ بناکر مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام مین چھوڑ کر جانے لگے تو علیؓ نے عرض کیا کہ آپ نے مجھکو عورتون اور لڑکون کیساتھ پیچھے چھوڑ دیا ہے - بجواب اسکے آپ نے فرمایا - کیا تو خوش نہین - میری قائم مقام ہونے پر جیساکہ موسے کا قائم مقام ہارون علے نبینا وعلیہما السلام تہا - اور میرے قائم مقام ہونیکے نعمت تو تمکو ملی ہے - مگر نبی کا لقب خاص میرے ہی لئے ہے - تمکو نہین ملتا کیونکہ میرے پیچھے نبوت نہین - اور قادیانی کو جو نبوت ورسالت کے اوصاف صوری ومعنوی سے بمراحل بعید ہے - چنانچہ ہرجگہ اوسکی قرآن دانی اور تفسیر بیانی شہادت دے رہی ہے - (نبی) اور (رسول) کہلوانے کی اجازت ملجاوے - ہان وجہ اسکی شائد یہہ ہو کہ قادیانی نے سوچا - کہ آنحضرت صلعم نے جب علی کرم اللہ وجہہ جیسے قریبی کو نبی کہلوانے سے روکدیا ہے تو آپ سے اس لقب کا حاصل کرنا ناممکن ہے - چاہیے کہ آنحضرت صلعم کو خبر ہی نہ ہو - اور پیش قدمی کرکے جٹ اللہ جل شانہ سے یہہ نعمت حاصل کرلون - لہذا مکالمات الہیہ بزعم خود کہ لاب ہوتے ہی - لگاتار اشتہار دینے شروع کئے - مگر دقت یہہ ہے کہ اون مکالمات مین ہی بعض آیات وہی ہین - جو افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پرہی اتری تہی - جنکے ساتھ استدلال پکڑنے سے یہہ لازم آتا ہے - کہ آنحضرت صلعم نے العیاذ باللہ اون آیات سے اجازت عامہ ہر ایک فانی فی الرسول کے لیئے (نبی) ورسول کہلوانے کی نہین سمجھی تھی لہذا علی کرم اللہ وجہہ کو باوجود کمال فنا کے

(الا انه لا نبوة بعدي) فرماکر محروم رکھا۔ اور اس آیۃ (فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول) کو جسطرح قادیانی صاحب نے سمجھا ہے آنحضرت صلعم نے نہین سمجھا نعوذ باللہ من ہذیان الجاہلین دوسری وقت یہہ ہے۔ کہ بقول قادیانی فنا فی الرسول کے حاصل ہونے سے یہہ لقب ملتا ہے۔ اور رسول صلعم کی خیرات اور آپکی ہی طفیل یہہ عنایت ہوتی ہے۔ مگر رسول صلعم اس سے بیخبر ہین العیاذ باللہ ہذا علی کرم اللہ وجہہ کو صرف تین ہی لقب عطا ہوئے۔ چنانچہ حاکم نے مستدرک مین بروایت سعد بن زرارہ اخراج کیا ہے۔ کہ قال قال رسول اللہ صلعم اوحي الي في علي ثلث انه سيد المومنين وامام المتقين وقائد الغر المحجلين۔ اور نبی و رسول کے لقب سے مشرف نفرمایا باوجود اسکے کہ خیبر کے دن یحب اللہ ورسوله ویحبه الله ورسوله) سے اونکی محبیت اور محبوبیت کل اصحاب کے سامنے ظاہر ہوئی پہر قادیانی صاحب اسی اشتہار کے صفحہ ۲ سطر ۲۲ پر لکھتے ہین۔ اور یہہ بہی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رو سے یہہ ہین کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا پس جہان یہہ معنی صادق آئینگے نبی کا لفظ بہی صادق آئیگا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہو تو پہر غیب مصفی کی خبر اسکو مل نہین سکتی اور یہہ آیت روکتی ہے لا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول اب اگر آنحضرت صلعم کے بعد ان معنون کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہہ عقیدہ رکہا جائے کہ یہہ امت مکالمات و مخاطبات الہیہ سے بے نصیب ہے۔ کیونکہ جسکے ہاتہہ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہونگے بالضرورت اسپر مطابق آیت لا یظهر علی غیبه کے مفہوم نبی کا صادق آئیگا۔ اسی طرح جو خداتعالی کیطرف سے بہیجا جائیگا اسیکو ہم رسول کہینگے۔

اقول سبحان اللہ ادہر تو عربیت اور بلاغت فصاحت مین یکتائی اور اعجاز کا دعوی ہے اور ادہر یہہ کہ نبی کا معنی لغت کے رو سے خدا کیطرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا۔ نہین صاحب نبی کا معنے لغت کے رو سے مطلق خبر دینوالا ہے دیدہ سے ہو یا شنیدہ سے۔ اور نیز بذریعہ نجوم جفر رمل کہانت کے ہو یا بوساطت

وحی کے۔ اور اصطلاح شرعی مین خدا کیطرف سے اطلاع پاکر غیب کے خبر دینے والا جسکو خود بہی علم قطعی ہو اور دوسرون پر بہی ایمان اوسکے ساتھہ لانا فرض ہو ایسے شخص کو ازروئے شرع کے نبی و رسول کہا جاتا ہے اور ایسی نبوت و رسالت بعد آنحضرت صلعم کے کسیکو نہین مل سکتی جنکو پہلی مل چکی ہے اونہین کیلیئے ہے اور اونکی نبوت گو کہ دائمی ہے مگر خاتم النبیین کو منافی نہین کیونکہ آپ سے پہلے اونکو مل چکی تہی بخلاف نبوت قادیانی کے کہ بعد آنحضرت صلعم کے اسکے حاصل کرنیکا مدعی ہے لہذا خاتم النبیین کے منافی ہے اور مکالمات و مخاطبات امت مرحومہ مین بعد آنحضرت صلعم کے بند نہین کئی گئی مگر اس درجہ کو نہین پہونچتی کہ اونکی ظنیت یا قطعیت حجت علی الغیر ہو۔ بعد خبر دینے اونکے اگر کوئی انکار کرے تو اوسکو شرعا کافر نہین کہا جاتا گو کہ فی الواقع ظہور مین بہی اوسکی خبر دینے کے مطابق ہو جاوے بنابران انبیاء علیہم السلام کی اخبار بالمغیبات کیساتھہ ضروری طور پر قبل از وقوع تصدیق کرنی ہوگی جسکو ایمان شرعی کہا جاتا ہے اور اونکے انکار کو کفر شرعی بخلاف اخبارات اولیاء اللہ کے کہ انکی تصدیق کو ایمان نہین کہا جاتا۔ اور نہ اونکے انکار کو کفر آتیہ مذکورہ فلا یظہر علی غیبہ احدا مین مراد اظہار علی الغیب سے اطلاع دہی علی سبیل القطعیت ہے اور یہی اطلاع مخصوص بالانبیا والرسل ہے یعنی انہین کی وحی والہام کو قطعیت اور الزام علے الغیر کا استحقاق ہے۔ غیر انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اطلاع ظنی طور پر ہوگی یا قطعی غیر متعدی یعنے ولی کو اگرچہ بسبب تکرار الہام و کثرت تجربہ کے فی نفسہ علم قطعی بہی حاصل ہو مگر الزام علے الغیر کا مستحق نہو گا تاکہ اوسکے ساتھہ تصدیق کرنیکو ایمان کہا جاے اور اوس سے انکار کرنیکو کفر۔ اور معلوم ہو کہ آتیہ مین چون کہ اظہار الشخص علے الغیب کی نفی ماسوئی رسول سے کی گئی جسکا مفاد علم قطعی ہے۔ اور رسول کیلئے اثبات لہذا غیر انبیاء سے مطلق علم بالغیب کی نفی نہ ہوئی بلکہ صرف علم قطعی کی۔ ہان اگر اظہار الغیب علے الشخص کی نفی ہوتی جسکا مفاد علم ظنی بہی تو معتزلہ کا استدلال بآیت مذکورہ نفی اطلاع الاولیا علے الغیب پر صحیح ہو سکتا تہا اور ایسا ہی نقض باخبار رمال و جفار و کاہن و رؤیا وارد ہوتا کیونکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ بارہا رملی جفری کاہن کی خبر اور خواب دیکھنے والے کی خواب سچی نکلتی ہے۔

آیتہ مذکورہ کا مطلب یہہ ہوا کہ علم قطعی بحدیکہ حجۃ علے الغیر ہو بغیر رسول کے کسیکو نہین دیا جاتا۔ رہا علم ظنی یا قطعی جسکی قطعیت حجۃ علے الغیر نہین ہوسکتی سو وہ ولی کو فنا فی الرسول ہونیکے روسے اور رمال وجفار وغیرہ کو اپنی اپنی فنون کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتا ہے اور قبل از وقوع اونکے ساتھہ تصدیق کرنیکے ہم مکلف بہی نہین اور آیتہ مذکورہ ایسے علوم کو غیر انبیاء کرام سے نفی نہین کرتی تا کہ نقض ہو اد مذکورہ آئتہ پر وارد ہو

ناظرین کو بشرط تدبر اس مقام سے کئی امور دریافت ہوسکتے ہین (۱) رسول اور غیر رسول مین فرق بحسب العلم والظن والزام علے الغیر وعدم الزام (۲) دفع اوس اعتراض کا جواہل اعتزال بآیتہ مذکورہ متمسک ہوکر کرامت ولی پر وارد کرتے ہین۔ (۳) دفع نقض باخبار رمال و مجفر وغیرہ (۴) قادیانی صاحب کے استدلال بالآیتہ کا فساد۔ تشریح۔ قادیانی صاحب کا مدعیٰ مین نبی اور رسول ہون یعنے ظلی طور پر مجہے نبی و رسول کہلوانے کا استحقاق ہے

دلیل

صغریٰ مجھکو غیب مصفی پر اطلاع دیجاتی ہے **کبریٰ** اور جسکو غیب مصفی پر اطلاع دیجائے وہ بشہادت آئتہ مذکورہ رسول ہوتا ہے۔

نتیجہ

پس مین ہی رسول ہون وجہ فساد یہہ ہے۔ **دلیل** مذکورہ کے پہلے مقدمہ مین مراد اطلاع سے اگر اطلاع قطعی حجۃ علی الغیر ہے تو ہم کہتے ہین اسطرح کی اطلاع خاصہ نبی اور رسول کا ہی بحکم آیتہ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کیونکہ اسمین اطلاع قطعی بحد مذکور کی نفی بغیر رسول شرعی کے سب سے کی گئی ہے۔ اور اگر مراد اطلاع سے اطلاع غیر قطعی الی الحد المذکور ہے عام اس سے کہ ظنی ہو یا قطعی غیر بالغ الی الحد المذکور تو حد اوسط مکرر نہین یعنے پہلا مقدمہ یہہ ہوا کہ مجھکو اطلاع غیر قطعی حاصل ہے اور دوسرا مقدمہ یہہ کہ جسکو اطلاع قطعی بحد مذکور حاصل ہو وہ رسول ہوتا ہے تو اس استدلال سے قادیانی صاحب کو کیا فائدہ ملا کیونکہ

قطعی علم والا رسول بنا اور اسکا علم چونکہ غیر قطعی ہے لہذا وہ رسول اور نبی کے لفظ کا مستحق نہ ہوا (۵) یہی آیت جسکا حاصل یہہ ہے کہ رسول کا علم بالغیب قطعی واجب التسلیم ہوتا ہے قادیانی کے اس دعوی کو کہ مین مسیح موعود ہون اڑا رہی ہے کیونکہ بموجب اس آیتہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر پیشین گوئین دربارہ نزول مسیح بن مریم سچی اور واجب التسلیم ٹھرین جنکی تصدیق کو ایمان اور انکار کو کفر کہا جائیگا۔

سوال

قادیانی صاحب مع امروہی صاحب وغیرہ کے احادیث متواترہ فی نزول المسیح کا انکار نہین کرتے بلکہ بعد التسلیم اونکو ماؤّل ٹھراتے ہین یعنے مسیح بن مریم یا عیسے بن مریم سے مراد قادیانی ہے بعلاقہ مماثلت

جواب

تاویل بغیر قرینہ صارفہ عن المعنی الحقیقی کے تحریف ہوتی ہے خصوصاً جبکہ قرائن مانعہ عن التاویل بھی موجود ہون کیونکہ ایسے تصریحات دربارہ نزول اوسی مسیح بن مریم بعینہ نہ بمثلہ کے آنحضرت صلعم سے موجود ہین جنمین کسیطرح تاویل ممکن ہی نہین چنانچہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسے لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ دیکھو علامہ سیوطی کی تفسیر درمنثور۔ یعنے آنحضرت صلعم نے یہود کو مخاطب کرکے فرمایا کہ محقق ہے یہہ بات کہ عیسے نہین مرا اور یہہ بھی محقق ہے کہ وہ لوٹنے والا ہے تمہاریطرف قیامت کے دن سے پہلے۔ اب یہہ پیشین گوئی کیسی صریح طور پر صاف صاف لفظون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے جسمین مومن کو کسیطرح کا وسوسہ اور شک نہین۔ مگر افسوس کہ بحکم ع ای تیزی طبع تو بر من بلا شدی ٭ امروہی صاحب یہانپر بھی وار کئے بغیر نہین تہامے۔ فرماتے ہین کہ (لم یمت) یعنے (کہ حضرت عیسے سولی پر نہین مرے) دیکھو شمس بازغہ ص ۲۰ معلوم نہین اس تحریف نے آپکو کیا فائدہ بخشا اور یہہ خیال نہین کیا کہ مابعد کا فقرہ (وانہ راجع الیکم) کیا کہہ رہا ہے یہہ تو اوسی عیسے کو جسکا ذکر آنحضرت

صلعم نے یہود سے کیا تہا دوبارہ دنیا مین لاتا ہے آپکے قادیانی صاحب کا تو ذکر ہی نہین -

سوال

ممکن ہی کہ (راجعٌ) سے مراد عیسے کا رجوع بروزی طور بصورت قادیانی ہو

جواب

مرزا جیو چونکہ بروز عیسوی اور بروز محمدی دونون کے مدعی ہین تو کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم عیسوی رجوع بصورت قادیانی سے احادیث متواترہ مین خبر دیتے ہین اور اپنے رجوع بروزی یعنے دوبارہ دنیا مین بصورت قادیانی ہو کر آنے سے ایک حدیث مین بہی اعلام نہین فرماتے اس سے ظاہر ہے کہ رجوع بروزی مراد نہین بلکہ رجوع بعینہٖ - اور نیز بروز سے مراد اگر یہہ ہے کہ روح قادیانی روح عیسوی سے مستفیض ہوتا ہے تو یہہ استفاضہ قادیانی کے بغیر بہتری لوگون کو حاصل ہوا ہے چنانچہ حضرت شیخ فتوحات مین فرماتے ہین کہ عیسے ابن مریم ہمارا پہلا شیخ ہے - اوسکے ہاتھ پر ہمنے توبہ کی اور ہمارے حال پر اونکی بڑی عنایت ہے کما قال وھو شیخنا الاول رجعنا علی یدیه وله بنا عنایته عظیمة لایغفل عنا ساعة اور انکے ماسوا اور بہی عیسوی المشرب صوفیہ بہتیرے گذر گئے اور موجود ہین تو پہر کیا وجہ ہے کہ کسے نے مسیح موعود ہونیکا دعوی نہین کیا بلکہ بر تقدیر مرجانے عیسے ابن مریم کے بہی قادیانی کو فیض پہونچ سکتا ہے - پس آنحضرت صلعم کا فرمانا (وانه راجعٌ الیکم) اگر بطریق بروز ہوتا تو (ان عیسی لم یمت بے ربط ٹہرتا تہا کیونکہ وہ تو موت کی تقدیر پر بہی ہو سکتا ہے - اور نیز راجع الیکم سے بروز فی القادیانی جب لیا جاسکتا ہے کہ قادیانی صاحب یہودین سے ہون - کیونکہ آنحضرت صلعم یہود سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہین کہ (وانه راجع الیکم) ای بارز فیکم امروہی صاحب کو شاید محقق ہو گیا ہو کہ قادیانی صاحب یہودین سے ہین لہذا یہہ تاویل فرما رہے ہین الغرض راجع الیکم بمعنے بارز فیکم جب ہی صادق آئیگا کہ یہود مین سے کسے شخص کو عیسوی بروز کا مالک قرار دیا جاوے چنانچہ لینزلن فیکم ابن مریم کا معنی قادیانی کے نزدیک یہی ہے کہ تم مسلمانون مین سے کسی ایک مسلمان مین

عیسے کا بروز ہو گا اور آج تک چونکہ کوئی شخص رجوع و نزول بروزی کا مدعی نہین بنا تاکہ اوسپر یہودی ہونیکا الزام عائد ہو لہذا یہہ امروہی تاویل کا میوہ خاص مرزا صاحب ہی کیلئے پیشکش ہو سکتا ہے۔ اور اگر مراد بروز سے یہہ ہی کہ روح عیسوی قادیانی کے بدن مین آگیا تو یہہ تناسخ ہوا و ہو باطل اور نیز بروزی احتمال کو پہلا فقرہ حدیث مذکورہ کا کہ (ان عیسی لم یمت) مردود کرتا ہے کیونکہ جب عیسے بن مریم بقول آنحضرت صلعم کے مرا نہین زندہ ہی تو (انہ راجع) سے یہی ثابت ہوا کہ وہی عیسے بن مریم خود ہی دوبارہ دنیا مین آئیگا۔ اور امروہی صاحب کی تاویل مذکور پر اس حدیث مین پہلا فقرہ دوسرے سے بالکل بے ربط ہو جاتا ہے۔

سوال

اس قسم کی صریح احادیث مین تاویل کرنیکی وجہ یہہ ہی۔ کہ قرآن کریم شہادت دیتا ہے کہ عیسے بن مریم فوت ہوگیا۔ اور جو مر جاتے ہین دوبارہ دنیا مین لوٹ کر نہین آتے بناءً علیہ دفعاً للتعارض تاویل کرنی ضروری ٹھہری

جواب

قرآن کریم کی آیات اسی رسالہ مین اپنی جگہ پر شرح لکھین جائینگی۔ اسجگہ اتنا ہی کہا جاتا ہے کہ اصول ثلثہ یعنی قرآن حدیث اجماع مین حقیقی تعارض و اختلاف ہرگز ممکن نہین۔ پس جبکہ احادیث متواترہ اور اجماع اوسی عیسی ابن مریم کے رجوع پر صراحۃً ناطق ہین کما سیظہر تو ضرور آیات قرآنیہ کا معنی بھی وہی صحیح ہو گا جو سنت اور اجماع کے مخالف نہ ہو۔ جیساکہ یہی ہے مسلک سلف صالحین کا اور نیز معلوم ہو کہ مأوّل یعنے تاویل کرنیوالا اگر حدیث کو صحیح الثبوت و مسلّم المراد جانکر تاویل کرتا ہے تو بیشک تحریف کے الزام سے کسیطرح بری نہین ہو سکتا۔ (صحیح الثبوت و مسلم المراد) کا معنی یہہ ہے کہ یہہ حدیث آنحضرت صلعم ہی کا فرمان پاک ہے اور آپکی صلعم مراد بھی ان الفاظ سے وہی معنی ہے جسکو چھوڑکر تاویل کے روسے اور معنے لیا جاتا ہے قادیانی صاحب اور امروہی صاحب ان احادیث کو صحیح الثبوت و مسلم المراد سمجھکر مأوّل ہین اسکا ثبوت دونون صاحبون کا آج تک کسی تالیف مین حدیث مذکور و نظائرہ کی صحت پر معقول کلام نہ کرنا اوّل دلیل ہے تسلیم

صحت حدیث پر اور بلا وجہ مردود کہنا قابل اعتبار نہیں بلکہ علامہ سیوطی جیسے محدث کی تصحیح (جنکے پاس صحت حدیث کیلئے معیار علاوہ اصول حدیث کے کشف صحیح بہی تہا جسکو قادیانی صاحب بہی ازالہ اوہام مین تسلیم کرتے ہین) کافی ہے حدیث مذکور کی صحت کیلئے دیکہو مقدمہ فتح البیان ۱۲ امروہی صاحب کی عبارت منقولہ ذیل سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ احادیث نزول ورجوع اور اقوال مفسرین مین (جن سے حیات ورجوع عیسے بن مریم پر استدلال کیا گیا ہے) قائل کے مراد وہی معنی ہے جسکو ہم چہوڑ کر تاویلی معنی لیتے ہین اور اس تاویل کرنیمین ہم مجبور ہین کیونکہ یہہ اقوال دلائل قطعیہ کے معارض ہین - دیکہو ص ۷۸ س ۳ شمس بازغہ پر لکہتے ہین - اگر کہا جاوے کہ تمہاری تاویل ان اقوال مین توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ کی مصداق ہے پس ایسے تاویل کیونکر قبول کیجا سکتی ہے تو گذارش یہہ ہے کہ اگر آپ ان اقوال مردودہ کی یہہ تاویل تسلیم نہین کرتے تو چونکہ یہہ اقوال دلائل قطعیہ مذکورہ کے معارض ہین لہذا محض باطل ہین پس ہم اونکے نہ تسلیم کرنیمین مجبور ہین - انتہی اور صفحہ ۷۰ سطر ۱۹ کتاب مذکور پر لکہتے ہین - پس اگر آپ کو ان عیسے لم یمت الخ کی تاویل ذیل منظور اور پسند ہے کہ حضرت عیسے سولی سے نہین مرے جو ملعون ٹہرتے بلکہ مرفوع الدرجات ہوے اور بروزی طور پر قبل قیامت کے مبعوث ہونے والے ہین آخر تک تو فبہا ہم کو یہہ تاویل کب مضر ہے ہم بہی اس تاویل کو تسلیم کرتے ہین ورنہ خلاف قواعد مسلمہ نحویہ کے آیت کے معنی مزعوم آپ کیونکر کر سکتے ہین - انتہی

اور قادیانی صاحب کی تالیف مین مکرر لکہا ہوا ہے - کہ کشف نبوی علی صاحبہا السلام نے دجال وغیرہ مکشوفات کو علی وجہ الکمال کما ہو فی الواقع احاطہ نہین کیا جس سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پیشگوئیوں واقعی امر کو نہین سمجہ سکے - دیکہو صفحہ ۴۳ سطر ۱۰ ایام الصلح وہمچنین لازم نیست کل استعارات اخبار اعلم نبی از قبل احاطہ کنند الخ - پس امروہی صاحب نے تو تاویل القول بما لا یرضی بہ قائلہ کے علاوہ قائل کو آیات قرآنیہ سے جاہل قرار دیا العیاذ باللہ اور قادیانی صاحب نے بہی نہ صرف بڑی مہتم بالشان کشف نبوی پر دہبہ لگایا بلکہ واقعی تقدیر پر آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اور کل امت مرحومہ کو قرآن کریم سے بے بہرہ خیال کیا نعوذ باللہ من
ہفوات الجاہلین رہا بیان اُن آیات کا جن کو اونہون نے دلائل قطعیہ باعثہ علی التاویل
ٹھہرایا ہے سو بیان اونکا اسی عجالہ مین اپنی اپنی مقام پر لکھا جائیگا۔ اسجگہ صرف
اتنا ہی بیان کرنا منظور تہا جو ہو چکا یعنے یہہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی مراد
کو عمداً چھوڑ کر تاویل کرتے ہین اللہ انکو راہ راست پر لائے یا ھادی اھدنا
الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم
ولا الضالین

قادیانی صاحب اس اشتہار مین اور کل تصانیف مین عیسے بن مریم علی نبینا وعلیہ
الصلوۃ والسلام کے نزول کو آیتہ (خاتم النبیین) کے منافی لکھتے ہیں اسکا جواب
الزامی طور پر اسجگہ وہی فقرہ کافی سمجہا جاتا ہے جسکو اسی اشتہار کے صفحہ ۲ سطر ۲
پر قادیانی نے اپنے رسول اور نبی ہونے کیلئے لکھا ہے۔ (کہ ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہین جسپر جدید شریعت نازل ہو۔ مین
کہتا ہون کہ عیسے بن مریم کے بارہ مین ہی سب اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ جدید شرع اپنے
ساتہہ نہ لائینگے بلکہ شرع محمدی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کے مطابق حکم کرینگے کما ہو
مُصَرّح فی الفتوحات وغیرہا۔ جبکہ قادیانی کا نبی ورسول ہونا خاتم النبین کے مفہوم
مین بباعث نہ لانے شریعت جدیدہ کے فرق نہین لاتا تو عیسے بن مریم کا نزول ہمارے
عقیدہ کے مطابق خاتم النبین کی مُہر کو کسطرح توڑ سکتا ہے۔

سوال

عیسے بن مریم چونکہ نبی مستقل انبیاء الوالعزم مین سے ہین۔ تو بر تقدیر نزول کے بشرع محمدی
حاکم ہونا اونکو نبوت سے معزول کرتا ہے۔ جو سراسر خلاف ہے عقل ونقل کے اور درصورت
نزول مع النبوۃ کے خاتم النبین کی مُہر ٹوٹتی ہی بخلاف قادیانی کے نبی ورسول بننے کے
کیونکہ یہہ فنافی الرسول ہونیکے باعث نبی ورسول ہونیکا مدعی ہے۔

جواب

فنافی الرسول ہونیکی وجہ سے بعد آنحضرت صلعم کے نبی و رسول ہونیکا کوئی مستحق نہین چنانچہ
اوپر لکھا گیا ہے اور عیسے بن مریم کے نزول کی نسبت کہا جاتا ہے کہ نبوت و رسالت کیلئے
دو رُخ ہین یا یون کہو بطون و ظہور ہے۔ بطون عبارت ہے اخذ کرنے فیضان سے
منجانب اللہ جسکو خدا کے ہان مقربین مین ہونا لازم غیر منفک ہے۔ اور ظہور عبارت
ہے توجُّہ الی الخلق سے یعنے تبلیغ شرائع و احکام کی۔ اس ظہور مین تو بسبب تغیر و تبدل
شرائع کے انقلاب آسکتا ہے۔ نبی لاحق کی شریعت) چونکہ ناسخ ٹھہرے نبی سابق کی
شریعت کیلئے تو نبی سابق کو بھی بر تقدیر موجود ہونے اوسکے نبی لاحق کی شریعت کے
زمانہ مین اپنا شرع چھوڑ کر شرع لاحق کیساتھ عمل درآمد کرنا ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم فرماتے
ہین کہ اگر موسےؑ زندہ ہوتا تو اوسکو بھی بغیر میری شریعت کے عملدرآمد کرنا جائز نہ ہوتا۔
اور اس عملدرآمد کے تغیر و تبدل سے وہ نبوت کا بطون جسکو قرب الٰہی اور عند اللہ معزز
ہونا لازم ہے ہرگز متغیر نہین ہوتا۔ کیا یہہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے سیدنا
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کیطرف نماز پڑھنے کی اجازت دی اور بعد
اسکے جب بیت اللہ کیطرف سجدہ کرنیکا حکم فرمایا تو آپکی نبوت و رسالت مین فرق آگیا یا آپ
اوس قدر و منزلت سے جو آپکو پہلے بارگاہ خداوندی مین حاصل تھی معزول کئی گئی۔ ہرگز نہین۔
الحاصل بطون نبوت مع لازم اپنی کے جو قرب ہے کبھی انبیاء و رسل سے زائل نہین ہوتا
بخلاف ظہور نبوت و تبلیغ شرائع اپنے کے کہ یہہ محدود ہے تا ظہور نبوت نبی لاحق کے
اور نبوت و رسالت انبیا سابقہ کا بطون گو کہ دائمی ہے مگر چونکہ آنحضرت صلعم کے دنیا مین تشریف
لانے سے پہلے اونکو ملا ہے لہذا خاتم النبیین کی مُہر کو اگر سارے انبیا دنیا مین آپکے بعد
آجائین تو بھی نہین توڑ سکتے اور یہی ہی مطلب قاضی بیضاوی کا اس قول سے کہ (مع
أنہ آخر من نبیٔ) اس تشریح سے ناظرین خیال فرما سکتے ہین کہ نزول مسیح کو آیتہ
خاتم النبیین کے منافی سمجھنا اور کل امت مرحومہ کو بلکہ آنحضرت صلعم کو بھی اس منافاۃ سے
بے خبر خیال کرکے اپنی قرآن دانی پر نازان ہونا کس حد تک جہالت مرکبہ ہے اور نیز یہہ
بھی معلوم ہوگیا کہ تنازع اس مسئلہ مین (کہ نزول مسیح مع وصف النبوۃ ہوگا یا بدون اسکے

تنازع لفظی ہے یعنے جنہون نے مع وصف النبوۃ لکہا ہے مراد اونکی بطون نبوت کا ہے اور جنہون نے بدون النبوت کہا ہے اوہون نے ظہور نبوت کا لیا ہے مضمون ہذا مین اگر جناب مولوی[له] صاحب ذرہ غور فرماوین تو شمس الہدایت کی عبارت مسطورہ ذیل پر معترض نہ ہونگے ۔ مسیح بن مریم بلکہ کل انبیاء کی نبوت اور رسالت چونکہ محدود وہ بعد ظہور نبي پچھلے کے ہوتی ہے ۔ شمس الہدایت ص ۸۷ ۔ س ۲۲ اسی صفحہ کی سطر ۱۷ این عبارت ہذہ (بعد نزول در رنگ آحاد امت ہی اترینگے) پہر جناب موصوف کا دوسرا اعتراض آپ فرماتے ہین ۔ (بعد النزول) اور پہر (اترینگے) یہہ تکرار کیسا ۔ جوابا گذارش ہے کہ عبارت مسطورہ مین (در رنگ آحاد امت) ظرف لغو ہے متعلق بہ (اترینگے) پس (اترینگے) مقید ٹہرا بہ نسبت (نزول) کے ۔ اور ظاہر ہے کہ مقید بعد المطلق ہی ہوا کرتا ہے ۔ اور بوجہ فرق اطلاق وتقیید تکرار رہی نہین ۔ ثانیا معروض ہے کہ بالفرض اگر تقیید مذکور بہی نہ ہوتی اور صرف (بعد النزول اترینگے) ہوتا تو بہی چونکہ اخبار بالمشتق فرع ہے قیام مبدء کیلئے لہذا صدق (اترینگے) کا بعد تحقق النزول ہی ہوگا ۔ شمس الہدایت کے صفحہ ۸۴ سطر ۱۷ عبارت ہذہ (اور وہ انبیا سابقہ بہی الخ) پہر جناب کا تیسرا اعتراض یعنی قولہ تعالی (انہم میتون) مین مرجع ہم کا انبیا نہین بلکہ مشرکین ہین ۔ بجواب اسکے گذارش ہے کہ یہانپر قصر اللمسافۃ سوق الکلام علی طرز استدلال الخصم ہے ۔ استدلال خصم کی تقریر (انک میت) مین مرجع ضمیر آنحضرت صلعم ہین[له] اور (انہم میتون) مین مشرکین صراحۃ باقی کفار دلالۃ پس نبی وغیرنبي مرجع ٹہرا بوجہ تقابل کے دلالۃ اذلافارق مین نبي وغیرہ فی الموت ۔ پس انہم میتون سے باقی انبیا کی مراد مولوی[له] صاحب سے مولوی عبد اللہ صاحب مقیم گڑھی افغانان کے ہین کیا صاحب یہہ اُس انعام کا شکر یہہ ہے جو کہ مؤلف رضی اللہ عنہ کے جانب سے آپ لوگون پر ہوا تہا جبکہ کادیانی نے بذریعہ اشتہار سب سجادہ نشینون کو مقابلہ کیلئے بلایا تہا اُسوقت تو سب عالم مراقبہ مین خاموش رہے یہہ مناسب نہ تہا بلکہ اگر آپکو کسی جگہ بوجہ کم علمی کے شک پیدا ہوا تہا تو براہ راست آکر مؤلف صاحب سے دریافت کرکے اپنے شک کو رفع کرلیتے تعجب ہے ادہر تو یہہ نفسانیت جوکہ دریافت کرنے سے محروم رکہی اور ادہر وہ سجادہ نشینی اور لیاقت علمی کہ ہروقت مریدین مین بیٹھ کر دم مارکہ ہمچو دیگر نیست ۔ ہمارا کیا بگڑیگا آپ خود ہی پشیمان ہونگے ۔ چرا کارِ کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

[له] صراحۃ اور باقی انبیا دلالۃ

[له] شیخ نبی عالم ۱۲

موت منجملہ جنکی مسیح بہی ہے ثابت ہوئی۔ تشریح سوال وجواب بطرز دیگر اور اظہار اس امر کا کہ استدلال اس آیتہ سے کس نے کیا اور کیا کیا۔ ایہا الناظرون یہہ تو ظاہر ہے کہ مرزا نے کسی تالیف مین وفات مسیح پر آیتہ مذکورہ سے استدلال نہین پکڑا اور نہ بظاہر ہو ہی سکتا ہے کیونکہ اسمین (انہم) کا مرجع انبیا ورسل نہین۔ مرزا صاحب کے ایک حواری نے ہمارے سامنے آیتہ مذکورہ سے وفات مسیح پر استدلال کیا تہا جسکا طرز استدلال یہہ تہا کہ آیت مذکورہ سے دلالت النص کے طور پر مفہوم ہوتا ہے کہ نبی وغیر نبی موت مین مساوی ہین اذ لا فارق بین المذکور وغیرہ یعنے آنحضرت صلعم اور کل انبیا جنکا یہان پر ذکر صراحۃً نہین اور ایسا ہی مشرکین مکہ اور غیر اونکے بشریت کی وجہ سے مساوی فی الموت ہین جواب کا حاصل (میتون) کا اطلاق بدلالۃ النص گو کہ انبیاء سابقہ پر مفہوم ہوتا ہے لکن اس سے یہہ نہین ثابت ہوتا کہ سب انبیاء مرچکے ہون چنانچہ (میت) کے اطلاق سے آنحضرت صلعم کا اس عالم سے تشریف لیجانا نزول آیت کے وقت ثابت نہین۔ پس قضیہ مطلقہ عامہ ٹہرا نہ دائمہ مطلقہ اور اس جواب مین ضمیر (انہم) کا ارجاع انبیا کی طرف نہین بلکہ طرز استدلال کے مطابق بطریق حاصل واقع ہے۔ پہر اسی اشتہار کے صفحہ ۳ سطر ۱۱ پر لکہتے ہین (اور اگر بروزی معنون کے رو سے بہی کوی شخص نبی اور رسول نہین ہو سکتا تو پہر اس کے کیا معنے ہین کہ اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم

اقول

اسکا معنی یہہ ہے کہ ای اللہ تبا ہکو اون لوگون کا سیدہا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے یعنے ہم ہی اونکے مانند کتاب آسمانی کی ہدایت کے مطابق تیری عبادت والے سیدہے راستہ پہ چلنے سے تیری حب و انس و رضا ولقا کو پالیوین۔

اسکا یہہ معنے نہین کہ ہم ہی انبیا و رسل گذشتہ کا مقام نبوت و رسالت حاصل کرلیوین یا بسبب کمال اتباع کے اونکے لقب مخصوص کے مستحق بن جائین کیونکہ نبوت و رسالۃ مع لوازم اپنی کے القاب ہون یا احکام خاصہ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء سے تعلق رکہتے ہین یعنے موہوبی ہین نہ کسبی اور بسبب اتباع کے اگر القاب خاصہ اور احکام

خاصہ مل سکتے تو خلفاء اربعہ اور حسنین اور اولیاء سلف رضوان اللہ علیہم بڑا استحقاق رکہتے تہے علی کرم اللہ وجہہ باوجود شان (انت منی بمنزلة هارون من موسے) کے فرماتے ہین الا واني لست بنبي ولا یوحیٰ الی الخ ازالة الخفاء صفحہ ۱۳۳

پہر اسی صفحہ ۳ کی سطر ۵ اپر فرماتے ہین (اگر خدا تعالے سے غیب کی خبرین پانیوالا نبی کا نام نہین رکہتا تو پہر بتلاؤ کس نام سے اوسکو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اسکا نام محدث رکہنا چاہئے تو مین کہتا ہون کہ تحدیث کے معنے کسے لغت کی کتاب مین اظہار غیب نہین ہے۔ مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے۔

اقول

مجہکو اپنی اوقات عزیزہ کے تضیع پر جو ایسے جاہلانہ اشتہارات کی تردید مین ہو رہی ہے نہائت افسوس و رنج آتا ہے۔ مگر کیا کرون بعض احباب نے مجبور کر رکہا ہے اللهم لك الحمد واليك المشتكى وانت المستعان ولا حول ولا قوة الا بك عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يقول قد كان يكون في الامم قبلكم محدثون فان يكن في امتي منهم احد فان عمر بن الخطاب منهم۔ مسلم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رض کو (جنکی ملہمیت پر ایک عالم کا اتفاق ہے) اس حدیث مین مُحدّث کا لقب عطا فرمایا۔ شاید بزعم قادیانی صاحب آنحضرت صلعم کو محدث کے لفظ کا ٹہیک لغوی معنے معلوم نہین ہوا ورنہ محدث نہ فرماتے العیاذ باللہ۔ اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ مقصد دوم ازالہ مین لکہتے ہین کہ واما تشبہ در زیادت قوت علمیہ بآن وجہ تواند بود کہ کسے را از امت مُحدَّث وملہم فرمایند تا بعض بروق غیب شعاع خود را در دل وی اندازد۔ تحدیث کا معنے لغت کے رو سے چونکہ کسی کے ساتہہ بات کرنیکا ہے لہذا الہام پانیوالیکو بہی مُحدَّث کہا گیا جیسا کہ وہ شخص جسکو کوی بات بتا دی گئی ہو واقعی خبر دیتا ہے ایسا ہی یہہ مُلہَم بہی ٹہیک ٹہیک پتا دیتا ہے اب دیکہو عمر رض کو آنحضرت صلعم نے مُحدَّث نام فرمایا اور (نبی) کا لقب نہین دیا۔ اس حدیث کے رو سے بہی (نبی) اور (رسول) کے لقب کی اجازت بعد آپکے کسیکو نہین ملتی جیسا کہ حدیث (انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبوة بعدی)

اور ایسا ہی حدیث یعنے قول علی رض کا الا وانی لست بنبي ولا یوحی الیَّ - اجازت نہین دیتے یعنی مین نبی نہین ہون اور نہ میری طرف وحی کیا جاتا ہے - علی کرم اللہ وجہہ اور ایسا ہی عمر رض کے مکاشفات واخبارات حقہ جن پر تاریخ اور کتب سیر شاہد ہین وحی نہین کہا گیا اور نہ انکے سبب سے اونکو نبی کہلوانے پر جرٔت ہوی بلکہ جب دیکہا کہ ہمارے مکاشفات واخبارات اور بیان حقائق ومعارف قرآنیہ کے باعث سے لوگ ہمکو نبی اور موحی الیہ سمجہین گے تو جہٹ اونکے غیر واقعی خیال کا ازالہ فرمایا اور تنبیہاً کلمہ (الا) کیساتہہ کہا کہ الا وانی لست بنبي ولا یوحي اليَّ - اور آج قادیانی صاحب اسی اشتہار کے اسی صفحہ ۱۳ اور سطر ۲۶ پر لکہتے ہین - اور مین جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکہتا ہون ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کے اس کھلے کھلے وحی ایمان لاتا ہون جو مجہی ہوئے جسکی سچائی اسکے متواتر نشانون سے مجہہ پر کہل گئی ہے اور مین بیت اللہ مین کھڑے ہوکر یہہ قسم کہا سکتا ہون کہ وہ پاک وحی جو میری پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسی اور حضرت عیسےٰ اور حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تہا میری لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی

اقول

آپکی صداقت اور حلفی بیان کو آپکا کشف والہام و وحی ظاہر کر رہا ہے - **دیکہو ازالہ اوہام ص ۷۶ س ۱۳** پر آپ لکہتے ہین - اسجگہ مجہی یاد آیا ہے کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جسمین قادیان مین نازل ہونیکا ذکر ہی ہوا تہا اوسروز کشفی طور پر مینے دیکہا کہ میرے بہائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھکر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہین اور پڑھتے پڑھتے اونہون نے ان فقرات کو پڑہا کہ انا انزلناہ قریبا من القادیان تو مینے سنکر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام ہی قران شریف مین لکہا ہوا ہے تب اونہون نے کہا کہ یہہ دیکہو لکہا ہوا ہے تب مینے نظر ڈالکر جو دیکہا تو معلوم ہوا فی الحقیقت قرآن شریف کی دائین صفحہ مین شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکہی ہوی موجود ہے تب مینے دلمین کہا کہ ہان واقعی طور پر قادیان کا نام

قرآن شریف مین درج ہے الخ ۱۲

بہ نسبت اس الہام کے گذارش ہے کہ یا انا انزلناہ قریبًا من القادیان کو قرآن شریف مین دکھلائین اور یا اس کشف کے غیر واقعی ہونیکا اقرار کرین۔ اور آئیندہ چہوٹی قسم نہ کہائین

دوسرا کشف جسکو قادیانی صاحب کتاب البریۃ کے صفحہ ۷۹ پر لکہتے ہین۔

ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہین۔ سو مینے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت مین پیدا کیا جسمین کوئی ترتیب اور تفریق نہ تہی پہر مینے منشا حق کیموافق اسکی ترتیب و تفریق کی۔ اور مین دیکھتا تہا کہ مین اسکے خلق پر قادر ہون۔ پہر مینے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح پہر مینے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرین الخ۔

اسجگہ بہی وہی گذارش ہے کہ یا تو نئی آسمان اور زمین کو جو آپنے بنائے ہین دکھلائین یا ایسے کشفونکو مالیخولیا جانکر نبی ورسول نہ بنین۔ **تیسرا کشف** اپنے اپنے صمیم الاخلاص مرید پشاوری سے کہا کہ مجہکو بارہا الہام ہوچکا ہے کہ فلان شخص یعنے محرر سطور تیرے قتل کرانے کا ارادہ رکہتا ہے سو معلوم ہو کہ مین اپنے خدائے لایزال ولم یزل علام الغیوب کو حاضر ناظر سمجہکر کہتا ہون کہ مینے قادیانی کے قتل کرانیکا ارادہ نہین کیا۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ اس پشاوری میرزائی نے واقعی کیفیت معلوم کرنے کے لئے ہمارے مخلص جناب مولوی ہندی صاحب سے تنہائی مین دریافت کیا تہا اوہنون نے اس الہام کے غیر واقعی اور محض افتراء پر اطمینان بخش ثبوت دیا یہانتک کہ وہ میرزائی ہی قادیانی صاحب کے الہام مین مذبذب ہوگیا۔ قادیانی صاحب کے بعض الہامات کو اگر واقعی اور سچا مانا جاوے تو وہ خود اونکے مخرف سنت اور احادیث صحیحہ کی قطع و برید کرنے پر صاف گواہی دیتے ہین۔ دیکہو ازالہ اوہام ص ۷۶ سطر ۶ پر۔ پہر اسکے بعد الہام کیا گیا کہ ان علماء نے میرے گہر کو بدل ڈالا۔ میری عبادتگاہ مین انکے چولہے ہین میری پرستش کے جگہ انکے پیالے اور ٹہوٹہیان رکہی ہوی ہین اور چوہیونکی طرح میرے نبی کی حدیثون کو کُتر رہے ہین۔

اقول

ناظرین خدارا انصاف احادیث نبویہ کو کُترنے والے بہلا وہ علما اور مولوی جو مخالف قادیانی کے ہین ہوسکتے ہین - ہرگز نہین - کیونکہ اونہون نے تو احادیث نزول مسیح وخروج دجال وظہور مہدی کو سلف صالحین کے مطابق تسلیم کیا ہوا ہے اگر اس تسلیم کا نام قطع وبرید اور کُترانا ہو تو چاہئی تہا کہ قرون ماضیہ مین ہر صدی کے سرے پر جو مجدد گذرے ہین اونکو بذریعہ کشف والہام سمجہایا جاتا کہ تم خود بہی اور دوسرونکو بہی اس عقیدہ سے کہ عیسے بن مریم بعینہ آسمان سے اتریگا یا کہ دجال ایک شخص معین ہوگا اور ایسا ہی امام مہدی فاطمی ہوگا یعنے اولاد فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے) باز آؤ اور روکو اور میری نبی صلعم کی احادیث کو بت کترو بلکہ غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدی موعود ظاہر ہوگا - سو ناظرین کو معلوم ہے کہ آج تک سب اہل اسلام اور مجدد دین اونکے اوسی عیسے بن مریم کو بعینہ بغیر مثیل اوسکے آسمان سے اترنیوالا مانتے آئے ہین اور ایسا ہی دجال شخصے اور مہدی فاطمی کو احادیث کا مدلول ٹہراتے رہے ہین اور کسی کو اس عقیدہ کے بارہ مین امتناعی الہام نہین ہوا لہذا اس الہامی عبارت منقولہ بالا مین چوہیون سے مراد علماء مخالفین للقادیانی نہین ہوسکتے بلکہ اس سے مراد وہی مولوی صاحبان ہین جنہون نے قادیان مین جاکر چوہے ڈالے اور ٹہوٹہیان پیالیان مین قادیانی صاحب کے ہم پیالہ وہم نوالہ ہوکر احادیث کو کُترنا شروع کیا تاکہ نیا عقیدہ درست کیا جاوے - الہامی عبارت کا معنے یہہ ہوا کہ قادیانی صاحب کو اللہ تعالی جل جلالہ فرماتا ہے کہ میری عبادت گاہ یعنے یہہ مسجد یا یہہ بیت الذکر یا یون کہو یہہ قلب تمہارا جو ان مولویون تمہارے کے جمع ہونے سے پہلے میری عبادت کی جگہ تہی اب بحکم فبئس القرین یا بحکم مقولہ سعدی علیہ الرحمۃ

بیت خیالات نادان خلوت نشین .:. بہم برکند عاقبت کفر و دین +

عبادت کی جگہ نہین رہی بلکہ تمہارے مولویون نے اپنا اپنا وطن اصلی چہوڑ کر اسی مسجد قادیان مین ڈیرے لگادیئے (یعنے متصل اوسکے) اور چوہونکی طرح میرے نبی کی احادیث کو کُترنا شروع کیا یا تیرے قلب مین ایسے اصول اور استنباطات شیطانیہ گہس گئے کہ میری عبادت کا نشان ہی نہ رہا - اس الہام کا یہہ معنے کیسے صاف طور پر اوس سے سمجہا جاتا ہے بخلاف اوس معنے کے جو قادیانی صاحب نے لکہا ہے اوسی صفحہ پر بعد نقل الہام مذکور لکہتے ہین

(عباذ نگاہ سے مراد اس الہام مین زمانہ حال کے اکثر مولویون کے دل ہین)

اقول

یہہ قادیانی صاحب کا تعصب یا جہالت ہے الہام مذکور کے معنے کو نہین سمجھے کیونکہ زمانہ حال کے وہ علما جو آپکے مخالف ہین وہ تو ہرگز اس الہام کا مصداق نہین بن سکتے اس کا مصداق وہی ہین جنہون نے اپنی اوطان اصلیہ کو چھوڑکر قادیانی کی مسجد کے پاس فروکش ہوکر چوہلے بنلئے - اور قادیانی صاحب کے ہم پیالہ و نوالہ ہو گئے - اونہین کی ٹہوٹہیان قادیانی مسجد مین ہین - بخلاف اون علماء کے جو قادیان مین نہین پونچے کیونکہ اونکی ٹہوٹہیان پیالے اپنے اپنے گہرونمین رکہی ہوئین ہین - قادیانی صاحب اگر بنظر انصاف دیکہین تو یہہ الہام نہایت وضاحت سے اونکو اور اونکے مولویون کو احادیث نبویہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے کُتَرنے سے روک رہا ہے مگر من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ حاکم فی جمیع الازمنہ ہے -

سوال

کیا گذشتہ زمانہ مین بہی ایسے لوگ گذرے ہین جنکو ایسے الہامات و مکاشفات درپیش آئے ہون اور اونہون نے بنا بر اون الہامات کے اپنے تئین عیسے بن مریم وغیرہ یقینی طور پر سمجہہ رکہا ہو

الجواب

ہان ایسے لوگ گذرے ہین مگر اونکو سابقہ عنایت الہٰیہ نے اپنے شیخ کے برزخ مین غالباً اور بغیر اسکے گا ہے ان جاہلانہ دعاوی سے جو برخلاف ہون کتاب و سنت کے ہٹاتی رہی الا ما شاء اللہ شیخ اکبر قدس سرہ فتوحات کے باب ۱۸۱ مین فرماتے ہین -

والجامع لمقامھم ان الشیخ عبارۃ عمن جمع جمیع ما یحتاج الیہ المرید السالک فی حال تربیتہ وکشفہ الی ان ینتھی الی الاھلیۃ للشیخوخۃ وجمیع ما یحتاج الیہ المرید اذا مرض خاطرہ وقلبہ بشبھۃ وقعت لہ لا یعرف صحتھا من سقمھا کما وقع لسھل فی سجود القلب وکما وقع لشیخنا حین قیل لہ انت عیسے بن مریم فید او یہ الشیخ بما ینبغی الخ

(حاشیہ: شیخ برزخ)

حضرت شیخ فرماتے ہین کہ ہمارے شیخ کو بہی یہہ شبہہ واقع ہوا تہا اور اوسکو اس الہام نے کہ (تو عیسے بن مریم ہے) دہوکہ دیا تھا۔

سوال

کیا قادیانی صاحب کو بہی اہل اللہ کیطرح یہہ شبہہ واقع ہوا ہے یا مفتری علی اللہ ہین۔

جواب

جہانتک اونکے دعاوی و مضامین کی اصلاح ہو سکتی ہے دریغ نہین کیا جاتا مگر تاہم بعض الہامات اونکے مفتری کہنے پر مجبور کرتے ہین چنانچہ الہام ارادہ قتل محرر سطور کے بارہ مین یعنے مین اونکے قتل کرنیکا ارادہ رکہتا ہون) اور اسمین بہی شک نہین کہ اونکا اپنا اجتہاد اور استنباط (جو الہامی کلام سے کر لیتے ہین) وہ بالکل تلبیس ابلیس اور شیطانی دہوکہا ہے چنانچہ ھوالذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق الخ کے الہام سے اپنے کو رسول قرار دے لیا ہے اور چند مکاشفات و الہامات مخترعات کے ذریعہ سے جو خود ہی اپنے کاذب ہونے پر صریح شہادت دے رہے ہین مثلاً انا انزلناه قریباً من القادیان کا قرآن مین لکہا ہوا دیکہنا) اونکو دہوکہا لگ رہا ہے اور اس اشتہار مین آئیہ فلا یظہر علی غیبه احداً الا من ارتضی من رسول سے متمسک ہو کر یہہ نتیجہ نکال لیا کہ مین نبی اور رسول ہون حالانکہ ازالہ اوہام مین خضر مصاحب موسیٰ کے شان مین لکہا ہے کہ صرف مُلہم ہی تہا نبی نہین تہا اوسکے بارہ مین اس استدلال نے کام نہ دیا شائد انکا الہام خضر کے الہام سے سچا ہوگا۔ الغرض اکثر الہامات اونکے تو کاذب ہونے کیوجہ سے اونکو مفتری علی اللہ قرار دیتے ہین اور بعض الہامات گوکہ فی نفسہا صحت رکہتے ہین مثل آیات قرآنیہ مُلہمہ کی مگر اونسے اولٹا نتیجہ نکالنے کے باعث ہے اونپر پوری جہالت کا دہبہ لگاتے ہین اور معہذا تلبیس ابلیس ہونیمین بہی کوئی شک نہین رہتا بہلا یہہ ممکن ہے کہ سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی کرم اللہ وجہہ جیسے شخص کو (جسکے مکاشفات والہامات کے صادق ہونے پر تاریخ شہادت دیتی ہے) (لا انه لا نبوۃ بعدی) فرما کر (نبی غیر تشریع) کے لقب سے بہی مایوس فرماوین اور آپکو (فلا یظہر علی غیبه احداً الا من ارتضی من رسول) کا مطلب العیاذ باللہ سمجھہ مین نہ آوے تاکہ اس آیتہ سے متمسک ہو کر

علی کرم اللہ وجہہ کو نبی کا لقب عطا فرما دیوین اب اگر ایسے استدلالات و اجتہادات کو تلبیس شیطانی نہ کہا جاوے تو اور کیا نام رکھین اور بہت ہی تعجب ہے کہ قادیانی صاحب ملہم ہونے کی وجہ سے نبی ہو جاوین اور خضر علیہ السلام اس لقب سے محروم رہین -

قادیانی کے الہامات کی تقسیم

(۱) الہامات کاذبہ جنکے کاذب ہونے پر وہ خود ہی گواہ ہین

(۲) الہامات کاذبہ جنکو بوجہ نہ پورا نکلنے اونکے کاذب سمجھا گیا ہے اس قسم کے الہامات کو واقف کارون اور قادیانی صاحب سے تعارف رکھنے والیون نے لکھا ہے چنانچہ عنقریب نقل کئے جاوینگے -

(۳) الہامات صیادیہ جنکا ابن صیاد کے الہام کیطرح اگر سر ہے تو پانون نہین اگر پانون ہین تو سر نہین سورہ دخان کو آنحضرت صلعم نے توریہ فرما کر ابن صیاد سے (جو اوسوقت مدینہ طیبہ مین بوجہ ظاہر کر دینے امور غیبیہ کے مشہور تہا امتحاناً فرمایا کہ خَبَّئْتُ لَکَ یعنے مینے تیرے سے کوئی چیز چہپا رکہی ہے تو بتا دے کہ وہ کیا چیز ہے اوسنے جواب دیا کہ دُخ - دخان سے دخ کا پتہ دیا پہر آپنے فرمایا اِخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَکَ یعنے خوار ہو پس تو اپنے قدر سے ہرگز تجاوز نہ کریگا - حضرت شیخ قدس سرہ اسکا نام مکر آلہی اور استدراج رکہتے ہین اور اس منزل مین لغزش سے بچنے کا طریق بیان فرماتے ہین کہ اگر صاحب اس منزل کا سارے تصرفات مین خدا کی جانب سے اطلاع نہ پا سکے تو اتنا اہتمام اوسکے لئے نہایت ضروری ہے کہ اوس میزان کو جو اوسکے لئے مقرر کیا گیا ہے یعنے اپنے پیغمبر کا شرع) ہرگز نہ چہوڑے تا کہ وہ میزان اوسکو اس مکر آلہی سے محفوظ رکہے قال الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الباب الاربعین وثلثمائتہ وھو منزل عظیم فیہ من المکر الالٰہی والاستدراج ما لا تامن مع العلم بہ الملائکۃ من مکر اللہ فالعاقل اذا لم یکن من اھل الاطلاع فی تصرفاتہ فلا اقل من انہ لا یزیل المیزان المشروع لہ الوزن بہ فی تصرفاتہ من یدہ بل من یمینہ فیحفظہ فی نفس الامر من ھذا المکر قادیانی صاحب ہی اگر میزان شرعی کو اپنے دائین ہاتہ سے نہ چہوڑتے اور آپکے فرمان

له یعنے بالفرض اگر قادیانی کو الہامات صحیح ہوتے تو اقسام مذکورہ مین سے ہونگی خلاف شرع کی وجہ سے - محمد رضا عفی عنہ ۱۲

پاک (الا انه لانبوة بعدی) کو زیر توجہ رکھتے تو اس مکر الٰہی اور استدراج سے محفوظ رہتے۔ اب میزان شرعی کو چھوڑ دینے کی وجہ سے ابن صیاد کے شریک رہے اللہ تعالی اونکو اور ہم کو بہی میزان شرعی کے محکم پکڑنیکی توفیق عطا فرماوے۔ ابن صیاد کا مادہ صرف اخبار غیبی کا تہا قادیانی صاحب استنباط و اجتہاد کے روسے اوس سے سبقت لے گئے ہین۔

(۴) الہامات شیطانیہ انسیہ جن کو کیسے آدمی پڑہے ہوے نے اوسکی قلب مین ڈالدیا ہے

(۵) الہامات شیطانیہ جنیہ۔

(۶) الہامات شیطانیہ معنویہ جن کا ذکر فتوحات کی عبادت مسطورہ ذیل مین مندرج ہے۔ قال الشیخ الاکبر قدس سرہ فی الباب الخامس والخمسین اعلم ان الشیطان قسمان قسم معنوی وقسم حسی ثم القسم الحسی من ذلك علی قسمین شیطانی انسی وشیطانی جنی یقول الله تعالی شیاطین الانس والجن یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا ولوشاء ربك ما فعلوه فذرهم وما یفترون۔ فجعلهم اهل الافتراء علی الله وحدث فیما بینهما شیطان معنوی[۲] پیدا ہوجاتا ہے وذلك ان شیاطین الجن والانس اذا القی من القی منهم فی قلب الانسان امرا ما یبعده عن الله به فقد یلقی امرا خاصا وهو خصوص مسئلة بعینها یعنے کبہی شیطان انسان کے دل مین ایک خاص شخصی مضمون ڈالدیتا ہے (مثلاً تو مسیح موعود ہے) وقد یلقی امرا عاما ویترك فان کان امرا عاما فتح له فی ذلك طریقا الی امور لایتفطن لها الجنی ولا الانسی یتفقه فیها ویستنبط من تلك الشبه امورا اذا تکلم بها تعلم ابلیس الغوایه فتلك الوجوه التی تنفتح له فی ذلك الاسلوب العام الذی القاه اولا شیطان الانس او شیطان الجن تسمی الشیاطین المعنویه لان کلا من شیاطین الانس والجن یجهلون ذلك یعنی کبہی ایک امر عام قاعدہ کے طور پر شیطان انسان کے دل مین ڈالتا ہے اور پہر کہولدیتا ہے وجوہ فاسدہ اور استدلالات کاسدہ کا دروازہ

[۲] یعنے شیطان جنی اور انسی کے مابین سے ایک شیطان معنوی

جنکو شیطان معنوی کہا جاتا ہے مثلاً جس شخص پر امور غیبیہ منکشف ہون تو وہ شخص نبی اور
رسول ہے گو کہ آنحضرت صلعم کے بعد ہین ہو وما قصد وہ علی التعیین وانما ارادوا
بالقصد الاول فتح ہذا الباب علیہ لانہم علموا ان قوتہ وفطنتہ ان یدقق
النظر فیہ فینقدح لہ من المعانی المہلکۃ ما لا یقدر علی ردہ بعد ذلک و
سبب ذلک القصد الاول فانہ اتخذہ اصلاً صحیحاً وعوّل علیہ فلا یزال
التفقہ وفیہ یسوقہ حتی یخرج بہ عن ذلک الاصل وعلی ہذا اجری اہل
البدع والاہواء فان الشیاطین القت الیہم اصلاً صحیحاً لا یشکون فیہ
ثم طرءت علیہم التلبیسات من عدم الفہم حتی ضلوا فینسب ذلک الی الشیطان
بحکم الاصل وما علموا ان الشیطان فی تلک المسائل تلمیذہم یتعلم منہم حاصل
عبارت ہذہ کا یہہ ہے کہ جس شخص کو شیطان جنی بہکانا چاہے تو کبھی ایک مضمون خاص شخصی اوسکے
دلمین ڈالدیتا ہے اور کبھی مضمون عام۔ اور یہہ معاملہ اوسی کیساتھہ کرتا ہے جسکا مادہ مالیخولیانہ ہو
پہر وہ شخص طرح طرح کے استنباط وتفقہ واستدلالات وبراہین زعمیہ نکالتا ہے جن مین
مشاقی کیوجہ سے شیطان بہی اوسکی شاگردی پر نازان ہوتا ہے۔ مضمون خاص مثلاً (تو مسیح
موعود ہے) قادیانی سے پہلے بہی یہی مضمون کئے ایک لوگون کو القا ہو چکا ہے چنانچہ ابہی اوپر
بحوالہ فتوحات لکہا گیا ہے۔ مگر اون لوگون کو اپنے مشائخ کے ہدایات سے اور میزان شرعی کے
التزام سے اللہ جل شانہ نے محفوظ کرلیا کما قال سبحانہ وتعالی فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان
مضمون عام مثلاً (جسم ثقیل کا بالطبع میلان مرکز خاک ہی کی طرف ہوتا ہے) یا مثلاً (جس
شخص کو غیب کی خبرین معلوم ہوجائین وہ نبی اور رسول ہے گو کہ بعد آنحضرت صلعم کے ہی ہو)
یا مثلاً جنہنے آسمان اور زمین نئے پیدا کئے اور جو کوئی آسمان وزمین کو پیدا کرے وہ اللہ
ہوتا ہے لقولہ تعالی ہل من خالق غیر اللہ یا مثلاً مین سمیع بصیر ہون اور سمیع بصیر
بغیر خدا کے دوسرا نہین لقولہ تعالی انہ ہو السمیع البصیر۔ پس مین ہی خدا ہون
وغیرہ وغیرہ جو قادیانی صاحب وامروہی صاحب کی تالیفات سے بہت اور ارزان مل
سکتے ہین۔ نتائج مہلکہ۔ آنحضرت صلعم کے جسمانی معراج سے انکار۔ اور یہہ کہ مین ہی بشہادت

فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول) کے نبی اور رسول ہون وغیرہ اج کل یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا) کی ایک یہہ صورت بہی موجود ہے جس سے مسلمانونکو بچنا ضروری ہے کہ قادیان مین اربعہ غیر متناسبہ کی سرگوشی اور اونکے مشن کی تعلیم - اور باہر والیون کیلئے الحکم جو فی الواقع الشرار) ہے اللہ تعالی امت مرحومہ کو اس ایحاء کے سب اقسام سے سلامت رکہے - اربعہ غیر متناسبہ اسلئے لکہتا ہون کہ ایک صاحب کچہہ اور لکہہ رہے ہین دوسرے کچہہ اور تیسرے دونون سے برخلاف چوتھے تینون سے الگ - سب صاحبانکی خدمتمین بڑی ادب سے گذارش ہے کہ بحسب وصیت حضرت شیخ اکبر مسطورہ بالا آپ لوگ میزان شرعی کو محکم پکڑین - صورت اسکی یہہ ہے کہ کسی سمجہہ دار عالم سے علوم آلیہ پڑھکر ملکہ حاصل کرنیکے بعد قادیان مین بیٹھ کر تدریس اور ارشاد مین مشغول ہووین تاکہ آیتہ مسطورہ ذیل کا مصداق نہ آپ بنین اور نہ سادہ لوحون اردوخوانونکو بنانوین - قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا ؕ الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا ؕ اولئك الذین کفروا بآیات ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیمۃ وزنا ؕ ذلك جزاءھم جھنم بما کفروا واتخذوا ایتی ورسلی ھزوا ؕ خدا کی آیات کا تمسخر اس سے اوپر کیا ہوگا جو ایک عبدالبطن ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی الخ کو سنکر فرض کرو الہامی طور پر ہی سہی خود رسول و نبی بن بیٹھے - خدا کے رسولون کا بالخصوص افضل الرسل کا صلی اللہ علیہ وسلم تمسخر اس سے بڑھکر کیا ہوسکتا ہے کہ اونکی احادیث متواترہ کی قطع وبرید کرکر اپنے شیطانی الہام کے مطابق کیجاوین مطابقت بہی ایسی کہ دمشق سے خط منحنی ٹہرا (۱) نکلتا ہوا قادیان مین آپونچے مبد، خط خاص دمشق کو ٹہرانا کوئی وجہ نہین رکہتا اور دوسری کروٹ بدلنے پر اونکا انکار ہی کیا جاوے - اور اجماع امت مرحومہ کو کبہی کو رانہ اور کبہی وسعت انکار کرکر اوٹہا

(۱) قادیانی کو بحکم آنکہ دروغگو را حافظ نباشد یہہ خیال نہین رہا کہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۵۳ سطر ۱۰ پر لکہہ چکا ہون کہ خضر علیہ السلام باوجود ملہم ہونیکے نبی نہین تہا صرف ملہم تہا دیکہو ازالہ اوہام

اجماعی مسئلہ کے نقیض پر انعقاد اجماع کا کل امت مرحومہ کو اتہام دیا جاوے کمافی ازالۃ الاوہام
وایام الصلح وغیرہ وغیرہ اور عیسےٰ بن مریم کو مکار و فریبی اور انکے تین دادیون اور نانیون کو زناکار
کسبی عورتین لکہا جاوے کمافی ضمیمہ انجام آتہم اور آنحضرت صلعم کے کشف عینیہ شب معراج والی
کو غیر واقعی اور آپکو مدت عمر شریف تک باقی علی الخطاء قرار دیا جاوے العیاذ باللہ قال اللہ تعالےٰ
وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة للناس - قال ابن عباس رویا عین
معراج کا قصہ سنکر جو لوک اہل مکہ سے مرتد ہوے تہے اونکے بارہ مین فتنۃ للناس فرمایا گیا قادیانی
مشن کے لوک بہی بوجہ انکار معراج جسمی اور رویتہ عینی کے فتنۃ للناس کا مصداق ہین - حضرت
عایشہ کے قول کا ذکر عنقریب اسی کتاب مین آئیگا

سوال

امام عبد الوہاب شعرانی اپنی کتاب میزان کبریٰ کے صفحہ ۱۳ مین فرماتے ہین کہ صاحب کشف
مقام یقین مین مجتہدین کے مساوی ہوتا ہے اور کبہی بعض مجتہدین سے بڑہ جاتا ہے کیونکہ وہ
اُسی چشمہ سے چلو بہرتا ہے جس سے شریعت نکلتی ہے - اور پہر امام صاحب اسی جگہ یہہ
بہی لکھتے ہین کہ صاحب کشف اُن علوم کا محتاج نہین ہوتا جو مجتہدین کے حق مین اونکی صحت
اجتہاد کے لئے شرط ٹہرائے گئے ہین اور صاحب کشف کا قول بعض علما کے نزدیک آیت اور
حدیث کی مانند ہے - پہر صفحہ ۳۳ مین فرماتے ہین کہ بعض حدیثین محدثین کے نزدیک محل کلام ہوتی ہین
مگر اہل کشف کو اونکی صحت پر مطلع کیا جاتا ہے جیساکہ اصحابی کالنجوم کی حدیث - پہر صفحہ ۴۴ مین
فرماتے ہین کہ ہمارے پاس کوی دلیل عقلی یا نقلی نہین جو کلام اہل کشف کو رد کرے کیونکہ
شریعت خود کشف کی مؤید ہے پہر صفحہ ۴۸ مین فرماتے ہین کہ بہتیرے اولیاء اللہ سے مشتہر ہوچکا
ہے کہ وہ آنحضرت صلعم سے عالم ارواح مین یا بطور کشف ہم مجلس ہوئے اور اونکے ہم عصرون نے
انکے دعویٰ کو تسلیم کیا - پہر امام شعرانی صاحب نے ان لوگون کے نام لئے ہین جنمین سے ایک
امام محدث **جلال الدین سیوطی** بہی ہین اور فرماتے ہین کہ مینے ایک ورق جلال الدین سیوطی کا دستخطی
اونکے صحبتی شیخ عبد القادر شاذلی کے پاس پایا جو کسی شخص کے نام خط تہا جس نے اون سے
بادشاہ وقت کے پاس سفارش کی درخواست کی تہی سو امام صاحب نے اسکے جواب مین
لکہا تہا کہ مین آنحضرت صلعم کی خدمت مین تصحیح احادیث کیلئے جنکو محدثین ضعیف کہتے ہین حاضر ہوا

کرتا ہون چنانچہ اسوقت تک پچہتر دفعہ حالت بیداری مین حاضر خدمت ہوچکا ہون اگر مجہے
یہہ خوف نہ ہوتا کہ مین بادشاہ وقت کے پاس جانیکے سبب اس حضوری سے رُک جاؤنگا تو قلعہ
مین جاتا اور تیری سفارش کرتا۔

شیخ محی الدین عربی نے جو فتوحات مین اس بارے مین لکہا ہے اسمین سے بطور خلاصہ
یہہ مضمون ہے کہ اہل ولایت بذریعہ کشف آنحضرت صلعم سے احکام پوچہتے ہین اور انمین سے
جب کسی کو کسی واقعہ مین حدیث کی حاجت پڑتی ہے تو وہ آنحضرت صلعم کی زیارت سے
مشرف ہو جاتا ہے پہر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتے ہین اور آنحضرت جبرائیل سے وہ مسئلہ
جسکی ولی کو حاجت ہوتی ہے پوچھ کر اوس ولی کو بتا دیتے ہین یعنی ظلی طور پر وہ مسئلہ بنزول
جبرائیل منکشف ہو جاتا ہے۔ پہر شیخ عربی نے فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت
صلعم سے احادیث کی تصدیق کرا لیتے ہین بہتری حدیثین ایسی ہین جو محدثین کے نزدیک صحیح ہین
اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہین اور بہتری حدیثین موضوع ہین اور آنحضرت صلعم کے قول سے
بذریعہ کشف کے صحیح ہو جاتی ہین۔

اور فتوحات مکیہ مین ابن عربی صاحب نے یہہ بہی فرمایا ہے کہ اہل ذکر و خلوت پر وہ علوم لدنیہ
کہلتے ہین جو اہل نظر و استدلال کو حاصل نہین ہوتے اور یہہ علوم لدنیہ اور اسرار و معارف انبیا و اولیا
کے ساتہہ مخصوص ہین۔ اور جنید بغدادی سے نقل کیا ہے کہ اوہون نے تیس سال اس
درجہ مین رہکر یہہ رتبہ حاصل کیا ہے۔ اور ابو یزید بسطامی سے نقل کیا ہے کہ علماء ظاہر نے علم
مُردون سے لیا ہے اور ہمنے زندہ سے جو خدا تعالےٰ ہے۔ تم کلامہ۔ تو بموجب شہادت
نقول بالا ممکن ہے کہ قادیانی صاحب نے بہی بذریعہ کشف کے آنحضرت صلعم سے پوچہکر مسیح
موعود ہونیکا دعویٰ کیا ہو اور احادیث نزول کے معانی ماؤلہ حسب اجازت آنحضرت صلعم
کے بیان کئے ہون اور اپنے دعویٰ کے اثبات مین وہ احادیث جنکو علماء ظاہر ضعاف
مین سے شمار کرتے ہین آنحضرت صلعم سے صحیح کرلی ہون اور احادیث صحیحہ عند العلماء کو تعلیم
نبوی سے غیر صحیح سمجہہ لیا ہو۔

جواب

ف ۱ سوال سے یہانتک ازالہ اوہام کی عبارت ہے بالاختصار ۱۲ منہ

اقول چونکہ عبارت منقول بالاتم کلامہ تک ازالہ کے صفحہ ۱۴۹ سے ۱۵۳ تک کی ہے
لہذا قادیانی صاحب کو جلال الدین سیوطی اور شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ
کے کشفی فیصلہ کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ سو گذارش ہے کہ محی الدین بن عربی قدس سرہ
اور علامہ سیوطی بھی اور ایسا ہی شیخ محمد اکرم صابری صاحب کتاب اقتباس الانوار جسکو
عالم کشف مین آنحضرت صلعم نے اور خلفاء اربعہ وسیدنا ابی محمد عبد القادر جیلانی وسیدنا خواجہ
خواجگان معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری رضی اللہ عنہم نے مقبول فرمایا) نزول عیسے بن مریم
بعینہ کے قائل ہین بلکہ کل اہل کشف وشہود کا اوسی عیسے بن مریم بعینہ نہ بمثیلہ کے نزول پر
اتفاق ہے۔ اور ایسا ہی معراج جسمی آنحضرت صلعم پر بھی۔ حضرت محی الدین بن عربی قدس
سرہ فتوحات کے باب ۳۶۷ پر حدیث معراج مین فرماتے ہین فلما دخل اذا بعیسے علیہ
السلام بجسدہ عینہ فانہ لم یمت الی الآن بل رفعہ اللہ الی ھذہ السماء
واسکنہ بھا وحکمہ بھا وھو شیخنا الاول الذی رجعنا علی یدیہ ولہ
بنا عنایۃ عظیمۃ لایغفل عنا ساعۃ واحدۃ الخ یعنے آنحضرت صلعم نے شب
معراج مین عیسے علیہ السلام کو زندہ بجسدہ العنصری پایا۔ کیونکہ وہ ابتک مرا نہین الخ اور نیز
فتوحات کے باب ۷۳ مین کہتے ہین۔ ابقی اللہ بعد رسول اللہ من الرسل
الاحیاء باجسادھم فی ھذہ الدار الدنیا ثلثۃ وھم ادریس علیہ السلام
بقی حیا بجسدہ واسکنہ اللہ فی السماء الرابعۃ والسموات السبع ھن
من عالم الدنیا الی ان قال وابقی فی الارض ایضا الیاس وعیسے وکلا
ھما من المرسلین الخ اور علامہ سیوطی کی تفسیر درمنثور ملاحظہ ہو جو احادیث سے عیسے
بن مریم کا نزول اخیری زمانہ مین اور بعد اوسکے مدفن اونکا روضہ نبویہ مین علی صاحبہا الصلوۃ
والسلام ثابت فرماتے ہین۔ اکثر احادیث درمنثور کی شمس الہدایت مین لکھی گئی ہین۔
اور حدیث برملا دجی عیسے بن مریم کی فتوحات کی جلد اول مین ملاحظہ ہو جو شمس الہدایت
مین لکھ چکا ہون اور اس رسالہ مین بھی انشاء اللہ تعالی کسی جگہ نقل کیجاویگی جس سے چار ہزار
صحابی کا اجماع اوسی عیسے بن مریم بعینہ لابمثیلہ کے نزول پر پایا جاتا ہے۔

اور شیخ محمد اکرم صابری رح اقتباس الانوار کے صفحہ ۵۲ پر بروزی نزول کی تضعیف فرماتے
ہین چنانچہ لکھتے ہین[1] و بعضے برانند کہ روح عیسے در مہدی بروز کند و نزول عبارت ازین بروز است
مطابق این حدیث لا مهدي الا عيسے ابن مریم واین مقدمہ بہ غایت ضعیف است
پہر اسی کتاب کے صفحہ ۷۲ پر لکہتے ہین - ایک فرقہ بران رفتہ اند کہ مہدی آخر الزمان عیسے بن مریم
است واین روایت بہ غایت ضعیف است زیراکہ اکثر احادیث صحیح و متواتر از حضرت رسالت
پناہ صلعم ورود یافتہ کہ مہدی از بنی فاطمہ خواہد بود و عیسے مریم با و اقتدا کردہ نماز خواہد گذارد و
جمیع عارفان صاحب تمکین برین متفق اند چنانچہ شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ در فتوحات
مکی مفصل نوشتہ است کہ مہدی آخر الزمان از آل رسول صلعم من اولاد فاطمہ زہرا رض ظاہر شود
انتہی - قادیانی صاحب نے اس مقام پر بڑی چالاکی اور دجل سے کام لیا ہے آپ
اپنے تالیف ایام الصلح فارسی کے صفحہ ۱۸۰ پر اپنے دعوی کی تائید کیلئے شیخ محمد اکرم صابری
صاحب کو باین صفت موصوف کر کے (شیخ محمد اکرم صابری کہ از اکابر صوفیہ متاخرین بودہ
اند) صرف اسیقدر نقل کرتے ہین کہ (و بعضے برانند کہ روح عیسے در مہدی بروز کند و نزول عبارت
ازہمین بروز است مطابق این حدیث لا مهدی الا عیسی ابن مریم - بعد اسکے شیخ محمد اکرم
قدس سرہ کا قول ہذا (و این مقدمہ بہ غایت ضعیف است) حذف کر دیتے ہین تاکہ ہمارے
دعوی کی تردید محمد اکرم صاحب کے ہی قول سے نہ ہو جاوے - الغرض کل
اہل کشف و شہود[2] متغائر ہونے پر مہدی سے متفق ہین - ایسا ہی معراج جسمی آنحضرت صلعم پر بہی
ان سب سے قادیانی صاحب کا علیحدہ ہونا بڑی روشن دلیل ہے او سکے کاذب ہونے
پر کیونکہ ان لوگون کا کشف برابر آیت و حدیث کے ازالہ اوہام مین مانا گیا ہے -
اور نیز معلوم ہو کہ جو لوگ مقام علی بینۃ من ربہ اور کشف صحیح کے مالک ہوتے ہین
اونکا کشف مقولہ ایک امر کے بارے مین ایک ہی ہوتا ہے مختلف نہین ہوتا کما قال الشیخ
الاکبر ہم علی نور من ربہم نور علی نور ولو کان من عند غیر اللہ
لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا اب قادیانی صاحب سے دریافت کرنا چاہئے
کہ آپ مسیح موعود و مہدی موعود و دجال شخصی و معراج جسمی و آیات بینات قرآنیہ یعنے

[1] مطابق احادیث صحیحہ عیسے بن مریم بنفسہ نزول [illegible]

معجزات کے بارہ مین کسلئے علامہ سیوطی ومحی الدین بن عربی وکل اہل اللہ سے علیحدہ ہوگئے
اور آپکے مونہہ سے اقوال متناقضہ کیون نکلتے ہین آپ اس اشتہار مین غیب مصفی پر اطلاع پانے
اور ملہم ہونے کی وجہ سے آیتہ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول
سے متمسک ہوکر نبی ورسول بن گئے اور خضر مصاحب موسیٰ جیسے ملہم کو جسکی پیشین گویون کی
صداقت پر قرآن کریم شاہد ہے - آپ ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۵۳ سطر ۹ پر نبی نہین مانتے چنانچہ
لکھتے ہین (وہ شخص جس نے کشتی کو توڑا اور ایک معصوم بچہ کو قتل کیا جسکا ذکر قرآن شریف مین
ہے وہ صرف ایک ملہم ہی تہا نبی نہین تہا) کیا آپکی پیشین گویونکی صداقت خضر علیہ السلام کی صداقت
پر بڑہی ہوی ہے لہذا آپ نبی ورسول ہین اور وہ صرف ملہم ہے نہ نبی -
اور نیز آپ کبہی مسیح بن مریم کو انجیل مین کشف کی آنکہہ سے مدفون دیکہتے ہین - اور کبہی کشمیر
خاص سری نگر مین - بلکہ انا انزلناہ قریبًا من القادیان کو قران مجید مین لکہا ہوا ملاحظہ کرتے ہین
کیا ایسے ہی مکاشفات کو قران مجید اور توریت وانجیل وزبور کے ہم پلہ سمجہتے ہین اور حلفی طور پر
بیت اللہ مین کہڑے ہوکر بیان کرنیکا معتقدین کو سہارا دیتے ہین - اونہین سے عقلمند تو
تاڑ گئے ہین ہم اسجگہ نقل کرنا (پیشین گوئی متعلقہ ڈپٹی آتہم) کا غیر مناسب نہین سمجہتے
یہہ پیشین گوئی مرزاجی نے ۵ - جون ۱۸۹۳ء کو امرتسر مین عیسائیون کے مباحثہ کے خاتمہ پر اپنے
حریف مقابل مسٹر اتہم کی نسبت کی تہی جسکے اصل الفاظ یہہ ہین -
آج رات جو مجہپر کہلا ہے وہ یہہ ہے کہ جبکہ مین نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب آلہی
مین دعا کی کہ تو اس امر مین فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہین تیرے فیصلہ کے سوکچہہ نہین کرسکتے تو
اوسنے مجہے یہہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث مین دونون فریقون مین سے
جو فریق عمدًا جہوٹ کو اختیار کررہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنون مباحثہ
سے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنے پندرہ ماہ تک ہاویہ مین گرایا جاویگا اور اوسکو
سخت ذلت پہونچے گی - بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے
خدا کو مانتا ہے اوسکی اوس سے عزت ظاہر ہوگی اور اوسوقت جب پیشین گوئی ظہور مین

ا؎ نقل از رسالہ (الہامات مرزا) مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ۱۲

آئینگی بعض اندھے سوجا کھے کئے جائینگے اور بعض لنگڑے چلنے لگینگے اور بعض بہرے سننے لگینگے (جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸) پھر فرماتے ہین - مین حیران تھا کہ اس بحث مین کیون مجھے آنیکا اتفاق پڑا - معمولی بحثین تو اور لوگ بھی کرتے ہین اب یہہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کیلئے تھا - مین اسوقت اقرار کرتا ہون کہ اگر یہہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنے وہ فریق جو خدا تعالی کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ مین آجکی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ مین نہ پڑے تو مین ہر ایک سزائے کے اوٹھانے کیلئے تیار ہون مجھکو ذلیل کیا جاوے - روسیاہ کیا جاوے میرے گلے مین رسہ ڈالدیا جاوے مجھکو پھانسی دیا جاوے - ہر ایک بات کیلئے تیار ہون - اور مین اللہ جلشانہ کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا - ضرور کریگا ضرور کریگا - زمین آسمان ٹل جائین پر اوسکی باتین نہ ٹلینگی - حوالہ مذکور) اس پیشین گوئی کا مضمون بالکل صاف ہے یعنے ڈپٹی آتھم جسنے مسیح کو خدا بنایا ہوا ہے اگر مرزاجی کیطرح موحد و مسلم نہ ہوا تو عرصہ پندرہ ماہ مین مرجائیگا اور ہاویہ مین گرایا جائیگا مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا - اسلام اگرچہ اپنی حقیقت مین ایسے مکاشفات کا محتاج نہین لکن تاہم مرزاجی نے مخالفین سے اسلام پر دھبہ لگوایا - اس پیشین گوئی کے متعلق مرزاجی نے جو جو حیرت انگیز چالاکیین کی ہین اونکی تردید اس پیشین گوئی کے الفاظ ہی سے ظاہر ہے - جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے رسالہ (الہامات مرزا) مین وہ تردید لکھی ہے کہ جس سے بڑھکر متصور نہین اور یہہ پیشین گوئی مع نظائر اوسی رسالہ سے نقل کی گئی ہے

چٹھی

اسجگہ پر نقل کرنا اوس چٹھی کا جو خانصاحب محمد علیخان رئیس مالیر کوٹلہ نے اتھم والی پیشین گوئی کے خاتمہ پر بھیجی تھی) ضروری ہے تاکہ مسلمانونپر صداقت پیشین گویون مرزاجیو کی بخوبی ظاہر ہوجاوے اور مرزاجیو کے بیت اللہ مین حلف اوٹھانیکا دھوکھا نہ کھائین -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - مولینا مکرم سلمکم اللہ تعالی ! السلام علیکم ! آج ۷ ستمبر ہے اور پیشین گوئی کی میعاد مقررہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تھی گو پیشین گوئی کے الفاظ کچھ ہی ہون لیکن آپنے خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ ۱۵ ماہ کے عرصہ مین آجکی تاریخ سے بہ سزائے موت ہاویہ مین نہ پڑے تو مین ہر ایک سزا کے اوٹھانیکے لئے تیار ہون - مجھکو ذلیل کیا جاوے -

روسیاہ کیا جاوے - میرے گلے مین رسّا ڈالدیا جاوے - مجھکو پھانسی دیا جاوے - ہرایک
بات کیلئے تیار ہون اور مین اللہ جلشانہ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ ضرور وہ ایسا ہی کریگا - ضرور
کریگا - ضرور کریگا زمین و آسمان ٹل جاوین پر اوسکی باتین نہ ٹلینگے - اب کیا پشین گوئی اُنکی
تشریح کے موافق پوری ہوگئی - نہین - ہرگز نہین - عبداللہ آتھم اب تک صحیح و سالم موجود
ہے اور اوسکو بہ سزاے ہاویہ مین نہین گرایا گیا - اگر یہہ سمجھو کہ پشین گوئی الہام کے الفاظ کی
بموجب پوری ہوگئی - جیساکہ مرزا خدابخش صاحب نے لکھا ہے اور ظاہری معنے جو سمجھی
گئی تہے وہ ٹھیک نہ تہے - اول تو کوئی ایسی بات نظر نہین آتی جسکا اثر عبداللہ آتھم صاحب
پر پڑا ہو - دوسری پشین گوئی کے الفاظ یہہ ہین - اس بحث مین دونون فریقون مین سے
جو فریق عمداً جہوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو
خدا بنا رہا ہے - وہ انہین دنون مباحثہ کے لحاظ سے یعنے فی دن ایک ماہ لیکر یعنے ۱۵ ماہ
تک ہاویہ مین گرایا جاویگا - اور اوسکو سخت ذلت پوچہیگی - بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نہ
کرے اور جو شخص سچ پر ہی اور سچے خدا کو مانتا ہے اُسکی اُس سے عزت ظاہر ہوگی -
اور اُسوقت جب پشین گوئی ظہور مین آویگی بعض اندھے سوجا کہے کئے جاینگے بعض لنگڑی
چلنے لگینگے بعض بہرے سننے لگینگے پس اس پشین گوئی مین ہاویہ کے معنے اگر آپکے تشریح
کے بموجب نہ لئے جاوین اور صرف ذلت اور رسوای لیجائے تو بیشک ہماری جماعت
ذلت اور رسوائی کے ہاویہ مین گر گئے - عیسائی مذہب اُسی حالت مین سچا سمجہا جاوے
اگر یہہ پشین گوئی سچی سمجھی جائے جو خوشی اسوقت عیسائیون کو ہے وہ مسلمانونکو کہان -
(مسلمانون کو تو نہین بلکہ مرزائیون کو) شرمندگی اور بڑی شرمندگی ہوئی - پس اگر اس
پشین گوئی کو سچا سمجہا جاوے تو عیسائیت ٹھیک ہے کیونکہ جہوٹے فریق کو رسوائی اور
سچے کو عزت ہوگئی - اب رسوائی مسلمانون کو ہوئی - میرے خیال مین اب کوئی تاویل نہین
ہوسکتی - دوسرے اگر کوئی تاویل ہوسکتی ہے تو یہہ بڑی مشکل کی بات ہے کہ ہر پشین گوئی
کے سمجہنے مین غلطی ہوئی - لڑکے کی پشین گوئی مین تفاول کیطور سے ایک لڑکے کا نام
بشیر رکہا وہ مرگیا - تو اسوقت ہی غلطی ہوئی - اب اس معرکہ کی پشین گوئی کے اصلی

ط مرزائی الٹی ہے

مفہوم کے نہ سمجھنے نے تو غضب ڈہا دیا۔ اگر یہہ کہا جاوے کہ اُحد مین فتح کی بشارت
دیگئی تہی۔ آخر شکست ہوئی تو اسمین ایسے زور سے اور قسمون سے معرکہ کی پیشین گوئی
نہ تہی۔ اور اوسمین لوگون سے غلطی ہوگئی تہی۔ اور آخر پہر جب مجتمع ہوگئے تو فتح ہوئی۔
کیا کوئی ایسی نظیر ہے کہ اہل حق کو بالمقابل کفار کے ایسے صریح وعدے ہوکر اور معیار
حق و باطل ٹہراکر ایسی شکست ہوئی ہو۔ مجہکو تو اب اسلام پر شبہے پڑنے شروع ہوگئے
لیکن الحمد للہ کہ ابتک جہانتک غور کرتا ہون اسلام بالمقابل دوسرے ادیان کے اچہا
معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آپکے دعاوی کے متعلق تو بہت ہی شبہہ ہوگیا۔ پس مین نہایت
بہرے دل سے التجا کرتا ہون کہ آپ اگر فی الواقع سچے ہین تو خدا کرے کہ مین آپ سے
علیحدہ نہون۔ اور اس زخم کیلئے کوئی مرہم عنایت فرمائین جس سے تشفی کلی ہو۔ باقی
جبیک لوگون نے پہلے ہی مشہور کیا تہا کہ اگر یہہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو آپ یہی کہدینگے
کہ ہاویہ سے مراد موت نہ تہی۔ الہام کے مفہوم سمجہنے مین غلطی ہوئی۔ براہ مہربانی بدلائل
تحریر فرماوین۔ ورنہ آپنے مجہکو ہلاک کر دیا۔ ہم لوگونکو کیا موہنہ دکہائینگے (لوگونکی پرواہ
نہ کرو۔ خدا کو کیا موہنہ دکہاؤگے) مین برائے استفادہ نہایت دلی رنج سے یہہ
تحریر کر رہا ہون — راقم محمد علیخان

سوال

قادیانی صاحب کی صرف ایک ہی کمال کا اگر خیال کیا جاوے تو بہی ایسے شخص کو برا
نہین کہا جا سکتا کیونکہ اونسنے اسلام کی حقیت پر براہین قاطعہ قائم کر کر مخالفین دین
اسلام کو لاجواب کر دیا ہے۔

جواب

براہین قاطعہ کا نمونہ انہین دلائل کو جنکی تردید ہو رہی ہے خیال فرمالیوین۔ کیا ایسے
ہی جاہلانہ خیالات کو براہین نام رکہا جاتا ہے ہرگز نہین۔ اسلام کا خدا خود حافظ ہے
اور خود ہی اوسکی حقیقت مخالفین کو ہر زمانہ مین لاجواب کر رہی ہے اور کریگی قادیانی صاحب
نے جو بصورت دوست اور بمعنی اسلام کے دشمن تہے) جہالت کیوجہ سے اسلام کی
بیخ کنی کر دی تہی مگر الحمد للہ کہ علماء اسلام نے اسکا تدارک کرلیا۔ سعدی علیہ الرحمت نے
سچ کہا ہے بیت ترا اژدہا گر بود یار غار ✤ ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار ✤

اور مخالفین سے آنحضرت صلعم کے شان مین وہ وہ کفریات بکولٔے کہ خدا نہ سنائے بلکہ
جریدہ عالم پر اونکو بوجہ تحریری ہونے اونکے ثبت کرا دیا الحمد اللہ والمنۃ کہ اللہ جل شانہ
بحسب وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے ہمیشہ اوسکو پیشین
گویون مین ناکامیابی دیتا رہا تاکہ عوام کالانعام اسکو بوجہ صداقت پیشین گوئی کے کتاب وسنت
کے بیان مین سچا نہ سمجہہ لین بلکہ یہہ جان لین کہ یہہ شخص قرآن اور سنت کا مُحرّف ہے کیونکہ
اکثر فی زماننا قرآن دانی کا معیار جہاٰلون کے ہاتہہ مین صرف پیشین گویونکی صداقت ہی رہ
گئی ہے۔

عیسے ابن مریم کے نزول پر اجماع

یعنے اس بات پر کل امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ عیسے بن مریم بعینہ نہ بمثیلہ کما اخترعہ
القادیانی آسمان سے بحسب پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اترینگے اور
ظاہر ہے کہ نزول جسمی بعینہ بغیر اسکے کہ رفع جسمی بحالت زندگی مانا جاوے ممکن نہین لہذا بڑے
زور سے ہم کہتے ہین کہ کل امت کا جیسے کہ نزول مذکور پر اجماع ہے ایسا ہی حیات مسیح
عندالرفع پر بہی یعنی آسمان کیطرف اوٹہایا جانے کیوقت مسیح کی حیات پر سب کا اتفاق
ہے بحکم مقدمہ مذکورہ کہ نزول فرع ہے رفع کی۔ رہا یہہ کہ قبل از رفع بہی مسیح زندہ رہا
کما ہو مذہب الجمہور یا وفات پاکر بعد ازان اوٹہانیکیوقت زندہ کیا گیا کما ہو مذہب النصاریٰ
وبعض اہل الاسلام مثل مالک رحمۃ اللہ سو یہہ مسئلہ مختلف فیہا ہے اسپر اجماع نہین کیونکہ
امام مالک وفات کے قائل ہین نصاریٰ کا قول بحیات المسیح بعد وفاتہ تو اونکی کتابون سے
ظاہر ہے اور مالک رضہ کا قائل ہونا بحیات المسیح عندالرفع۔ اونکے بڑے بڑے معتبرون
مقلدون کی تصریحات سے پایا جاتا ہے ورنہ مقلدین امام مالک اپنے امام سے علیحدہ نہ
ہونے اور بر تقدیر علیحدہ ہونیکے نزول جسمی بعینہ کو جو فرع ہے رفع جسمی بعینہ کی مجمع علیہ
کل امت مرحومہ کا نہ لکہتے لہذا مجمع البحار مین (قال مالک مات) کے بعد شیخ محمد طاہر
یہہ تاویل لکہتے ہین ولعلہ اراد رفعہ علی السماء او حقیقۃ ویجیٔ آخر الزمان
لتواتر خبر النزول اس تقریر سے واضح ہوا کہ مسئلہ نزول کیطرح حیات مسیح پر بہی اجماع
ہے کل اہل اسلام اسپر متفق ہین بلکہ نصاریٰ بہی اسمین مسلمانون سے الگ نہین۔ مگر اجماعی

حیات الی مابعد النزول وہ ہے جو مسیح کیلئے عند الرفع مانی گئی ہے۔

اس مضمون پر عبارات مسطورہ ذیل شاہد ہین امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ فقہ اکبر مین فرماتے ہین وخروج الدجال ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من المغرب ونزول عیسی علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیمۃ علی ما وردت بہ الاخبار الصحیحۃ حق کائنٌ (فقہ اکبر) اور یہی مذہب ہے کل ائمہ شفعویہ کا یعنے سب اوسی عیسے بن مریم بعینہ لا بمثلہ کے نزول پر متفق ہین۔ چنانچہ ائمہ صحاح ستہ اور شیخ سیوطی وغیرہ کی تصریح سے ظاہر ہے۔

اور ائمہ مالکیہ کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ شیخ الاسلام احمد نفراوی المالکی نے فواکہ دوانی مین تصریح کردی کہ اشراط ساعت سے ہے آسمانون سے عیسے علیہ السلام کا اترنا۔ اور علامہ زرقانی مالکی شرح مواہب قسطلانی مین بڑی بسط سے لکھتے ہین۔ فاذا نزل سیدنا عیسی علیہ الصلوۃ والسلام فانہ یحکم بشریعۃ نبینا صلعم بالھام او اطلاع علی الروح المحمدی او بما شاء اللہ من استنباط لھا من الکتاب والسنۃ ونحو ذلک۔ اسکے بعد لکھتے ہین۔ فھو علیہ السلام وان کان خلیفۃ فی الامۃ المحمدیۃ فھو رسول ونبی کریم علی حالہ لا کما یظن بعض انہ یاتی واحدا من ھذہ الامۃ بدون نبوۃ ورسالۃ وجھل انھما لا یزولان بالموت کما تقدم فکیف بمن ھو حیٌّ نعم ھو واحدٌ من ھذہ الامۃ مع بقائہ علی نبوتہ ورسالتہ۔ اور علامہ سیوطی کتاب الاعلام مین فرماتے ہین انہ یحکم بشرع نبینا ووردت بہ الاحادیث وانعقد علیہ الاجماع۔

اور فتح البیان مین ہے کہ وقد تواترت الاحادیث بنزول عیسی حسما او ضح ذلک الشوکانی فی مؤلف مستقل یتضمن ذکر ما ورد فی المنتظر والدجال والمسیح وغیرہ فی غیرہ وصحح الطبری ھذا القول و وردت بذلک الاحادیث المتواترہ۔ فتح البیان صہ۳۴۳ ج (۲)

ائمہ اربعہ کے مسانید اور ایسے ہی اونکے مقلدین کے تصنیفات مین احادیث نزول موجود ہین

کسی نے نزول عیسے بن مریم کو نزول مثیل عیسے نہین لکھا بلکہ نزول جسد دبعینہ کی تصریح کر دی ہے
فتوحات کی نقلین بحوالہ الیواقیت ابھی گذر چکین ہین - اور نیز حضرت شیخ اکبر اس نزول کے اجماعی
ہونیکو اس عبارت سے باب ۳۶۷ مین ظاہر فرماتے ہین وانہ لاخلاف انہ ینزل
فی اخر الزمان الخ اور نیز حدیث بر شملادمی عیسے فتوحات مین موجود ہے جس سے چار
چار ہزار صحابی کا اجماع حیات مسیح پر معلوم ہوتا ہے وسیجئی انشاء اللہ تعالی الغرض کل
محدثین اور ائمہ مذاہب اربعہ اور اصحاب روایت و درایت اور صحابہ کرام چنانچہ حضرت عمرؓ
اور حضرت ابن عباس رضؓ اور حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود اور ابوہریرہ اور عبد اللہ بن سلام
اور ربیع اور انس اور کعب اور حضرت ابوبکر صدیق اور جابر و ثوبان اور عائشہ اور تمیم داری
وغیرہ اور بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابو داود اور بیہقی و طبرانی و عبد بن حمید و ابن
ابی شیبہ و حاکم و ابن جریر و ابن حبان و امام احمد و ابن ابی حاتم و عبد الرزاق وغیرہ وغیرہ کا
اجماع ہے عیسے ابن مریم کے زندہ اوٹھایا جانے اور اترنے پر بعینہ لا بمثیلہ کما قال شیخ الاسلام
الحرانی وصعود الآدمی ببدنہ الی السماء قد ثبت فی امر المسیح عیسی ابن
مریم علیہ السلام فانہ صعد الی السماء وسوف ینزل الی الارض وھذا
مما توافق النصاری علیہ المسلمین فانھم یقولون المسیح صعد الی السماء ببدنہ
وروحہ کما یقولہ المسلمون ویقولون انہ سوف ینزل الی الارض ایضا
وھذا کما یقولہ المسلمون وکما اخبر بہ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی
الاحادیث الصحیحۃ لکن کثیرا من النصاری یقولون انہ صعد بعد ان
صلب وانہ قام من القبر وکثیر من الیھود یقولون انہ صلب ولم یقم من قبرہ
اما المسلمون وکثیر من النصاری یقولون انہ لم یصلب ولکن صعد الی السماء
بلا صلب والمسلمون ومن وافقھم من النصاری یقولون انہ ینزل الی الارض
قبل یوم القیمۃ وان نزولہ من اشراط الساعۃ کما دل علی ذلک الکتاب
والسنۃ الخ اس تصریح سے ثابت ہے کہ قادیانی کا مذہب اس مسئلہ مین سب اہل اسلام سے
الگ ہے اور نیز اس سے ناظرین کو یقین ہو سکتا ہے کہ بلاشک قادیانی صاحب نے دین

کی پرلے درجہ کی تحریف کی ہے غیر اجماعی کو اجماعی بنا دیا اور اجماعی کو غیر اجماعی اور جہّال کو کیسے کیسے دھوکے دئیے ہین کہ پناہ بخدا۔ ایہا الناظرون قادیانی صاحب کا دعویٰ کہ مسیح موعود خود مین ہی ہون مقدمات ذیل پر مبنی ہے ۱ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے ۲ موتی مرنے کے بعد دوبارہ دنیا مین نہین آتے ۳ الہام۔ جواباً اتنا ہی کافی معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی صاحب کا الہام بوجوہ مذکورہ بالا جو اوسکے بطلان پر شاہد ہین مفید مدعیٰ نہین ہوسکتا مگر ناظرین کے اطمینان کیلئے مقدمہ اوّل و ثانیہ کیطرف بہی متوجہ ہونا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ پہلے مقدمہ کی تائید مین قادیانی صاحب نے لکھا ہے کہ کسی بشر کا آسمان پر جانا محال ہے اور آنحضرت صلعم کا معراج جسمانی نہین ہوا چنانچہ ازالہ کے صـ ۴۷ مین لکھدیا کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھہ نہین تہی بلکہ وہ نہایت اعلےٰ درجہ کا کشف تہا اور اس قسم کے کشفون مین مولف (قادیانی) خود صاحب تجربہ ہے انتہی۔ اور آیۃ او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔ کو اونہون نے امتناع صعود علی السماء کیلیے دلیل ٹہرایا ہے حالانکہ یہی آیت ثابت کر رہی ہے کہ کسی بشر مقدس کا آسمان پر جانا محال نہین کیونکہ اس آیت مین آنحضرت صلعم سے اوسوقت کے موجودہ کفار نے وہ امور طلب کئے تہے جنکا وقوع بہ نسبت انبیاء سابقہ کے اونکے مسلّمات مین تہا اور اونہین امور کو منجملہ دلائل دعویٰ نبوت کے خیال کرتے تہے چنانچہ اونہون نے کہا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا (ہم تجہہ پر ایمان نہ لاوینگے جب تک کہ تو زمین پہاڑ کر (حضرت موسیٰ کیطرح ہمارے لئے پانی کا چشمہ نہ نکالے او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا (یا تیرے لئے (ابراہیم کیطرح جسپر کہ آتش نمرود باغ ہوگئی) ایک باغ ہو کہجور اور انگور کا جسکے بیچ تو نہرین نکالے (اوتسقط السماء کما زعمت علینا کسفا (یا تو ہمپر آسمان کے ٹکڑے حسب مزعوم اپنے کے گرائے (جیسے کہ نبی اسرائیل پر کوہ طور اوٹہایا گیا تہا (او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا) یا تو خدا اور اوسکے فرشتونکو ہمارے سامنے لاوے (چنانچہ حضرت موسےٰ سے یہی سوال کیا گیا او یکون لک بیت من زخرف) یا تیرے لئے کوئی سنہری گہر ہو (چنانچہ ادریس

علیہ السلام کیلئے بہشت مین ہوا) اور ترقی فی السماء) یا تو آسمان پر (حضرت مسیح کیطرح
چڑھ جائے) ولن نومن لرقیك حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ) اور ہم تیرے
آسمان پر چڑہنے کو ہرگز نہ مانین گے یہانتک کہ تو آسمانون سے کوئی ایسی کتاب اوتار لاوے
جسکو ہم پڑھ سکین (الواح موسی کیطرح) ایہا الناظرون (لرقیك) مین لام تعلیل کیلئے
ہے ای لاجل رقیك) دیکھو فتح البیان - پس حاصل یہہ ہوا کہ ہم تیرے اوپر ایمان
اوسیوقت لائینگے جبکہ تو آسمان پر چڑھ گیا اور چونکہ تو چڑھ جائیگا تو پہلے ہم صرف تیرے چڑھ
جانے پر اکتفا نہین کرتے بلکہ یہہ بھی شرط لگاتے ہین کہ تو آسمان سے الواح موسی کیطرح کوئی ایسی
کتاب اوتار لائے جسکو ہم خود پڑھ سکین - اللہ تعالی بجواب سوال کفار کے فرماتا ہے کہ اے
محمد صلعم تو اونکو کہدے کہ (سبحان ربي) پاک ہے پروردگار میرا ہر عجز سے) یعنے وہ
ان سب امور بالا کے لانے پر قادر ہے ہان (ھل کنت الا بشرا رسولا) مین بذات
خود نہین ہون مگر اوسکا بندہ بہیجا ہوا ہون) لہذا ان امور کے سوال کرنیکا بہی بغیر اجازت اوسکے
مختار نہین ہون - ایہا الناظرون (سبحان ربي) سے بہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ امور
مذکورہ بالا ممتنعات سے نہین اور اللہ تعالی انکے ایقاع پر قادر ہے کجا یہہ کہ اسکو اولٹا امور
مذکورہ کے امتناع پر دلیل ٹہرایا جاوے ورلا تو چاہیے کہ کل امور مذکورہ بسوال کفار ممتنعات سے
ہون وھو باطل - بلکہ سورۂ بنی اسرائیل مین صاف فرما دیا کہ (ما منعنا ان نرسل بالایات
الا ان کذب بھا الاولون) ہمکو آیات بینات کے بہیجنے سے محمد صلعم کیطرف کسی چیز نے
نہین روکا بجز اسکے کہ پہلے انبیا جو ایسے معجزات اور آیات کے ساتھ آئے اونکی تکذیب کی گئی -
اور یہی مضمون ام عطار کی حدیث سے بہی ظاہر ہے روعن ام عطاء عن النبي قال والذی
نفسی بیدہ لقد اعطانی ما سألتم ولو شئت لکان ولکنہ خیرنی بین
ان تدخلوا باب الرحمۃ فیومن لیسلم وبین ان یکلکم الی ما اخرتم اہ ابن کثیر
آپ صلعم فرماتے ہین کہ یہہ امور اللہ تعالی نے مجہکو عطا فرمائے ہین اگر مین چاہون تو ہو جائین ولکن
اللہ تعالی نے مجھے مختار کیا ہے الخ - معراج شریف کی نسبت قادیانی صاحب کا لکہنا کہ (
اس جسم کثیف کے ساتھہ نہین تہے) سخت گستاخی اور بے ادبی ہے - گو کہ جسم شریف کی

کثافت بہ نسبت روح مطہر ہی کے خیال کیجائے - کیونکہ تاہم جسمی کثافت کو بوجہ دلیل ٹھہرانے امتناع صعود علی السماء کے تا بجدے ماننا پڑتا ہے کہ اور اجسام کی کثافت کیطرح صعود علی السماء کے مصادم ہو - ایہا الناظرون یہہ تو ثابت شدہ امر ہے کہ آنحضرت صلعم کے جسم مبارک کا سایہ زمین پر کبھی دیکھا نہین گیا - اسی لئے کہ روح کیطرح لطیف تھا جب آپکا بول اوس شخص کے حق مین جسنے اندھیری رات مین پانی کے خیال سے نوش کیا تھا عنبر اور مشک کیطرح موجب تعطر اور نورانیت ہوگیا تھا پس کیا ہوگا حال ذات مبارک کا اللھم صل وسلم وبارک وادم علی سیدنا محمد وآلہ وعترتہ وعلی جسمہ فی الاجسام وعلی روحہ فی الارواح وعلی قبرہ فی القبور وعلی مشہدہ فی المشاہد - قاضی عیاض شفا مین اور قاضی ثناء اللہ مالابد مین لکھتے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ کسی نوع کی بے ادبی کا مرتکب بجناب نبوی بلکہ کل انبیاء علیہم السلام کی نسبت خواہ مسلمان ہی کیون نہ ہو کافر واجب القتل ہے - اور پھر حیرت انگیز گستاخی یہہ ہے کہ قادیانی اپنے کو آنحضرت صلعم کا ہم پلہ اور آنحضرت صلعم کے کمالات کو اپنی کمالات تک محدود سمجھتا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ (اور اس قسم کے کشفون مین مولف (قادیانی) خود صاحب تجربہ ہے **اقول** فرض کیا کہ آپ کشفون مین صاحب تجربہ ہین تو کیا اس سے یہہ ثابت ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج آپ کے کشفی عروج وسیر سے اعلے درجہ پر نہ ہو - آنحضرت صلعم کے عروج کے نتائج مین سے نماز پنجگانہ کی فرضیت بھی ابدالدہر ثابت ہوئی - اور آپ کے کشف یا خواب وخیال نکاح آسمانی کو ایک لمحہ بھر کے لئے بھی ظہور مین نہین لایا - حضرت کیا ایسے معارج مالیخولیانہ عروج نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام سے نسبت رکھتے ہین - ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا +

ایہا الناظرون معراج جسمی آنحضرت صلعم کا بحالت بیداری آیۃ ذیل سے ثابت ہے (سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی) کیونکہ (سبحان) کا اطلاق اوسی موقع پر ہوتا ہے جہان کہین کسی امر عظیم الشان اور مستبعد اور محال عادی کا ذکر ہو اور ظاہر ہے کہ نیند مین آسمانون پر جانا یا اطراف السموات والارض مین سیر کرنا کوئی امر مستبعد اور ممتاز طور پر نبی کا خاصہ نہین اور نیز علاوہ صراحۃ یا اشارۃ - عمدا یا سہوا - منہ

(اسراء) کا استعمال نیند مین نہین آتا - قاضی عیاض - پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم کی اسرا
مثل اور انبیاء کے کشفی اور روحی نہ تہی بلکہ جسمی اور بحالت بیداری ہوئی ہان بعض احادیث کے
الفاظ سے مثل بین النائم والیقظان یا وھو نائم اور واستیقظت - معلوم ہوتا ہی
کہ معراج شریف بحالت منام ہوا ہے سو اسکی نسبت قاضی عیاض اور احمد عسقلانی فرماتے ہین کہ ان
الفاظ مین کوی حجت نہین کیونکہ محتمل ہے کہ جبرائیل کے آنیکیوقت یا اسرار کے شروع مین آنحضرت
صلعم سوئے ہوئے ہون اور ان احادیث سے یہہ نہین معلوم ہوتا کہ آپ تمام اسرار مین سوے
ہون - ہان ثم استیقظت کا لفظ دلالت کرتا ہے اسرار کے وقوع پر بحالت منام و نیند کے
لیکن اسکے معنی صبح کرنے کے بہی ہین یا محتمل ہی کہ اسرار کے بعد گہر مین سو گئے ہون - اور محتمل ہے
کہ یقظہ بمعنی ہوشیاری و افاقہ کے ہو جو اہل اللہ کو بعد از استغراق حاصل ہوتا ہے انتہی
ملخص قولہما - اور اونہین الفاظ مذکورہ کیطرح اختلاف روایات کا بہ نسبت تعیین مکان
اسرار کے موجب تشتت و اضطراب معلوم ہوتا ہے مگر مرقات اور لمعات مین وجہ جمع
بین الروایات اسطرح بیان کی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم شب اسرار مین ام ھانی کے گہر سوئے
ہوئے تہے اور ام ہانی کا گہر ابی طالب کے کوچہ مین تہا پہر اوسکے گہر کی چہت کہل گئی اور
آنحضرت صلعم نے بسبب اسکے کہ اوسمین رہا کرتے تہے اوسکو اپنا گہر کہا اور اوسی سے فرشتہ
اترا اور آنحضرت صلعم کو اوس گہر سے نکالکر مسجد کعبہ کیطرف لے گیا درحالیکہ آنحضرت صلعم
ام ہانی کے گہر آرام فرمارہے تہے اور نیند کا اثر باقی تہا پہر حطیم سے باب مسجد مین لاکر آنحضرت
کو براق پر سوار کرایا اور مکہ مین ہونا اس غرض سے بیان فرمایا کہ یہہ واقعہ مکہ مین ہوا نہ مدینہ
مین - مین کہتا ہون ان سب وجوہ تطبیق مذکورہ وغیرہا سے اطمینان بخش وہ وجہ ہے
جسکو رئیس المکاشفین محی الدین بن عربی قدس سرہ نے فتوحات کے باب ۳۶۷ مین لکہا ہے
ولو کان الاسراء بروحہ وتکون رؤیا راٰھا کما یری النائم فی نومہ ما انکرہ
احد ولا نازعہ احد وانما انکروا علیہ کونہ اعلمہم ان الاسراء کان
بجسمہ فی ہذہ المواطن کلہا (یعنی بر تقدیر معراج روحی کے انکار اوسکا کوئی معنی
نہین رکہتا ہان معراج جسمی کو بعید از عقل جانکر انکار کیا گیا -) اولہ صلی اللہ علیہ وسلم

اربعة وثلثون مرة الذي اسری به منها اسراء واحد بجسمه والباقی بروحه
رویا رآها آنحضرت صلعم کیلئے ۳۴ معراج ہوئے جنمین سے ایک جسمی تہا اور باقی روحی
عالم خواب مین - بعد اسکے فرماتے ہین ر و بهذا زاد علی الجماعة رسول الله صلی الله
علیه وسلم باسراء الجسم واختراق السموات والافلاك حسا وقطع مسافات
حقیقة محسوسة وذلك كله لورثته معنى لاحسامن السموات فما
فوقها ر یعنی معراج جسمی کیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باقی اہل اللہ پر فوقیت
اور زیادت ہے - مگر قادیانی صاحب ہرگز اس فضیلت و زیادت کو گوارا نہین کر سکتے
اب تو اہل مکاشفہ کے اقوال کو بہی چہوڑے جاتے ہین مع آنکہ جلد اول ازالہ مین اہل کشف خصوصًا
شیخ کی نسبت لکہا ہے کہ انکا قول علماء ظاہر کے اقوال پر راجح ہوتا ہے **اقول** تعدد معراج
کی تقدیر پر الفاظ مذکورہ و روایات مختلفہ مین تطبیق حاصل ہے اور یہی تقدیر احوال شریفہ
آنحضرت صلعم سے مناسب ہے گویا رویت منامی مقدمہ اور تمہید ٹہری معراج جسمی کیلئے
چنانچہ اکثر وقائع شریفہ مین ایسا ہی ہوا کرتا تہا - پہلے آپ کو بحالت خواب امور عینیہ دکہلائی دیتے
تہے بعد ازان مطابق خواب ظہور مین آتے تہے - تعدد معراج پر قادیانی کے تین اعتراضات
۱ اول انہین احادیث سے ثابت ہے کہ انبیا کیلئے خاص خاص مقامات آسمانونمین مقرر ہین
جن سے وہ آگے نہین بڑہ سکتے - چنانچہ گریہ اور بکا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بروقت جانے
آنحضرت صلعم کے ساتوین آسمان سے آگے اسی پر دال ہے - کیونکہ اگر حضرت موسیٰ کے اختیار مین
تہا کہ کبہی پانچوین آسمان پر آجاتے اور کبہی چہٹے پر اور کبہی ساتوین پر تو یہہ گریہ و بکا کیسا تہا -
جیسے پانچوین یا چہٹے سے ساتوین پر چلے گئے ایسا ہی آگے بہی جا سکتے تہے - **الجواب**
حضرت موسیٰ کا بکا اور رونا اسلئے نہ تہا کہ اونکو ساتوین آسمان سے آگے رفع نہ ہونے
بلکہ اونکا رونا بسبب فقدان کمال وعموم دعوت کے تہا جسکو حضرت موسیٰ نے اپنے مین
نہ پایا اور آنحضرت صلعم کی ذات مبارک مین یہہ کمال دیکہا چنانچہ امام بخاری باب المعراج حدیث
مالک بن صعصعہ مین لکہتے ہین ر فلما تجاوزت بکی قیل له ما یبکیك قال ابکی
لان غلاما بعث بعدی یدخل الجنة من امته اکثر من یدخلها

من امتی - بخاری - جب آنحضرت صلعم آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ رونے لگے - رونے
کی علت جب اونسے دریافت کی گئی تو کہا کہ میرا رونا اسلئے ہے کہ یہہ غلام نوجوان جو میرے
بعد مبعوث ہوا اسکی امت میری امت سے زیادہ جنت مین داخل ہوگی - گویا اپنی امت
پر رحمت کیوجہ سے یہہ رونا تہا نہ یہہ کہ وہ آگے نہین بڑھ سکتے - حال آنکہ مشکواۃ باب من حضرہ
الموت مین بروایت براء بن عازب مذکور ہے کہ کل نفوس کاملہ آسمان ہفتم تک رفع ہونیکے
بعد اپنے اپنے ابدان مین بامر الٰہی لوٹائے جاتے ہین (فیشیعہ عن کل سماء مقربو
ھا الی السماء التی تلیھا حتی ینتھی بہ الی السماء السابعۃ فیقول اللہ
عزوجل اکتبوا کتاب عبدی فی علیین واعیدوہ فی الارض الخ
علامہ زرقانی کی شرح مواہب پر نظر ڈالنے سے بخوبی محقق ہوجاتا ہے کہ شب معراج مین
جن انبیاء نے جہان جہان دکہائی دئے اونکے لئے اُن مقامات سماویہ کی کوئی تخصیص نہین
بلکہ اظہار تفاضل اور اون وجوہ اختصاص کیلئے تہا جنکو علامہ زرقانی نے شرح مواہب مین
مفصل لکھا ہے اور جدا جدا آسمانون مین دکھائی دینا تعیّن مقام کیلئے کیسے ہوسکتا ہے حال آنکہ
احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ ارواح کاملہ کے عروج مقامات مذکورہ تک ہی محدود نہین
اور اسی پر دال ہے وہ حدیث ذیل جسکو احمد اور مسلم اور نسائی نے ذکر کیا ہے -
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مررت علی موسیٰ لیلۃ اسری بی عند
الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ - آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ شب اسراء مین میری
گذر اوس سرخ ٹیلے کے پاس سے ہوئی جہان حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر مین کھڑے
ہوکر نماز پڑھ رہے تہے اور پہر اوسیوقت بیت المقدس مین آنحضرت صلعم سب انبیاء کیلئے
امام ہوئے اور پہر اونکو علیحدہ علیحدہ آسمانون مین دیکھا لحکمۃ یعلمھا الحکیم العلیم
اور علامہ زرقانی لکہتے ہین کہ ان حضرات کا جدا جدا آسمانون مین دیکہائی دینا دراصل اونکے
واردات خاصہ کیطرف اشارہ ہے جو اونکو اپنی اپنی قوم سے پیش آئے اور اوسی کی مثل
آنحضرت صلعم کو بہی درپیش آنیوالے تہے الخ رہا یہہ امر کہ اُن انبیا علیہم السلام کو آنحضرت صلعم
نے کل مواطن مین روحانی صورتین دیکہا یا بصورت عنصری جسدی - قرطبی کے نزدیک

ہی وہ اپنے اپنے اجساد کیساتھ مرے ہوئے اور لمعات مین دونون طرح دیکھائی دینے کو محتمل لکھاہے باینطورکہ اونکی روحین بصورت اجساد متمثل ہوگئی ہون مگر عیسے کہ اونکا اپنے جسم کے ساتھہ مرفوع ہونا ثابت ہے اور فتوحات مین حضرت شیخ نے بہی حضرت عیسے کے بارہ مین ایسا ہی لکھاہے کمامر قادیانی صاحب کا باتباع ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ دوسرا اعتراض تعدد معراج کے مطابق یہہ اعتقاد ہونا چاہیئے کہ ہر دفعہ اول پچاس نمازین مقرر کی گئین اور پہر پانچہ رہین جسپر بیجا اور لغوطور پر نسوخیت ماننی پڑتی ہے۔

جواب

فرضیت صلوۃ کا تعدد حالت خواب مین بطریق توطیہ کوئی مستبعد نہین ہان حالت بیداری مین اسکا تعدد بیجا اور غیر مناسب سمجہا جاتا ہے کما فی فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ تعدد معراج پر قادیانی صاحب کا تیسرا اعتراض (بلکہ یہہ حدیث جو بخاری کے صفحہ ۱۱۲ مین ہے خود اپنے اندر تعارض رکہتی ہے کیونکہ ایک طرف تو یہہ لکھہ دیا کہ بعثت کے پہلے یہہ معراج ہوئی تہی اور پہر اوسی حدیث مین یہہ بہی لکھاہے کہ نمازین پانچہ مقرر کرکے پہر آخرکار ہمیشہ کیلیئے پانچہ مقرر ہوئین اب ظاہر ہے کہ جس حالت مین یہہ معراج نبوت سے پہلے تہی تو اسکو نمازون کی فرضیت سے کیا تعلق تہا۔ اور قبل از وحی جبرئیل کیونکر نازل ہوگیا۔ اور جو احکام رسالت سے متعلق تہے وہ قبل از رسالت کیونکر صادر کیئے گئے۔ انتہی ملخصاً

جواب

ایہا الناظرون حدیث ذیل کے الفاظ کو غور سے دیکہین اور پہر قادیانی کی حدیث دانی وکمال علمی کا خیال فرماوین۔ عن شريك بن عبد الله انه قال سمعت انس بن مالك يقول ليلة اسرى برسول الله صلعم من المسجد الكعبة انه جاءه ثلثة نفر قبل ان يوحى اليه وهونائم فى المسجد الحرام فقال اولهم ايهم هو فقال اوسطهم هوخيرهم فقال آخرهم خذوا خيرهم فكانت تلك الليلة فلم يرهم یہانتک مطلب شریک بن عبد اللہ کا یہہ ہے کہ انس رضی شب اسرار کا واقعہ بیان کرتے وقت کہتے ہین کہ قبل از وحی پہلے ایک رات فقط تین فرشتے آئے اور آنحضرت صلعم اوسوقت

مسجد احرام مین سوئے ہوئے تہے اور وہ آپسمین باتین کرکے چلے گئے اور آپ کے اونکو نہ دیکہا بس یہانتک توشب اسراء کے پہلے کا ذکر بطریق تمہید تہا اب شب اسراء کا ذکر شروع ہوتا ہے (حتی اتوہ لیلۃ اخریٰ فیما یری قلبہ وتنام عینہ الخ یعنے اون ملائکہ کو آپنے نہ دیکہا یہانتک کہ پہر آئے وہ کسی اور رات مین یعنے شب اسراء مین اور آسمانون پر لیگئے اور پانچ نمازین مقرر ہوئین الخ۔ اس ترجمہ سے ظاہر ہوگیا ہوگا کہ قادیانی صاحب نے بجائے اسکے کہ اپنی کم فہمی پر روتے اور کسی عالم سے پوچھتے اولٹا حدیث بخاری پر حملہ کیا اور آنحضرت صلعم کے ایک کمال جداگانہ اور مخصوص پر گستاخی کی چنانچہ لکہا ہے (ایک طرف تو یہہ لکہدیا گیا الخ) گویا ایسے گستاخانہ تعبیرات سے لوگون کو دہوکہا دینا چاہا تاکہ بنسبت احادیث کے اضطراب کیوجہ سے بے اعتباری پیدا کیجاوے جسکا نتیجہ یہہ ہو کہ جو کچھ مین اور میرے جاہل مولوی ہانکے جائین اوسی کو لوگ واجب التسلیم سمجہین۔ حضرت کیا سارا ہی جہان تو جاہل نہین اللہ تعالی خود اپنی حبیب پاک صلعم کے قرآن اور حدیث کا حافظ ہے۔ شفاء قاضی عیاض مین ہے کہ بغیر عائشہ صدیقہ اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے سب کا مذہب معراج جسمی اور بحالت یقظہ ہونیکا ہے اور ان دونونکا قول ان جماہیر صحابہ کے اقوال کا مقابلہ نہین کرسکتا کیونکہ حضرت عائشہ واقعہ اسراء کیوقت پیدا ہی نہین ہوئین تہین یا سن ضبط و تمیز کو نہین پہونچی تہین علے اختلاف القولین بلکہ حضرت عائشہ سے (ما فقد جسد رسول اللہ صلعم) والی حدیث کا مروی ہونا بہ تصریح قاضی عیاض و علامہ زرقانی باطل اور غیر ثابت ہے پہر اونکی روایت کو مع عدم المشافہۃ والثبوت کیونکر ترجیح دیجاوے اون مشاہیر اور جماہیر صحابہ کے اقوال پر جنہون نے بالمشافہہ نور نبوت سے اس معنی کا استفاضہ کیا کہ معراج شریف جسمی اور بحالت یقظہ ہے۔ اور بر تقدیر صحت اس حدیث کے علامہ تفتازانی نے اسطرح پر تاویل کی ہے کہ آنحضرت صلعم کا جسم مبارک روح سے مفقود نہوا بلکہ دونون ساتہہ تہے اور یہی معنی مطابق ہی حضرت عائشہ کی دوسری حدیث کے جسکو ازالۃ الخفاء ص ۳۰ مین شاہ ولی اللہ مرحوم نے بہ تخریج حاکم ذکر فرمایا ہے۔ اخرج الحاکم عن عائشۃ قالت لما اسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی اصبح یحدث الناس

بذلك فارتد ناس ممن كانوا آمنوا به وصدقوه وسعوا بذلك الى ابى بكر
فقالوا هل لك فى صاحبك يزعم انه اسرى به الى بيت المقدس وجاء
قبل ان يصبح قال او قال كذلك قالوا نعم قال لئن قال ذلك لقد صدق
قالوا فتصدقه انه ذهب الليلة الى بيت المقدس وجاء قبل ان يصبح قال
نعم انى لاصدقه بما هو ابعد من ذلك اصدقه بخبر السماء فى غدوة
او روحة فلذلك سمى ابوبكر الصديق - فرمایا حضرت عائشہؓ نے جبکہ
آنحضرت صلعم کو مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی گئی تو آپ نے صبح ہوتے ہی لوگوں سے اسرار شب
کے واقعات بیان فرمائے پس بعض ایمان والے بھی اوسکے سنتے ہی مرتد ہو گئے اور صدیق
اکبرؓ کی طرف دوڑتے ہوئے گئے اور پوچھا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا صاحب (محمد صلعم) زعم
کرتا ہے کہ وہ آجکی رات بیت المقدس کو گیا اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آگیا - ابوبکرؓ نے
پوچھا کیا میرے صاحب نے کہا ہے صلعم - ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ہاں مین اسکی تصدیق کرتا ہون اور یہی کیا
بلکہ اس سے بعید تر کی بھی تصدیق کرتا ہون جو آسمانوں کے متعلق طلوع شمس کے قبل یا زوال کے
بعد کی خبر دے - اور اسی وجہ سے انکا نام صدیق ہوا - منہاج العلوی مین ملا علی قاری حدیث
معاویہ کے متعلق لکھتے ہین کہ وہ اسرار نبوی کیوقت ابھی ایمان بھی نہ لائے تھے لہذا اونکا سائل کو
یہہ جواب دینا کہ (کانت رویا صالحة) معراج جسمی اور اسرار جسدی کے متعلق نہین جو اونکے
ایمان سے اول اور اونکے علم سے باہر تہا - معراج جسمی کے منکرین نے آیتہ (وما جعلنا
الرؤیا) سے تمسک پکڑا ہے کہ یہہ واقعہ منجملہ رؤیا منام سے تہا - مگر اسکو قاضی عیاض نے
شفا مین رد کیا ہے ساتھہ آیتہ (سبحن الذی اسریٰ) کے کیونکہ (اسری) نیند کے متعلق
نہین بولا جاتا - اور نیز آیتہ مذکورہ مین (فتنة للناس) بھی اسی کا موید ہے کیونکہ خواب کی
صورت مین کوئی فتنہ اور امتحان نہین اور نہ کسیکا انکار متصور ہو سکتا ہے - اور نیز اس آیت
کو بعض مفسرین نے قصہ حدیبیہ کے متعلق لکھا ہے - معہذا رؤیا کا استعمال کلام عرب مین حالت
تیقظ و بیداری کیلئے بھی آگیا ہے شعر فکبر للرؤیا وهش فواده * وبشر
نفسا کان قبل یلومها * اور نیز حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ رؤیا سے مراد رؤیا

عین ہے کما فی البخاری - **تنبیہ** بیشک راویون نے واقعات اسراءات روحی وجسمی کو
ایک دوسرے سے جداگانہ بیان مین تساہل کیا ہے مگر اسکو روایت بالمعنی ہونیکی وجہ سے
معیوب اور مستنکرہ خیال نہین کیا جا سکتا - وعن بعض التابعین قال لقیت اناسا
من الصحابة فاجتمعوا فی المعنی واختلفوا علیّ فی اللفظ فقلت ذلک
لبعضهم فقال لاباس به مالم یحل معناه حکاه الشافعی وقال حذیفة انا قوم
عرب نورد الاحادیث فنقدم ونؤخر - وقال ابن سیرین کنت اسمع الحدیث
من عشرة المعنی واحد واللفظ مختلف وممن کان یروی بالمعنی من
التابعین الحسن والشعبی والنخعی بل قال ابن الصلاح انه الذی شهد به
احوال الصحابة والسلف الاولین فکثیرا ما کانوا ینقلون معنی واحدا
فی امر واحد بالفاظ مختلفة وما ذاک الا ان معولهم کان علی المعنی دون
اللفظ قال الحسن لولا المعنی ماحدثنا وقال الثوری لو اردنا ان نحدثکم
بالحدیث کما سمعناه ماحدثناکم بحرف واحد فتح المغیث - ناظرین کو واضح
ہوچکا ہوگا کہ آیۃ اوترقی فی السماء الخ سے کسی بشر مقدس کا آسمان پر جانا محال نہین سمجھا جاتا
بلکہ آیۃ (سبحان الذی اسری بعبدہ) اسکے وقوع پر دال ہے لہذا قادیانی
صاحب فلسفی طور پر صعود بجسدہ العنصری کے امتناع پر ازالہ کے صفحہ ۴۷ مین لکھتے ہین کہ
نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اسی خاکی
جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہونچ سکے الی ان قال پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب
تک پہونچنا کسقدر لغو خیال ہے انتہی مختصراً **اقول** آیت اور حدیث اور اجماع کے مقابلہ مین
ایسے استدلالات سے کام لینا مسلمان کا کام نہین اور نیز استدلال مذکور موقوف ہے
امور ذیل کے ثبوت پر ودونہ خرط القتاد ع۱ اتحاد نوعی کل طبقات ہوائیہ کا ع۲ لوازم
طبقات ہوائیہ کا از قبیل لوازم ماہیت ہونا ع۳ تبدل فصول کا موثر نہ ہونا خصوص کیفیات
کے تغیر مین ع۴ لزوم کا ضروری ہونا نہ عادی - امور مذکورہ سے صرف امر چہارم ہی کا اگر
خیال کیا جائے تو شہادت (یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراهیم) کے حرارت

وبرودت وغیرہا کا انفکاک اپنی ملزومات سے واقعی معلوم ہوتا ہے - کیا وہ فاعل مختار اور حکیم مطلق جس نے ابراہیم علیہ السلام کیلئے آگ کو سرد کردیا اسپر قدرت نہین رکھتا کہ زمہریری کرہ کی برودت کو مثلاً معتدل حرارت سے بہ نسبت ایک مقبول بندے اپنے کے متبدل کردے

سوال آتیہ قلنا یا نار کونی بردا وسلما علی ابراہیم) ہی عند الخصم ماؤل ہے

جواب مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے کہ حرارت مفرطہ کا زوال آگ سے بالکل واقعی اور سچ ہی کما ذکرہ الشیخ فی الفتوحات - اور اس زمانہ مین ہی عوام سے خواص تک اسکو دیکھ چکے ہین لہذا آیت کو امتناع انفکاک الحرارت عن النار کی بناء پر ماؤل ٹہرانا سراسر تعصب وجہالت ہے - الغرض جسم خاکی کے آسمان پر جانیکے استحالہ کو کوی دلیل شرعی یا عقلی ثابت نہین کرتے کما ذکرہ النووی فی شرح مسلم - ہان صرف چند جہلہ نے معتزلہ مین سے اس پہلو کو اختیار کیا ہے کہ پہلے صرف عقل جزی کو مشعل راہ بنا کر نصوص مین تاویل اور ردّ و بدل کیا ہے - اس مسلک مین انکو تین وجہ سے دھوکہ ہوا ع۱ ایک تو عقل جزئی کے استقراء ناقص کا نام قانون قدرت رکھا - اور ظاہر ہے کہ جزئیات معدودہ کے احوال پر نظر ڈالنے سے قاعدہ کلیہ استنباط نہین کیا جاسکتا ع۲ دوسرا مستبعدات عقلیہ کو محالات عقلیہ سے شمار کیا ع۳ تیسرا آیات واحادیث کو ان معانی پر محمول کیا جو بالکل برخلاف ہین طرز محاورہ دانون اور راوں لوکون کے جنہون نے نور نبوت سے بالمشافہہ معانی مرادہ کا استفاضہ کیا - قادیانی صاحب اہل اعتزال پر دو قدم آگے بڑہی ع۱ دعوی مسیحیت موعودہ ومہدویت ونبوت ورسالت ع۲ اس چالاکی و دجل یا جہالت مین کہ ہمارا ایمان وغلبہ محبت بآنحضرت صلعم امور ذیل کو گوارا نہین کرسکتا - آنحضرت صلعم باین عز وشرف جسین کل انبیاء سے فائق ہین مدینہ طیبہ کی خاک مین مدفون ہون اور عیسے ابن مریم آسمانو پر جابسے - ایسا ہی آنحضرت صلعم کیلئے عمر شریف صرف ۶۳ سال ہی عطا کیجاوے ۔ اور عیسی ابن مریم دو ہزار سال پر بہی بس نہ کرین اور عیسے ابن مریم کو بوجہ استغنا کے کہانے پینے سے حی قیوم سمجہا جاوے آنحضرت صلعم کیلئے تو اور عوام کیطرح والدین ہون اور عیسے ابن مریم کیلئے باپ نہ ہو وغیرہ وغیرہ ایہا الناظرون ان سب امور مذکورہ ونظائرہا مین قادیانی صاحب کے پیش امام اہل اعتزال اور جہمیہ وفلاسفہ ہی ہین یعنی صرف زعمی قانون قدرت کو مشعل راہ بنایا ہے اور تقریر مذکور بلباس مجنون

اور مومنون کاملون کے دجل ہے گویا لوگون کی آنکھون مین اپنی نئی طرز کو در لباس عشاق دکھاتے
ہین۔ ہان دعویٰ نبوت و رسالت و مسیحیت موعودہ مین الہام سے کام لیا ہے۔ پھر الہام بھی وہ
جو علاوہ بطلان فی نفسہ کے تعارض و تخالف بھی رکھتا ہے نہ صرف اپنے ہی الہامات مین بلکہ
دوسرے ملہمین محدثین کے الہامات سے بھی الگ اور مخالف ہے چنانچہ رئیس المکاشفین محی الدین
عربی اپنی الہامی کتاب مین معراج جسمی آنحضرت صلعم کے مثبت اور قائل ہین اور مرزا جیو منکر۔ ایسا
ہی حضرت شیخ مسیح ابن مریم کے رفع بجسدہ العنصری و حیات الی ما بعد النزول کے قائل ہین اور
مرزا جیو مخالف۔ ایسا ہی کشف و الہام نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام اخبار متواترہ اور مشہورہ
کے رو سے عیسے ابن مریم بعینہ لا بمثیلہ کے نزول کا مثبت ہے اور مرزا جیو کا پچھلا الہام بروزی نزول
کا پتہ دیتا ہے۔ ایہا الناظرین آنحضرت صلعم کے کشف پاک اور مرزا کے خبط ناپاک مین تطبیق کی کوئی
صورت نہین بن پڑتی بغیر اسکے کہ یا تو انحضرت صلعم کی وحی صادق کو العیاذ باللہ کاذب کہا جاوے
اور یا کل احادیث کو بروزی نزول پر حمل کیا جاوے اور یا آنحضرت صلعم کیلئے خطا فی التعبیر ٹہرا کر بعد ازان
بقاء علی الخطاء مدت العمر تک مانا جاوے جنکے وجوہ بطلان اسی کتاب مین مفصل لکھے گئے ہین۔ ایہا الناظرون
کیا متصور ہو سکتا ہے کہ وہ رسول پاک جو اعلے درجہ کے امت مرحومہ کے بارہ مین حریص اور رحیم اور
ہر ایک مہلک سے اعلام فرمانے والے ہین) دانستہ امت مرحومہ کو بجائے اسکے کہ لغزش سے بچائین الٹا
دھوکے مین ڈال گئے ہون۔ یا ایک امر مہلک عظیم الشان سے بے خبر چلے گئے ہون یا بر تقدیر حصول علم
امت مرحومہ کو نزول بروزی کا پتہ نہ دیا ہو مع آنکہ پہلے زمانہ مین نزول ایلیا کے مشتبہ ہونے کیوجہ سے
بہتیرے لوگ کافر ہوئے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اگر نزول مسیح بروزی طور پر ہوتا تو بالضرور آنحضرت کا
شان (حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم) ہرگز گوارا نہین کر سکتا تھا کہ اس اشتباہ
کے زہریلے اثر سے امت مرحومہ کو نہ بچائین اور ایک حدیث مین بھی بروزی نزول کو ذکر نفرماوین اور
اہل اسلام کے نزدیک مسلم الثبوت ہے کہ شارع علیہ السلام نے کل امور مہلکہ پر تصریح فرما دی ہے قال تعالے
وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ھداھم حتی یبین لھم ما یتقون وقال
تعالے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام
دینا۔ آپکی پیشین گوئین بھی بالخصوص وہ جنکے بیان مین نہایت اہتمام و بیان تفصیلی و تاکیدات سے

۱۲ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ۱۲

کام لیا گیا ہے) دین میں داخل ہیں۔ دین کو صرف عملیات میں محدود سمجھنا جہالت ہے دین کی علمی جز
عملی پر سبقت اور اصالت کا استحقاق رکھتی ہے وقال تعالی لئلا یکون للناس علی اللہ
حجة بعد الرسل وقال تعالی وما علی الرسول الا البلاغ المبین وقال تعالی
ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم۔ قرآن کریم کا ہادی ہونا انہیں مومنوں کی نسبت ہے
جنہوں نے بحسب بیان وتفصیل آنحضرت صلعم کے اوسکے ساتھ ایمان لایا ہو ورنہ کل فرق ضالۃ قرآن
ہی سے تمسک ہیں۔ سعدی علیہ الرحمۃ گم آن شد کہ دنبال داعی نہ رفت + وقال تعالی ولو
انھم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیرا لھم واشد تثبیتا واذا لاتیناھم من لدنا
اجرا عظیما ولھدیناھم صراطا مستقیما۔ اس آیت کے رو سے بھی امت مرحومہ کو صراط
مستقیم کی ہدایت ضروری ہے جسکا مقتضی یہہ ہوا کہ نزول بروزی کی تقدیر پر بیان بروز واجب
تھا پیشین گویوں میں سے ایسی پیشین گوئی کہ جسمیں امت مرحومہ کو بچانے کا اہتمام کیا گیا ہو کوئی نہیں
جسکے بیان میں آپنے وہو کہے کیوجہ سے خلاف واقع بیان فرمایا ہو تاکہ قادیانی بروز کیلئے نظیر بن سکے
اور یاد رہے کہ بحسب قولہ تعالی (ان ھو الا وحی یوحی) کے قادیانی صاحب ناکامیاب رہینگے
وقال تعالی قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع
رضوانہ سبل السلام۔ ابوذر رض فرماتے ہیں۔ لقد توفی رسول اللہ صلعم وما
طائر یقلب جناحیہ الا ذکر لنا منہ علما صحیح مسلم میں ہے۔ ان بعض المشرکین
قالو السلمان لقد علمکم نبیکم کل شئ حتی الخرءۃ قال اجل وقال صلی اللہ
علیہ وسلم ترکتکم علی البیضاء لیلھا کنھارھا لا یزیغ عنھا بعدی الا ھالک
وقال ما ترکت من شئ یقربکم الی الجنۃ الا وقد حدثتکم بہ ولا من شئ یبعدکم
عن النار الا وقد حدثتکم عنہ آپ فرماتے ہیں ما بعث اللہ من نبی الا کان
حقا علیہ ان یدل امتہ علی خیر ما یعلمہ خیرا لھم وینھاھم عن شر ما یعلمہ
شرا لھم۔ ان آیات واحادیث کے رو سے بر تقدیر مرغوم قادیانی صاحب آنحضرت صلعم کو نزول بروزی
عیسے ابن مریم کا کھلا کھلا بیان فرمانا جسمیں نزول العینیہ کی گنجایش نہ ہو ضروری سمجھا جاتا ہے حال آنکہ معاملہ
بالعکس ہوا **سوال** تعارض عقل ونقل کیصورتمین عقل ہی کو مقدم رکھنا ضروری ہے کیونکہ وہ اصل

ہی نقل کیلئے کیونکہ جب تک دلائل عقلیہ کے روسے وجود صانع نہ مانا جاوے تب تک تصدیق بالنقل
وبا جاءت بہ الرسل علیہم السلام متصور نہیں ہوسکتے تقدیم عقل ہی کی وجہ سے نصوص قطعیہ میں تخصیص عقلی
کو ضروری سمجھا جاتا ہے کما فی ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر بنابران ارادہ معراج روحی
اور نزول بروزی بلکہ کل معجزات وخوارق کا ماؤل ٹہرانا ضروری سمجھا جاتا ہے **جواب** یہہ امر قابل
غور ہے کہ قضیۂ ذیل (العقلُ اصلٌ للنقل) مین (عقل) سے مراد کیا ہے بعد تدبر معلوم کیا
جاسکتا ہے کہ مراد عقل سے جوہر مدرک یا قوۃ عاقلہ نہیں۔ کیونکہ اس معنی کے روسے عقل اور نقل مین
تعارض نہین ہوسکتا۔ اسلئے کہ جوہر مدرک یا قوت عاقلہ حیات کیطرح شرط ہی عقلیات اور سمعیات
کیلئے۔ اور ظاہر ہے کہ شرط کبھی منافی ومعارض نہین ہوتی مشروط کیلئے۔ پس معلوم ہوا کہ مراد عقل سے
وہ معرفت اور ادراک ہے جو عقل کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور یہہ امر ضروری نہین سمجھا جاتا
بلکہ واقعی ہی نہین کہ ہر علم وادراک عقلی اصل اور دلیل ہو سمعی اور نقلی کیلئے۔ کیونکہ سمعیات ونقلیات
کی صحت کا توقف صرف اونھین عقلیات پر ہے جنکے روسے تصدیق بصدق الرسول صلی اللہ
علیہ وسلم حاصل ہو چنانچہ (الصانع موجودٌ) وھو مصدق الرسل علیہم السلام
بالایات والمعجزات) وامثال ذلک۔ اس تقریر سے واضح ہوا کہ قضیہ مذکورہ (العقل
اصل للنقل) کلیہ نہین۔ بلکہ اسمین حکم اونھین بعض عقلیات پر ہے جو موجب تصدیق بصدق الرسول
علیہ السلام ہین اور ظاہر ہے کہ محل بحث کو یعنے (الرفع والنزول الجسمی وامثالھما من المحالات)
جو منجملہ عقلیات ہین کوئی علاقہ نہین تصدیق بصدق الرسول صلعم سے۔ نہ اسطور پر کہ واسطہ فی الثبوت
کیطرح تصدیق بصدق الرسول صلعم کا ثبوت نفس الامری انپر موقوف ہوا اور نہ اس طریق پر کہ واسطہ
فی الاثبات کی مثل ہمارے اذھان مین تصدیق مذکور کا حصول انپر مترتب ہو۔ ع۲ ثانیاً آنکہ
محل بحث (الرفع والنزول الجسمی من المحالات) صادق ہی نہین کیونکہ رفع اور نزول جسمی
صرف مستبعدات عقلیہ سے ہین نہ محالات سے چنانچہ آیتہ (سبحان ربي هل كنت
الا بشرا رسولا) سے ہم ثابت کرچکے ہین اور امروہی صاحب نے اسی آیت کے متعلق شمس بازغہ
مین مان لیا ہے کہ رفع ونزول جسمی من السماء ممتنعات سے نہین اور نہ ہمنے کہا ہے۔ دیکھو کتاب
مذکور کو متعلق آیتہ مذکورہ کے رد قادیانی صاحب کا استدلال عقلی نئی اور پرانے فلسفہ والاجسکو ازالہ

کی جلد اول مین لکہا ہے سو اوسکی تردید ہی گذر چکی ہے **فائدہ** تعارض کے مسئلہ مین احتمالات ذیل متصور ہو سکتے ہین ع۱ دلیل عقلی ونقلی دونون قطعی ہون ع۲ یا دونون ظنی ع۳ یا ایک قطعی اور دوسری ظنی تیسری صورت مین قطعی کی تقدیم ظنی پر اتفاقی ہے خواہ قطعیت عقلی کیلئے ہو یا نقلی کیلئے اور دوسری صورت مین بحسب ادلہ ترجیح وتعادل عمل کیا جائیگا - اور پہلی صورت صرف احتمال ہی فی الواقع تحقق اسکا ممکن نہین - کیونکہ دلیل قطعی وہی دلیل کا نام ہے جسکے مدلول کا ثبوت واجب اور ضروری ہو - پس بر تقدیر واقعیت اس صورت کے جمع بین النقیضین لازم آئیگا - جن موارد مین بظاہر ایسی صورت معلوم ہو وہان پر فی الواقع بالضرور ایک غیر قطعی ہوگی - الغرض ادلہ کی تقدیم مین قطعیت کو ملحوظ رکہا گیا ہے نہ خصوص عقل کو چنانچہ ہمارے مخاطبین نے سمجہ رکہا ہے -

سوال نقلی کی قطعیت چونکہ بوجہ توقف اوسکے مسائل نحویہ ومعانی پر جو اکثر ظنیات سے ہین مع احتمال استعارہ ومجاز کے ہر جگہ مین ممکن نہین لہذا کسی آیت یا حدیث کو رفع ونزول جسمی مین قطعی نہین کہہ سکتی **جواب** جبکہ قرائن قویہ مفیدہ للیقین موجود ہون اوس جگہ توقف یا احتمال مذکور قطعیت دلیل نقلی مین موثر نہین ہوتا - جن لوگون نے دلیل نقلی کی قطعیت کی بہ تقلید علامہ رازی وغیرہ وجہ مذکور کے روسے نفی کی ہے بالکل مخالف ہے امور ذیل سے جو منجملہ سمعیات قطعیۃ الدلائل سے ہین ع۱ لم یحج ہو صلی اللہ علیہ وسلم بعد الهجرة الاحجة واحدة ع۲ القرآن لم یعارضہ احدٌ ع۳ لم یفرض صلوة الا الصلوات الخمس ع۴ لم تؤخر صلوة النهار الى الليل وصلوة الليل الى النهار ع۵ لم یؤذن فی العیدین والکسوف والاستسقاء ع۶ وانہ صلعم لم یرض بدین الکفار لا المشرکین ولا اهل الکتاب ع۷ وانہ صلعم لم یسقط الصلوات الخمس عن احد من العقلاء ع۸ وانہ لم یقاتلہ احد من المؤمنین لا اهل الصفة ولا غیرهم ع۹ وانہ لم یکن یؤذن بمکة ع۱۰ ولا کان بمکة اهل الصفة ولا کان بالمدینة اهل الصفة قبل ان یهاجر الی المدینة ع۱۱ وانہ لم یجمع اصحابہ قط علی سماع کف ولا دف ع۱۲ وانہ لم یقص شعر کل من اسلم او تاب من ذنب ع۱۳ وانہ لم یکن یقتل کل من سرق

اوقذف اوشرب ع۱۴ وانه لم یکن یصلی الخمس اذا کان صحیحا الا
بالمسلمین لم یکن یصلی الفرض وحده ولا فی الغیب ع۱۵ وانه لم یحج فی
الهواء قط وغیرها من النظائر مما یعلم العلماء باحواله علما ضروریا
انه لم یکن - شیخ الاسلام الحرانی مختصرا - اسی طرح خواص وعوام کے معلومات اضطراریہ
سے ہے کہ آنحضرت نے احادیث نزول مین نزول بروزی کا ارادہ نہین کیا اور نہ کہین سنت مین اسکا
ذکر نفیا یا اثباتا واقع ہوا ہے جسکا ثمرہ یہہ نکلا کہ احادیث نزول مین قول بالبروز بوجہ مصادمت
علم اضطراری علماء سنت کے باطل مردود ہے یعنے کل علماء اسلام صحابہ سے لیکر آج تک اس
قول کو بشہادت علم اجماعی باطل ٹہرائینگے اور امروہی وقادیانی صاحبانکی طرح جو شخص کتاب وسنت
سے برخلاف علم اجماعی واضطراری انکے فلسفیات ووہمیات وخرقیات الاجماع کو ثابت
کرے تو بیشک (یحرفون الکلم عن مواضعه) اور ایسا ہی (لا یعلمون الکتاب
الا امانی) مین داخل ہے کما قال شیخ الاسلام وهو متناول لمن حمل الکتاب
والسنة علی ما اصله من البدع الباطلة الی ان قال ومتناول لمن کتب
کتابا بیده مخالفا لکتاب الله لینال به دنیا وقال انه من عند الله مثل
ان یقول هذا هو الشرع والدین وهذا معنی الکتاب والسنة وهذا
قول السلف والائمة وهذا هو اصول الدین الذی یجب اعتقاده علی
الاعیان او الکفایة انتهی موضع الحاجة ناظرین کو اب قادیانی دعوی کے
دوسری مقدمہ ذیل (موتی مرنے کے بعد دوبارہ دنیا مین نہین آتے) کیطرف توجہ دلائی
جاتی ہے - سو معلوم ہو کہ اموات کا پہر دوبارہ زندہ ہونا اقوال ذیل سے ثابت ہے قال
الله تعالی اوکالذی مر علی قریة وهی خاویة علی عروشها قال انی یحیی
هذه الله بعد موتها فاماته الله مائة عام ثم بعثه قال کم لبثت قال لبثت
یوما او بعض یوم قال بل لبثت مائة عام فانظر الی طعامک وشرابک
لم یتسنه - حاصل یہہ ہے کہ عزیر نبی اللہ نے بطریق استبعاد وتعجب کے کہا جبکہ ایک
شہر پر سے گذرے جسکی چہتون پر اوسکی دیوارین گری پڑی تہین کہ ایسے مرے ہوئے اور ویران

شدہ شہر کو اللہ تعالی کہانسے زندہ کریگا پس حضرت عزیر کو سو برس تک مردہ رکھکر زندہ اوٹھایا
اور فرمایا کہ تو کتنی دیر یہان رہا کہا اوسنے کہ ایک دن یا کچھہ کم - اللہ تعالی نے فرمایا نہین بلکہ تو
سو برس رہا - اپنا کہانا اور پینا دیکھہ وہ سڑا تو نہین اور اپنی گدہ کو دیکھہ کسطرح اوسکی ہڈیان
بوسیدہ ہوگئین اور تجہی لوگون مین ہم اپنی ایک نشانی بناتے ہین اور دیکھہ ہڈیان ہم کسطرح
پہلے اونکو اوبہارتے ہین اور پہر اونپر گوشت پہناتے ہین جب یہہ حال حضرت عزیر نے دیکھا
تو کہا مین نے جان لیا کہ بیشک اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے - قادیانی صاحب اس ایت
کی تاویل یا تحریف اسطرح ازالہ مین لکھتے ہین (خدای تعالی کے کرشمہ قدرت نے ایک لمحہ
کیلئے عزیر کو زندہ کرکے دکہلایا مگر وہ دنیا مین آنا صرف عارضی تہا اور دراصل عزیر بہشت مین ہی
موجود تہا ازالہ صفحہ ۲۶۵ انتہی **اقول** یہہ بالکل تحریف ہے آیت مذکورہ کی کیونکہ سورہ بقری
آیت مذکورہ کے سیاق وسباق پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عزیر کی موت وحیات
سے کلام ربانی کا مطلب حقیقی موت وحیات ہے نہ مجازی دیکھو حضرت ابراہیم کے قول ذیل
کو (ربي الذی یحیی ویمیت) ایسا ہی (ارنی کیف تحیي الموتی) ایسا ہی
حضرت عزیر کے قول تعجب آمودہ (انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتھا) کو جن سے
تاویل مذکور بالکل تحریف سمجہی جاتی ہے - اور نیز وہ مکالمہ جو کہ مابین حق سبحانہ تعالی وعزیر
علیہ السلام کے واقع ہوا اوسکا تمام ہونا ایک لمحہ اور ایک چشم زدن مین مستبعد خیال کیا جاتا
ہے - قال البیضاوي وهو لما احیاه الله بعد مائة عام املی علیهم التوراة
حفظا فتعجبوا من ذلك الخ - اور نیز تاویل مذکور موجب تطبیق مابین آیة او کالذي
مر علی قریة الخ اور آیة (وحرام علی قریة اهلکناها انهم لا یرجعون) کے نہین
ہوسکتی کیونکہ لمحہ بہر بہی دنیا مین آنا مرنے کے بعد اسکے منافی ہے اور اسیطرح آیة (ثم بعثنا
کم من بعد موتکم لعلکم تشکرون) قوم موسی کے جلانے سے بعد الموت صریح
طور پر خبر دے رہی ہے اور اسیطرح آیة (الم تر الی الذین خرجوا من دیارهم وهم
الوف حذر الموت فقال لهم الله موتوا ثم احیاهم) نہایت صریح الفاظ سے
بتلا رہی ہے کہ ای محمد صلعم کیا تجہے معلوم نہین ہین وہ ہزارون لوگ جو اپنے گہرون سے موت

کے ڈر کے مارے نکلے اور کہا اللہ تعالے نے اونکو مرجاو پہر اونکو اللہ تعالے نے زندہ کیا۔
جلالین مین ہے کہ یہہ لوگ زندہ ہونیکے بعد مدت دراز تک زندہ رہے لیکن اونپر موت کا اثر باقی رہا جو کپڑا کہ وہ پہنا کرتے تہے کفن کیطرح ہو جاتا تہا اور یہہ حالت اونکے تمام قبائل مین باقی رہی
اور ایسا ہی اون چوبیس ۲۴ سردار قریش کو جو بدر کے کنوؤن مین پہینک دی گئی تہی اللہ تعالے نے زندہ کر دیا اور آنحضرت صلعم کا ارشاد پاک اونکو توبیخاً وحسرۃً سنادیا چنانچہ بخاری مین بروایت قتادہ ہی وزاد البخاری قال قتادۃ احیاھم اللہ حتی اسمعہم قولہ توبیخاً وتصغیراً ونقمۃ وحسرۃ وندما مشکوۃ اور قادیانی صاحب خود ہی ازالہ مین لکھہ چکے ہین کہ الیسع کی تلاش نے بہی وہ معجزہ دکہلایا کہ اوسکی ہڈیون کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہوگیا الخ الحاصل ان آیات مذکورہ وغیرہا من الخوارق پر نظر ڈالنے سی معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالی کی قدرت واسعہ پر کوی قانون مخترعہ ہمارا محیط نہین ہو سکتا بالکل برخلاف نصوص وشان قدرت خداوندی ہے کہ ہم اوسکے ایک کاملہ صفت کو اپنی استقراء ناقص کے تابع کرین یا یہانپر باوجود نصوص قطعیہ صرف استبعاد کیوجہ سے تعارض عقل ونقل کے مسئلہ کو دخل دیوین اور آیۃ (وحرامٌ علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون) کا مطلب یہہ ہی کہ موتی کا دوبارہ دنیا مین آنا قاعدہ کلیہ کطور پر اونکی طبع کا مقتضی نہین بس اور یہہ منافی نہین اسکو کہ اگر اللہ تعالی اونکے اعادہ اور دوبارہ لانیکو ارادہ کرے تو وہ موتی پہر دنیا مین آسکتے ہی نہین چنانچہ آیات مذکورہ مین گذر چکا ہی احیاء اموات کے تعلق گو کہ تاریخ پر نظر ڈالنے سی بہتیری ثبوت بطریق تواتر وشہرت کے ملتے ہین مگر یہانپر ہم صرف اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین جو ذکر کیا گیا ہے۔
ناظرین پر واضح ہوگیا ہوگا کہ قادیانی صاحب کا سہ پایہ دعوی تینون ٹانگون کے ٹوٹنے کے بعد قائم نہین رہ سکتا۔ پس حق وہی ہے جسکو آنحضرت صلعم نے قرآن کریم سے سمجہا اور امت مرحومہ کو پونچا دیا۔

وما علینا الا البلاغ

سوال

ہم نے مانا کہ بیشک نزول عیسے بن مریم کا بعینہ لا بمثیلہ اجماعی مسئلہ ہے جیسا کہ علامہ سیوطی اور شیخ الاسلام حرانی اور شیخ محی الدین بن عربی وغیرہ کی تصریحات سے ثابت ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی مانا کہ مرزا صاحب کے استدلالات ابلہ فریب کا منشا جہالت ہے۔ مگر تعجب ہے کہ یہ اجماع برخلاف نصوص قرانیہ کے کیسا منعقد ہوا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما محمدٌ الا رسُول قد خلت من قبلہ الرسل الخ وغیرہ وغیرہ

جواب

نزول مسیح بعینہ کا چونکہ اجماعی ٹہرا اور ظاہر ہے کہ بحسب قولہ علیہ السلام (لن تجتمع امتی علی الضلالۃ) کے کل امت مرحومہ کا خطا پر متفق ہونا ممکن نہین لہذا آیات مذکورہ کے معانی جو قادیانی صاحب نے گھڑ لئے ہین ہرگز درست نہین۔ ہان اگر نزول بعینہ پر اجماع نہ ہو یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مع کل امت مرحومہ کے بقا علے الخطا ممکن ہو تو البتہ ان دونون صورتون مین معانی مخترعہ قادیانی صاحب کے بنا ًء علے ان القرآن تحمل وجوہاً کسی وجہ مین داخل ہو سکتے ہین۔ پہلی صورت تو باطل ہے کیونکہ نزول مسیح بعینہ پر اجماع کا ثبوت مفسرین محدثین فقہا متکلمین مکاشفین کی کلام سے دیا گیا ہے۔ اور دوسری صورت بھی ممکن نہین کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ کل انبیاء کا بقاء علے الخطا منافی ہے انکی عصمت کے لئے اور نیز بقاء علے الخطاء خصوصاً ایسے مہتم بالشان مسئلہ مین جسکے ذریعہ سے آپ امّت مرحومہ کو دہوکھا کہانے سے بچانا چاہتے ہون۔ بالکل منافی ہے شان نبوت اور (بالمؤمنین رؤف رحیم) کو کیونکہ بجائے ہدایت اولٹا امت مرحومہ کو بڑے دہوکھے مین ڈالنا ہُوا کہ نزول قادیانی کی جگہ نزول عیسے بن مریم فرما دیا۔ حالانکہ پہلے لوگ ایلیا کے نزول بروزی سے دہوکھ کھا چکے تھے۔ اور معانی ان آیات کے بالتفصیل عنقریب اپنے اپنے محل مین انشاء اللہ تعالےٰ آجائینگے۔

سوال

قادیانی صاحب کا سورہ فاتحہ کی عربی تفسیر بلیغ وفصیح وملیح لکھنا باوجود اُمّی ہونے کے

اور حریف مقابل کا اسپر قادر نہ ہونا بڑی زبردست دلیل ہے اسکے صدق پر۔

جواب

امتی ہونے کا پتہ تو مرزاجی کے استاذ اور اونکے ہمدرسون سے بخوبی معلوم ہوتا ہے جیساکہ ضمیمہ مین مذکور ہے۔ مین صرف تفسیر بلیغ و فصیح و ملیح کے متعلق چند غلطیون کا اظہار و اصلاح چاہتا ہون۔ **فاقول** قادیانی صاحب کی تفسیر عربی بھی ایک برہان ہے منجملہ اُن براہین کے جو آپکو مسیح موعود و نبی و رسول نہین بننے دیتے کیونکہ اس تفسیر مین کہین تو سرقہ و چوری سے کام لیا گیا ہے اور کہین لفظی غلطی اور کہین تحریف معنوی جن پر ادنے ادنے طالبعلم بھی ہنسی کر رہے ہین۔ ایسی تفسیر کو اعجاز نام رکھنا اپنے موتھ سے میان مٹھو بننا ہے۔ البتہ بدین خیال اسکو معجزہ کہہ سکتے ہین کہ حریف مقابل ہرگز ایسے اغلوطات و تحریفات کو نہین لکھ سکتا۔ اور نیز دوسرے علماء کو کیا ضرورت تھی کہ اپنے اشتغال کو چھوڑ کر ایک فضول مقابلہ مین مصروف ہوتے۔ کیا اونکو نبی و رسول بننا منظور تھا یا اپنی کلام کو قرآن کریم کے مساوی فے الاعجاز خیال کرنے کی وجہ سے خارج از اسلام ہونا تھا۔ ہرگز نہین۔ وہ تو بفضل اللہ وحولہ (خاتم النبیّین) اور (الا انہ لانبوۃ بعدی) کو مانتے ہین اور (قل لو اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن) کے مطابق اعجاز فے الکلام کو خاصہ لازمہ قرآن کریم کا سمجھتے ہین۔ **اب اعجاز المسیح کے وجوہ اعجاز کو خیال فرمایئے۔**

قادیانی صاحب اعجاز المسیح کے پہلے صفحہ پر جو ہندسہ سے خالی ہے لکھتے ہین۔ فی سبعین یوماً من شھر الصیّام **اقول**۔ رمضان شریف[1] ستر دن کا نہین ہوتا اور بر تقدیر تاویل خالی نہوگا

---

[1] مثل اسکے ہے کہ ایک اندھا کسی گانون کے مندر مین رہا کرتا تھا۔ اور گانون کے لوگ تاریخ اوس سے دریافت کیا کرتے تھے۔ اوسکا مبلغ علم یہ تھا کہ یکم تاریخ ہر ماہ کو ایک مینگنی کسی خاص برتن مین ڈال دیتا تھا اور ہر صبح کو ایک مینگنی اوس مین بڑہاتا جاتا تھا۔ جب کوئی تاریخ دریافت کرنے آتا تو مینگنیون کو گن کر تاریخ بتلا دیتا ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ بکری نے اوس برتن مین اتنی مینگنیان کین کہ وہ برتن مینگنیون سے بہر گیا۔ جب کوئی سائل تاریخ دریافت کرنے آیا۔ تو وہ گھبرا گیا۔ اور چالیس تک گن کر فرمایا کہ آج چالیسوین تاریخ ہے سائل نے عرض کیا کہ مہینہ تو تیس دن کا ہوتا ہے۔ آج چالیسوین تاریخ کہان سے ہو گئی اندھے نے جواب دیا کہ مین نے تو چالیس ڈر کر کہا ہے اگر ساری مینگنیان گنتا تو شاید ستر سے زاید ہوتے۔ کیا آپ بھی شاید اونکے شاگرد نہ ہون

(م د د ن)

ایہام معنے غیر مراد سے جو منافی ہے فصاحت و بلاغت کو۔
پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے۔ وکان من الہجرۃ سنہ ۱۳۱۸ و من شہر النصاری ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۱ء
اقول بے ربط عبارت اور خلاف محاورہ عرب کے ہے۔ پھر لکھتے ہیں مقام الطبع قادیان
ضلع گورداسپور۔ **اقول** (ضلع گورداسپور) بھی خلاف محاورہ عرب کے ہے۔ نہ صرف اسی وجہ سے
کہ بجائے (گورداسپور) (غورداس فور) چاہیئے تھا بلکہ من جہتہ الترکیب والاعراب بھی۔ پھر کہتے
ہیں۔ باہتمام الحکیم فضل دین۔ **اقول** بعد التعریب فضل الدین چاہیئے جیساکہ البصروی
قال صفحہ ۲ کدستٍ غاب صدرہٗ۔ او کلیلٍ افل بدرہٗ **اقول** یہ عبارت
حریری کے صفحہ ۱۲۴ سے ماخوذ ہے۔ **قال** صفحہ ۲ وخلّتْ راحتہا من بخل المزنۃ
اقول ظاہر ہے کہ من صلہ خلت کا خلاف مقصود ہونے کی وجہ سے نہیں ہو سکتا اور
تعلیلیہ موہم ہے معنے غیر مراد کی طرف اس لیئے یہاں لام کا محل تھا۔ قال کاحیاء الوابل
للسنۃ الجماد **اقول** مقامات حریری کے صفحہ ۱۲۴ سے ماخوذ ہے بتغیر ما **قال** وعاد
جرھا وسبرھا۔ **اقول** یہ مثل مشہور ہے **قال** صفحہ ۳ من کلّ نوع الجناح **اقول** کلمہ کلّ
معرفہ پر احاطہ اجزاء کا افادہ دیتا ہے جو یہاں مقصود نہیں اسلیئے لنوع للجناح چاہیئے تھا۔
قال صفحہ ۳ کلّ امرھم علی التقوےٰ **اقول** یہاں بھی کل مجموعی خلاف مراد ہے اسلیئے
کل امر لہم چاہیئے تھا۔ **قال** صفحہ ۴ فلا ایمان لہ او یضیع ایمانہ **اقول** لفظ ایمان کا
تکرار دو دفعہ مستکرہ ہے **قال** صفحہ ۴ وأفرّج بین روض القدس وخضراء الدمن۔
اقول یہ عبارت مقامات حریری کی ہے **قال** صفحہ ۴ کالربیع الذی یمطرنی ابانہٖ
اقول یہ بھی حریری سے ہے **قال** صفحہ ۵ وعندی شہادات من ربّی لقوم مستقرین وآیات
بینات للمبصرین ووجہ کوجہ الصادقین **اقول** ووجہ عطف ہے شہادات پر گویا
وعندی وجہ ہوا اور یہ خلاف محاورہ ہے کیونکہ جز پر عند نہیں آتا **قال** صفحہ ۶ اَیْنَ الخفا
فافتحوا العین ایّہا العقلاء **اقول** فافتحوا پر فا کا لانا بے محل ہے کیونکہ فا کا ماقبل اسکے
مابعد کیلئے سبب ہوتا ہے اور اس جگہ برعکس ہے۔ عدم الخفا سبب فتح العین کے لیئے نہیں
بلکہ فتح العین سبب ہے عدم الخفاء کے لیئے **قال** ما قبلونی من البخل والاستکبار

اقول من کا کلمہ بیانیہ پر قبلو مثبت کیلئے تعلیلیہ نہیں ہو سکتا اور نفی ستفاد من الحرف
کیلئے خلاف محاورہ ہے - اور نیز بخل کی جگہہ حسد چاہیئے - قال ص حتے اتخذ الخفا
فیش وکرّا الجنانهم اقول ترجمہ یہ ہے یہانتک کہ چمگادڑون نے مخالفین کے دل کو
آشیانہ بنا لیا جنانہم پہلا مفعول ہوا - اتخذ کیلئے اور وکرا دوسرا مفعول اتخذ چونکہ بنفسہ
متعدی الی المفعولین ہے لہذا لام کا لانا فضول ہے دوسرا تقدیم مفعول ثانی کی بی وجہ ہے
اور تیسرا اجنان اور وکر کا بلحاظ ماقبل یعنے قولہم وفضلہم واعیانہم جمع ہونا چاہیئے قال ص۹
واُعطےِ ما توقعوہ اقول اسکا پہلا مفعول نایب عن الفاعل ہونیکا زیادہ مستحق ہے اسلیئے
واُعطوا چاہیئے تھا - قال ص۹ قالوا مفتری اقول مفترٍ چاہیئے - قال ص۹ واکفروہ
مع مرید یدواعوانہ وانزل اللہ کثیرا من الآیے فما قبلوا اقول وانزل اللہ کثیرا
فصل کا محل ہے کوئی کلمہ وآلہ علی الفصل چاہیئے قال وازدرموا البریٔ بافیکۃ فضحکوا
اقول فضحکوا پر فانہ چاہیئے قال ص وقلّ مواحب الصلات علی حب الصلوۃ اقول
حریری کے پہلے مقامہ سے ماخوذ ہے بتغیر ما قال ص بل یریدون ان لیسفکوا قائلہ اقول
ان لیسفکوا دم قائلہ چاہیئے لایقال سفک زید ابل دمہ قال ص ولما جاءھم امام بما لا تھوی
انفسھم اقول قرآن کا سرقہ ہے بتغیر ما قال ص ولما کان ھذا من المشیۃ الربانیۃ مبنیا
علی المصالح الخفیۃ فما تطرق الی عزم العدا اقول لما کی جزا پر فانہ چاہیئے قال ص و
یستقرؤن فی کل وقت مواضع الجہاد اقول کیا جو شخص ایسی جھوٹی غمازی سے سرکار کو
مسلمانون پر بدظن کرنا چاہے وہ خدا کا پاک بندہ ہو سکتا ہے قال ص وجعل قلمی وکلمی
منیع للمعارف اقول منابع المعارف یا منبعی المعارف چاہیئے قال ص تنکرون
باعجازی اقول تنکرون اعجازی چاہیئے - قال ص فلما دعوتہ بھذہ الدعوۃ بعدما
ادعی انہ یعلم القرآن وانہ من اہل المعرفۃ ابی من ان یکتب تفسیر الجذ لتفسیری
اقول لعنۃ اللہ علی الکاذبین مقابلہ تحریری کو مسلم کرکے تقریری بحث کو بڑھانا اس کو
زیادت فی الشرائط کہا جاتا ہے - نہ کہ انکار قال ص وکان غبیا ولو کان کالحمد انی او
الحریری فما کان فی وسعہ ان یکتب کمثل تحریری اقول ایسا ذہن آپکے بغیر کون ہوجو

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین سے سمجھ لے کہ اس سے معلوم ہوا کہ دجال شخصی جیسا کہ جہال کا مزعوم ہے کوئی چیز نہیں اگر علم آلہی مین اوسکا وجود ہوتا تو یون فرماتا کہ غیر المغضوب علیھم ولا الدجال دیکھو صفحہ ۱۸۹۔ اسی اعجاز مزعومی کا پھر اسی اعجاز المسیح کے صفحہ ۱۴۲ پر آپ لکھتے ہین کہ مالک یوم الدین مین یوم الدین جو ہے اللہ تعالے نے مسیح موعود یعنی قادیانی کے زمانہ کا نام رکھا ہے۔ وھی زمان المسیح الموعود یوم الدّین لا نہ زمان یحیٰی فیہ الدین۔
اقول لعنۃ اللہ علی الکاذبین اللہ تعالےٰ خود قرآن کریم مین یوم الدین کی تفسیر اسطرح پر فرماتا ہے وان الفجار لفی جحیم یصلونھا یوم الدّین یعنے گنھگار دوزخ مین قیامت کے دن داخل ہونگے۔ اگر یوم الدین قادیانی کا زمانہ ہے تو کیا اسیوقت دوزخ مین حساب کتاب کے بعد داخل ہونا شروع ہو گیا۔ پھر فرماتا ہے وما ادرٰک مایوم الدّین ثم ما ادرٰک ما یوم الدّین یوم لا تملک نفس لنفس شیئًا والامر یومئذ للہ۔ غور کرو۔ یوم الدین اور یوم لا تملک نفس لنفس شیئًا دونون کا مفاد ایک ہی ہے اور پھر صفحہ ۱۳۵ پر لکھتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین (ولہ الحمد فی الاولےٰ والاخرۃ) دو احمدون کی طرف اشارہ کیا ہے اولےٰ سے احمد پہلا یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آخرہ سے احمد پچھلا یعنے غلام احمد قادیانی۔ اسکے بعد لکھتے ہین وقد استنبطت ھذہ النکتۃ من قولہ الحمد للہ رب العالمین **اقول** جب آپ ایسے استنباط کرسکتے ہین جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بے خبر تھے تو پھر بیلا مھر علی بیچارہ بالمقابل آپکے کس طرح ایسے نرالے استنباط کرسکتا ہے **قال** ومع ذلک کان یخاف الناس **اقول** خائف وہی ہوتے ہین جنکو میدان مین سامنے آنا موت نظر آتا ہے۔ مع آنکہ تحریک مقابلہ بھی پہلے خود ہی کی ہو۔ مامور من اللہ کو میدان مین موجود ہونا نہایت ہی ضروری تھا۔ تاکہ خلق اللہ مامور کے غیر حاضری کے باعث اوسکو مفتری علی اللہ سمجھکر صراط مستقیم کو نہ چھوڑ دین۔ مخالفین کو للکار کر بلانا اور پھر گھر سے باہر نہ نکلنا گویا اپنے ہی ہاتھون سے دین کی بیخ کنی ہے۔ مگر ایسے مامور اور ایسے دین کا عملدر آمد ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ آپکا دین اگر وہی محمدی دین ہوتا تو آپ بجائے اس قول کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

اَنَا الرَّسُوْلُ لَا مِرَاءَ اَنَا ابْنُ غُلَامِ مُرْتَضٰی) کہتے ہوئے میدان مین موجود ہوتے - واقعی
امر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو حسب وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے قرآن کریم کو
تحریف سے بچانا منظور تھا اور امت مرحومہ کو یہ سمجھانا کہ غلام احمد قادیانی کتاب و سنت اور
اجماع کا محرّف ہے اسلیئے اوسکے ہاتھ سے اشتہار دعوت بآن کرّوفر "کہ ضرور میرا مقابل میرے
مقابلہ مین ذلیل ہوگا یہ ہوگا وہ ہوگا) روے زمین پر دلوایا جسمین خود ہی اوسنے ان تین علما
کو یعنے جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر لاہوری اور جناب مولوی عبد الجبار امرتسری
اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) حکم قرار دیا اور انتظام پولیس وغیرہ بھی لکھدیا اور پہلے
اسکے آپکو الہام بھی ہو چکا تھا کہ واللہ یعصمک من الناس اور نیز انی مھین من اھانک
اور نیز تیرے اور تیرے گروہ کے مین حفاظت کرونگا اور تیرا ہی گروہ قیامت تک غالب رہیگا
دیکھو کتاب البریہ اور اوسی اشتہار مین اخیر پر لکھدیا کہ لعنۃ اللہ علی من تخلف و ابیٰ -
مسلمانون غور سے سوچو یہ ایک مکر الٰہی تھا بمقابلہ مکر قادیانی صاحب کے جو انہوں نے سوچا تھا
کہ کسی کو کیا ضرورت جو اجابت دعوت کریگا اور ہمکو گھر مین بیٹھے بیٹھلائے فتح ہو جائیگی اور عقل
اور دین کے غنڈے اور میان مٹھو بغلین بجاتے ہوئے دام مین پھنسین گے اور تصویر فروشی
اور اشتہار فروشی اور تصنیف فروشی اور منارہ فروشی اور کشش دراہم بنام تجارت پھر مزید بران
بہ بہانہ خسارت وغیرہ وغیرہ پولیٹیکلون کی آسامی نکل آئینگے مگر چونکہ بحکم واللہ خیر الماکرین
کے الٰہی مکر ہی غالب رہتا ہے - لہذا قادیانی صاحب کی اوس کرّوفر کے بعد ایام جلسہ لاہور
مین قلمی اور کلمی طاقتین سلب کردی گئین - یعنے عدم حاضری کے عذر تک بھی قلم اور موتھ سے
نہ نکلا باوجود اسکے کہ معتقدین و مخالفین دونون کی جانب سے سخت اصرار کش مکش بھی ہوئی -
تخمیناً پانچ چھ دن کے بعد جب ہمارے واپس ہونے کی خبر جناب کو پہونچی تو زور کاغذ پر بیدل زبان
کی طرح قلم چلنے لگا اور اعذار بار دہ اوہن من بیت العنکبوت شروع ہوئے کہ ہمکو سرحدی لوگون
کا خوف تھا اسلیئے نہین آئے - اس عذر پر لوگون نے کہا کہ کیا آپ اون الہامات کو بھول گئے
جنمین آپکو ملہم کی جانب سے پوری تسلی اور غالب رہنے کی بشارت دی گئی تھی یا آپکے ملہم سے
بھی ایفاء وعدہ کی قدرت سلب کی گئی - ہماری جانب سے تقریری شرط کی ترمیم اسلئے تھی

کہ تقریر بھی معیار صداقت ہونے مین تحریر سے کم نہین جس شخص کو اللہ تعالےٰ غالب کرنا چاہتا ہے اور اوسکو منظور ہوتا ہے کہ اسکے غالب رہنے کے ذریعہ سے لوگون کو ہدایت کرون تو اوسکے غلبہ کو معیار صداقت ٹہرانے کے بعد ضرور ہی اسکو غالب کرتا ہے اور اوس سچے مامور کو فرض منصبی کے رو سے حریف مقابل کے دوبدو ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ بلکہ قادیانی صاحب چونکہ بروز و فنا محمدی و عیسوی کے مدعی ہین تو تقریری مقابلہ کی تسلیم انپر ضروری تھی کیونکہ انکے بار بزرگ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عیسےٰ علیہ السلام نے بھی تبلیغ حق تقریری طور پر کی تھی دوسری وجہ ترمیم کی یہ ہے۔ کہ صرف تحریر مین احقاق حق اچھے طرح نہین ہوتا۔ بالفرض اگر قادیانی صاحب جلسہ لاہور مین بھی تفسیر لکہتے تو کیا اونکی بھولی بھالی جماعت بے تمیزی کی وجہ سے اپنی ضلالت پر زیادہ پکی نہ ہو جاتی۔ اونکو ذاتی لیاقت اسقدر کہان تھی کہ اس تفسیر کے مضامین واہیہ اور محرفہ پر اطلاع پاوین یا مرزاجی کے سرقہ کو پکڑ سکین وہ تو صرف عربی عبارت مسروقہ کو دیکھکر زیادہ گمراہ ہو جاتے۔ اسلئے نہایت ضروری تہا کہ پہلے علماء کرام کے سامنے قرآن حدیث کو نکالکر بلحاظ سیاق وسباق اثبات مدعےٰ کیا جاتا اور علما اسلام انصاف فرماتے کہ کس کا مضمون یا استنباط اصول شرعیہ کے مطابق ہے۔ تاکہ اوسکو قبول کر لیا جاوے۔ اور کس کا مخالف اور جاہلانہ چار کونسلی ہے تاکہ اس سے حاضرین کو تقریرًا اور غائبین کو تحریرًا سمجھا دیا جاوے کہ اس مسلک سے بچنا مسلمانونکو نہایت ضروری ہے۔ مرزائیون کو اس کم توجہی پر نہایت ہی افسوس آتا ہے کہ انہون نے نبوت اور قرآن دانی کا معیار انشاپردازی کو سمجھ رکھا ہے اور پھر وہ انشاپردازی جسکی لفظی اور معنوی کمال کی قلعی کھل رہی ہے۔ بھلا شئے اگر کوئی عربی زبان مین یہ مضمون لکھدے کہ نماز عبارت صرف توجہ الی اللہ سے ہے اور اوضاع معمولہ اہل اسلام کی کوئی حقیقت نہین اور اپنے دعوے کی دلیل اس امر کو ٹھہرادے کہ میری طرح چونکہ کوئی شخص عربی نویس نہین اور فے الواقع ایسا بھی ہو تو کیا کوئی عاقل ایسی واہی دلیل سے اوسکے دعوے کو مان سکتا ہے ہرگز نہین **قال** وکان یعلم اللہ ان تخلف فلا غلبۃ ولا مجاسس

اقول جب غیر مامور من اللہ حصول غلبہ کے لئے پیچھے نہ رہا تو مامور من اللہ کو وجوہ مذکورہ بالا کے رو سے تخلف کسی طرح جائز نہ تھا اس سے معلوم ہوا کہ معاملہ بالعکس ہے۔ **قال**

فکاد کیدا **اقول** یہ کید چونکہ (انھم یکیدون کیدا) کے مقابلہ مین تہا لہذا اسکو واکید کیدا
کیدا کا ظہور سمجھنا چاہیئے - اسی لیئے واللہ خیر الماکرین کے مطابق غالب رہا اور کیون نہ
ہوتا کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ان اللہ قوی عزیز **قال** ص۳۱ و یحکم من کان لک
عدوا واشد بغضا من علماء الزمان **اقول** انکی عداوت اوس وقت نہین سوجی تہی
جس وقت اشتہار دعوت مین آپ ہی نے ان لوگون کو یعنی مولوی محمد عبد اللہ صاحب و مولوی
عبد الجبار صاحب و مولوی محمد حسین صاحب محکم لکھا تھا - کیا اوس وقت آپنے اجابت دعوت
کو غیر ممکن الوقوع سمجھا ہوا تھا - اسلیئے تینون صاحبون کو لکھ مارا اور جب سر پر آگئی تو اوس وقت
یہ حیلہ سوجھ مین آیا کہ یہ علماء میرے دشمن ہین - یہ بھی ہم مسلم کر لیتے اگر انہین ایام مین آپ علاوہ
تشریف آوری کی وجہ یہی لکھ دیتے تا کہ ہم ان حضرات کے سوا اور تین اہل علم مقرر کر لیتے -
کیا آپکو رجسٹری شدہ چہٹی حافظ محمد دین صاحب تاجر کتب لاہوری کی ۲۵ - اگست سے پیشتر
۲۰ یا ۲۱ کو نہین پہونچی تہی جسمین لکہا ہوا تھا - کہ آپکو اگر کسی شرط کی ترمیم کرانی ہو تو کرا لیجیئے
ورنہ آپکا کوئی عذر حیلہ قابل اعتبار نہ ہوگا - اگر آپکو اشتراط تقریر یا علماء ثلثہ کا محکم ہونا ناگوار
تھا تو قطع حجت کیلیئے فورا اشتہار اور چٹھی کے پونچتے ہی خود اپنی دستخطی جواب یا اپنے نام کے
اشتہار سے اس خاکسار کو واضح کر دیتے کہ اس قید کو اٹھا دو تب ہم آسکتے ہین ورنہ نہین -
اگر آپ یہ خیال فرماوین کہ ہمارے مرید نے یہ بات پہنچادی تھی تو ہماری طرف سے ہمارے
مخلص حکیم سلطان محمود نے جواب ترکی بہ ترکی شائع کر دیا تھا - کہ اگر آپ تقریر کسی صورت مین
تسلیم نہین کر سکتے تو بعینہ پیش کردہ شرطین آپ کی بلا کم و کاست محرر سطور منظور کر کے لاہور
آتے ہین آپ بھی تاریخ مقررہ پر لاہور آوین، پہر کیا وجہ ہے کہ آپکے مرید کی بات ہم پر حجت ہو اور
ہمارے مخلص کی بات قابل التفات نہ ہو - بہلا مین آپسے پوچھتا ہون کہ اگر معاملہ بالعکس ہوتا
یعنے ہماری طرف سے اشتہار دعوت شائع ہوتا اور آپ یہی جواب دیتے جو ہم نے لکھا تھا اور
پھر آپ تاریخ مقررہ پر آتے اور مین حاضر نہ ہوتا یا آپکے اشتہار دعوت کا مین جواب نہ دیتا
بلکہ آپ کی طرح بالکل خاموش ہو جاتا تو مین آپ کو قسم دیتا ہون انصاف سے کہو کہ اندرین صورت
آپ مع لمبے چلیون چانٹیون کے مارے خوشی کے بغلین نہ بجاتے اور اشتہارون پر اشتہار

نہ دیتے کہ دیکھو آسمانی نشان ظاہر ہوگیا پس چونکہ یہی نشان علماء اسلام کے حق مین ظاہر ہوچکا
تو پہر کیون نہین ضد کو چھوڑتے **قال** ص۲۷ وما رمیتُ اذ رمیتُ ولکن اللہ رمیٰ **اقول**
حدیث کا سرقہ ہے **قال** ص۲۸ وحجۃ بالغۃ تلدغ الباطل کالنضناض **اقول** حریری کے صفحہ ۹۴
سے مسروق ہے بتغیر ما **قال** ص۲۸ وما انا الا خاوی الوفاض **اقول** حریری صفحہ ۸ کا
سرقہ ہے۔ بازدیاد ما **قال** ص۲۸ ومن نوادر ما اعطی لی من الکرامات **اقول** ما اعطی لی کیجگہ
ما اُعطِیتُ چاہیئے۔ **قال** ص۳۰ فواللہ انی ارجو من حضرۃ الکبریاء ان یکون لی غلبۃ وفتح
مبین علی الاعداء ولذالک بثثت الکتب **اقول** ارجو اور یکون مضارع نہین چاہیئے
کیونکہ کو کے مابعد ماضی کا محل ہوتا ہے الا لنکتۃ۔ اور نیز ولذالک بثثت بھی ارجو کے ساتھ
مناسب نہین ہے کیونکہ رجا ابہی یا آیندہ ہوگی تو کتابون کا پھیلانا جو ماضی مین ہوا اس
امید پر کیونکر معلول ہوسکتا ہے **قال** ص۳۲ ولا ترھق بالتبعۃ والمعتبۃ **اقول** حریری
کے صفحہ ۲ کا سرقہ ہے **قال** ص۳۲ عن مَعَرَّۃ اللَّکَن **اقول** حریری کے پہلے صفحہ کا سرقہ ہے
قال وتوفیقًا قائدا الی الرشد والسداد **اقول** حریری سے لیا ہے **قال** ص۳۶
ان اری ظالعہ کالضلیع **اقول** مسروق من الحریری ص۵ بتغیر ما **قال** ص۳۷ یقال
عثارہ **اقول** حریری کے ص۵ سے مسروق ہے بتغیر ما **قال** ص۳۹ اقتعد منا غارب
الفصاحۃ وامتطی مطایا الملاحۃ **اقول** حریری کا سرقہ ہے **قال** ص۴۱ فقد العدم
علمہ کثلج ینعدم بالذوبان **اقول** العدم کا لفظ غیر مستعمل ہے۔ بجائے اسکے عدم چاہیئے
دیکھو قاموس **قال** ص۴۲ لا بد ان یکون لہ ھذا العلم **اقول** ضمیر کا موقع ہے اسکا ماقبل
ملاحظہ ہو **قال** ص۴۲ ولو فرضنا **اقول** لو کا محل نہین **قال** ص۴۳ بالاعانۃ علی الابانۃ
اقول حریری کے ص۳ کا سرقہ ہے **قال** ص۴۳ ویعصمھم من الغوایات ویحفظھم
فی الروایۃ والدرایۃ **اقول** حریری سے ہے بتغیر ما ص۳ **قال** ص۴۳ موقف منۃ
اقول حریری ص۳ کا سرقہ ہے **قال** ص۴۵ وای معجزۃ **اقول** وایۃ معجزۃ چاہیے **قال** ص۴۹
کمجھول لا یعرف ونکرۃ لا تعرف **اقول** حریری ص۸ سے مسروق ہے **قال** ص۵ فکل
ردا ترتدیہ جمیل **اقول** ایک مشہور شعر کا سرقہ ہے۔ قال السموئل بن عادیا ؎ اذا المرء لم

یدنس من اللوم عرضہ۔ فکلُ ردا یرتدیہ جمیل حماسۃ **قال** ص۵۵ لا شیوخ ولا شاب۔
اقول ایک کا جمع اور دوسرے کا مفرد لانا کیا وجہ رکھتا ہے **قال** ص۵۵ کنز المعارف
ومدینتھا وماء الحقائق وطینتھا **اقول** مقامات کی عبارت ہے **قال** ص۵۸ کما یُملأ
اللہ لوالی عقد الکرب **اقول** مقامات بدیع کے شعر کا ثانی مصرعہ ہے بازدیاد لفظ کما **قال**
ص۵۹ اوزاد امنھم سیدی **اقول** زاد اکثر ستعدی آتا ہے **قال** ص۶۰ العقیت بھا جرانی **اقول**
مقامات حریری کے صفحہ ۲۴ کا سرقہ ہے **قال** ص۶۱ کادراک العھاد۔ لسنۃ جماد **اقول**
مقامات حریری کے صفحہ ۱۲۴ سے مسروق ہے بتغیر ما **قال** ص۶۲ اخو بثل من النبال **اقول**
خلاف محاورہ ہے قابل غور ہے **قال** ص۶۳ فصادو الکمیت مقبو۔ وزیت سراج احترق
وما بقی معد من نود۔ **اقول** دوسرا سجع پہلے سے بہت بڑا ہے جسکو عند الفصحا والبلغا عیب
سمجھا گیا ہے۔ اور دونوں مضمون مسروق ہیں **قال** ص۶۴ فما کانوا ان یتحرکوا **اقول** مصدر
کا حمل ناجائز ہے اسلئے (ان) نہ چاہئے تھا۔ **قال** ولیس فیھم الا السبّ والشتم
قاعدین فی الحجرات **اقول** کس سے حال ہے **قال** ص۶۵ وانا جئناک **اقول** تقدیم مسند
الیہ بے وجہ ہی۔ **قال** ص۶۶ ومثلھا کمثل ناقۃ تحمل کلما تحتاج الیہ وتوصل الی دیار
المحب من رکب علیہ **اقول** ناقہ کی طرف مذکر ضمیر کا ارجاع غلط ہے **قال** ص۶۷ کما جاء فی القرآن
اقول یہ سجع قلیل الالفاظ بعد کثیر ہا واقع ہے ما قبل ملاحظہ ہو **قال** ص۶۸ وھذا الرجیم ھو الذی
وردفیہ الوعید اعنی الدجال **اقول** عجیب مسئلہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم میں جو
شیطان ہے اس سے مراد تو ابلیس ہے اور رجیم جو اوسکی صفت ہے اس سے مراد دجال ہے جسے عیسیٰ
علیہ السلام قتل کرینگے آجتک یہی سنا تھا کہ موصوف وصفت کا مصداق ایک ہی ہوا کرتا ہے
مگر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم سے مرزا صاحب نے کیسا ثابت کر دیا ہے کہ انکا مصداق مغایر بھی
ہوتا ہے سبحان اللہ **قال** ص۶۹ وکم من حامل فاق العظام **اقول** منصوب ہے کر پھر مکسور پڑھا گیا
ہے **قال** ص۷۰ بکف المصطفی اضحی الزمام **اقول** مرفوع کو مجرور کا قافیہ کیا گیا ہے **قال** ص۷۱
الزم اللہ کافتہ اھل الملۃ **اقول** کافہ کا لفظ عربی میں مضاف نہیں آتا **قال** ص۷۲ ان الاسم
مشتق من الوسم **اقول** ہذا خلاف ما صرح بہ الثقات **قال** ص۱۲۹ ثم ان لفظ الحمد مصدر

مبنیے علی المعلوم والمجہول وللفاعل وللمفعول من اللہ ذی الجلال **اقول** من اللہ
ذی الجلال بے ربط ہے **قال** ص۱۲۷ فقد یزید عالم الضلال الخ **اقول** اسجگہ سے جو مضمون
چلاہے اوسکو آیت سے کوئی ربط نہیں **قال** ص۱۲۷ طرق اللہ ذو الجلال **اقول** ذو الجلال منصوب
غلط ہے **قال** ص۱۲۹ ولم یزل ہذہ الجنود وتلک الجنود یتحاربان **اقول** تتحاربان مونث
چاہیے **قال** ص۱۲۹ الا من اعطے لعینان **اقول** خلاف اولے ہے کیونکہ اعطے کا پہلا مفعول
نائب عن الفاعل ہونے کا حقدار ہے **قال** ص۱۲۹ والعدم مایری **اقول** العدم خلاف محاورہ ہے
قال ص۱۳۰ ومن اشرف العالمین واعجب المخلوقین وجود الانبیاء والمرسلین **اقول**
وجود کا لفظ نہیں چاہیے لعدم صحۃ الحمل **قال** ص۱۳۰ ومن العالمین زمان ارسل فیہم خاتم
النبیین **اقول** یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم زمانہ کا نام ہے اور پہلے یہ ثابت کیا کہ انسان حمد
کرنے سے عالم ہوجاتا ہے۔ اور پھر آیت سے یہ مضمون ہرگز مستفاد نہیں ہوتا۔ **قال** ص۱۳۰ قد استنبطت
ہذہ النکتۃ من قولہ الحمد للہ رب العالمین **اقول** مرزاجیو فرماتے ہین کہ اس آیت مین
ولہ الحمد فی الاولی والاخرۃ دو احمدون کے طرف اشارہ ہے ایک اولے احمد مصطفی صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آخرۃ احمد بن غلام مرتضےٰ شفاہ اللہ عن المالیخولیا۔ سبحان اللہ عجیب استنباط
ہے۔ **قال** ص۱۳۶ الا علی النفس لتے سعی سعیہا **اقول** سعی کی جگہ سعت مونث چاہیے
قال ص۱۳۹ الا تری ان سلسلۃ خلفاء موسےٰ انتہت الی نکتۃ مالک یوم الدین **اقول**
کیا استنباط ہے سبحان اللہ **قال** ص۱۳۹ کما یفہم من لفظ الدین فلنذکر بمعنے الحلم والرفق
اقول اس جگہ بمعنے جزاء کے ہے بدلیل قولہ تعالی وما ادرٰک ما یوم الدین الخ **قال** ص۱۴۰
وذلک وقت المسیح الموعود وہو زمان ہذا المسکین والیہ اشار فی آیۃ یوم الدین
اقول لعنۃ اللہ علی الکاذبین المحرفین **قال** ص۱۴۲ وسمی زمان المسیح الموعود یوم الدین
اقول ثانیا لعنۃ اللہ علی الکاذبین المحرفین **قال** ص۱۵۹ الا قلیل الذی ہو کالمعدوم
اقول فصیح بلیغ بلیغ صاحب موصوف نکرہ ہے او صفت معرفہ **قال** ص۱۶۱ ان یجعل اللہ احمد
کل من تصدیٰ للعباد **اقول** جعل کا دوسرا مفعول بے وجہ مقدم کیا گیا ہے۔ **قال** ص۱۶۳ وعلی
ہذا کان من الواجبات ان یکون احمد فی آخر ہذہ الامۃ **اقول** نہ کوئی اشارہ ہے نہ دلالت

قال ص۱۷۶ وان لا تؤذی اخیك اقول اخاك چاہیئے **قال** ص۱۷۶ فی الحاشیۃ واشارۃ الی ان اللہ اعد لھم کلما اعطی الانبیا السابقین **اقول** محض غلط ہے **قال** ص۱۷۷ واتم ثمرات الجنۃ فویل للذی تو کھم **اقول** ترکھا چاہیئے **قال** ص۱۷۸ اظن ان یکون الغیر **اقول** فصیح صاحب کلمہ غیر معرف باللام نہین ہوتا **قال** ص۱۸۱ ان یبعث فی ھذہ الامۃ **اقول** بعد التسلیم مفید مطلوب نہین ہے **قال** ص۱۸۲ وانہ لن یاتی احد من السماء **اقول** کہان سے معلوم ہوا **قال** ص۱۸۴ ینضنضون لضنضنۃ الصل ویحملقون حملقۃ البازی المطل **اقول** مقامات حریری کے ص۱۵ اسے مسروق ہے تبغیر ما **قال** ص۱۸۷ فاشتدت الحاجۃ **اقول** مستنبط نہین ہوسکتا ہے **قال** ص۱۸۹ وذکر الضالین فی مقام کان واجبا فیہ ذکر الدجال وان کان الامر کما ھو زعم الجہال لقال اللہ فی ھذہ المقام غیر المغضوب علیھم ولا الدجال **اقول** دجال کا ذکر ضالین کے ضمن مین بسبب عموم مفہوم اسکے ہوچکا ہے اور ذکر شخصی اگر ضروری سمجھا جاوے تو پہلے آپکا چاہیئے تہا کیونکہ دجال مفسر و محدث بنکر دھوکہ نہ دیگا بخلاف آپکے کہ حامیان اسلام کے لباس مین ممبر پر کہڑے ہوکر تحریف کررہے ہین لہذا آپ کا ذکر نہایت ہی ضروری تہا۔

واضح ہو کہ اس تفسیر مین مرزا جی نے مطاعن اور گالیون اور تحریف معنوی کو اوس حد تک پونچا دیا ہے کہ کسی کے باوا سے بھی نہ ہوسکی۔ بالخصوص محرر سطور عفی عنہ ربہ الغفور کے حال پر بڑے بڑے عنایات فرمائے ہین جنکے بالمقابل مین بغیر اس مصرعہ کے کچھ نہین عرض کرسکتا **ع** بترزانم کہ خواہی گفت آنی ۔ اور اس مصرع خواجہ حافظ علیہ الرحمت کے کوئی معاوضہ مین نہین کرسکتا **ع** بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی ۔ مین آپکا بڑا ممنون ہونگا اگر آپ مجھے موںھ بہر کر گالیان دے لیوین مگر کتاب اللہ و سنت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و اجماع امت مرحومہ مین دخل بیجا نہ کرین ۔ اور نیز ان گالیون کو ہماری ذات ہی تک محدود کہین اور ہمارے موںھ سے جو کلمات نکلتے ہین اونکو گالین نہ دین کیونکہ بفضل اللہ و حولہ اکثر اوقات آپکی مخالفین کے موںھ سے آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و تسبیحات و تہلیلات بھی نکلتی رہتی ہین ۔ لہذا گذارش ہے کہ آپ اس کہنے مین کہ (وھو خبیث ص۱۹۷ وخبیث ما یخرج من شفتیہ) ماخوذ نہ ہو جائین

وہ پلید ہے اور پلید ہے جو کچھ کہ اوسکے منہ سے نکلتا ہے۔

اللہ تعالےٰ آپ کو اور ہم کو کتاب اور سنت اور اجماع امت کی صراط مستقیم پر چلائے۔ اللھم صل وسلم وبارك وادم علی سیدنا ابی القاسم وحبیبنا المظہر الاتم لاسمك الاعظم واٰله وعترته

سوال

ارض ذات النخلہ کو یمامہ خیال فرمانا جو نفس الواقع مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ تھا اور السیاہی آنکہ المسجد الحرام کا وقت صلح حدیبیہ والا سال سمجھ لینا کیا یہ ہر دو اور نظائر ان کے از قبیل قصور فی الکشف اور خطائے التعبیر نہ تھے جب مکاشفات مذکورہ مین قصور اور خطائے التعبیر واقع ہو گئے تو نزول مسیح ابن مریم والی پیشگوئی مین کیون نہین واقع ہو سکتے یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلام احمد قادیانی کو عیسےٰ بن مریم کی صورت مین دیکھا ہو۔

جواب

ارض ذات النخلہ والے مکاشفہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سے پیشگوئی نہین فرمائی کہ بالضرور یمامہ ہی مین جانا ہو گا صرف آپکا خیال شریف یمامہ کی طرف گیا تھا سو وہ بھی حالت نزع چنانچہ ارشاد فرمایا فذھب وھلی الی الیمامه اور دخول مسجد حرام کے متعلق بھی آپنے یہ نہین فرمایا تھا کہ ضرور ہم اسی سال مسجد حرام مین داخل ہو گے۔ الغرض کشف ایک اجمالی ہوتا ہے اور ایک تفصیلی۔ اور اجمالی مین کبھی اجمال فی نفس المضمون ہوتا ہے یعنے واقعی امر بزنگ استعارہ و تمثیل نظر آتا ہے چنانچہ مدینہ کی وبا کو آپنے بشکل ایک عورت پراگندہ سر کے دیکھا تھا وغیرہ وغیرہ اور کبھی اجمال فی اوضاع المضمون من الزمان وغیرہ۔ چنانچہ دخول مسجد حرام والے مکاشفہ مین نفس دخول مسجد حرام کما ہو فی الواقع صرف منکشوف ہوا۔ مسجد حرام کے داخل ہونیکا وقت معلوم نہین ہوا تھا لہذا آپ سال حدیبیہ مین تشریف لیگئے۔ بلکہ بمناسب بشان نبوت یون معلوم ہوتا ہے کہ حدیبیہ والے سال ہی جانا آپکا قصور فی الکشف کی وجہ سے نہ تھا بلکہ حصول صلح کے لیئے جو مقدمہ فتح کا تھا بحسب فرمان خداوندی واقع ہوا۔ کشف اجمالی کی دونون صورتون مین آپنے کبھی پیشگوئی یقینی طور پر نہین فرمائی یعنے جس خبر مین اجمال و خفا رہوتا تھا اوسکے بارہ مین اسطرح خبر نہین فرماتے تھے کہ یہ خبر بالضرور اسیطرح وجہ مخصوص پر واقع ہو گی اس قسم کی پیشگوئی مین قبل از وقوع ایمان علی حسب مراد اللہ رکھنے کے ہم مکلف ہین نہ ایمان علی وجہ مخصوص کے

طور پر بخلاف کشف تفصیلی عینی کے ۔ یعنے جس امر کو کہلا کہلا آپنے معاینہ فرمایا اور اوسکے بارہ مین
پیش گوئی یقینی طور پر فرمادی تو مومن بماجاء بہ الرسول علیہ السلام کو ہرگز تاویل سے کام
لینا جائز نہین ۔ چنانچہ بعض اقسام اسکے شمس الہدایت مین بحوالہ کتب حدیث لکھے گئے ہین
جنمین سے اکثر کا وقوع بھی مطابق پیشگوئی آپکے ہوچکاہے ۔ نزول مسیح ابن مریم وظہور دجال
وغیرہ علامات قیامت والی پیشگوئین کشف عینی کے قبیلہ سے ہین گو بعض کی تفصیل وقتاً
فوقتاً معلوم ہوتی رہی جنمین آپ کو نہایت اہتمام سے امت مرحومہ کو متنبہ کرنا منظور تہا تاکہ امت
مرحومہ کسی جھوٹے مسیح کے دام مین نہ پہنس جاوے چنانچہ مسیح ابن مریم ہی کہتے گئے کہ میرے
آنے سے پہلے کئی جھوٹے مسیح آئینگے ۔ دیکھو انجیل کی کتاب اعمال اور نیز قصہ نزول ایلیا بھی
عبرت کیلئے کافی نظیر وقوع مین آچکا تہا جسکے لحاظ سے آپکو تفصیلی وتاکیدی بیان فرمانا ضروری
تہا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطا پر قایم رہنا فی التعبیر ہی کیون نہ ہو ہرگز ممکن نہین
کہان یہ بات کہ عمر بہر یہ دہوکہ آپ کو واقع رہے اور بذریعہ وحی کے اطلاع نہ دیجاوے الغرض بحکم
فینسخ اللہ ما یلقے الشیطان) انبیاء کا خطا پر قائم رہنا اور ایسا ہی بمقتضے (فانہ یسلک من
بین یدیہ ومن خلفہ رصدا) وحی کا غلط ہونا شرعاً وعقلاً محال ہے ۔ الحاصل کشف اجمالی بھی
بعد البیان اللاحق تفصیلی کی طرح واجب الایمان ہوتاہے ۔ **نزول مسیح کا مسئلہ** چونکہ حاضرین
کو محل تعجب واستبعاد معلوم ہوتا تھا معہذا نزول ایلیاء والے اشتباہ سے بھی امت مرحومہ کو بچانا
منظور تہا ۔ لہذا آپنے اس پیشگوئی کو تاکید بالقسم ولون ثقیلہ ولام تاکید سے موکد کرکے بیان فرمایا
والذی نفسی بیدہ لیوشکن آخر تک تاکہ امت مرحومہ اس نزول کو بھی نزول ایلیا کی طرح خیال
نہ کرین ۔ اس قسم کی پیشگوئی کے ساتھ قبل از وقوع ایمان لانا ضروری ہے ۔ کما قال تعالےٰ ۔
ما اتٰکم الرسول فخذوہ ۔ اس مقام پر مرزاجی نے بمعہ اپنے علماء کے سب پیشگوئیون مین
ایک ہی قانون مقرر کر رکھاہے کہ قبل از وقوع ہمکو ایمان لانا ضروری نہین) حق یہ ہے کہ کشف
اجمالی اور تفصیلی مین فرق نہ کرنے کی وجہ سے انکو سخت دہوکہ ہوا ہے ۔ مین حیران ہون کہ
قیامت کو بھی قبل از وقوع نہ مانتے ہونگے ہان اس الزام سے یہ جواب دیتے ہین کہ قیامت تو
مطابق حدیث الدنیا سبعۃ آلاف وانا فی آخرہا الف کے سات ہزار سال سے پہلے نہین آسکتے

مین کہتا ہون اول تو یہ حدیث ثقات کے نزدیک مثل مناوی و شیخ سیوطی وغیرہما کے موضوعات یا ضعاف سے تھے اور نیز یہ تحدید برخلاف ہے تصریح رئیس المکاشفین حضرت شیخ کے دیکھ فتوحات تیسرے بر تقدیر تسلیم الزام مذکور کی دافع بھی نہین - کیونکہ آدم علیہ السلام سے لیکر آجتک سات ہزار کے اوپر تین سو گذر چکے ہین اس سے معلوم ہوا کہ مرزا اور امروہی صاحبان حساب مین بھی کمال رکھتے ہین بیت تا مرد سخن نگفتہ باشد × عیب و ہنرش نہفتہ باشد × - الغرض بحکم ولن یصلح العطار ما افسده الدہر جہانتک ہاتھ پاؤن مارے جاتے ہین مگر قادیانی صاحب کا دعویٰ ہرگز کتاب و سنت و اجماع سے تطبیق نہین کہتا مجھے اسقام کے متعلق ایک بزرگ کی بات یاد آگئی ہے جسکا لکہنا بعید از مقام معلوم نہین ہوتا **حبیب شاہ** صاحب خوشابی جسکا نام نامی مرزاجی ایک اشتہار میں اپنے مولویون اور مریدون مین لکھتے ہین مینے راجڑ کے اسٹیشن پر بعد ملاقات کے پوچھا کہ آپ کے بیعت کرنے کا مرزاجی سے کیا باعث ہے - بجواب اسکے فرمانے لگے کہ قرآن کی تفسیر لکھنے مین عدیم المثیل ہین اپنی نظیر نہین رکھتے - پہر مینے پوچھا آپ مرزا صاحب کو مسیح موعود جانتے ہین فرمانے لگے کہ اونکے اس دعوے سے مین علیحدہ ہون - پہر مینے متعجب ہوکر پوچھا کہ جب آپ انکو اس دعوے مین کاذب اور مفتری علے اللہ خیال فرماتے ہین تو پہر بیعت کیسے ہوئی کیونکہ جس شخص کو مفتری علے اللہ سمجھا جاتا ہے تو اوسکی وقعت اتنی نہین ہوتی کہ اوسکا ہاتھ خدا کا ہاتھ سمجھکر اپنے ہاتھ پر رکھا جاوے پہر آپنے فرمایا کہ قرآن دان بہت عمدہ ہین - مین نے عرض کیا کہ مرزاجی کی تفسیر متعلق سورۂ زلزال کے بارہ مین آپ کیا فرماتے ہین - کہنے لگے کہ اس تفسیر سے بھی علیحدہ ہون تو اسپر مینے نہایت ہی متعجب ہوکر کہا کہ کیا آپ کو کوئی شخص مفتری علے اللہ اور قرآن کا محرف مرزا صاحب جیسا اپنے علاقہ مین نہین ملا تہا اسلیئے قادیان مین جاکر مرزاجی سے بیعت کی - بعد اسکے فرمایا کہ خیر مینے بیعت توبہ کی ہے - یہ اور طرفہ نکالا آخر الامر کہنے لگے کہ ازالہ اوہام کو دیکھونگا -

واضح ہو کہ اللہ جل شانہ رسولون کے مطلع علے الغیب کرنے کی نسبت فرماتا ہے - عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا - یعنے رسولون

جاننے والا غیب کا پس نہین خبردار کرتا اوپر غیب اپنے کے کسی کو مگر جسکو پسند کرتا ہے پیغمبرون مین سے پس تحقیق وہ چلاتا ہے آگے اوسکے سے اور پیچھے اوسکے سے نگہبان

کی وحی کے ساتھ جو کی پہرے کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ شیطان دخل نہ کرنے پاوے لہذا پیغمبرون
کے لئے عصمت ہے اورون کے لئے نہین اور اونکا وحی یقینی ہے اورون کے وحی مین شبہ ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیون مین شیطان کا ہرگز دخل نہین چنانچہ مرزا صاحب نے
ازالہ کے صفحہ ۶۲۶ مین چار سَو نبی کی نسبت لکھا ہے کہ اونکو شیطانی وحی ہوئی اور وہ جھوٹے
نکلے اور قادیانی صاحب گو کہ بزعم خود اپنی پیشگوئیون کو پیغمبرون کی پیشگوئیون کے برابر خیال کرتے
ہین۔ مگر اونکی پیش گوئیون کا کاذب ہونا واقف کارون سے پوشیدہ نہین ضمیمہ شحنہ ہند کی عبارت
ذیل ملاحظہ ہو۔

اجی مرزا جی بس رہنے دیجئے خلق اللہ تیس سال تک آپکے نمونے دیکھتے دیکھتے سیر ہوگئی ہے
(۱) آپ کسی شخص کے بیٹا پیدا ہونیکے لئے آپنے بہتیرا سر مارا بلکہ ایک معقول رقم بھی اُس سے ٹھکارلی
مگر بیٹا ابتک ندارد (۲) عبد اللہ آتھم کیلئے از حد گڑگڑائے مگر وہ میعاد معینہ مین نہ مرا (۳) ملا
محمد بخش وغیرہ کی بربادی کے لئے ہزار آہ وزاری کی مگر اوسکا بال بھی بینگا نہوا (۴) لیکھرام
کے لئے ہر چند سر پٹکا مگر اوسکی موت نے آخر آپکو ہی مشتبہ کیا۔ (۵) آسمانی منکوحہ کیلئے آپ کا
چہرہ بھی خشک ہوگیا مگر حسرت ہی رہی (۶) کسی شخص کی بیوی کے اچھا ہونیکے لئے بہتیرے
توڑ جوڑ کئے مگر وہ بیمار رہکر چل ہی بسی (۷) اپنی جس لڑکے کو موعود قرار دیا اور اپنے لئے اور
دنیا کیلئے باعث برکت سمجھا وہ بھی آپکو مفارقت دیگیا۔ (۸) جسقدر مباحثے آپنے کئے شکست
ہی کھاکر بھاگے اب مباحثہ کے نام سے بھی اوسان خطا ہوتے ہین (۹) جن آدمیون نے آپکو
بالمقابل دعا کرنیکے لئے بلایا آپ ایک دن بھی سامنے نہ ہوئے (۱۰) ہمیشہ آپ نشان دکھلانیکے
لئے میعاد مقرر کرتے رہے مگر آخر ندامت ہی اوٹھانی پڑی چنانچہ اب بھی ایک بڑے بھاری نشان کے
لئے میعاد مقرر ہے (۱۱) آپ کہتے ہین کہ شاہان یوروپ کو اسلام کی دعوت کی اور اپنی تصنیفات
بھیجین مگر ایک عیسائی بھی آپ پر ایمان لاتے نہ دیکھا (۱۲) آپنے کہا کہ سب خلقت مجھے
قبول کریگی مگر سب آپسے متنفر اور بیزار رہی ہے سوائے معدودے چند اشخاص کے جو کسی شمار
مین نہین آسکتے (۱۳) آپنے سورہ فاتحہ کی تفسیر دعوے سے لکھی لوگون نے اسکے پرخچے اُڑائے
(۱۴) آپنے منشی الٰہی بخش صاحب کی نسبت گیارہ کا ہندسہ ظاہر کرکے الہام شائع کیا بفضلہ تعالیٰ

اب گیارہ ماہ بھی قریب الاختتام ہین مگر اونکی عصائے موسئے نے آپ کا سارا بنا بنایا کھیل درہم
وبرہم کردیا (۱۵) پیر مہر علی شاہ صاحب کے لیے آپ ہر چند دانت پیستے رہے مگر اونکی شہرت ہی
شہرت اور عزت ہی عزت ہوتی رہی (۱۶) آپنے عرصہ سے منارہ بنانا چاہا مگر ہنوز روز اول
(۱۷) آپنے رسالہ انگریزی شائع کرنا چاہا مگر ابتک اقرار اور وعدہ کے مطابق آپکو ناکامی حاصل
ہے (۱۸) آپنے بجائے اتوار کے جمعہ کے دن تعطیل کرانی چاہی مگر سوائے ناکامی کے اور کچھ
حاصل نہ ہوا - (۱۹) سیکڑون اشخاص کے لئے آپ دعا کرتے رہے ہین مگر کوئی اثر یا نتیجہ نہین
نکلتا اور پھر آپ کہتے ہین کہ دعا کرنے والے کو یہ کرنا چاہیئے وہ کرنا چاہیئے دعا کرنے والے سے
تعلق پیدا کرنا چاہیئے وغیرہ - مرزا جی کیا یہ دعائین بشتے نمونہ از خروارے کافی نہین ہین پھر آپکو
باربار اعلان کرنے کی ضرورت پڑتی ہے -

رسالہ الہامات کی عبارت ذیل بھی قابل غور ہے -

تیسری پیشگوئی

مرزا احمد بیگ اور اوسکے داماد کی موت اور آسمانی منکوحہ کے نکاح کے متعلق :-

اس پیشگوئی کو مرزا جی نے خاص مسلمانون کے حق مین بتلایا ہوا ہے اسلیئے ہمارا بھی حق ہے
کہ ہم بھی جی کھولکر سعی کرین اور تحقیق کرکے بال کی کھال اوتارین گو اور پیشگوئیون مین بھی مرزا
جی زور لگایا کرتے ہین مگر اس پیشگوئی کے متعلق جو کچھ مرزا جی نے مساعی جمیلہ خرچ کئے ہین
اونکا ذکر نہ کرنا غالباً ناشکری ہوگی پہلے ہم اس پیشگوئی کا اشتہار نقل کرتے ہین ازان بعد مرزا
جی کی مساعی جمیلہ بتلاوین گے + هُوَ هٰذا

ایک پیشگوئی پیش از وقوع کا اشتہار

پیشگوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا — قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور سچ مین جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا — کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا

اب یہ جاننا چاہیئے کہ جس خط کو ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء کے نور افشان مین فریق مخالف نے چھپوایا ہے

وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا ایک مدت دراز سے بعض سرگروہ اور قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے جنکی حقیقی ہمشیرہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ نشان آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف رکھتے تھے اور اب بھی رکھتے ہین چنانچہ اگست ۱۸۸۵ء مین جو چشمہ نور امرتسر مین انکی طرف سے اشتہار چھپا تھا یہ درخواست انکے اشتہار مین مندرج ہے انکو نہ محض مجھ سے بلکہ خدا اور رسول سے بھی دشمنی ہے اور والد اس دختر کا باعث شدت تعلق قرابت ان لوگون کی رضا جوئی مین محو اور اونکے نقش قدم پر دل و جان سے فدا اور اپنے اختیارات سے قاصر و عاجز بلکہ انہین کا فرمانبردار ہو رہا ہے اور اپنی لڑکیان انہین کی لڑکیان خیال کرتا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہین اور ہر بات مین اوسکے مدار المہام اور بطور نفس ناطقہ کے اوسکے لئے ہو رہے ہین تب ہی تو نقارہ بجا کر اوسکی لڑکی کے بارہ مین آپ ہی شہرت دے دی یہانتک کہ عیسائیون کے اخبارون کو اس قصے سے بھر دیا۔ آفرین برین عقل و دانش۔ ماموں ہونے کا خوب ہی حق ادا کیا۔ ماموں ہون تو ایسے ہی ہون۔ غرض یہ لوگ جو مجھ کو میرے دعوئے الہام مین مکّار اور دروغگو خیال کرتے ہین اور اسلام اور قرآن شریف پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے تو اس وجہ سے کئی دفعہ انکے لئے دعا بھی کی گئی تھی۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالےٰ نے یہ تقریب قایم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کیلئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ تفصیل اوسکی یہ ہے کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچازاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہین چلا گیا اور مفقود الخبر ہے اسکی زمین ملکیت جسکا حق ہمین پہونچتا ہے نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری مین درج کرادی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست مین جو ضلع گورداسپور مین جاری ہے نامبردہ یعنے ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچہزار روپیہ کی قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادین چنانچہ انکی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ بجز ہمارے رضامندی کے بیکار تھا اسلئے مکتوب الیہ نے بتمامتر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا تا ہم اوس ہبہ پر راضی ہو کر اوس ہبہ نامہ پر دستخط کر دین اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کامون مین ہماری عادت ہے جناب الٰہی مین استخارہ کر لینا چاہیئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ

کیا گیا وہ استخارہ کیا تھا۔ گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا۔ جس کو خدا تعالےٰ نے اس پیرایہ مین ظاہر کر دیا ÷

اُس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلان کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبانی کر اور انکو کہدے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط سے کیا جاویگا۔ اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔ اور ان تمام رحمتون اور برکتون سے حصہ پاؤگے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مین درج ہین لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اُس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔ اور جس کسی دوسرے سے بیاہی جائیگی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جایگا اور انکے گہر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑیگی اور درمیانی زمانہ مین بھی اس دختر کیلئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئینگے ÷

پھر ان دنون مین جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کیگئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلان کو جسکی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح مین لاویگا اور بیدینون کو مسلمان بنائیگا اور گمراہون مین ہدایت پھیلائیگا چنانچہ عربی الہام اس بارہ مین یہ ہے۔ کذبوا بآیٰتنا وکانوا بھا یستھزؤن ٭ فسیکفیکھم اللہ ویردھا الیک لا تبدیل لکلمات اللہ ان ربک فعال لما یرید۔ انت معی وانا معک عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا یعنے انہون نے ہمارے نشانون کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے سو خدا تعالےٰ ان سب کے تدارک کیلئے جو اس کام کو روک رہے ہین تمہارا مددگار ہوگا۔ اور انجام کار اسکی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائیگا۔ کوئی نہین جو خدا کی باتون کو ٹال سکے تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے تو میرے ساتھ اور مین تیرے ساتھ ہون اور عنقریب وہ مقام تجھے ملیگا جسمین تیری تعریف کیجاویگی یعنے گو اول مین احمق اور نادان لوگ بدباطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہین اور نالائق باتین موُنھ پر لاتے ہین لیکن آخر کار خدا تعالےٰ کی مدد دیکھکر شرمندہ ہونگے اور سچائی کے کھلنے سے چارون طرف سے تعریف ہوگی۔ (آجتک تو جیسی ہوئی نمایان ہے۔)

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء اس اشتہار کے متصل ہی صرف پانچ دن کے فاصلہ سے ایک اشتہار اور دیا جو بعنوان ذیل ہے ÷

تتمہ اشتہار

دہم جولائی ۱۸۸۸ء

(۱) اشتہار مندرجہ عنوان کے صفحہ میں جو یہ الہام درج ہے فسیکفیکھم اللہ اسکی تفصیل آگاہ توجہ سے یہ کھلی ہے کہ خدا تعالے ہمارے کنبے اور قوم میں سے ایسے تمام لوگوں پر کہ جو اپنی بیدینی اور بدعتوں کی حمایت کی وجہ سے پیشگوئی کے مزاحم ہونا چاہیں گے ۔ اپنے قہری نشان نازل کریگا اور اُن سے لڑیگا اور اُنہیں انواع اقسام کے عذابوں میں مبتلا کریگا اور وہ مصیبتیں اونپر اوتاریگا جنکی ہنوز انہیں خبر نہیں انمیں سے ایک بھی ایسا نہیں ہوگا کہ جو اس عقوبت سے خالی رہے کیونکہ انہوں نے نہ کسی اور وجہ سے بلکہ بے دینی کے راہ سے مقابلہ کیا ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دوکاندار خیال کرتے ہیں اور بعض نشانوں کو دیکھکر بھی قائل نہیں ہوتے اور انکا اپنا حال یہ ہے کہ دین اسلام کی ایک ذرہ محبت انمیں باقی نہیں رہی اور قرآنی حکموں کو ایسا ہلکا سا سمجھکر ٹال دیتے ہیں جیسا کوئی ایک تنکے کو اٹھا کر پھینک دیتا ہے وہ اپنی بدعتوں اور رسموں اور ننگ و ناموس کو خدا اور رسول کے فرمودہ سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں پس خدا تعالے نے انہیں کی بھلائی کیلئے انہیں کے تقاضا سے اُنہیں کی درخواست سے اس الہامی پیشگوئی کو جو اشتہار میں درج ہے ظاہر فرمایا ہے تا وہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے اور اسکے سوا سب کچھ ہیچ ہے کاش وہ پہلے نشانوں کو کافی سمجھتے اور یقیناً وہ ایک ساعت بھی مجھپر بدگمانی نہ کرسکتے اگر اونمیں کچھ نور ایمان اور کانشنس ہوتا ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی کچھ ضرورت نہیں تھی سب ضرورتوں کو خدا تعالے نے پورا کردیا تھا اولاد بھی عطا کی اور اونمیں وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ[ا] ہوگا بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جسکا نام محمود احمد ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلیگا پس یہ رشتہ جسکی درخواست کیگئی ہے محض بطور نشان کے ہے تا خدا تعالے اس کنبہ کے منکرین کو عجوبہ قدرت دکھلاوے اگر وہ قبول کریں تو برکت اور رحمت کے نشان اون پر نازل کرے اور ان بلاؤں کو دفع کرے جو نزدیک چلی آتی ہیں لیکن اگر وہ رد کریں تو اونپر قہری نشان نازل کرکے اونکو متنبہ کرے ۔ برکت کا نشان یہ ہے کہ اس پیوند سے دین اونکا درست ہوگا اور دنیا اونکی منکل الوجوہ صلاحیت پذیر

[ا] الف یعنی مسیح اور دین کا چراغ ہونا مخفی نہیں

ہوجائیگی اور وہ بلائین جو عنقریب اُترنے والی ہین نہین اُترین گی اور قہر کا نشان وُہی ہے جو اشتہار
مین ذکر ہو چکا اور نیز وہ جو تتمہ ہذا مین درج ہے * والسلام علی عباد اللہ المؤمنین

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔ پانزدہم جولائی ۱۸۸۸ء

یہ دونون اشتہار اپنے مضامین بتلانے مین بالکل واضح ولائح ہین۔ کسی مزید توضیح یا تشریح کی حاجت
نہین رکھتے صاف بتلا رہے ہین کہ تاریخ نکاح سے تین سال تک دونون (احمد بیگ اور اوسکا داماد)
فوت ہوجائین گے البتہ تاریخ معلوم کرنے کیلئے کہ نکاح کب ہوا اور کب تک ان دونون کی موت کی تاریخ ہے
مرزا جی کی دوسری ایک تحریر سے شہادت لینے کی ضرورت ہے۔

شہادت القرآن مین مرزا جی خود ہی اوسکی میعاد بتلاتے ہین کہ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۳ء سے قریبا گیارہ مہینے
باقی رہ گئی تہی (مفصل عبارت بصفحہ ۹ کتاب ہذا دیکھو) پس بموجب اقرار مرزا جی (۱۲ اگست ۱۸۹۴ء)
کو مرزا سلطان محمد داماد و مرزا احمد بیگ کو دنیا پر رہنے کی اجازت نہ تھی۔ مگر افسوس کہ وہ مرزا کے
سینہ پر مونگ دلتا ہوا آج یکم دسمبر ۱۹۰۱ء تک زندہ کمپ ملتان مین ملازم ہے مگر مرزا جی کیا ایسے
نرم اور کم گو تھے کہ خاموش ہوجاتے انہون نے بڑے بڑے امور مشکلہ کو نہایت آسانی سے حل کر دیا
تہا تو اس پیشگوئی کا پورا کرلینا تو اُن کے بائین ہاتھ کا کھیل ہے آپ فرماتے ہین۔

"اس پیشگوئی کے دو حصے تھے ایک احمد بیگ کی نسبت اور ایک اوسکے داماد کی نسبت اور
"پیشگوئی کے بعض الہامات مین جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے یہ شرط تھی کہ توبہ اور خوف کے
"وقت موت مین تاخیر ڈال دیجائیگی سو افسوس کہ احمد بیگ کو اس شرط سے فائدہ اٹھانا
"نصیب نہ ہوا کیونکہ اسوقت اسکی بدقسمتی سے اوس نے اور اوسکے تمام عزیزون نے پیشگوئی
"کو انسانی مکر اور فریب پر حمل کیا اور ٹھٹھا اور ہنسی شروع کر دی اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا اور ہنسی
"کرتے تھے کہ پیشگوئی کے وقت نے موںہہ دکھلا دیا اور احمد بیگ ایک محرقہ تپ کے ایک دو دن کے
"حملہ سے ہی اس جہان سے رحلت کر گیا۔ تب تو اونکی آنکھین کھل گئین اور داماد کی بھی فکر
"پڑی اور خوف اور توبہ اور نماز روزہ مین عورتین لگ گئین اور مارے ڈر کے اونکے کلیجے کانپ
"اٹھے بس ضرور تھا کہ اس درجہ کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا سو وہ لوگ
"سخت احمق اور نادان اور کاذب اور ظالم ہین جو کہتے ہین کہ داماد کی نسبت پیشگوئی پوری نہین

ہوئی بلکہ وہ بدیہی طور پر حالت موجود کے موافق پوری ہو گئی اور دوسرے پہلو کی انتظار ہے

(سراج منیر حاشیہ صفحہ ۳۰)

مرزا جی کا عذر یہی کہ فلان شخص دل مین توبہ کر گیا نماز روزہ کا پابند ہو گیا اوس بے ایمان عطار کی تو تل سے کم حبس کا ذکر ہمنے اوپر کیا ہے تعجب ہے کہ مرزا جی کے مقرب علم کے مدعی ایسے واہیات تاویلون کو مان لیتے ہین بلکہ نہ ماننے والون پر غراتے ہین - ناظرین بغور اشتہار مذکور کو دیکھ سکتے ہین خصوصاً فقرہ زیر خط کو ملاحظہ فرما سکتے ہین کہ اس کلام سے اصل غرض کیا ہے یہ عجیب (بے ادبی معاف) ڈھکوسلا ہے کہ تو مان نہ مان مین تیرا مہمان + مخالف اوسیطرح اپنی مخالفت پر جما ہوا ہے - ذات شریف پر تبرّے در سلواتین سناتا ہے اور مان لوجہ مسلمان ہونیکے نماز بہی پڑہتا ہوگا تو اوسکا نام خوف زدہ رکھا جاتا ہے آتھم کے متعلق بصفحہ (۱۰) کتاب ہذا ایک حدیث کی شہادت سے ثابت کر آئے ہین کہ اگر آپکی پیشگوئی سے بھی وہ ڈرتا تو بہی وہ رجوع مستلزم تاخیر عذاب نہ ہوتا - چہ جائیکہ وہ مخالفت پر ویسا ہی تلا بیٹھا ہے کہ جیسا اوسوقت تہا بلکہ اُس سے بہی زاید - اس پیشگوئی کے متعلق جیسا کہ ہم لکھ آئے ہین مرزا جی کی مساعی جمیلہ خاص قابل ذکر ہین اس ضمن مین اون کے وہ خطوط ہم نقل کرتے ہین جو انہون نے اپنے رشتہ دارون کو اس نکاح کے متعلق بہیجے تھے - پہلا خط یہ ہے

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ تعالے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - اللہ تعالے خوب جانتا ہے کہ مجہکو آپسے کسیطرح سے فرق نہ تہا اور مین آپکو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قایم سمجھتا ہون - لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہون آپکو اس سے بہت رنج گذریگا مگر مین محض للہ اُن لوگون سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہون جو مجھے ناچیز بتاتے ہین اور دین کی پرواہ نہین رکھتے آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے مین اُن لوگون کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے - اب مینے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اوس لڑکی کا نکاح ہونیوالا ہے اور آپکے گھر کے لوگ اس مشورہ مین ساتھ ہین آپ سمجھ سکتے ہین کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہین بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہین - عیسائیون کو ہنسانا چاہتے ہین - ہندوون کو خوش کرنا چاہتے ہین اور اللہ رسول کے دین کی کچھ بہی پرواہ نہین رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت اُن لوگون نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اسکو خوار کیا جائے - ذلیل کیا جائے - روسیاہ کیا جائے - یہ اپنی طرف سے

ایک تلوار چلانے لگے ہین - اب مجھکو بچا لینا اللہ تعالےٰ کا کام ہے اگر مین اوسکا ہونگا تو ضرور مجھے بچائیگا - اگر
آپکے گہر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بہائی کو سمجہاتے تو کیون نہ سمجہ سکتا - کیا مین چوہڑہ یا چمار تھا
جو مجھکو لڑکی دینا عار یا ننگ تہی بلکہ وہ تو اب تک ہان سے ہان ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے
مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے یون تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض
کہین جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جنکو مین خویش سمجہتا تھا اور جنکی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اوسکی اولاد
ہو اور وہ میری وارث ہو وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہین کہ چاہتے ہین
کہ خوار ہو اور اوسکا روسیاہ ہو - خدا بے نیاز ہے جسکو چاہے روسیاہ کرے مگر اب تو وہ مجھے آگ مین
ڈالنا چاہتے ہین - مینے خط لکہے کہ پرانا رشتہ مت توڑو - خدا تعالےٰ سے خوف کرو کسی نے جواب دیا
بلکہ مینے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے خوشی مین آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی کے نام کیلئے
فضل احمد کے گہر مین ہے بیشک وہ طلاق دیدیوے - ہم راضی ہین - ہم راضی اور ہم نہین جانتے کہ یہ شخص
کیا بلا ہے ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہین کرینگے یہ شخص کہین مرتا بھی نہین - پہر مینے رجسٹری
کرا کر آپ کی بیوی کے نام خط بہیجا مگر کوئی جواب نہ آیا - اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہگیا ہے
جو چاہے کرے ہم اوسکے لئے اپنے خویشون سے اپنی بہائیون سے جدا نہین ہو سکتے - مرتا مرتا رہگیا
کہین مرا بھی ہوتا - یہ باتین آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھے پہونچی ہین بیشک مین ناچیز ہون - ذلیل
ہون اور خوار ہون - مگر خدا تعالےٰ کے ہاتھ مین میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اب جب مین
ایسا ذلیل ہون تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے لہذا مین نے اونکی خدمت مین خط
لکہہ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آوین اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دین پہر جیسا
آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بہی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح مین رکھ نہین سکتا - بلکہ ایک
طرف جب محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دیدیگا
اگر نہین دیگا تو مین اوسکو عاق اور لاوارث کر دونگا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ
بند کرا دوگے تو مین بدل و جان حاضر ہون اور فضل احمد کو جو اب میرے قبضے مین ہے ہر طرح سے درست
کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کرونگا اور میرا مال انکا مال ہوگا - لہذا آپ کو بہی لکھتا
ہون کہ آپ اسوقت کو سنبھال لین اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکہین کہ باز آجائین اور اپنے

گھر کے لوگون کو تاکید کردین کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے ورنہ مجھے خدا تعالے کی قسم ہے
کہ اب ہمیشہ کے لیئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دونگا اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے۔ تو
اوسی حالت مین آپ کی لڑکی کو گھر مین رکھے گا اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہان مین
رخصت ہوا ایسا ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتین خطون کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہین مین
نہین جانتا کہ کہانتک درست ہین واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد از لودہیانہ اقبال گنج ۴ر مئی ۱۸۹۱ء

دوسرا خط یہ ہے

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھکو خبر پہونچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح
ہونیوالا ہے اور مین خدا تعالے کی قسم کہا چکا ہون کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دونگا۔
اور کوئی تعلق نہین رہیگا اسلیئے نصیحت کے راہ سے لکھتا ہون کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر
یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جسطرح تم سمجھا سکتے ہو اوسکو سمجھا دو۔ اور اگر ایسا نہین ہوگا تو آج مینے مولوی
نورالدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھدیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی
کیلیئے طلاقنامہ لکھکر بھیجدے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے مین عذر کرے تو اوسکو عاق کیا جاوے
اور اپنے بعد اوسکو وارث نہ سمجھا جاوے اور ایک پیسہ وراثت کا اوسکو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہون کہ
شرطی طور پر اسکی طرف سے طلاقنامہ لکھا آجاویگا جسکا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا غیر کیساتھ
نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اوسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے عزت بی بی کو
تین طلاق ہین سو اس طرح پر لکھنے سے اوسطرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اسطرف
عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائیگی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالے کی قسم ہے کہ اب
بجز قبول کرنیکے کوئی راہ نہین اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو مین فی الفور اوسکو عاق کر دونگا اور پھر
وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہین پا سکتا اور اگر آپ اسوقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لیئے
بہتر ہوگا مجھے افسوس ہے کہ مینے عزت بی بی کی بہتری کے لیئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تہا اور
میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ مینے کوئی بات
کچی نہین لکھی مجھے قسم ہے اللہ تعالے کی کہ مین ایسا ہی کرونگا اور خدا تعالے میرے ساتھ ہے

مجموعہ ج ۱ ص ... ؛ یہی کوئی مسئلہ ہے یا محض تحریر ہے ۱۲

جس دن نکاح ہوگا اوس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا +

راقم مرزا غلام احمد از لودہیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

تیسرا خط مرزا جی نے اپنی بہو سے لکھاکر بھجوایا - جو یہ ہے +

از طرف عزت بی بی بطرف والدہ :-

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو - مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہین کرتے اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتے ہو اگر نہین تو پہر طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی اگر منظور نہین تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہین +

(اس خط پر مرزا صاحب کی طرف سے یہ ریمارک ہے) جیساکہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے کہ اگر نکاح رک نہین سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیجدو تاکہ اوسکو لیجاوے - فقط

چوتھا خط یہ ہے

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ قادیان مین جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آن مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا لیکن بوجہ اسکے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہین لکھ سکتا تھا - اسلئے عزا پرسی سے مجبور رہا صدمہ وفات فرزندان حقیقت مین ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اسکے برابر دنیا مین اور کوئی صدمہ نہ ہوگا خصوصاً بچون کی ماؤن کے لئے سخت مصیبت ہوتی ہے - خداوند تعالےٰ آپکو صبر بخشے - اور اُسکا بدل صاحب عمر عطا کرے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اوسکے آگے انہونی نہین - آپکے دل مین گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپکے لئے خیر و برکت چاہتا ہون مین نہین جانتا کہ مین کس طریق اور کن لفظون مین بیان کرون تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھکو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے - مسلمانون کے ہر ایک نزاع کا اخیری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے - جب ایک مسلمان خدا تعالےٰ

کی قسم کہاجاتا ہے۔ تو دوسرا مسلمان اوسکی نسبت فی الفور دل صاف کرلیتا ہے سو ہمین خدائے
تعالٰے قادر مطلق کی قسم ہے کہ مین اس بات مین بالکل سچا ہون کہ مجھے خدا تعالٰے کی طرف سے الہام
ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلان کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالٰے کی تنبیہین
وارد ہونگی اور آخر اسی جگہ ہوگا کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اسلئے مینے عین خیر خواہی سے
آپکو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتے کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا مین نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر
نہ کرتا اور مین اب بھی عاجزی اور ادب سے[1] آپ کی لڑکی کیلئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالٰے
ان برکتون کا دروازہ کہول دیگا۔ جو آپکے خیال مین نہین۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہین ہوگی۔
جیساکہ یہ اوسکا حکم ہے جسکے ہاتھ مین زمین و آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیون اسمین خرابی ہوگی۔
اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہین کہ یہ پیشنگوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگون مین مشہور ہو چکی ہے
اور میرے خیال مین شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشنگوئی پر اطلاع رکھتا ہے۔
اور ایک جہان کی اسکی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزارون پادری شرارت سے نہین بلکہ حماقت سے
منتظر ہین کہ یہ پیشنگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو لیکن یقیناً خدا تعالٰے انکو رسوا کریگا
اور اپنے دین کی مدد کریگا۔ مینے لاہور مین جاکر معلوم کیا کہ ہزارون مسلمان مساجد مین نماز کے بعد
اس پیشنگوئی کے ظہور کیلئے بصدق دل دعا کرتے ہین۔ سو یہ انکی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا
ہے اور یہ عاجز جیسے (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پر ایمان لایا ہے ویسے ہی
خدا تعالٰے کے اون الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے۔ اور آپ سے ملتمس ہے
کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشنگوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنین تاکہ خدا تعالٰے کی برکتین
آپ پر نازل ہون خدا تعالٰے سے کوئی بندہ لڑائی نہین کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے
زمین پر وہ ہرگز بدل نہین سکتا۔ خدا تعالٰے آپ کو دین و دنیا کی برکتین عطا کرے اور اب آپکے
دلمین وہ بات ڈالے جسکا اوسنے آسمان پر سے مجھے الہام کیا۔ آپکے سب غم دور ہون اور دین
اور دنیا دونون آپ کو خدا تعالٰے عطا فرماوے۔ اگر میرے اس خط مین کوئی ناملائم لفظ ہو تو معاف
فرماوین۔ والسلام۔   خاکسار احقر العباد اللہ غلام احمد عفی عنہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء
بروز جمعہ (از کلمہ فضل رحمانی)

۲ آپ کی خدمت مین ملتمس ہون کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نفرماوین کہ یہ

[1] جب بھی تو ذلت کی موجب ہوئی ہے ۱۲

ان لفظون سے ظاہر ہے کہ مرزاجی اپنے اغراض نفسانی کو پورا کرنے کیلئے عموماً بقول حافظ شیرازی

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے — دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

اسلام اور قرآن ہی کو پیش کیا کرتے ہین مگر چونکہ خدا اپنے دین کا آپ حامی ہے کسی ایسے ویسے الہامی وغیرہ کی حمایت پر اوسکی امداد موقوف نہین اسلئے ہمیشہ مرزاجی کو ناکامی ہوتی ہے اور یہی ایک معنے ہین ۔ قطع الوتین کے انتہے ۔ **اقول** ناظرین خدارا انصاف ۔ کیا ایسی ہی پیشنگوئی کرنے والے کو مطابق (الا من ارتضیٰ من رسول) کے نبی اور رسول بننے کا حق ہے چنانچہ قادیانی صاحب اس اشتہار سے پہلے ہی بڑے زور سے لکھ چکے ہین دیکھو توضیح صفحہ ۱۸ ۔ (۱) محدث بھی ایک معنے سے نبی ہوتا ہے (۲) کیونکہ وہ خدا تعالے سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے (۳) امور غیبیہ اوسپر ظاہر کئے جاتے ہین (۴) رسولون اور نبیون کی طرح اوسکی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے (۵) اور مغز شریعت اوسپر کھولا جاتا ہے (۶) اور بعینہ انبیا کی طرح مامور ہو کر آتا ہے (۷) انبیا کی طرح اوسپر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئین بآواز بلند ظاہر کرے (۸) اور اوس سے انکار کرنیوالا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے ۔ (۹) اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہین کہ امور متذکرہ بالا اوسمین پائی جاوین انتہے بعبارتہ ۔ آمرو ہی صاحب کیا یہ پیشین گوئیین اور دعائین مشتے نمونہ از خروارے آپکی پیغمبری کی نبوت پر اور آپکے ایمان پر پانی نہین ڈالتین ۔ بالفرض اگر پیشین گوئی بھی سچی نکلے اور دعا بھی مستجاب ہو تو کیا (خاتم النبیین) کے برخلاف بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کوئی نبی بھی ہو سکتا ہے ۔

لوگون تک پہنچا دے ... اشتہار ۵ مارچ ۱۹۰۱

سوال

بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کوئی نبی یا رسول صاحب شرع جدید نہین ہو سکتا ۔ کما قال الشیخ الاکبر فی الباب الثالث والسبعین وھذا معنے قولہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ان الرسالۃ و النبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی الخ اور قادیانی نبوت اور رسالت غیر تشریعیہ کا مدعی ہے ۔

جواب

پہلے گذر چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ کو ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دیکر

(الا انه لا نبوة بعدی) کے ساتھ نبوت کی نفی کردی مع آنکہ ہارون کی نبوت غیر تشریعی تھی یعنی موسوی شریعت سے الگ کوئی شرع اونکے پاس نہین تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی نبی غیر مشرعی بھی نہین ہو سکتا۔ رہا شیخ اکبر کا حوالہ سو وہ قادیانی کو مضر ہے مفید نہین کیونکہ وہ اسی بات مین عیسے بن مریم کو بعینہ بغیر کسی مثیل کے زندہ بجسدہ العنصری زمین پر اتارتے ہین دیکھو اسی باب کا صفحہ ۶ جس مین لکھتے ہین ابقی اللہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الرسل الاحیاء باجسادھم فی ہذہ الدار الدنیا ثلثة الی ان قال وابقی فی الارض اثنین الیاس وعیسے وکلاھما من المرسلین اھ اور نیز حضرت شیخ گو کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام نبوت کے تحقق کا قول فرماتے ہین مگر نبی کہلوانے اور کہنے کو جائز نہین رکھتے چنانچہ اسی باب کے صفحہ ۷ پر لکھتے ہین فسددنا باب اطلاق النبوة علی ہذا المقام اور نیز فتوحات کے فصل تشہد مین فرماتے ہین رفانہ لو عطف علیہ لسلم علی نفسہ من جہة النبوة وھو باب قد سدہ اللہ کما سد باب الرسالة عن کل مخلوق بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی یوم القیمة۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت اور رسالت کا دروازہ سب مخلوق پر بند کیا گیا۔

سوال

قادیانی کی اسقدر مغلظ قسمین کس طرح جھوٹی سمجھین جاوین۔

جواب

پہلے ملہمین و محدثین لکھہ گئے ہین کہ کبھی شیطان انسان کے قلب پر بھٹکانے کے لئے کوئی مضمون خاص ڈالتا ہے اور کبھی امر عام جس سے نتایج عجیبہ و غریبہ نکلواتا ہے چنانچہ ما نحن فیہ مین قادیانی صاحب نتایج نکال رہے ہین قال الشیخ الاکبر فی الباب الخامس والخمسین وحدث بینھما فے الانسان شیطان معنوی الخ کما مر فی صفحہ ۳۸۰و۳۷۷ من ہذہ الکتاب یعنے شیاطین بعض آدمی کو ایسا مضمون بڑھا دیتے ہین جس سے وہ نتایج مسلکہ نکالتا ہے اور اس اغوا شیطانی کی تردید نہین کرسکتا اور پھر ایسا مشاق ہو جاتا ہے کہ شیطان کو بھی شاگرد بنالیتا ہے کما قال الشیخ فی ہذا الباب وما علموا ان الشیاطین فی تلک المسائل تلامیذ لھم یتعلم منھم۔ ناظرین کو معلوم ہو کہ سرور عالم شہ لولاک و مالک اعطیت علم الاولین والآخرین نے تمام امور کو جو قیامت تک ہونیوالی ہین بطور پیشنگوئی کے

بیان فرمایا ہے۔ حذیفہ بن الیمان کی حدیث صحیحین مین ملحوظ ہو۔ چنانچہ اس مدت تیرہ سو برس تک صدہا امور جو احادیث مین مندرج تھی۔ مطابق ارشاد نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام ظہور مین آکر محبت علی المنکرین ہوئی منجملہ اونکے ایک پیشین گوئی یہ بھی ہے۔ جو بروایت مقدام بن معدیکرب ابن ماجہ اور دارمی و ابوداؤد مین مذکور ہے۔ ترجمہ حدیث۔ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور قرآن کے ساتھ اوسکی مثل بھی خبردار ہو قریب ہے۔ کہ ایک پیٹ بھرا دکھاتا بیتا مغرور شخص اپنے چھپرکٹ پر بیٹھا یہ کہیگا۔ کہ تم صرف قرآن ہی کو لو۔ اور جو اسمین حلال ہو اوسکو حلال سمجھو۔ جو حرام ہو اوسکو حرام خیال کرو۔ تحقیق یہ ہے۔ کہ جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حرام فرمائین وہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ خدا اسے حرام کیا ہے۔ یہ پیشنگوئی ۱۳۰۸ھ ھجری مین ظاہر ہوئی یعنے مرزا غلام احمد قادیانی نے احادیث کی صحت کا مدار قرآن مجید کو مطابق اجتہاد و استنباط اپنی کے ٹھرایا یعنی پہلے قرآن کریم کا مطلب حسب مدعا اپنی کے ٹھیرایا جائے گو کہ نصوص کا انکار و تحریف ہی ہو تو بعد ازان احادیث کو اگرچہ مع الصحت شہرت بھی رکھتی ہوں پھینک دیا جاویگا۔ ہان اگر حدیث کو بھی بپیرایہ تحریف پہنایا جاوے۔ گو کہ صحت ہم ندارد تو البتہ مقبول ہو سکتی ہے۔ قادیانی اور اوسکے تابعین کے بارہ مین عمر رضے اللہ عنہ نے بھی پیشین گوئی فرمائی ہے۔ جو ترجمان غیب تھی عن ابن عباس قال خطبنا عمر فقال یا ایھا الناس سیکون قوم من ھذہ الامۃ یکذبون بالرجم ویکذبون بالدجال ویکذبون بطلوع الشمس من مغربھا الخ ترجمہ کہا ابن عباس نے عمر رضے اللہ عنہ نے اپنے خطبہ مین پیشین گوئی فرمائی کہ اے لوگو اس امت مین سے ایک قوم پیدا ہونیوالی ہے۔ جو رجم کی تکذیب کریگی۔ اور دجال معہود کا انکار کریگی۔ اور مغرب کی طرف سے آفتاب کے طلوع ہونے کو باطل کہے گی۔ الخ ازالۃ الخفا رص ۱۸۱۔ اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون تیس کذابوں کے وجود سے اطلاع دی۔ جو کہ اپنے کو خدا کا نبی زعم کرینگے۔ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ۔ راوی ثوبان۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ مشکوۃ۔ اور نیز اون تیس دجالوں کے حدوث سے آگاہ فرمایا۔ جو اپنے کو خدا کا رسول ہونا زعم کرینگے۔ لاتقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ ابوہریرہ۔ صحیح بخاری صحیح مسلم پس اگر ان پیشین گوئیوں کو بھی خارج مین مطابق کرکے دیکھا جاوے۔ تو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور

حمدان بن قرمط اور محمد بن عبدالوہاب کے بعد یہی قادیانی صاحب ہین - جنہون نے اپنے کو نبی سمجھا
اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۷۳ مین آیہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے تحت لکھا کہ آنیوالے کا
نام جو احمد کہا گیا ہے - وہ بھی اسی کے مثیل کی طرف اشارہ ہے - اور اشتہار معیار الاخبار مین
شائع کیا - کہ مجھے الہام ہوا ہے - کہ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا فصل انتم
مسلمون یعنے اللہ فرماتا ہے کہ اے قادیانی لوگون سے کہدے کہ مین تم سب کی طرف خدا کا رسول
ہو کر آیا ہون - وغیرہ وغیرہ ناظرین پر روز روشن کی طرح واضح ہوگیا ہوگا کہ امروہی صاحب اپنے
اس قول (واشہد ان محمدًا خاتم النبیین لانبی بعدہٗ) مین تب ہی صادق سمجھے جاوینگے
جبکہ قادیانی صاحب کو نبوت کے دعوے مین کاذب سمجھین اور مشاہدہ معینہ کی لالچ کو چھوڑ کر اللہ تعالے
کو مطلق رزاق جانین - ناظرین کو معلوم ہو - کہ قادیانی صاحب نے اپنے مسیح موعود ہونے پر حدیث
سے استدلال کیا ہے - خسوف اور کسوف رمضان مبارک مین جمع ہونا احادیث رسول اللہ مین قول
مسیح کی علامت فرمائی گئی ہے - اور میرے دعوے کے وقت یہ دونون باتین جمع ہوگئین - دیکھو
مکتوب عربی صفحہ ۱۷ ایسا ہی اس نبی کے مومن امروہی صاحب اپنی کتاب شمس بازغہ صفحہ ۲۰ سطر ۲ پر فرماتے
ہین **قولہ** مثلاً اجتماع سورج گرہن وچاند گرہن کا ماہ مبارک رمضان شریف مین جو نشان صدق مہدی
اسلام کا کتب احادیث مین مندرج تہا جبکہ ۱۳۱۱ھ ہجری مین واقع ہوا - تو تمام دنیا مین بیشتر وقوع ہی سے
اوسکا شہرہ ہوگیا تہا - ہیئت دانون اور منجمون نے بیشتر وقوع سے ہی اوسکو شائع کردیا تہا - اور بعد از
وقوع تو کوئی بستی بھی نہ رہی ہوگی - جسمین اوسکا چرچا واقع نہ ہوا ہو - اب کس کی مجال ہے کہ
اوسکو مخفی کرے - **اقول** دارقطنی مین محمد بن علی سے مروی ہے - کہ مہدی موعود کے ظہور کے لئے
دو ایسی علامتین ہین جو ابتدا پیدائش آسمان زمین سے کبھی واقع نہین ہوئین اور وہ یہ ہین - کہ رمضان
کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا - اور نصف رمضان مین کسوف آفتاب ہوگا - ان لمھدینا آیتین
لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس
فی النصف منہ - لفظ (فی اول لیلۃ من رمضان) کا ترجمہ لڑکے بھی جانتے ہین - کہ رمضان
کی پہلی رات یعنے پہلی رات رمضان مین خسوف ہوگا اور رمضان کے پندرہوین دن کو کسوف -
انقلاب زمانہ کی وجہ سے چونکہ ہلال کو بھی قمر کی طرح خسوف عارض ہوگا تو گویا ہلال قمر ہوا لہذا اس حدیث

مین قمر کا اطلاق بہی رات کے چاند پر کیا گیا چنانچہ تغیر زمانہ کی وجہسے قریب قیامت کے ایک دن والے کو بوڑہا کہا جائیگا سو یہ آجتک واقع نہین ہوا - اور نیز یہ نزول مسیح کی علامت نہین بلکہ یہ ظہور مہدی کی علامت ہے - کہ برخلاف عادت زمان اور برخلاف حساب منجمان رمضان کی پہلی تاریخ خسوف ہوگا - اور اوسی کی پندرہوین کو کسوف ہوگا - اور جیسا کہ یہ علامت ظہور مہدی کی وقوع مین نہین آئی ایسا ہی اور علامات بھی آج تک ظاہر نہین ہوئین (۱) قریب ظہور مہدی کے دریائے فرات کھل جائیگا اور اسمین سے ایک سونیکا پہاڑ ظاہر ہوگا - (۲) آسمان سے ندا ہوگی الا ان الحق فی آل محمد؀ اے لوگو حق آل محمد مین ہے - شناخت مہدی کی علامت (۱) ان کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کورتہ - تیغ اور علم ہونگے یہ نشان بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کبہی نہ نکلا ہوگا - اسپر لکہا ہوا ہوگا - البیعة للہ بیعت اللہ کیواسطے ہے - (۲) امام مہدی کے سر پر ایک بادل سایہ کریگا - اسمین سے ایک پکارنیوالا پکاریگا - هذا المهدی خلیفة الله فاتبعوه یہ مہدی خلیفہ خدا ہے - اسکا اتباع کرو - (۳) ایک سوکہی شاخ خشک زمین مین لگا دین گے ہری ہوجاوے گی - اوسمین برگ وبار آویگا - (۴) کعبہ کے خزانہ کو نکالکر تقسیم کردین گے (۵) دریا انکے لئے دو پہٹ جائیگا جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے پہٹ گیا تہا - (۶) ان کے پاس تابوت سکینہ ہوگا - جسے دیکھ کر یہود ایمان لائین گے اگرچند (۷) امام مہدی اہلبیت نبوی سے ہونگے - عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لا تذهب الدنیا ولا تنقضی حتی یملك رجل من اهل بیتی یواطئ اسمه اسمی - ابو داؤد - ترمذی دنیا ختم نہ ہوگی - جب تک میری اہل بیت سے ایک شخص جسکا نام میرے نام پر محمد ہوگا دنیا کا مالک نہ ہوجائے - ابو داؤد کی دوسری روایت مین ہے - یواطئ اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی - اوسکا نام میرے نام پر - اوسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا - یعنی محمد بن عبد اللہ - المهدی* من عترتی من ولد فاطمه - ابو داؤد

* قادیانی صاحب اشتہار مذکور مین لکہتے ہین کہ مہدی موعود کے فاطمی ہونے کی کیا ضرورت ہے - اجی حضرت ضرورت تو اسلئے ہوئی کہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے - آپ فرمائی کہ مغل بچہ ہونے کی کیا ضرورت ہے - پہر فرماتے ہین مہدی موعود بجائے نواسہ ہونے کے آپکا بیٹا ہونا چاہئے تہا - کیون حضرت یہ کوئی چار کونسلی مضمون تو نہین بلکہ جیسا کہ آپ کو صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بذریعہ وحی معلوم ہوا اوسیطرح بیان فرمایا آپ فرمایئے کہ فاطمی ہونے کی منافات کیا ہے مہدویت سے بلکہ تبلیغ واحیاء دین کا زیادہ مستحق اور وارث فاطمی ہی ہے ۱۲ - منہ

علامات ظہور مہدی

علامات شناخت مہدی

حاکم - ابن ماجہ - عن ام سلمہ - مہدی میرے کنبہ مین سے فاطمہ کی اولاد سے ہونگے - (۸) ان کا مولد مدینہ طیبہ ہے - رواہ ابو نعیم عن علی کرم اللہ وجہہ - (۹) مہاجر یعنی جگہ ہجرت انکی بیت المقدس ہوگی (۱۰) حلیہ انکا یہ ہے - گندم رنگ کم گوشت - میانہ قد - کشادہ پیشانی - بلند بینی - کمان ابرو - دونون ابرون مین فرق - بزرگ اور سیاہ چشم - سرگین آنکھ - دانت روشن اور جدا جدا دہنے رخسار پر تل سیاہ - چہرہ نورانی - ایسا روشن جیسا کوکب دری - ریش پرانبوہ - کشادہ ران عربی رنگ - اسرائیلی بدن - زبان مین لکنت جب بات کرنے مین دیر ہوگی - تو ران چپ پر ہاتھ مارینگے - کف دست مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشانی ہوگی - یہ سب احادیث مؤلفات نواب محمد صدیق حسن سے لی گئی ہین - ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ پیشین گوئی اور ایسی ہی مسیح موعود والی اور ایسی ہی دجال شخصی کی ان سب مین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مفصّل طور پر حلیہ کا بیان فرمایا جسمین کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو گویا یہ پیشین گوئی درپیشین گوئی ہے یعنے غلام احمد قادیانی یا امثال اوسکے مسیح موعود ہونے یا مہدی موعود ہونیکا دعوے کرینگے - اور بالخصوص غلام احمد قادیانی دجال شخصی کا منکر ہوگا - گویا آپنے پہلے ہی مفصل حلیہ بیان فرمانے سے انکی تکذیب پر علامات سمجھا دئیے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر ان خلل اندازونکا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم اور اندیشہ نہ ہوتا - تو بیان مین اتنی اہتمام کی ضرورت ہی کیا ہے - ضرورت کی وجہ تو یہی ہے تاکہ یہ مدعیان اور اونکے مویدان دجیسے امروہی صاحب ع بدروز وطمع دیدہ ہوشمند یا یون کہو ع ازان یہ کہ جاہل بود دمگسار کے مصداق اور دوسرے حضرت حق بین والی آنکھ سے اندہے - صراط مستقیم پر چلنے والے قدم سے لنگڑے - عزت اسلام سے سر برہنہ بکیث - گنجان ولنگڑان وکوران وشل - ہر آنجا کہ باشند در آنجا خلل) امت مرحومہ کو دھوکھا نہ دے سکین - فسبحان من جعلہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (حریصٌ علیکم بالمؤمنین رؤفٌ رحیم) آپنے کمال خیر خواہی سے یہ بیان تفصیلی فرمایا - اب ناظرین نزول مسیح بن مریم کی احادیث کو بھی ملاحظہ فرماوین - (۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - میرے اور عیسے کے درمیان کوئی نبی نہین ہوا - اور وہ تم مین نزول فرماونگے - جب اونکو دیکھو تو (اس حلیہ سے) پہچان لو - قد درمیانہ - رنگ سرخ وسفید لباس زردی مائل - گویا اونکے سر سے باوجود تر نہ کرنے کے پانی ٹپکتا ہوگا - وہ دین اسلام کے لئے لوگون سے جنگ وقتال کرینگے صلیب کو توڑین گے

خنزیر کو قتل کرینگے۔ خدا تعالےٰ اونکے زمانہ مین تمام مذاہب کو محو کردیگا۔ صرف اسلام باقی رہیگا وہ دجال کو ہلاک کرینگے۔ اور زمین پر چالیس سال تک قیام فرمائینگے۔ اور پہر وفات پائینگے۔ اور مسلمان اونکے جنازہ کی نماز پڑہینگے +

(۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہمیشہ میری امت کی ایک جماعت حق پر لڑتی رہیگی۔ اور قیامت تک غالب رہیگی۔ پس عیسےٰ بن مریم اترینگے۔ امیر جماعت کہیگا۔ آئیے نماز پڑہائیے۔ فرمائینگے نہین۔ تم ایک دوسرے کے امام ہو۔ خدا نے اس امت کو یہ بزرگی دی ہے کہ پیغمبر بنی اسرائیل امتی محمدی کے پیچھے اقتدا کرینگے۔ مسلم کی یہ حدیث جو روایت جابر ہے۔ واضح طور پر بیان کرتی ہے۔ مسلم کی دوسری حدیث کو جو بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے (کیف اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم) یعنے واماکم منکم سے دوسرا شخص عیسیٰ بن مریم کا مغایر مراد ہے۔ نہ جیسا کہ مرزا جی نے اپنے مطلب کے لئے وہو امامکم نکالکر امام بہی وہی ابن مریم یعنے مثیل ابن مریم ٹہرایا ہے۔

(۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مین شب معراج مین ابراہیم وموسےٰ وعیسےٰ سے ملا قیامت کے بارہ مین گفتگو ہونے لگی۔ فیصلہ حضرت ابراہیم کے سپرد ہوا۔ انہون نے کہا مجہے اسکے کچہہ خبر نہین پہر حضرت موسےٰ پر بات ڈالی گئی۔ انہون نے کہا مجہے اسکی کچہہ خبر نہین پہر حضرت عیسےٰ پر اسکا تصفیہ رکہا گیا۔ انہون نے کہا قیامت کے وقت کی خبر تو خدا تعالےٰ کے سوا کسی کو بہی نہین ہان خدا تعالےٰ نے میرے ساتھ یہ عہد کیا ہے۔ کہ قیامت سے پہلے دجال نکلے گا۔ اور میرے ہاتھ مین شمشیر برندہ ہوگی۔ جب وہ مجہے دیکہے گا تو پگہلنے لگیگا جیسے رانگ پگل جاتا ہے۔ ناظرین ذرہ مرزا جی سے پوچہین۔ کہ کیا شب معراج مین آپ ہی تہے۔ اس معاہدہ کے بیان کرنے والے۔ اور اگر عیسےٰ بن مریم نے نزول بروزی بصورت قادیانی سے خبر دی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نزول بروزی بصورت قادیانی سے چنانچہ آپکا مزعوم ہے کیون نہ خبر دی +

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجہے خدا پاک کی قسم ہے۔ جسکے ہاتھ مین میری جان ہے بیشک قریب ہے۔ کہ ابن مریم تم مین حاکم عادل ہوکر اترینگے۔ صلیب کو توڑینگے۔ خنزیر کو قتل کرینگے جزیہ کو اٹہائینگے۔ مال کی کثرت ہوجائیگی۔ اور زر ومال کو کوئی قبول نہ کریگا۔ یہانتک کہ تمام دنیا

اور دنیا بھر کے مال و متاع سے ایک سجدہ کرنا اچھا معلوم ہوگا۔ ابو ہریرہ کہتے تھے۔ اگر تم ارشاد نبوی کے ساتھ قرآن سے دلیل چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (۵) عیسے علیہ السلام زمین میں چالیس سال قیام فرمائینگے۔ اگر وہ بطحا کی زمین کو کہدین۔ کہ شہد ہو کر بہ جاوہ بہ چلے۔ پہلی حدیث ابو داؤد۔ دوسری مسلم۔ تیسری مسند احمد۔ چوتھی بخاری۔ پانچوین مسند کی ہے۔ اور مختلف صحابہ سے مروی ہین۔ خاتم المحدثین امام شوکانی نے کتاب التوضیح مین ان احادیث کو متواتر کہا ہے +

خصوصیات زمانہ نزول مسیح

(۱) انکے زمانہ مین جزیہ نہ لیا جائیگا۔ کیونکہ مال کی مسلمانون کو کچھہ ضرورت نہ ہوگی۔ آج کے عیسے بننے والے خود ہی چندہ کے کبھی تو بحیلہ منارہ اور کبھی بہ بہانہ تصنیف اور کبھی بذریعہ مسافر نوازی محتاج ہین (۲) مسلمان اپنے مال کی زکوۃ نکالیگا۔ اور اسے زکوۃ لینے والا کوئی نہ ملیگا سب متمول اور تونگر ہونگے۔ آج دنیا کی تمام اقوام مین سب سے زیادہ مفلس اور غریب مسلمان ہین زکوۃ دہندگان نہایت ہی قلیل ہین۔ (۳) آپس کے بغض اور عداوتین جاتی رہین گی سب مین اتحاد اور محبت قائم ہو جائیگی۔ (۴) ہر زہریلے جانور کا زہر جاتا رہیگا۔ وحوش مین سے درندگی نکل جائیگی۔ آدمی کے بچے سانپ بچھو سے کھیلین گے۔ ان کو کچھہ ضرر نہ ہوگا۔ بھیڑیا بکری کے ساتھ چریگا۔ (۵) زمین صلح سے بھری جاویگی (۶) زمین کو حکم ہوگا۔ کہ اپنے پھل پیدا کر۔ اور اپنی برکت لوٹا دے۔ اس دن ایک انار کو ایک گروہ کھائیگا اور انار کے چھلکے کو بنگلا سا بنا کر اسکے سایہ مین بیٹھینگے۔ دودھ مین برکت ہوگی۔ یہانتک کہ ایک دودھار اونٹنی آدمیون کے بڑے گروہ کو۔ دودھار گائے ایک برادری کے لوگون کو دودھار بکری ایک جدی شخصون کو کفایت کریگی۔ (۷) ساتوان گھوڑے سستے بکین گے۔ کیونکہ لڑائی نہ رہیگی۔ بیل گران قیمت ہو جائینگے۔ کیونکہ تمام زمین کاشت کی جائیگی +

سیرت مسیح

(۱) عیسے علیہ السلام جامع دمشق مین مسلمانون کے ساتھ نماز عصر پڑھین گے۔ پھر اہل دمشق کو ساتھ

لیکر طلب دجال مین بنہایت سیکنہ سے چلین گے ۔ زمین اونکے لئے سمٹ جاویگی سان کی نظر قلعون
کے اندر گاؤن کے اندر تک اثر کرجاویگی (۲) جس کافر کو اونکے سانس کا اثر پونچیگا وہ فوراً مرجائیگا
(۳) یہ بیت المقدس کو جنپاوینگے ۔ دجال نے اوسکا محاصرہ کرلیا ہوگا ۔ اوسوقت نماز صبح کا وقت
ہوگا (۴) انکے وقت مین یاجوج ماجوج خروج کرینگے ۔ تمام خشکی و تری پر پھیل جاینگے ۔ حضرت عیسیٰ مسلمانون
کو کوہ طور پر لیجاوین گے ۔ (۵) یہ روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدفون ہونگے مسلمان
انکے جنازہ کی نماز پڑہین گے ۔ (۶) دجال کو باب لد پر قتل کرینگے ۔ اوسکا خون اپنے نیزہ پر لوگون کو
دکھلاوین گے ۔ امروہی صاحب دعوے کرنا تو آسان ہے ۔ ثبوت دینا مشکل ہوجاتا ہے ۔
ناظرین کو بعد ملاحظہ مضامین احادیث صحیحہ مذکورہ بالا کے کالشمس فی نصف النہار واضح ہوچکا ہے
کہ مسیح موعود وہی مسیح بن مریم ہے ۔ زمثیل اوسکا بعد اس قطعی المراد ہونے اس نبی اسکی احادیث
نزول سے غلام احمد قادیانی وغیرہ ہرگز مراد نہین ہوسکتی ۔ اب کسی فقرہ احادیث مین اگر مجاز و تشبیہ
واستعارہ بھی ہو ۔ تو وہ دلیل اسپر نہین ہوسکتی ۔ کہ (عیسے بن مریم) کے لفظ سے مجاز وغیرہ کیطور
پر قادیانی لیا جاوے ۔ کیونکہ یہانپر قرینہ صارفہ قطعیۃ الدلالۃ موجود ہے ۔ مرزا صاحب کا اجتماع کسوف
وخسوف کو جو مہدی کے ظہور کے علامات مین سے ہے اور ابہی تک وقوع مین نہین آیا ۔ تکملہ
اپنے مسیح موعود ہونے کے لئے دلیل ٹہرانا مبنی ہے ۔ اسپر کہ انکے نزدیک مسیح موعود اور مہدی موعود ایک
ہی شخص ہے ۔ اور اوپر احادیث صحیحہ سے واضح ہوچکا ہے ۔ کہ مسیح موعود وہی ابن مریم خدا کا نبی ہے
جسکے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کوئی نبی نہین ہوا ۔ اور مہدی اہل بیت نبوی سے
ہوگا ۔ مرزا صاحب بمعہ اتباع کے (لا مہدی الا عیسے) کے ساتھ متمسک ہین ۔ مگر یہ استدلال
بالکل ضعیف اور اوہن من بیت العنکبوت ہے ۔ کیونکہ اول تو یہ حدیث علامہ زرقانی نے مردود ٹہرائی ہے
دوئم یہ کہ اسکو ابن ماجہ نے اخراج کیا ہے ۔ حالانکہ خود ابن ماجہ ابی امامہ کی حدیث مین تصریح فرما رہی ہین
کہ عیسے کے نزول کے وقت بیت المقدس مین ایک رجل صالح نماز کی جماعت کرارہا ہوگا ۔ کہ اتنے مین
عیسے کا نزول ہوگا ۔ اور وہ امام پچھلے پاؤن ہٹنا چاہیگا ۔ تاکہ عیسے آگے بڑھے ۔ اور یہی مضمون ہے
امام بخاری کی حدیث کا جو بروایت ابی ہریرہ مذکور ہے ۔ تیسرا بعد تسلیم صحت کے چونکہ یہ فقرہ ٹکڑا ہے
حدیث طویل کا جو انقلاب و تغیر زمانہ کے بارہ مین فرمائی گئی ۔ اور ما قبل اوسکے ولن تقوم

الساعة الا علے شرار الناس (ترجمہ ہرگز قیامت قایم نہ ہوگی مگر اوپر شریر ون کے) موجود ہے لہذا سیاق
وسباق کے لحاظ سے معنے یہ ہوا۔ کہ اور کوئی ہدایت یافتہ نہ ہوگا۔ بغیر عیسے کے۔ یعنی قیامت کے
قریب بغیر عیسے بن مریم اور اتباع اوسکے سب شریر ہونگے۔ لفظ (شرار) کا جو جمع ہے شریر کی صاف
بتلا رہا ہے۔ کہ (مہدی) سے مراد معنے وصفی یعنی ہدایت یافتہ ہے نہ علمی **قولہ** ملا یا مثلاً حلیہ مسیح
موعود جو احادیث مین آیا تہا۔ بذریعہ ہزارہا رسائل واشتہارات کے ایک عالم مین شایع ہو چکا۔ حتے کہ
فوٹو گرافرون نے اوسکا عکس کھینچ کر ایک دنیا مین شائع کر دیا۔ اب یہ حلیہ کوئی پوشیدہ کر سکتا ہے
ہرگز نہین۔ **اقول** حلیہ مسیح موعود مع سائر خصوصیات کے جو بغیر اوس نبی اللہ کے کسی پر منطبق نہین
ہوسکتا۔ بذریعہ بہیری کتب مصنفہ اہل تحقیق کے جو آجتک محدثین مین متداول ہین شایع ہو چکا۔
برخلاف اسکے اگر کوئی فوٹو گرافرون سے تصویر کھینچوائی تو اس سے مسیح موعود نہین ہوسکتا۔ ہان
بسبب تحلیل ما حرمہ اللہ ورسولہ کے ملعونیت کا تمغہ حاصل ہوسکتا ہے **قولہ** ملا اس جگہ پر ہم تصویر
کے جواز یا عدم جواز مین کچہہ گفتگو نہین کرتے ہان مخالفین کو اسقدر متنبہ کئے دیتے ہین۔ کہ یہ تو سب کو
معلوم ہوگا۔ کہ تصویر کی حرمت حرمت لغیرہ ہے۔ حرمت لذاتہ نہین۔ جیسا کہ بت خانہ مین جانا
بحرمت لغیرہ حرام ہے۔ بت پرست جو بت خانہ مین بت پرستی کے لئے جاتا ہے۔ اوسکو بت خانہ
مین جانا بھی حرام ہے۔ لیکن بت شکن کو بھی بت خانہ مین جانیکی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر اوسکو بت خانہ
مین جانا بڑا ثواب ہے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ ولنعم ما قیل احمد و بوجہل در بتخانہ
رفت۔ درمیان این وآن فرقیست زفت **اقول الحمد للہ** ع۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
آپنے مرزا صاحب کے عکس کھینچنے کو جب حرام ٹہرا کر گو کہ لغیرہ سہی بت خانہ مین جانے کے ساتھ تشبیہ
دی تو اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ جیسا کہ بت خانہ مین جانا بت شکنی کے لئے جائز اور بت پرستی یعنی بتون کی
تعظیم کرنے کے لئے حرام۔ ایسا ہی مرزا صاحب کی تصویر کی طرف جانا۔ تصویر شکنی کے لئے جائز
اور تصویر پرستی یعنی اوسکی تعظیم کرنے کے لئے حرام ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ تصویر کا بنانا اور اوسکا رکھنا
تعظیم اور برکت جوئی کے لئے ہے۔ نہ اوسکے توڑنے اور تحقیر کے لئے + آذر و بوجہل در بت خانہ رفت
ہر یکے را قصد بد آن بت پرست × بت تراشی آذر از تعظیم بود × سجدۂ بوجہل از تکریم بود۔ مولانا
روم صاحب کا شعر بیان پر بے موقع تہا ع۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ×

قولہ ص۲۵ یا مثلاً قادیان کا جانب شرقی دمشق ہونا جو علم جغرافیہ سے ہمنے ثابت کر دیا ہے۔ وہ تمام نقشجات مین لکھا ہوا ہے۔ کیا اب اسکو کوئی رد کر سکتا ہے۔ کلا و حاشا وغیرہ وغیرہ **اقول** (شرقی دمشق) چونکہ نواس بن سمعان والی حدیث کا ٹکڑا ہے۔ اور مرزا جی اس حدیث کی بنسبت لکھہ چکے ہین کہ اسکے مضامین عقل۔ شرع۔ توحید کے خلاف ہین۔ لہذا مرزا صاحب کا استدلال اس حدیث سے اور آپکی جانفشانی جسپر لٹکے ہی بخیے اڑا رہے ہین۔ عقل۔ شرع۔ توحید کے خلاف ہوگا۔ دوسرا جب بولاجاوے شرقی دہلی یا شرقی لاہور تو دہلی یا لاہور کے مضافات قریبہ سے کوئی جگہ جو جانب شرق مین واقع ہو مراد ہوتی ہے۔ نہ یہ کہ ہزارہا کوس کے فاصلہ پر جو کہ شرق مین واقع ہو وہ مراد لیجاوے۔ ولنعم ما قیل ۔

چہ عذرہائے مو جہ زہر خود گفتی ۔ بجنش لعاب دہانت کہ قند مینحائی ۔ تمام عرصۂ قیامت مگس فرو گیرد۔ اگر چنین بقیامت شکر فروش آئی ۔ اور نیز دمشق سے اگر خط مستقیم سیدہا جانب شرق کو کھینچا جائے تو لاہور بلکہ جموں وغیرہ بھی راستہ مین نہین پڑتا۔ دیکھو نقشہ ایشیا مرتبہ و مروجہ مدارس سرکاری دمشق سے جانب شرق اگر ایک خط مستقیم کھینچا جائے تو حسب ذیل مشہورہ مقامات سے عبور کریگا۔

تبریز۔ بحیرہ خزر یا جیل ۔ شمالی حصہ ترکستان۔ سلسلہ کوہ الطائی صحرائے منگولیا۔ صوبہ منچوریا۔ اب آپ اگر چشم حق بین کو کھولکر بنظر انصاف ملاحظہ کرین تو آپکو معلوم ہوجائیگا کہ خط مذکور قادیان سے بجانب شمال ہزار میل سے بھی زیادہ فاصلہ پر گذرتا ہے پس مرزا صاحب کو تو اوسکے ہوا کا پہونچنا بھی ناممکن ہے اب انصاف فرمائیے کہ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول آپکے دعوے کی پوری دلیل نہین ہے ع ترسم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی ۔ کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستان ہست × خط سیدہا عرفی طور پر چھوڑدو اور کرویتہ ارض کا لحاظ کرو تو بھی دمشق اور قادیان ایک محاذات مین واقع نہین ہوتی بلکہ قادیان سے بجانب شمال عبور کریگا۔ **قولہ** ص۵ یہہ معہذا منکرین کے لئے کوئی دلیل تکذیب و انکار کی بھی نہین مل سکتی ۔ ہان صرف یہ بہانہ ہے ۔ کہ مجاز و تشبیہ و استعارہ کو ہم نہین مانتے ۔ اور اوسکو فقط ظاہر ہے پر محمول کرنا چاہتے ہین مگر یہ طریقہ انکا انہون نے ایسا قبیح اختیار کیا ہے ۔ کہ مخالف ہی تمام محاورات کتب آسمانی اور محاورات قرآن مجید و سنن صحیحہ کے بلکہ محاورات کل السنہ مروجہ دنیا کے بھی خلاف ہے الخ **اقول** اوپر معلوم ہوچکا ہے ۔ اور علماء کرام بواسطہ رسائل و اشتہارات آپ کی جماعت کو بچون کی طرح سمجھا چکے ہین کہ

قرینہ صارفہ چونکہ حقیقی معنے کے لینے سے بھی مانع ہوتا ہے۔ تو مجازی کس طرح عند قیام القرینۃ الصارفہ
مراد ہو سکتا ہے۔ احادیث نزول مین چونکہ مسیح ابن مریم کا متعین المراد ہونا بشہادت سیاق وسباق
وخصوصیات زمان مسیح اظہر من الشمس ہے اور اسی لئے اہل اجماع آج تک احادیث نزول سے وہی مسیح
بن مریم ہی سمجھتے چلے آئے ہین۔ تو غلام احمد قادیانی عیسے بن مریم سے مجازاً کسطرح مراد ہو سکتا ہے
آپ ہی اگر مرزاجی کی طرح (یاتی من بعدی اسمہٗ احمد) یا دمشقی حدیث کا مجازی طور پر مصداق
بنین تو بغیر از قاعدہ مقررہ مذکورہ بالا کون روک سکتا ہے۔ اب تو آپکی جماعت مین سے سمجھدار لوگ
تائب ہو کر مرزاجی اور آپکے وجوہ استنباط پر تبرے بولتے ہین۔ آپ خواہ بذریعہ اخبار الشرار یا
اشتہار یا تصنیفات کے خلاف واقع اپنے نئے پنتھہ کی ترقی شائع کرین۔ مگر چمگادڑ اور مکہی اپنے پرون
سے آفتاب کو چھپا نہین سکتی۔ ہان صرف اسی پر پوشیدہ ہو جاوے۔ تو ہو جاوے۔ ولنعم ما قیل شعر

واذا رامت الذبابۃ للشمس ۔ غطاء امدت علیہا جناحا

قولہ ص۔ مگر جبکہ یہ خاکسار وطن امروہہ سے اواخر مئی ۱۹۰۰ء مین بمقام قادیان پہونچا۔ تو بعض ان
احباب کی زبانی جو حضرت مہر علیشاہ صاحب سے عقد دوستی کو توڑکر داخل سلسلہ المسیح موعود و
مہدی موعود ہوئے ہین سنا کہ ایک رسالہ شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح تالیف ہوا ہے۔ اور پنجاب
مین اسکا بڑا شور وغل ہو رہا ہے۔ جب دریافت کیا۔ کہ وہ رسالہ کہان ہے۔ تو قادیان مین کہین اسکا
پتہ نہ ملا۔ اور کیونکر مل سکتا کہ یہان پر تو وہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے جسکے سامنے نام کی نہ کام کی تمام آفتاب
کسوف مین آگئے ہین۔ یہ تو نام کا ہی شمس ہے نہ کام کا پہر قادیان مین کیونکر طلوع ہو سکتا ہے شعر

افلت شموس الاولین وشمسنا ۔ ابدا علی افق العلی لا تغرب

اقول آپ کا قادیان سے جانا جس طرح اظہر من الشمس ہے کہ دراہم معدودہ کی وجہ سے ناراض
ہو کر جانا ہوا تھا۔ اوسیطرح پہر آنا آپ کا انہین دراہم معدودہ کے لئے ہوا۔ امروہہ قادیان پٹیالہ
کے لوگ بخوبی واقف ہین۔ بعض احباب جسکی زبانی آپنے سنا تھا۔ اونکا عقد دوستی اس عاجز کے
ساتھ ایسا ہی تہا۔ جیسے آپکا مرزاجی سے یعنی دنیا کے لئے چنانچہ آجتک سردار محمد ابراہیم خانصاحب
کابلی سے وہ سلسلہ جو بذریعہ اس خاکسار کے ہوا تھا موجود ہے۔ شمس الہدایت اسم بامسمے سب
رسائل مؤلف سے جداگانہ طور پر ممتاز ہی کیون نہو۔ علاوہ تحقیقات علمیہ کے خیر وبرکت بہی ساتھ ہی

له یعنی بیان سے ۱۲ منه

رکھتا ہے - جسکی روشنی اور نور سے ہزار ہا گم گشتگان وادی مرزائیت طرط مستقیم پر آئے - یہ وہ عصا موسے ہے - جسنے تمہارے تیس سال کے سحر دان اور شعبدہ بازیون کو دفعتہً ہی نگل لیا - مخلصی عبد الجبار کاپی نویس یعنے اخبار نویس چودہوین صدی کو معلوم ہے - کہ مصنف عفا اللہ عنہ تھوڑے دنون مین اوقات فاضلہ یعنی ۹ اور ۱۲ گھنٹہ کے مابین دو یا اڑہائی گھنٹہ یا کم وبیش مین روزمرہ کاپی نویس کو حسب الطلب مضامین دیتا رہا - اس رسالہ کو آٹھ نو برس کی محنت خیال کرنا جیسا کہ آپ لکھتے ہین - اور آپ کی جماعت کا مزعوم ہے - بالکل خلاف واقع اور آپ لوگون کی بزدلی بازیون کہو کم لیاقتی کی دلیل ہے - اس رسالہ کو آخر رمضان مین مطبع سے نکلتے ہی جناب مولوی محمد غازی صاحب نے سب سے اول قادیان مین مرزا صاحب کے پاس بہیجدیا تھا - جسکی رسید کی خبر پختہ مرزاجی کے ایک مرید ساکن راولپنڈی سے بعد از عید رمضان گولڑہ مین پہونچی - اوسنے بیان کیا - کہ مین قادیان سے عید کے بعد روانہ ہوا ہون اور میرے سامنے مرزا صاحب کو بذریعہ ڈاک ایک کتاب ملی تھی - جسکا نام شمس الہدایت تھا - حاضرین مجلس مرزاجی سے اس کتاب کے بارہ مین پوچھتے تھے - مگر مرزاجی اوسوقت متفکر ہورہے تھے - مین کہتا ہون - گویا اوسوقت اس شعر کا ظہور ہورہا تھا - شعر

افلت شموس القادیان وشمسنا ابدا علی افق العلی لا تغرب

شمس الہدایت مین پہلے ہی امتحاناً کلمہ طیبہ کا معنے استفسار کیا گیا ہے اعتراض کی صورت مین اور پہر جو جوابات سلف نے فرمائے تھے - اونپر بھی اعتراض کیا گیا ہے تشحیذ الاذہان اصل اعتراض اور شیخ اکبر قدس سرہ یا علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب کی تردید صرف مرزا صاحب اور اونکے فضلاؤن کی علمی لیاقت دیکھنے کے لئے تھی - طلبہ کو بھی جواب اصل اعتراض کا اور ایسے ہی تردید الجوابین کا جواب بعون اللہ وقوتہ واحسانہ سمجھا یا گیا ہے - ہم حلفی طور پر بلا تعصب شہادت دیتے ہین - کہ امروہی صاحب نے جو جواب لکھا ہے وہ بالکل مادہ اعتراض کی قلع وقمع کرنیوالا نہین صرف (امتناع تعدد فی الوجوب) پر علامہ رازی وشراح مواقف وغیرہ کے دلائل کا ترجمہ لکھا ہے - ہان بیشک ایک دو فقرہ بھی جنکو دفع اعتراض مین واقعی دخل ہے - تحقیق الحق سے چرا کر طوطی کی طرح لکھدیئے ہین - مگر وہ بھی ناتمام - تشریح اوسکی یہ ہے - کہ اوسے بعض احباب کالذباب نے ہماری کتاب مسمے بہ تحقیق الحق جو قبل ازین جواب مین اسی اعتراض وغیرہ کے لکھی گئی تھی

امروہی صاحب کو پونچائی - باوجود اسکے پہر بھی جواب مین ناکامیاب ہی رہے - سال بہر ہاتہ پاؤن
مارتے رہے - مگر بقول سعدی علیہ الرحمۃ - چوگاؤ سے کہ عصار چشمش بہ بست × دوان تا بشب
شب ہمانجا کہ ہست - جہان تھے وہان ہی رہے - شیخ اکبر اور علامہ تفتازانی کے جواب کی تشریح
بھی نہ کی **جواب** اونکی طرف سے دینا تو درکنار رہا - امروہی صاحب ص ۸ مین لکھتے ہین - کہ مختصر
ساجواب اکثر تو بطور معارضہ بالقلب وغیرہ کے اندر میعاد بارہ تیرہ روز کے تحریر کیا گیا - بہلا صاحب مولوی
نورالدین صاحب کے شاگرد رنگ آبادی وغیرہ حضار قادیان موجود تھے - کہ آپنے کئی دفعہ جواب
لکہہ کر پہاڑ ڈالا - اور راتدن شمس الہدایت کے مطالعہ مین مبہوت تھے - آپ کو یاد ہوگا - کہ مطالعہ مین
جسوقت کچہہ نہین بن پڑتی تہی - کہتے تھے کہ ارے ظالم کیا غضب کیا دریا کو کوزہ مین بہر دیا وغیرہ
وغیرہ تو پہر بارہ تیرہ روز لکہنا کیسا ناپاک جہوٹھ ہے -

ایہا الناظرون محرر سطور کو اس تحریر مین اوسکے صرف چند جہالات کو جو متعلق جواب کے ہین ظاہر کرنا منظور
ہے ورنہ کوئی فقرہ اوسکا علاوہ بطلان مضمون کے مخالفہ مصطلحات علوم آلیہ سے خالی نہین
اور یہ بھی ناظرین کو معلوم ہو کہ ہم (امروہی) کی لاؤن کی طرف جن سے اوسکی کتاب کے صفحون کے
صفحے بہرے ہوئے ہین - متوجہ ہو کر تضیع اوقات نہ کرینگے بلکہ من حسن اسلام المرترکہ مالا یعنیہ کے
مطابق مختصر سا مضمون ہمارا اوسکے صفحات لاف آمودہ کا جواب ہوگا - غرض تو صرف اسقدر ہے
کہ امروہی صاحب کا فخر و ناز و سروران اغلوطات پر جو اوس نے لکھے ہین جاتا رہے ہان بعض
جگہ مطاعن آمودہ اشعار و فقرات اوسکے بالقلب اسی پر وارد کئے جائینگے **شعر**

اشد الغم عندی فی سرور ۔ تیقن عنہ صاحبہ انتقالا

قولہ ص ۹ پہر آپ کا شمس الہدایت کیونکر اب طلوع ہو سکتا ہے مگر جب سے برج ہدایت کا غروب ہو جاتا ہے
تو پہر بعد انقضائے لیل بدعت کے شمس مجدد کا طلوع کیا کرتا ہے **اقول** شمس ہدایت کے غروب
اور لیل بدعت کے زمانہ مین جب جہوٹھی نبی اور محرف مفسر پیدا ہوئے - تو پہر حسب قول آپکے شمس مجدد
یعنے علماء اسلام اور اونکی تصانیفین کا طلوع ضروری تہا - انہین علماء حدیث مجددین فرقہ کے
بارہ مین شیخ اکبر فتوحات کے تین سو بارہوین باب مین فرماتے ہین وما فاز بہذہ المرتبۃ و
یحشر یوم القیامۃ مع الرسل الا المحدثون الذین یروون الاحادیث بالاسانید

المتصلۃ بالرسول علیہ السلام فی کل امتہ فلہم حظ فی الرسالۃ وہم نقلۃ الوحی و
ہم ورثۃ الانبیاء الخ یہ سب کچھہ تو محدثین بنے۔ تو پہر آپ لوگ کیا ٹہرے فقدبر **قولہ** ص ۲۲
کہ الفاظ حدیث مشہورہ کنت سمعہ کی بہی صحت لفظی نہین کرسکے۔ **اقول** ذرہ صحیح بخاری ہی کے
شروح کو کہولکر دیکہو کیا بے یسمع کی روایت موجود نہین۔ کاش اگر آپکو فتوح الغیب سیدنا الغوث
الاعظم بہی زیر نظر ہوتی تو بیجا مواخذہ نہ فرماتے دیکہو فتوح الغیب ص ۱۳۱ سطر ۵ وفی لفظ آخر
فبی یسمع وبے یبصر وبی یبطش وبی یعقل بلکہ بے یسمع کی روایت تو فحول شریعت وطریقت
کی کلامون مین بہت شہرت پذیر ہے۔ آپکے بلا جانے۔ دیکہو صحائف السلوک مین ص ۱۳۹
پر مستغرق بحر شہود حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہ لکہتے ہین سے دوست اورا
جز بدو نتوان دید و نتوان شناخت۔ لایحمل عطایاہم الا مطایاہم زیرا چہ بار رستم جز رخش رستم
نکشد بے یسمع وبے یبصر وبے یبطش الخ بیت بہت شور سُنتے تہے پہلو مین دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا + **قولہ ص ۲۲** اور آپنے کون کون سے گروہ اہل اللہ مشاہیر یا
مستورین کو دیکہا۔ الی ان قال ہم نے جس گدی نشین کو دیکہا شرک و بدعت و محرمات و منہیات
شرعیہ مین مبتلا دیکہا۔ **اقول** صرف علم ظاہری ہی کی وجہ سے ایسے شہبازون کا پہچاننا
مشکل ہے۔ خصوصاً جب علمی لیاقت کا بہی یہہ حال ہو۔ جو ناظرین پر ظاہر ہو رہا ہے۔ بے بصیرت
باطن بباصرۂ ظاہر جمال این شاہد نتوان دید سچ ہے ع محجوب راز ہیچ چراغے نصیب نیست ×
فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔ کسی صاحبدل سے
سرمہ لیکر بصیرت کی آنکہہ مین ڈالین۔ شاید بینا ہو جائین۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من
یشاء ہر ایک کو مشرک مبتدع دیکہنا آپ کا یہ بہی بجا ہے رباعی نظارگیان روئے خوبش ×
چون در نگر ند از کرانہا + در روے او در روئے خویش بینند + زینجاست تفاوت نشانہا × ولنعم
ما قیل۔ اگر بروصلت لیلی بخاطر رغبتے داری + چو مجنون فرد باید شد ہم از خویش وہم از خویشان
آپ قادیان مین کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریف مین مشغول ہو کر اہل
اللہ کو دیکہنا چاہتے ہین۔ ع ہم پستہ خوری بتا و ہم نائی زنی۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بیت
تو کہ آگاہ نۂ حالت درویشان را۔ تو چہ دانی کہ چہ سودا و سرست اینشان را۔

نعوذ باللہ من اناس تشیخوا قبل ان یشیخوا
استوطنوا القادیانِ طمعًا فاحذرھم انھم مخوخُ

قولہ سلمنا کہ آپنے گروہ اہل اللہ کو بہی دیکہا ہے۔ مگر مہدی معہود اور مسیح موعود امام آخر الزمان کو تو نہین دیکہا تھا۔ جسکے شان کی عظمت احادیث صحیحہ مین بڑی اہتمام سے بیان کی گئی ہے **اقول** تسلیم جس مسیح اور مہدی کی عظمت شان احادیث صحیحہ مین بڑے اہتمام سے بیان کی گئی ہے۔ جب وہ تشریف لاوین گے۔ تو بحسب اُن ہدایات اور علامات وخصوصیات کے جن کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے قادیانی دہوکہ سے بچنے کے لئے بوضاحت تامہ فرمادیا تھا)۔ اونکو پہچان کر اونکے ساتھ ہوجاینگے۔ مگر اسوقت دجال قادیانی اور اوسکے انصار کا برا حال ہوگا **قولہ** ص ۲۲ اور اب آسمان وزمین اُسکی لعنت من اللہ ہونے پر شہادت دے رہی ہین **اقول** کیا آپ مزار پر تمسخر تو نہین اڑاتے۔ اگر زمین آسمان کی شہادتین جو آجکل عالم کی چشم دید وگوش شنید ہو رہی ہین۔ اونکا ذکر ہی تو اہل اسلام کے چشم خنک ودل شاد۔ اس سے بڑھکر مرزا جی کی تکذیب کے لئے کیا چاہئے۔ **قولہ** ص ۲۲ یاد کرو اجتماع کسوف وخسوف کو جو ماہ مبارک رمضان شریف ۱۳۱۱ھ مین واقع ہوا۔ اور اسکا چرچا تمام دنیا مین مشہور ہوا۔ اور نیز یاد کرو الہام در بارہ لیکھرام جس کا ذکر حدیث نبوی مین بھی موجود ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور مستورین یا مستورات کا ذکر ایسی بحث مین بالکل بے محل ہے **اقول** خسوف پیشین گوئی کے مطابق نہین ہوا۔ جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہون۔ لیکھرام والی پیشگوئی بہی پہلے ذکر کی گئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر آپ مستورات کا ذکر بے محل سمجھتے ہین۔ کیا منکوحہ آسمانی کا ذکر خیر بہی تبرکًا نامناسب ہے۔ **قولہ** ص ۲۲ بیانیہ اوس شخص کا ذکر کرنا چاہئے۔ جو مصداق ہو پیشین گوئی مندرجہ لیظہرہ علی الدین کلہ کا جسکے ایک شان خاص علی منہاج النبوۃ واقع ہوئی ہے۔ **اقول** یہی فقرہ آپ کا (جسکے شان خاص علی منہاج النبوۃ واقع ہوئی ہے) صاف بتلا رہا ہے۔ کہ آپ کی شہادت خطبہ مین (واشہد ان محمدًا خاتم النبیین) صرف زبان ہی سے تھی۔ ہر چند کہ آپ عوام مین سرخروئی کے لئے اہل اسلام کی کلام مونھ پر لاتے ہین مگر پہر بھی بحسب (کل اناء یترشح بما فیہ) کے راز ظاہر ہوجاتا ہے۔ اور تاڑنے والے تو پہلے ہی سے تاڑ چکے ہین کہ آپ چندہ کے روپیہ کے مستحق بھی انہین شہادات علی نبوۃ القادیانی

کی وجہ سے ہین۔ نبوۃ بھی ایسی ارزان اور عام موجود ہے علما ر مین مجازًا بھی موجود ہو۔ بلکہ شان خاص کیتھا بعد خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے قادیانی کی دکان مین بلتی ہو۔ کیا علی منہاج النبوۃ اوس شخص کو کہہ سکتے ہین جسنے کشف نبوی کو خطا پر حمل کیا ہو کما زعم القادیانی فی احادیث النزول

اشعار

فدع صاحب التحریف والفخر والریا ۔۔۔ وما اختارہ من طاعۃ اللہ مذھبا

ویعلم ما قد کان فیہ حیاتہ ۔۔۔ اذا صارت اعمالہ کلھا ھبا

حملوا القرآن ثم لم یحملوھا ۔۔۔ بل حرّفوا علنًا فی کتاب اللہ

فکالحمیر علی المنابر تناھقوا ۔۔۔ أذا التحریف ابعد من عباد اللہ

فبھتان علی الخلاق والخلق کلھم ۔۔۔ ارایت قطّ عبادۃ بمناھی

ناظرین پر واضح ہے۔ کہ خاکسار رزقہ اللہ موجبات رضائہ نے بمقابلہ لاف زنی مرزا غلام احمد قادیانی دربارہ عدیم المثل ہونے اپنے کے خدا شناسی و تفسیر دانی مین امتحانًا اور محض اوسکے اتنے بڑے دعوے توڑنے کے لئے کلمہ طیبہ کا معنے ظاہری طور پر اپنی کتاب شمس الہدایۃ کے ابتدا مین استفسار کیا تھا جسکے جواب پر قادیانی صاحب باوجود بے تعداد اصراروں معتقدین وغیرہ معتقدین کے قادر نہ ہوسکے بیانیز امروہی صاحب کے جہالات مرکبہ کے ظاہر کرنے سے بیشتر پبلک کو اسطرف غور دلائی جاتی ہے کہ دو سال کے عرصہ سے قادیانی کا جواب پر قادر نہ ہونا کیا اوسکی لاف زنی مندرجہ ایام الصلح فارسی صہ ۱۳۲ مسطورہ ذیل کو خاک مین نہین ملا دیا۔ "این وقت زیر سقف نیلگون ہیچ متنفس قدرت ندارد لاف برابری با من زند من آشکار میگویم و ہرگز باک ندارم۔ اے اہالی اسلام درمیان شما جماعتے میباشند کہ گردن بدعوے محدثیت و مفسریت برمی فرازند و طایفہ اند کہ از نازش ادب پا بر زمین نگذارند و گروہے اند کہ دم بلند از خدا شناسی زنند و خود را چشتی و قادری و نقشبندی و سہروردی وچہا چہا گویند این جملہ طوائف را نزد من بیارند"۔ اور ظاہر ہے کہ ممتحن کو کلمہ طیبہ مین استفسار کرنے کی غرض صرف اتنی ہی تھی۔ جو پبلک پر ظاہر ہوچکی۔ اور قد تبین الرشد من الغی کا ظہور ہوگیا اب ہم مختصر طور پر امروہی صاحب کی صرف عبارت متعلقہ جواب کو بعینہا بغیر آپکے مطاعن کی نقل کرکے اوسکی قلعی کہہ دیتے ہین۔ اور محققین عصر و مدققین دہر سے مثل جناب مولوی عبداللہ صاحب

پروفیسر لاہوری وجناب مولوی غلام احمد صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ وجناب مولوی غلام قادر صاحب
نظار ہم سے منصفانہ رائے چاہتے ہین - کیا آپ کی تحریر واقعی جواب ہے - یا جہل مرکب - سو معلوم ہو
کہ جس شق کو امروہی صاحب نے لیکر جواب دیا ہے - اوسکا قائل تو یہ تہا - کہ اگر الٰہ سے لا الہ الا
اللہ مین واجب الوجود لیا جاوے - تو برہان تمانعے مین ترتب لفسدتا کا مقدم یعنے تعدد جبابرہ صحیح نہین
ہوسکتا - بلکہ بجائے لفسدتا کے لما کانتا یا لما وجدتا چاہیئے تہا - کیونکہ قدم چونکہ وجوب کے لازم ہے
تو جبابرہ بر تقدیر تعدد سب کے سب قدیم ہی ہونگے - اور بر تقدیر تخالف مراد اونکی ایجاد عالم کا متصور ہی
نہین ہوسکتا - کیونکہ ہر ایک واجب مانع ہے - نفوذ ارادہ دوسری سے جب عالم کا وجود ہی نہ ہوا تو پہر
فساد کہان - اور نیز مزعوم مخاطبین یعنی مشرکین عرب کا شرک فی العبادت ہے - نہ شرک فی الوجوب بدلیل
قولہ تعالےٰ ولئن سئلتھم من خلق السمٰوات والارض لیقولن اللہ -
باقی شقوق اعتراض کے چونکہ مجیب نے لئے نہین اسلئے ہم بہی اونکی تشریح نہین کرتے - امروہی صاحب
کی عبارت متعلقہ جواب یہ ہے - واضح ولائح ہو کہ محاورہ قرآن مجید مین بلحاظ تخصیص عقلی اور شرعی
کے لفظ الٰہ سے مراد وہ معبود حقیقی ہے - جو واجب الوجود لذاتہ ہے ص ۳۲ سطر ۸ - ۹ - ۱۰
بعد اوسکے نفی تعدد اور انحصار واجب الوجود فی فرد واحد پر دلائل عقلیہ ونقلیہ لکہکر فرماتے ہین پس
معنے کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ کے واضح اور صاف ہین یعنی نہین کوئی معبود حقیقی موجود سوا
اللہ کے پس اسمین کذب کہان ہے - بلکہ معترض خود محض کاذب ہے - اور آیت لو کان فیھما
الھتہ الا اللہ لفسدتا بہی تعدد آلہہ کے ابطال کے لئے برہان قطعی ہے - جسکو دوسرے
مقام پر خود جناب باریتعالےٰ نے مفصل طور پر بیان فرمایا ہے - کما قال اللہ تعالی ما اتخذ
اللہ من ولد وما کان معہ من الٰہ اذا لذھب کل الٰہ بما خلق ولعلا بعضھم
علی بعض سبحان اللہ عما یصفون حاصل اس استدلال کا یہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کے لئے
ولد متصور نہین ہوسکتا - کیونکہ ولد کے لئے ضروری ہے - کہ اپنے والد کے اخص اوصاف مین شامل ہو

ف ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ مضمون شمس الہدایت کے مصنف رضی کی کتاب تحقیق الحق سے چرایا ہوا ہے - جس مخلص
کا ذکر امروہی نے دیباچہ کتاب مین لکہا ہے - اوسی مخلص نے وہ کتاب قادیان مین پونچائی تہی - باوجود اسکے پہر بہی
جواب پر قدرت نہ پائی ۵ حرف درویشان بدزدد مرد دون - تا بخواند بر سلیمے زان فسون ۱۲ منہ

کہ یہان پر وجوب الوجود ہے ۔ مشارک ہو ور نہ وہ ولد کیا ہوا لیکن ولد مین صفت وجوب الوجود
ہرگز ممکن نہین ہو سکتی کیونکہ ولد تو والد سے موخر ہوتا ہے ۔ فاین وجوب الوجود ۔ اور نہ کوئی دوسرا الہ
وجوب الوجود مین اوسکے ساتھ معیت رکھتا ہے ۔ کیونکہ اوس صورت مین ہم دریافت کرتے ہین کہ
ان دونون الہ کا تمہارے نزدیک متخالف بالذات ہونا واجب ہے ۔ یا نہین ۔ بشق ثانی وہ دونون
الہ بالضرور کسی ذاتی مین مشترک ہونگے ۔ اور دوسری ذاتی مین متخالف ہونگے ۔ پس ترکیب لازم آئی
المذکور صورت دونو کی احتیاج اپنی اجزاء ذاتیہ کی طرف لازم آویگی وھو مناف لوجوب الوجود
اور بشق اول متخالفان بالذات کے افعال کا متخالف ہونا بھی ضروری ہوگا اور اسکا اقل درجہ یہ ہے
کہ عالم کا فساد لازم آئیگا ۔ اور نظام و ارتباط باہمی عالم کا بالضرور بگڑ جائیگا ۔ لیکن ہم دیکھتے ہین اور
عالمان علوم طبعیات بخوبی جانتے ہین ۔ کہ ہر ایک اشیاء عالم کا ارتباط دوسری اشیاء عالم کیساتھ
منضبط ہے ۔ اور تمام اشیاء عالم باہم منتظم و مرتبط ہین پس انتفاء تالی مستلزم ہی انتفاء مقدم کو
وھو المطلوب اور یہی حاصل مطلب ہے ۔ آیت وما کان معہ من الہ اذا لذھب کل الہ بما
خلق کا ۔ اور دوسری دلیل ابطال تعدد الہ کی یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ ایک الہ دوسرے الہ پر علو
کامل چاہیگا ۔ اذ الالہ من لہ غایۃ الکمال ولا یکون علو الا لہیۃ الا
بالعلو الکامل اور دوسرا الہ اسیطرح پر علو کامل من کل الوجوہ کا مقتضی ہوگا ۔ لیکن ہر ایک الہ
کا علو کامل دوسری الہ پر محال ہے ۔ اور یہی معنے ہین ۔ لعلی بعضھم علی بعض کے پس
اوسکی طرف نسبت ولد اور شریک کے ہرگز جائز نہین ۔ اور اوسکی ذات پاک ہے ۔ ان بعضون بہتانون
سے اور یہی معنے ہین ۔ سبحان اللہ عما یصفون کے فبطل التعدد وثبت التوحید بناء علیہ
اگر اراوہ استحقاق للعبادت کا حقیقی طور پر جو مسادق للوجوب ہے ۔ عنوان موضوعی یا محمولی سے لیا جائیگا
تو مستلزم لفسدتا کو ضرور ہوگا ۔ لما مر استدلالہ تفصیلا انتہے صفحہ ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ تحریر
سطور عفاعنہ الرب الغفور اہل علم کی خدمت مین ملتمس ہے ۔ کہ ہم ان مقدمات خطابیہ کی طرف
(جنپر استدلال مذکور کا توقف ہے ورجنکی وجہ سے اس استدلال کو برہان نہین کہا جا سکتا) تطویل
کے خوف سے ناظرین کو توجہ نہین دلاتے صرف اتنا ہی پوچھتے ہین ۔ کیا یہ تحریر دو ورق اس چھوٹی
جیسے ٹکڑے سوال کا جواب ہی جو پہلے ہدیہ ناظرین کیا گیا ہے ۔ یا صرف شرح آیات ۔ برلے خدا

کوئی امروہی صاحب سے پوچھے کہ کیا تجھے مرزا صاحب نے زرِ نقد جماعت کی چندہ کا اسی لئے عطا فرمائی
تھی۔ کہ فقط چند آیات قرانیہ کی تفسیر لکھہ دیجائے۔ اور وہ بھی تفسیر کبیر وغیرہ کے دلائل محررہ کا
ترجمہ اپنے نام سے منسوب کیا ہوا ہو۔ ہرگز نہین بلکہ انہون نے تو مزید بران عطیۂ منتین اور زاری
کرکے اپنی جان کو جولاکے شکنجہ مین جکڑی ہوئی ہتی۔ خلاص کرنا چاہا تھا۔ سچ کہا ہے کسی نے ؎

زدریائے شہادت چون نہنگ لا برآرد سر تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

ادہر تو وہ بیچارہ جکڑا ہوا من انصاری پکار کر چلا رہا ہے۔ اور ادہر امروہی صاحب زرِ نقد لیکر
اذ تبرأ الذین اتبعوا من الذین اتبعوا کا مصداق بنا۔ ظاہر ہے کہ تعدد وجوب کی
تقدیر پر عالم کا وجود ہی متصوّر نہین لما مر فی شق الاعتراض اور فساد تو بعد الوجود ہوتا ہے
علماء عصر پر عبارت مذکورہ امروہی صاحب سے ظاہر ہو گیا ہوگا۔ کہ امروہی نے جہل مرکب کا پورا پورا ثبوت
دیا مگر اوسکی چالاکی قابل آفرین ہے۔ کہ اپنی جہالت کے اوپر پردہ ڈالنے کے لئے منہیہ مین لکھہ دیا
کہ واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ ہم نے اس جواب مین مؤلف کا ایسا تعاقب کیا ہے۔ کہ جدہر کو
مؤلف گیا ہے۔ ادہر ہی کو ہم بہی اوسکے ساتھ گئے ہین۔ الخ حاشیہ ص ۲۶ مین کہتا ہون
ہان بیشک یہ کہنا آپکا بجا اور سچ ہے۔ نافہم طالب علم کا یہی وتیرہ ہوتا ہے۔ کہ معلم کے پیچہے طوطی
کی طرح صرف الفاظ بعینہا کہتا چلا جاتا ہے۔ گویا مجیب نے صاف صاف سچ کہدیا۔ کہ مین شمس الہدایت
کے اسمقام مین بزاخفش ہون۔ **قولہ** حاشیہ ص ۲۶ ۔ حال آنکہ اس محل پر لفظ عنوان موضوعی
اور محمولی لکہنا سرتا پا غلط ہے۔ **اقول** لیجئے ہم ہی پڑھا دیتے ہین۔ اس عبارت کا تعلق کلمہ
لا الہ الا اللہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ بر تقدیر ارادہ استحقاق للعبادت کے مدعی اور براہین
مین بہی لوجوب التطابق یہی معنے مراد ہوگا۔ اور بنا بر مسئلہ استیلاء صفاتی الخ تعدد وجوب
و استحقاق براہین مین مستلزم لما کانتا یا لما فسدتا کو نہین ہوسکتا۔ بعد اس تشریح کے
بہی اگر آپ صرف سوال ہی کی تقریر ہمارے سامنے بیان کرین تو بہی آپ کو آفرین کہین گے
جواب کو تو ہمنے معاف کیا۔ اور سنیئے بعد اسکے صفحہ ۲۷ سطر ۱۲ پر لکہتے ہین۔ کہ (الیس مؤلف پر ضروری
ہے کہ صفات احدیت و صمدیت مسئلہ مجعولہ خود یعنی استیلا صفاتی بعضہا علی بعض کو دلائل عقلیہ و نقلیہ
سے اول ثابت کرے کہ صفات احدیت و صمدیت مین استیلا بعضہا علی بعض ہے۔ تب ہم بہی

اس مسئلہ استیلا رصفاتی بعضہا علےٰ بعض پر گفتگو کرین گے۔ انتہے۔ مین کہتا ہون یہ چالاکی
بھی قابل آفرین ہے۔ اپنی نافہمی کو کس پیرایہ مین چہپایا۔ صاف کیون نہین کہدیتے۔ کہ ہمنے
اس سوال کے ساری مقدمات کو نہین سمجھا۔ اور نہ شیخ اکبر اور تفتازانی کے جواب تاک پہونچے ہین
اونکے جوابات کی اصلاح کیسے کرین۔ پہر اسی صفحہ مین کودن طالب علم کی طرح شمس الہدایتہ کی عبارت
کو پڑہے جاتے ہین۔ لکہتے ہین۔ کہ (اور سلمنا کہ ازلیت امکان مستلزم ہے۔ امکان ازلیت
کو مادہ وجوب مین لیکن ممکنہ عامہ موجبہ جزئیہ یعنی بعض الالہ موجود بالامکان العام جو نقیض ہے
ضروریہ سالبہ کلیہ کی یعنی لا الہ موجود بالضرورت اگر صادق ہے۔ توکیا اور کاذب ہے۔ توکیا اس کا
صدق یا کذب کلمہ توحید کے معنون مین ہم پر کیون وارد کیا جاتا ہے ÷
مین کہتا ہون قولہ اگر صادق ہے توکیا اور کاذب ہے توکیا۔ صاف شہادت دے رہا ہے کہ مجیب نے
اس عبارت کا مطلب نہین سمجہا۔ تب ہی عبارت مذکورہ شمس الہدایت کو بے ربط ٹہرایا۔ لہذا ہم
شہادت دیتے ہین۔ کہ مجیب صاحب اس سارے جواب مین ع این راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است۔
کا مصداق ہو رہا ہے۔ ہم اس مقام کے سوال اور جواب شرح لکہنے کے اوسی صورت مین مجاز ہین
کہ قادیانی صاحب مع اپنے معاونون کے صریح لفظون مین اپنی جہالت کا لفنیز دانی سے اقرار کرین
اور یہ بہی ناظرین کو معلوم ہو کہ نہ تو یہ اعتراض لاحل تہا اور نہ شیخ اکبرؓ وغیرہ علمار کرام کے جواب
پر اعتراض اعتقاداً کیا گیا تہا۔ بلکہ محض امتحاناً مدعی کا دعوےٰ توڑنے کے لئے لکہا گیا الحمدللہ
کہ ہر ایک کو معلوم ہو گیا۔ کہ جو شخص کلمہ طیبہ کے معنے ظاہری علمی طور پر نہین لکہہ سکتا۔ وہ تفسیر نویسی
مین ہر آمد ابنار زمان کیسا ہو سکتا ہے۔ بعد اسکے اسی صفحہ ۲۷ مین لکہتے ہین (اگر کلمہ توحید کو موجبات
کا لباس پہنا کر سمجہنا ہے۔ تو یون کہئے۔ کہ لا الہ غیر اللہ موجود بالضرورت کیونکہ یہان پر حرف الا
موجود ہے۔ جو بمعنے غیر ہے۔ اور الہ کی صفت نحوی واقع ہوئی ہے۔
مین کہتا ہون۔ علمار عصر کی خدمت مین التماس ہے۔ کہ کلمہ الا بمعنے غیر لا الہ الا اللہ مین کہنا کیا
جہالت نہین ہے۔ کافیہ پڑہنے والا بہی کہہ سکتا ہے۔ کہ الا بمعنے غیر ہرگز نہین کیونکہ وہ مشروط
ہے۔ بدین شرط اذا کانت تابعۃ لجمع منکور غیر محصور نحو کان فیہما آلھۃ
الا اللہ لفسدتا اور یہ سوچنا کہ (کلمات الاستثناء ھل وضعت للاحکام

مخالفۃ لما قبلها ثابتۃ لما بعدها او لاخراج ما بعدها وجعلہ فی حکم المسکوت عنہ) تو بہر احل درکنار رہا۔ ناظرین پر واضح ہو۔ کہ یہ سوال متعلق کلمہ طیبہ معہ جواب اسکے کئی سال پہلے اسکے مطبع مصطفائی لاہور مین جمادی الثانی ۱۳۱۰ھ مین طبع کراکر شایع کردیا تھا۔ اور یہ جواب امروہی صاحب کا اوسی کی نقل ہے۔ مگر علمی لیاقت کا ماشاء اللہ مجیب کو اتنا زور ہے۔ کہ عرصہ سال کامل تک اسسے فائدہ نہین اوٹھا سکا۔ اور تاخیر جواب کا عذر یہ لکھتے ہین کہ ہمکو کتاب شمس الھدایت نہین بھیجی گئی۔ ایھا الناظرون جناب مولوی نور الدین صاحب کا خط مطبوعہ الحکم شاہد کافی ہے جسمین جناب موصوف نے خاکسار پر ۱۲ سوال وارد کئے تھے۔ . . . .

بل رفعہ اللہ کے متعلق امروہی صاحب نے حسب قواعد فائدہ جلیلہ کے بزعم خود رفع روحانی کو ثابت کرنا چاہا ہے۔ مگر ہنوز دہلی دور است۔ خلاصہ اوسکا یہ ہے۔ ما بعد بل یعنے رفع جو کنایہ اعزاز و تکریم سے ہے۔ اسمین اور ما قبل بل یعنی قتل صلیبی مین جو بحکم تورات مستلزم لعن ہے۔ تنافی اور تضاد ہے کیونکہ ملعون معزز عند اللہ نہین ہوتا یہی خلاصہ اوسکے جواب کا ہے اسمقام مین مین کہتا ہون بجواب الجواب اتنا ہی دریافت کیا جاتا ہے کہ کہان ہے توریت کا حکم کہ جو کوئی بذریعہ صلیب قتل کیا جاوے۔ وہ ملعون عند اللہ ہوگا۔ خواہ بیگناہی ہو۔ کیا مقتول بغیر الحق خواہ پتھر سے ہو یا تیر سے یا تلوار یا صلیب وغیرہ اسباب قتل سے۔ شہداء مین بموجب احکام توریت و قرآن مجید کے داخل نہین۔ کوئی مومن بہ کتب سماویہ اسکا انکار کرسکتا ہے۔ ہرگز نہین۔ مرزا جی کو معہ چیلون چانٹون اپنے کے آیت تورات کا مطلب سمجھہ مین نہین آیا۔ صرف ۲۳ آیت (کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے) کے ظاہر پر نظر ہے۔ اگر ۲۲ آیت کو پڑھکر تدبر فرماوین۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حکم ہر ایک مصلوب کیلئے نہین۔ بلکہ خاص وہ شخص جو کسی جرم کی سزا مین پھانسی دیا گیا ہو۔ بائیسوین آیت یہ ہے۔ (اور اگر کسی نے کچھہ ایسا گناہ کیا ہو جسکے سبب سے اوسکا قتل واجب ہو۔ اور وہ مارا جاوے۔ اور تو اسی درخت مین لٹکاوے۔ ۲۳ تو اوسکی لاش رات بھر درخت پر لٹکی نہ رہے بلکہ تو اوسی دن اوسے گاڑدی۔ کیونکہ جو پھانسی دیا جاتا ہے۔ خدا کا ملعون ہے۔

ظاہر ہے کہ عیسے بن مریم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے الواقع غیر مجرم تھے۔ تو بنا بر واقع ما قبل بل یعنی قتل اور ما بعد اوسکے یعنے رفع اعزاز مین تنافی اور تضاد کہان ہوا۔ بلکہ مقتول غیر مجرم

عنداللہ معزز ہوا اور اگر مسیح کو مجرم بزعم یہود خیال کر کے تنافی پیدا کی جائے تو بسبب علم المتکلم یہی ضروری ہے تا کہ قصر قلب کے روسے وجود وصف مزعوم مخاطب کا متصور نہ ہو اور کتب معانی کا بیان شروط قصر مین قاصر ہے دیکھو سید شریف و دسوقی وغیرہ قال عفی عنہ ربہ فی شمس الہدایت ص ۹ س ۱۷ - جسکو باطل کرنا منظور ہے وہ کیا قتلوہ - اسپر ہمارے ایک بزرگ اور مہربان کا اعتراض - آپ فرماتے ہین (بل رفعہ اللہ الیہ) کو مقولہ یہود (انا قتلنا المسیح) کے ابطال کیلئے کہنا چاہیئے - نہ قتلوہ کیلئے - کیونکہ قتلوہ کلام الٰہی مین واقع ہے - مقولہ یہود کا نہین - **اقول** جواباً گذارش ہے کہ علم معانی کی خبر دارون پر ظاہر ہے کہ قصر قلب یعنے تخصیص شیئے مکان شیئے) مین مخاطب کا معتقد بہ عکس اور برخلاف ہوتا ہے اوس حکم کے لئے جسکو متکلم ذکر کرتا ہے - کما قالوا والمخاطب بالثانی من یعتقد العکس ای عکس الحکم الذی اثبتہ المتکلم - لہذا قتلوہ یہود کا مزعوم ہوا جو برعکس اور مخالف ہے ما قتلوہ کے - اور قصر قلب کو بوجہ قلب حکم مخاطب کے قصر قلب کہتے ہین - قال العلامۃ ویسمی ھذا القصر قصر قلب لقلب حکم المخاطب یعنے اگر مخاطب کا مزعوم حکم ایجابی ہے تو متکلم تردید مین اسکے حکم سلبی مع اثبات وصف منافی ذکر کریگا وبالعکس قال ایضاً فالمخاطب بقولنا ما زید الا قائم من اعتقد اتصافہ بالعقود دون القیام پس ما زید الا قائم کو جو حکم سلبی مع اثبات وصف منافی ہے تردید وابطال مزعوم مخاطب یعنے زید قاعد حکم ایجابی کے لیئے کہین گے ایسا ہی ما قتلوہ کو تردید وابطال قتلوہ کے لیئے اولا و بالذات کہین گے اور قتلوہ چونکہ مزعوم مخاطب سے تعبیر ہے مثل انا قتلنا کے لہذا قتلوہ کا ابطال مستلزم ہوا - انا قتلنا کے ابطال کو - اور اثبات وصف منافی اگرچہ سلب وصف مقابل کا افادہ دیتا ہے لکن بغیر تصریح بالسلب کے تنبیہ علی رد المخاطب نہین ہو سکتی جسکا اظہار متکلم کو منظور ہے کما قال ایضاً فانقلت اذا تحقق تنافی الوصفین فی قصر القلب فاثبات احدھما یکون مشعرا بانتفاء الغیر فما فائدۃ نفی الغیر واثبات المذکور بطریق الحصر قلت الفائدۃ فیہ التنبیہ علی رد المخاطب اذ المخاطب اعتقد العکس فان قولنا

زید قائم وان دل علی نفی القعود لکنہ خال عن الدلالۃ علی ان المخاطب
اعتقد انہ قاعد۔ ان عبارات مسطورہ بالا سے واضح ہے کہ حکم سلبی کلام قصری کا تردید
ہے مزعوم مخاطب یعنے حکم ایجابی کے لئے چنانچہ حکم ایجابی تردید ہے حکم سلبی کیلئے لہذا
ما قتلوہ تردید ٹھری حکم ایجابی یعنے قتلوہ کی جو تعبیر ہے مزعوم یہود سے من جانب
المتکلم سبحانہ وتعالی۔

اور نیز معلوم ہو کہ مزعوم مخاطب عام ہے مقولہ مخاطب سے یعنے صرف حکم ایجابی یا سلبی مخاطب کا
مزعوم ہے اور خصوصیات تکلم یا غیبوبت عند التعبیر خارج ہین ذات مزعوم سے۔ اوسی مزعوم
سے مخاطب بصیغۂ متکلم اور متکلم مردد بصیغۂ غائب تعبیر کریگا۔ گویا صیغۂ متکلم اور غائب تعبیرات
موارد تحقیق مین سے ہوئی مزعوم مخاطب کے لئے۔ لہذا تردید مزعوم مستلزم ہے تردید مقولہ کو چنانچہ
آیت وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ) مین حکم سلبی یعنی ما قتلوہ تردید ہے۔ مزعوم
یہود یعنے حکم ایجابی کے لئے جسکو یہود نے (انا قتلنا المسیح) سے تعبیر کیا اور متکلم مردد نے
بصیغۂ غائب یعنے قتلوہ سے تعبیر کی۔ کما قال اللہ تعالے انھم یحسنون صنعا۔
اور وہ خود تعبیر کے وقت انا احسنا صنعا کہینگے۔ وایضا قال اللہ تعالے فما کان لشرکائھم
فلا یصل الی اللہ وما کان للہ فھو یصل الی شرکائھم۔ اب اس آیت
مین حق سبحانہ وتعالی کی جانب سے مزعوم مشرکین کا بیان بصیغۂ غائب ہے یعنے شرکائھم۔ اور
اونکی جانب سے تعبیر لشرکائنا کے ساتھ بصیغۂ متکلم ہوگی۔ پہر ساء ما یحکمون
تردید ہے مزعوم مذکور کے لئے۔ ایسا ہی علامہ کی عبارت اخیرہ مین مزعوم مخاطب سے تعبیر انہ قاعد)
کے ساتھ بالاضمار ہے اور مخاطب کا مقولہ زید قاعد) بالاظہار ہے۔ الغرض اہل معانی کی عبارات
مشہورہ مثل من یعتقد العکس اور وسمی قصر القلب لقلب حکم المخاطب
وغیرہ وغیرہ سے ثابت ہے کہ حکم قصری قلب اور تردید ہے حکم مخالف یعنی نقیض اپنی کا اولا و
بالذات اور تردید ہے مقولہ مخاطب کے لئے ثانیا وبالعرض۔ نام کا طالب العلم بہی جانتا ہے کہ ما زید
قائما بل قاعدا تردید ہے زید قائم کے لئے اولا وبالذات اور مقولہ مخاطب کے لیئے ثانیا وبالعرض
مثلاً صورت مسطورہ مین فرض کیا کہ زاعم زید ہی ہو تو مقولہ اوسکا انا قائم ہوگا اور بعد ملاحظہ احکام

مُعنون زیدٌ اور انا کے زیدٌ قائمٌ کی تردید انا قائمٌ کی تردید سمجھی جاویگی۔ ہان جس صورت مین مزعوم سے تعبیر بمقولہ مخاطب کیجاوے تو تردید مزعوم عین تردید مقولہ کی ہوگی چنانچہ ما اتخذ اللہ من ولدٍ مین اتخذ اللہ ولدا مزعوم بھی ہے اور مقولہ بھی کما قال تعالٰی وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ الخ بخلاف ما نحن فیہ کے کہ یہانپر مزعوم یہود کا قتل صادر از یہود وواقع بر مسیح) ہے جس سے یہود قتلنا المسیحؑ سے تعبیر کرسکتے ہین۔ اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ منشا اعتراض نہ صرف فن معانی ہی سے بے خبری ہے بلکہ ایسا غوجی کی بحث تناقض کی طرف ہی توجہ نہین۔ کیونکہ سالبہ شخصیہ کی نقیض موجبہ شخصیہ ہوتا ہے اور صدق احد النقیضین یستلزم کذب الاخر ایک مشہور مقدمہ ہے بناءً علیہ صدق ما قتلوہ کا مستلزم ہوگا کذب قتلوہ کو۔ جناب کو اگر مضمون مذکور کی طرف توجہ ہوتی تو (قتلوہ) کے باطل ٹہرانے کو مستبعد خیال نہ فرماتے۔ ظاہر ہے کہ زید کے مزعوم اور مقولہ مثلاً ضربت عمروا کو جبکہ خالد نے رد کرنا چاہا تو ما ضربت عمروا کہیگا جو تردید ہے اپنی صریح نقیض کیلئے یعنی ضربت عمروا جسکا ابطال مستلزم ہے بطلان ضربت عمروا) کیلئے کیونکہ ضمیر مرفوع متصل جو مستتر ہے ضربت مین اور ما ضربت کی دونون کا معنون زید ہی ہے۔

اور نیز واضح خاطر ناظرین ہو کہ مورد ابطال قتلوہ ہے مگر بعد اعتبار الحکم مُصداق ہوا العکس کیلئے جو کہ اہل معانی کی عبارت ہذہ مین واقع ہے والمخاطب بالثانی یعتقد العکس اور شمس الھدایت کی عبارت کا یہ مطلب ٹہرا کہ بل رفعہ اللہ الیہ سے عکس ما قتلوہ کا باطل کیا گیا یعنے قتلوہ جو نقیض ہے ما قتلوہ کی۔ جسکا ابطال مستلزم ہے بطلان قتلنا المسیح کو

سوال

یہود کا مزعوم جبکہ قَتَلْهُمُ الْمَسِیْحَ ٹہرا کما صرح بہ الفاضل تو شمس الھدایت کے صفحہ ۱۳ سطر ۱۵ پر جو لکھا ہے (کہ مراد ما قبل بل سے نفس قتل و صلب ہے) اسکا کیا معنے ہوا۔

جواب

یہانپر تجرید اضافی ہے بہ نسبت وصف منفی ہونیکے چنانچہ اسی سطر پر لکھا ہوا ہے (قطع النظر عن ...

فافہم اقول فیہ مین تا ہم اور واو ضمیر قتلنا اور قتلوہ مین دونون تعبیرین یہود ...

مع کی ساتھ تعبیر کرتے ہین اور غیر یہود لوقت بیان مزعوم ...

ہونے اوسکے ہے) یعنے گو کہ قتل وصلب بزعم یہود اونسے صادر ہوکر مسیح پر واقع ہوئی ہین
مگر (نفس قتل) اسلئے بولا گیا ہے کہ قتلوہ چونکہ بوجہ نقیض ہونے ماقتلوہ کے مع الحکم الایجابی
ملحوظ ہے کما مر تو منفی ہونے کی وصف سے تجرید ضروری ٹھیریگی یعنے قتلوہ جملہ مستقلہ ہوگا۔
نہ در ضمن ماقتلوہ کے چنانچہ فائدہ جلیلہ کی سطر ۳ پر لکھا ہے۔ (حرف عطف ٹھرا ابطال جملہ اولیٰ
یعنے قتلوہ کیلیئے) ہان جملہ ہونا اسکا بعد اعتبار انہ نقیض الحکم القصری) ہے الحاصل بل رفعہ اللہ
الیہ ابطال ہوا عکس ماقتلوہ کا۔ یا یون کہین ابطال ہوا قتلوہ کا مگر بعد اعتبار الحکم الایجابی
ان دونون کا مطلب ایک ہی ہے۔ فتامل ولا تعجل۔ اور اسی پر دال ہے شمس الہدایت کی
عبارت مسطورہ کے بعد کا جملہ تعلیلیہ دیکھو سطر ۱۹ صفحہ مذکور پر (کیونکہ نفی حکایت مین ہے۔ نہ
محکی عنہ مین) محکی عنہ سے مراد اسجگہ پر مزعوم مخاطب کا ہے جس سے قتلوہ جملہ مستقلہ کے ساتھ
منجانب المتکلم تعبیر کی جاسکتی ہے۔ کما یدل علیہ ما قال العلامۃ۔ قلت الفائدۃ فیہ التنبیہ
علی رد المخاطب اذ المخاطب اعتقد العکس الخ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ماقتلوہ مین تنبیہ
ہے اور پر تردید یہود کے کیونکہ وہ عکس کے معتقد تھے یعنے قتلوہ کے اور نفی محکی عنہ یعنے مزعوم
مخاطب اور حکایت یعنے قتلوہ دونون مین نہین۔ ہان حکایت الکلام قصری یعنے وماقتلوہ
مین نفی ہے۔ گویا متکلم کی جانب سے دو حکایتین ہوئین جنکا محکی عنہ جدا جدا ہے ایک قتلوہ جسکا
محکی عنہ مزعوم یہود ہے۔ اس حکایت اور محکی عنہ دونون مین نفی نہین۔ دوسری وماقتلوہ جسکا
محکی عنہ نسبۃ واقعیۃ موجودۃ بوجود المنشاء یا موضوع من حیث انہ یصح انتزاع النسبۃ
عنہ ہے فلا یرد انہ لابد لصدق القضیۃ من المطابقۃ للمحکی عنہ فی الثبوت والانتفاء
فکیف یصح اعتبار النفی فی الحکایۃ لا فی المحکی عنہ لما عرفت ان الحکایۃ المعتبر فیھا
النفی لیست حکایۃ عن المحکی عنہ المزعومی المراد فی العبارۃ المذکورۃ۔ اور نیز معلوم ہو کہ
فائدہ جلیلہ کی بنا تحقیق پر ہے نہ صرف ان امور پر جو محض شہرت پذیر ہین۔ لہذا بل رفعہ اللہ
الیہ کا نقض ہونا رفع جسمی مسیح مین ایک ہی امر تحقیقی واقعی پر مبنی ہے جو کہ بہ تجدد اصطلاحات
متغیر نہین ہوسکتا یعنے تنافی بین القتل المزعومی والرفع الجسمی امر واقعی ہے۔ پس جبکہ ابطال
رفع کا مع سلب القتل کیگیا تو بالضرور ابطال مزعوم یہود پر علیٰ طرز الاستدلال دال ہوگا کیونکہ مزعوم

یہود کی تردید گو کہ صرف سالبہ شخصیہ یعنے وما قتلوہ سے ہے مگر اثبات رفع جو وصف منافی للقتل المزعوم
ہے بمنزلہ اقامۃ الدلیل علے خلاف مزعوم المخاطب ہوگا لسلئے بل کو ابطالیہ نام رکھا گیا یعنے
مابعد اوسکا دلیل ہے بطلان مزعوم مخاطب پر فاندفع ما قیل وایضاً لا یظھر وجہ
تسمیۃ بل بالابطالیۃ لحصول الابطال بکلمۃ ما لا ببل خواہ اثبات رفع
در رنگ فعلیہ کے ہو یا اسمیہ کے یعنے وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ ہو یا بحسب الاول
ما کان المسیح مقتولا بایدی الیھود یقینا بل کان مرفوعًا الیہ) کی طرف
راجع ہو۔ کیونکہ معیار استدلال دونون صورتون مین مشترک ہے وھو التنافی المذکور
ہان درصورت وقوع مفرد بعد بل کے اوسکو عاطفہ کہنا اور برتقدیر وقوع جملہ کے اوسکو ابطالیہ نام
رکھنا مبنی علی الظاہر ہے کما زعمہ ابن ھشام وغیرہ من النحاۃ وھو خلاف التحقیق
کما نص علیہ بحر العلوم فی شرح مسلم الثبوت ونقلنا عبارتہ فی ھذہ العجالۃ الحاصل فائدہ
جلیلہ کا مدعی یعنے بل رفعہ اللہ الیہ کا نص ہونا رفع جسمی مین ہر صورت مین اور ہر تقدیر پر ثابت ہے
خواہ قصر اصطلاحی یعنے تخصیص شیٔ بشیٔ بطریق مخصوص) ہو یا کہ قصر غیر اصطلاحی مثل
اختص الرفع الیہ بالمسیح او المسیح مقصور علی الرفع اور برتقدیر قصر اصطلاحی
کے طرق اربعہ مشہورہ مین سے ہو یا نہ کیونکہ اثبات الرفع مع سلب القتل بعد تحقق التنافی
بینہما کافی ہے حصول مدعی کیلئے۔
اب ہم بنا بر تشہو بھی مدعی کو بپایہ ثبوت پونچاتے ہین ما کان المسیح مقتولا یقینا بل مرفوعًا
الیہ) جو مساوق ہے وما قتلوہ یقینًا بل رفعہ اللہ الیہ کے لئے کلام قصری مشتمل
قصر قلب ہے اور طرق اربعہ مین سے قصر بالعطف ہوا کیونکہ درصورت وقوع مفرد بعد بل کے اوسکا حرف
عطف ہونا اتفاقی ہے۔ اور وما قتلوہ یقینًا بل رفعہ اللہ الیہ مین بغیر ارجاع مذکور کے
بل رفعہ اللہ ابطال مزعوم یہود کا افادہ دیگا لتحقق التنافی۔ یعنے ابطال ما قتلوہ کے
لئے نہین اور نہ ابطال قتلوہ کے لئے بغیر اعتبار الحکم الایجابی بلکہ قتلوہ جو جملہ مستقلہ اور نقیض
ہے ما قتلوہ کی اوسکے بطلان پر دال ہوگا۔ ہان بل رفعہ اللہ الیہ نظر بہ ما قتلوہ
کے ابتدائیہ محض انتقال کے لئے ہوگا۔ اور یہ تقدیر تا وقتیکہ ضروری الارادہ ہونا اسکا اور یا

ممتنع المراد ہونا شق اول یعنے ابطالیہ کا ثابت نہ کیا جاوے ہمارے مدعی کو مضر نہین وَدُونہ
خَرطُ القتاد اور اختلاف احکام نظر باختلاف لحاظ کثیر الوقوع ہی کوئی عاقل اسکا انکار
نہین کرسکتا چنانچہ آیت وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ بل عباد مکرمون) مین
ابطالیہ ہونا بَلْ کا بلحاظِ مقولہ ہے نہ قول کے اور ابتدائیہ ہونا اوسکا بلحاظِ قول ہے نہ مقولہ کے
کما قال العلامۃ الصبان قولہ نحو وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ الخ ای فَبَلْ فی
نحو ذلک للاضراب الابطالي بناءً علی ان المُضْرَبَ عنہ المقول بالمیم
اما اذا کان المضرب عنہ القول فالاضراب انتقالی اذ الاخبار بصدور
ذلک منھم ثابت لایتطرق الیہ الابطال انتہے اور ظاہر ہے کہ اضافات بر تقدیر
تعدد مضاف الیہ کے باہم مجتمع ہوسکتے ہین چنانچہ ابوۃ وبنوۃ زید ہی مثلاً باپ ہوسکتا ہے بہ نسبت
عمرو کے اور بیٹا بہی ہوسکتا ہے بہ نسبت خالد کے۔ لہذا بَل کا ابطالیہ اور انتقالیہ ہونا نظر باختلاف
مضاف الیہ معًا ہوسکتا ہے۔ الغرض ابطالیہ ہونا اوسکا بہرکیف ثابت ہی انتقالیہ ہونا اوسکا
منافی نہین لتعدد المضاف الیہ کما عرفت مفصلا۔ دوبارہ معروض ہے کہ اگر معترض صاحب کو
علم معانی ومنطق ونحو کے تصریحات مذکورہ بالا سے اطمینان نہ ہو۔ تو ہم قرآن مجید سے ہی نظیر
محل نزاع کے مطابق بتصریح شمس الہدایت کے دکھادیتے ہین۔ دیکھو ما اتخذ اللہ من ولدٍ
سورہ مومنون۔ سالبہ شخصیہ صادقہ باریتعالے کا مقولہ ہے۔ اور نقیض صریح اسکی اتخذ اللہ
ولدا۔ موجبہ شخصیہ کاذبہ مزعوم ہے مشرکین کیلئے۔ اور اسی اتخذ اللہ ولدا کا ابطال
اس آیۃ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ بل عبادٌ مکرمون۔ سورہ الانبیاء مین
کیا گیا ہے۔ اب کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ ما اتخذ اللہ من ولدٍ کی نقیض یعنے اتخذ
اللہ ولدا کا ابطال نہین ہوا یا یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اس سے قول الٰہی کا ردو بدل لازم آتا
ہے۔ ہرگز نہین۔ تو ایسا ہی وما قتلوہ کی نقیض صریح یعنے قتلوہ کو بل رفعہ اللہ الیہ
سے باطل کہنے مین کونسا ردو بدل کلام الٰہی مین آگیا۔ اگر کہا جاوے کہ بل عباد مکرمون
اتخذ الرحمن ولدا کے بعد مذکور ہے نہ ما اتخذ اللہ من ولدٍ کے بعد تاکہ ما قتلوہ الخ
کی نظیر بن سکے تو جوابا گذارش ہے کہ بعد تسلیم اتحاد مضمون دونون کلامون یعنے اتخذ الرحمٰن

ولدا اور اتخذ اللہ من ولد کے عذرکو قابل سماع نہین ہوسکتا - اور دلیل کا الفصل دعوے سے اور جواب کا سوال سے قرآن کریم کی طرز کے مخالف نہین - دیکھو وقالوا یا ایھا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون اور جگہ ہے اور جواب اسکا ما انت بنعمۃ ربک بمجنون دوسری سورتاین - بس بیت :- ماز یاران چشم یاری داشتیم -
خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

صنہ ۳ قولہ اے ناظرین براے خدا بحکم الانصاف احسن الاوصاف ذرا انصاف فرمایا جاوے جس مسئلہ کی نسبت ایک شور وغل بچ رہا تہا - کہ خلاف اجماع ہے اب اوسکی نسبت مؤلف رسالہ فرماتے ہین کہ بعض اہل تحقیق رفع جسم برزخی کے بھی قائل ہین - پہر مؤلف صاحب سے عرض ہے - کہ ہم لوگون کو آپ اہل تحقیق ہین ہی رکھیئے اور آپ تو عوام اور کافہ اہل اسلام مین شامل ہین - حضرت کیا ایسے ہی مسئلہ کو ثابت بالاجماع کیا جاتا ہے جسمین اہل تحقیق اوسکے مخالف ہون **اقول** کاش اگر آپ شمس الھدایت کو کسی محقق عالم سے پڑھ لیتے - تو اتنی رسوائی آپ کو حاصل نہ ہوتی - اتنے بڑے فخر اور تعلی کے بعد جب جہالت در جہالت ظاہر ہو تو پہر حیادار کے لئے زندگی مشکل ہو جاتی ہے ناظرین خدارا انصاف شمس الھدایت کی عبارت مین دالا بعض اہل تحقیق) اضافت کے ساتھ ہے یعنے اہل تحقیق مین سے بعض یہ مطلب ہوا - کہ اکثر اہل تحقیق نے تو صرف رفع بجسم عنصری ذکر کیا ہے - مگر بعض اہل تحقیق مین سے قائل برفع جسم عنصری برزخی کے ہین یعنی جسم عنصری بعد سلب شہوۃ طعام و شراب اوٹھایا گیا - امروہی صاحب نے (بعض اہل تحقیق) کو مرکب توصیفی سمجھکر بے وقت راگنی حسب عادت ہانکنی شروع کردی -

سوال

(بعض اہل تحقیق) ترکیب اضافی کی تقدیر پر جب مفاد یہ ٹہرا کہ اہل تحقیق مین سے بعض قائل برفع جسم برزخی ہوئی ہین - پہر بھی رفع جسمی پر اجماع نہ رہا - اور نیز یہ امر قابل تسلیم ہی نہین کہ اہل تحقیق کے ایسے دو متخالف مذہب ہون - حق تو ایک ہی ہوا کرتا ہے - وماذا بعد الحق الا الضلال اور نیز بعد الاختلاف فی الرفع اتفاق فی النزول ممکن نہین -

جواب

پہلے یہ بیان کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ کہ مراد بعض سے (بعض اہل تحقیق) مین کون ہے سو معلوم ہو کہ ایک تو محدث دہلوی المعروف بہ شاہ ولی اللہ اور دوسرے شیخ محی الدین بن عربی۔ اور جسم برزخی سے مراد ان دونون حضرات کی وہی جسم عنصری ہے۔ مگر بعد سلب کر لینے شہوت طعام و شراب وغیرہ ضروریات بشریہ کے۔ جیساکہ حقیقی برزخی بعد الموت مسلوب الشہوت ہوتا ہے۔ برزخی کو بمعنے مسلوب الشہوت لینے کی وجہ یہ ہے۔ کہ دونون صاحبون کا مذہب حیات مسیح کا ہے۔ دیکھو حضرت شیخ فتوحات **باب ۳۶۷** حدیث معراج مین لکھتے ہین۔ فلما دخل اذا بعیسے علیہ السلام بجسدہ عینہ فانہ لم یمت الی الآن بل رفعہ اللہ الی ہذہ السماء واسکنہ بھا وحکمہ فیھا وھو شیخنا الاول الذی رجعنا علی یدیہ ولہ بنا عنایۃ عظیمۃ لا یغفل عنا ساعۃ واحدۃ وارجوان ادرکہ فی نزولہ انشاء اللہ تعالی (فتوحات مکیہ) یعنی حضرت عیسے ابتک زندہ ہے مرا نہین اور نیز فتوحات کے باب پانچ سو پچہتر ۵۷۵ وین مین فرماتے ہین **اعلم وفقنا اللہ وایاک ان من کرامۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم علی ربہ ان جعل من امتہ رسلا ثم انہ اختص من الرسل من یعرف نسبتہ من البشر فکان نصفہ بشرا ونصفہ الاخر روحا مطھرا ملکا** لان جبرئیل علیہ السلام وھبہ لمریم علیھا السلام بشرا سویا رفعہ اللہ الیہ ثم ینزلہ ولیا خاتم الاولیا فی آخر الزمان یحکم بشرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی امتہ الخ فتوحات کی نقلین اس مسئلہ کے متعلق پہلے گذر چکی ہین۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ فوز الکبیر مین لکھتے ہین نیز از ضلالت ایشان یعنی نصاریٰ یکے آنست کہ جزم میکنند کہ حضرت عیسے علیہ السلام مقتول شدہ است و فی الواقع در قصہ عیسے اشتباہی واقع شدہ بود۔ رفع بر آسمان را قتل گمان کردند و کابراً عن کابر ہمان غلط را روایت نمودند۔ خدا تعالے در قرآن شریف ازالہ شبہہ فرمودہ کہ **ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم** انتہے اور شاہ صاحب چونکہ ترجمہ للقرآن مین (**فلما توفیتنی**) کے تحت لکھتے ہین پس ہر گاہ کہ برداشتی مرا اور (مرا ندی مرا نہین کہتے لہذا رفع سے جو فوز الکبیر مین ہے رفع روحانی لینا از قبیل توجیہ المعقول بما لا یرضے بہ قائلہ ہوگا بعد تمہید ہذا مطلب عبارت شمس الہدایت کا یہ ہوا۔ کہ کافہ اہل اسلام اور اکثر اہل تحقیق نے صرف حیات مسیح اور رفع بجسدہ العنصری کا ذکر کیا ہے۔ بغیر تحقیق اس امر کے کہ جسم عنصری کا رفع بعد

سلب الشہوت ہوا۔ یا لیز سلب الشہوت کے الغرض اسمین خوض ہی نہین کیا۔ بخلاف بعض کے اہل تحقیق مین سے کہ وہ گو کہ قائل بحیات و بہ نزول دوبارہ مسیح کے ہین۔ مگر انہون نے مسلوب الشہوۃ ہونے کو بھی ملحوظ رکھا۔ اختلاف صرف ذکر کرنے مسلوب الشہوۃ و عدم ذکر او سکے مین ہوا۔ کہ حیات دممات مین اور مراد نزول سے اس قول مین (مگر نزول مسیح پر سب ہی اتفاق رکھتے ہین) نزول جسمی ہی اور ظاہر ہے۔ کہ کافہ اہل اسلام اور بعض اہل تحقیق کا اتفاق فی النزول الجسمی فرع ہے اتفاق فی الرفع الجسمی کے حاصل یہ ہوا کہ بعض اہل تحقیق کی مخالفت کافہ اہل اسلام سے صرف تعبیر برزخی مین ہے۔ اور یہ اس امر کی منتج نہین کہ انکے نزدیک رفع اور نزول روحانی ہو بلکہ وہ بھی رفع اور نزول جسمانی کے ہی قائل ہین۔ چنانچہ اونکی تصنیفات سے ظاہر ہے۔

سوال

بجائے برزخی کے اگر مسلوب الشہوت ہوتا۔ تو ناظرین عبارت شمس الہدایت کو دقت نہ ہوتی۔

جواب

مصنف کو نقل بعینہٖ منظور تھا۔ دیکھو فیوض الحرمین اور تفسیر محی الدین بن عربی سقہ۔

سوال

نقل بعینہٖ کی ضرورت کیا تھی۔

جواب

مقصود اس سے دفع وہم کا ہے جو ناظرین کو برزخی کے لفظ کو ظاہر پر حمل کرنے سے واقع ہوتا تھا نا علیہ حضرت شیخ اور محدث دہلوی رضے اللہ تعالے عنہما کو بھی قائلین بوفات المسیح سے شمار کیا جاتا تھا لہذا بعد ذکر کرنے (برزخی) کے (مگر نزول مسیح الخ) کے ساتھ دفع کیا گیا والا اتنا ہی کافی تھا کہ سب اہل اسلام متفق ہین رفع جسمی پر۔

سوال

شمس الہدایت کی عبارت مین کونسا قرینہ ہے جو دلالت کرتا ہے ارادہ مذکور پر یعنی کافہ اہل اسلام اور بعض اہل تحقیق دونون حیات کے قائل ہین۔

جواب

جملہ دیگر نزول مسیح پر سب ہی اتفاق رکھتے ہین) کا شاہد ہین ہے ارادہ مذکور پر کیونکہ نزول جسمی بن
السماء بغیر حیات کے ہو ہی نہین سکتا اور اوپر بیان کیا گیا ہے کہ مراد نزول سے نزول جسمی ہے
کیونکہ نزول روحانی پر اتفاق کافہ اہل اسلام اور حضرت شیخ رضی و محدث دہلوی کا کوئی معنے نہین
رکھتا چنانچہ فتوحات و فوز الکبیر وغیرہ سے شرح کیا گیا ہے اس مقام مین بھی جناب مہربان صاحب
مذکور نے بہ تقلید امروہی صاحب کے ہر محفل مین شور مچا رکھا ہے گویا یہ آپکا پانچوان اعتراض ہے
اے امروہی کے معتقدو اب تو آپکے فاضل نے فیصلہ کر دیا اور بذریعہ اپنی کتاب کے اشتہار دیدیا
کہ ہمارا علمی مادہ ہی کچھ ہے اور ہم اور ہمارے مسیح الزمان جو ہمارے سہارے پر جواب دینا چاہتے تھے
اور کل مقلدین ہمارے جاہل مرکب ہین تم اہل اسلام ہمارے جاہلانہ تحریرات کو دیکھکر دھوکھ
نہ کھاؤ - قرآن کریم و احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی تفسیر مین جو کچھ پہلے لوگ فرما گئے
ہین - وہی حق ہے - ولنعم ما قیل ؏ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + خمیر مایہ دکان
شیشہ گر سنگ ست × امروہی صاحب نے اس مقام پر ص ۳۱ مین اپنی جہالت و تذبذب
و اشتباہ کے مناسب حال یہ شعر فتوحات وغیرہا سے لکھ دیا ہے - ؏

رق الزجاج ورقت الخمر — فتشابہا وتشاکل الامر
فکانما خمر ولا قدح — وکانما قدح ولا خمر

گویا امروہی اس قطعہ کے لکھنے مین یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے - کہ شیشہ اور شراب دونون لطیف ہین یہ
یعنے شمس الہدایت کے الفاظ و مضامین گویا شراب ہی صراحی نہین اور اگر یہ کہون کہ صراحی
ہے شراب نہین تو بھی بجا ہے - **قولہ ص ۳۲** لیکن مرفوعیت جسمانی اور ملعونیت (جو لازم مقتولیت
بالصلیب کو ہے) باہم متنافی نہین **اقول** ملعونیت کا لزوم مقتولیت بالصلیب کو
صرف آپکا اور یہود کا زعم فاسد ہے ورنہ بائیسوین اور تیسوین آیت کی عبارت بعینہا جو اوپر
نقل ہو چکی ہے - اوسکا مفاد یہ ہے کہ ملعونیت لازم ہے - اوس مقتولیت بالصلیب کو جو مجرم
مین متحقق ہو اور چونکہ قتل اور مرفوعیت جسمانی مین تنافی موجود ہے لہذا قصر قلب کا مقتضے ہی
متحقق ہوا - ناظرین کو اتنی ہی تشریح کے بعد امروہی صاحب کے ص ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ - اور
ایسی ہی اوسکے حاشیہ متعلقہ ص ۳ سطر ۹ کے چار صفحون کی بناء فاسد علی الفاسد معلوم ہو سکتی ہے

قولہ صٓ۳۲ کیونکہ ہم دیکھتے ہین ۔ کہ بسا مشرکین و کفار جنکی کوٹھیان بلند پہاڑون پر بنی ہوئی
ہین ۔ باعتبار جسم کے مرفوع ہین ۔ اور ایسے ہی (۲۶۱۰۷) فٹ اونچا جو غبارہ جاسکتا ہے
اوسمین اکثر ہی مرفوع الجسم ہوتے ہین ۔ نہ مرفوع الدرجات بلکہ عند اللہ ملعون ہین اور کئی ہزار فٹ
نیچے زیر دامن کوہ موحدین مومنین جسمانی طور سے مخفوض ہین لیکن عند اللہ مرفوع الدرجات ہین تو
کیا آپکے نزدیک وہ کفار مرفوع بجسم عنصری مرفوع الدرجات یا مقبول الٰہی ہوسکتے ہین ہرگز نہین
اور کئی ہزار فٹ نیچے جو مومنین موحدین سکونت پذیر کیا آپکے عندیہ مین نعوذ باللہ مردود و ملعون
ہین کلا و حاشا **اقول** سبحان اللہ ماشاء اللہ معقول ہو تو ایسا ہی ہو اور منقول تو ویسا کہ بے
یسمع و بے یبصر کی روایت بھی نامعلوم این رفت و آن ہم رفت + رفت و رفت رفت ولنعم ما قیل

شعر :- عاشق ہوئے ہین یار ہم کس امید پر جز آہ نارسا کوئی سامان بھی نہین ۔

پہاڑ کے اوپر کافر کی بالا ارادہ حرکت و سکون کہان ۔ اور ملائکہ کا اوٹھا کر لیجانا آسمان پر جو رفعہ اللہ
الیہ کے مضمون کی کیفیت ہی یہ کجا ۔ مولانا یہانپر مطلق رفع جسمی اور خفض جسمی مین کلام نہین
ذرہ آنکھ کھول کر دیکھو ۔ **وما قتلوہ بل رفعہ اللہ الیہ** مین کلام ہو رہا ہے ۔ کیا ولکن شُبِّہ
لھم مین مستغرق ہونے کی وجہ اشتباہ کی زنگت مین رنگین ہوگئے ہین ۔ یا وسمہ لگانے کو دیر ہوگئی
ہے جو کچھ ہو مبارک ہو ۔ مگر رفع جسمی مذکور فی الآیت کے تحقق کے لئے مادہ عباد مقربین مین سے
وہ اچھے لوگ ہونگے جنکو ملائکہ نے اعزاز و تکریم کے ساتھ اوپر کو اوٹھا لیا ہو اور جنکے رفع جسمی سے نصوص
واخبار پتہ دیتے ہین آپنے پہاڑ سے مشرک کو اور ایسا ہی ان کفار کو جو بذریعہ غبارہ اڑائے جاوین کہان
سے دیکھ لیا کیا بل رفعہ اللہ الیہ مین آپ کا نزالا معقول ان دونون کو داخل کرسکتا ہے آپنے شرح
الصدور کو نہین ملاحظہ فرمایا ۔ (**حکے الیافعی** فی کفایۃ المعتقدین عن الشیخ
عمر بن الفارض انہ حضر جنازۃ رجل من الاولیا قال فلما صلینا علیہ واذا الجو قد امتلأ
بطیور خضر فجاء طیر کبیر منھم فابتلعہ ثم طار فتعجب من ذلک فقال لی رجل قد
نزل من الھواء وحضر الصلوۃ لا تعجب فان ارواح الشھداء فی حواصل طیور خضر
ترعی فی الجنۃ اولئک شھداء السیوف واما شھداء المحبۃ فاجسامھم ارواح) علامہ سیوطی کفایۃ المعتقدین
سے بروایت یافعی شیخ عمر بن فارض مکی کا چشمدید واقعہ نقل کرتے ہین ۔ کہ شیخ عمر ایک ولی اللہ کے

جنازہ پر جا پہونچے فرماتے ہین کہ جبکہ ہم نماز جنازہ ادا کر چکے تو کیا دیکھتے ہین کہ اسقدر سبز جانور آسمان
سے اترے ہین کہ اونسے آسمان چھپ گیا پس زمین سے ایک بڑا جانور الگ نیچے اوترا اور اوسنے
اوس ولی اللہ کو اسطرح نگل لیا۔ جیسے کہ جانور ایک دانہ نگل لیتا ہے۔ اور آسمان کی طرف اڑ گیا
شیخ عمر فرماتے ہین کہ مین اس واقعہ سے متعجب ہوا۔ لیکن اتنے مین ایک شخص میرے سامنے آگیا
جو وہ بھی آسمان سے اترا تھا۔ اور نماز مین شریک ہوا تھا اوسنے کہا کہ اے عمر اس واقعہ سے تعجب
مت کر کیونکہ وہ شہید جنکی روحین جنت مین سبز جانورون کی حواصل مین رہتی ہین وہ تلوار کے شہید
ہین لیکن محبت الہی کے شہیدون کے جسم روح کا حکم رکھتے ہین

شیخ سیوطیؒ فرماتے ہین کہ اسی کے مشابہ ہے۔ وہ قصہ جس کو ابن
ابی الدنیا نے ذکر ہوتے ہین زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص عابد و
زاہد پہاڑون کی غارون مین خدا کی عبادت کیا کرتا تھا۔ اور دنیا کے لوگون سے کنارہ کش اور
زمانہ کے لوگ قحط کے دنون مین اس سے دعا منگوایا کرتے تھے۔ اور اوسکی دعا کی برکت سے اللہ تعالی
اونپر ابر رحمت برسایا کرتا تھا۔ اتفاقاً وہ فوت ہو گیا۔ لوگ اوسکے غسل کی تیاری کرنے لگے کہ
ناگہان ایک تخت آسمان کی بلندی سے اترتا ہوا نظر آیا یہانتک کہ اوس ولی کے نزدیک آپہونچا
اور ایک شخص نے کہڑے ہو کر اوس تخت کو پکڑ لیا اور اوس ولی کو اوس تخت پر رکھا اور وہ تخت
آسمان کی طرف اوٹھایا گیا۔ اور لوگ دیکھتے رہے کہ وہ ہوا مین اڑا جاتا ہے یہانتک کہ اونسے پوشیدہ
ہو گیا۔ قلت ویشبہ ہذا ما اخرجہ ابن ابی الدنیا فی ذکر الموت عن زید بن اسلم قال کان
فی بنی اسرائیل رجل قد اعتزل الناس فی کہف جبل وکان اہل زمانہ اذا قحطوا
استغاثوا بہ فدعی اللہ فسقاہم فمات فاخذوا فی جہازہ فبینا ہم کذلک اذا ہم
بسریر یرفرف فی عنان السماء حتی انتہی الیہ فقام رجل فاخذہ فوضعہ علی السریر فارتفع
السریر والناس ینظرون الیہ فی الہواء حتی غاب عنہم۔

عامر بن فہیرہ کا آسمان پر اوٹھایا جانا۔ علامہ سیوطی لکھتے ہین۔ کہ اسکا موید وہ واقعہ
ہے جسکو بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ مین بروایت عروہ نقل کیا ہے۔ کہ عامر بن فہیرہ غلام
ابی بکرؓ معونہ کے دن شہید ہوا اور عمرو بن امیۃ الضمری نے بچشم خود دیکھا کہ وہ اوسیوقت آسمانون

کی طرف اوٹھایا گیا - چنانچہ یہی عجیب و غریب واقعہ ضحاک بن سفیان کلابی کے اسلام کا باعث
ہوا اور اوسنے عامر بن فہیرہ کے قتل کا اور رفع کا چشمدید واقعہ اور اوسپر اپنا اسلام لانا آنحضرت صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی طرف لکھا - اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ نے عامر بن
فہیرہ کے جسم کو چھپا لیا - اور اوسکو علیین پر جا اوتارا اور یہی قصہ ابن سعد اور حاکم نے کثیر بن
بطریق عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی روایت کیا - کہ عامر بن فہیرہ آسمان کی طرف
اوٹھایا گیا اور ملائکہ نے اوسکا جسم چھپا لیا اور عامر بن طفیل بھی اپنا چشم دید بیان کرتا ہے - کہ اوسنے
عامر بن فہیرہ کا آسمان کی طرف اوٹھایا جانا دیکھا - اور اسیطرح خبیب بن عدی کی نسبت احمد اور
ابونعیم اور بیہقی نے بروایت عمرو بن امیۃ بن الضمیری تخریج کی شیخ سیوطی فرماتے ہین کہ ابونعیم کے
نزدیک خبیب بن عدی کا آسمانون کی طرف مرفوع ہونا قطعی ہے چنانچہ ابونعیم نے جواب و سوال
کی صورت مین کہا کہ اگر یہ کہا جاوے کہ عیسے علیہ السلام آسمانون کی طرف اٹہائے گئے ہین - تو ہم کہینگے
کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت مین سے ایک قوم آسمانون کی طرف اٹھائی گئی اور یہ امر
عیسے علیہ السلام کے رفع سے بھی عجیب تر ہے اور اسکے بعد عامر بن فہیرہ اور خبیب بن عدی اور علا ابن
خضری کا قصہ بہی بیان کیا - جسکے رفع کا ذکر شیخ سیوطی نے باب احوال الموتے فی قبورہم مین کیا
اسکے بعد **شیخ سیوطی** رح ایک مشہور حدیث سے جسکو نسائی اور بیہقی اور طبرانی وغیرہم
نے بروایت جابر رض تخریج کیا ہے - ان واقعات رفع کے غیر محال اور ممکن الوقوع ہونے پر استدلال
کرکے کہا کہ غزوہ احد مین جبکہ حضرت طلحہ رض انگلیون کے زخم کے درد سے کلمہ حس (جو عرب کے محاورہ
مین شدت درد کے وقت زبان سے نکلتا ہے) کہا تو اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
حضرت طلحہ سے خطاب کرکے فرمایا - کہ اے طلحہ اگر تو بجائے کلمہ حس کے بسم اللہ کہتا تو ملائکہ بالضرور
تجھے اوٹھا لیجاتے اور لوگ تیری طرف دیکھتے رہجاتے یہانتک کہ تو وسط آسمان مین جا پونہچتا -
یہ ترجمہ ہے شرح الصدور کی عبارت کا **ص ۱۰۳** مین ملاحظہ ہو +

امروہی صاحب افسوس ہے کہ آپکے نبی قادیانی کہین تو رفع مسیح کو محال عقلی اور کہین اسپر
تمسخر اڑاتے ہین کہ آسمان پر مسیح بول و براز کس جگہ کرتا ہوگا - اور اتنی عمر کا ہوکر نکمانہ ہوگیا ہوگا
پھر اترنے کے بعد کس کام کا ہوگا - ناظرین ص ۴۷ ازالہ اوہام کا ملاحظہ کرین اور نیز ازالہ ص ۵

دے۔ **شعر** گرہمین مکتب ست وُ این ملا + کار طفلان تمام خواہد شد × خدارا قرآن مجید کی
تحریف سے باز آؤ بعد اسکے معلوم ہو کہ رفع جسمی بمعنے رفع الملائکہ الی السماء جو مستلزم ہے اعزاز کو
اسکا مقابل خفض فے الارض ہے جو بذریعہ ملائکہ کے ہوتا ہے۔ کفار مخسوفین مین (یعنے زمین
مین دہنسائے ہوئے) متحقق ہوگا۔ آپنے اسکے لئے مومنین موحدین کو کس طرح مادہ تحقیق بنا
لیا **قولہ ص** حاشیہ متعلقہ ص۱۳۱ ثانیاً ہم کہتے ہین۔ کہ امام مالک صاحب کا مذہب بیت تا اور وفات
مسیح بن مریم کا مسلّم ہے۔ اور آپکے نزدیک وہ بالضرور اہل تحقیق مین سے ہونگے کیونکہ ائمہ اربعہ
مین سے ایک بڑے امام ہین اب آپ فرماوین کہ باقی تین آئمہ نے اپنے مذہب رفع جسمانی یا نزول جسمانی
کی کہان تصریح کی ہے۔ درصورت عدم تصریح اقل درجہ اونکی نسبت سکوت مانا جاویگا پہر وہی مذہب
ہمارا لوٹ آیا۔ کہ بعض اہل تحقیق نے اپنے مذہب کی تصریح کردی ہے۔ اور بعض محققین نے مجملاً اُس
پیشین گوئی کو تسلیم کرلیا ہے۔ اپنے وقت پر جسطرح ہو واقع ہو کہ علمہ عند اللہ اور قبل وقوع پیشین گوئی
کے یہ طریقہ اختیار کرنا بھی اسلم ہے **ثالثاً** او فرضنا کہ بعض اہل تحقیق سے کوئی قول موید آپکے
مذہب کا منقول ہو۔ تو پہر ہم یہ کہین گے۔ کہ وہ آپکا اجماع کہان گیا جسکے خرق کا الزام ہم پر لگا کر تکفیر
ہماری کی گئی تھی ۔ واے مرید و مولف صاحب کے اب تو آپکے پیر نے فیصلہ کر دیا۔ اور بذریعہ اپنی
کتاب کے اشتہار دیدیا کہ بعض محققین رفع روحانی اور وفات کے قائل ہین نہ حیات اور رفع جسمانی
کے الخ **اقول** (الا لبعض اہل تحقیق) کا معنے اوپر بیان ہو چکا ہے اب ائمہ کے تصریحات سنیئے امام
الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ فقہ اکبر مین فرماتے ہین۔ وخروج الدجال ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس
من المغرب ونزول عیسے علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیمۃ علے ما وردت بہ الاخبار
الصحیحۃ حق کائن (**فقہ اکبر**) اور یہی مذہب کل آئمہ شفعویہ کا ہے جیسے کہ ائمہ صحاح ستہ اور شیخ
سیوطی وغیرہ کی تصریحات سے ظاہر ہے اور یہی مذہب ائمہ مالکیہ کا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام احمد نفزاوی

۱؎ اسیطرح بتصریح شیخ الاسلام احمد مالکی اور علامہ زرقانی مالکی وعلامہ سیوطی وغیرہم کے ثابت ہے کہ امام مالک رض کا مذہب بہی اجماع کی موافق ہے نہ اسکے خلاف اسیلئے وقال
مالک مات وہو ابن ثلث وثلثین سنتہ) کی تاویل شیخ محمد طاہر مجمع البحار مین یون لکھتے ہین (ولعلہ اراد رفعہ علے السماء
اوحقیقتہ و یجیئ آخر الزمان لتواتر خبر النزول ج ۱ ص۲۸۶ - الغرض رفع ونزول جسمی کے سب ائمہ
قائل ہین۔ اور حیات مسیح الی ما بعد النزول ماشاء اللہ سب کا اجماعی عقیدہ ہے۔ یہی معنے
ہے شمس الہدایت کے اس قول کا - مگر نزول مسیح پر سب ہی اتفاق رکھتے ہین ۱۲
منہ -

المالکی نے فواکہ دوانی مین تصریح کردی - کہ اشراط ساعت سے ہے - آسمانون سے عیسے علیہ السلام
کا اترنا آہ اور جیسا کہ علامہ زرقانی مالکی شرح مواہب قسطلانی مین بڑی بسط سے لکھتے ہین جسکا
نقل کرنا حسب مدعی اس موقع پر ضروری سمجھا جاتا ہے - فاذا نزل سیدنا عیسے علیہ الصلوٰۃ
والسلام فانہ یحکم بشریعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بالھام او اطلاع علی الروح المحمدیۃ
او بما شاء اللہ من استنباط لھا من الکتاب والسنۃ ونحو ذلک شاید آپ نزول کو جو علامہ
زرقانی مالکی المذہب کی عبارت (فاذا نزل سیدنا عیسے) سے مفہوم ہوتا ہے حسب العادت
ماول ٹھراوین یعنے نزول بروزی تو اس کجرفتاری کو یہ عبارت جو اسکے بعد ...
لکھتے ہین (فھو علیہ السلام وان کان خلیفۃ فی الامۃ المحمدیۃ فھو رسول ونبی کریم
علی حالہ لا کما یظن بعض الناس انہ یاتی واحد من ھذہ الامۃ بدون نبوۃ ورسالۃ
وجھل انھما لا یزولان بالموت کما تقدم فکیف بمن ھو حیٌّ نعم ھو واحد من ھذہ
الامۃ مع بقائہ علی نبوتہ ورسالتہ) خاک مین ملا دیتی ہے - علامہ سیوطی کتاب الاعلام
مین لکھتے ہین کہ عیسے نبی اللہ جو بعد از نزول آسمانون سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت
کے مطابق حکم کریگا - اسپر اجماع ہے - عبارت یہ ہے انہ یحکم بشرع نبینا وردت بہ
الاحادیث وانعقد علیہ الاجماع فتح البیان مین ہے - کہ وقد تواترت الاحادیث
بنزول عیسے جسما اوضح ذلک الشوکانی فی مؤلف مستقل یتضمن ذکرما ورد فی
المنتظر والدجال والمسیح وغیرہ فی غیرہ وصحح الطبری ھذا القول ووردت
بذلک الاحادیث المتواترۃ - فتح البیان صہ ۳۴۳ ج (۲) آیمہ اربعہ کے مسانید اور انکے
ہی اونکے مقلدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے تصانیف مین احادیث نزول مسیح موجود ہین جن سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے لفظ (عیسے) سے وہی مریم کا بیٹا علی نبینا وعلیہ السلام سمجھا
ہوا تھا نہ مثیل اوسکا - الغرض تالیفات ائمہ اربعہ وسائر علماء اسلام محدثین ومفسرین کی (لمے
یومنا ہذا) کے اوپر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کل محدثین اور ائمہ مذاہب اربعہ اور
اصحاب روایت ودرایت اور صحابہ کرام جیسے حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عباس اور حضرت علی اور
عبد اللہ بن مسعود اور ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن سلام اور ربیع اور انس اور کعب اور حضرت ابو بکر

صدیق چنانچہ انکے اور حضرت عمر کی کلام بالتشریح اپنے مقام پر آویگی اور جابر اور ثوبان اور عایشہ اور تمیم داری وغیرہ اور بخاری و مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد اور بیہقی اور طبرانی اور عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ اور حاکم اور ابن جریر اور ابن حبان اور امام احمد و ابن ابی حاتم اور عبد الرزاق اور قتادہ اور سعید بن منصور اور ابن عساکر اور اسحق بن بشر اور ابن ماجہ اور ابن مردویہ اور بزاز اور شرح رسالہ ابو نعیم اور شیخ سیوطی اور علامہ ذہبی اور ابن حجر عسقلانی اور قسطلانی اور امام ابو حنیفہ اور کل ائمہ شفعویہ اور مالکیہ اور حنبلیہ اور شیخ اکبر صاحب فتوحات و مجدد وقت حضرت امام ربانی وسائر صوفیہ کرام اور تابعین جیسے ابن سیرین اور امام شوکانی اور ابن قیم و ابن تیمیہ وغیرہ کا اس پر اجماع ہے۔ کہ عیسے نبی علیہ السلام زندہ آسمانو نپر اوٹھائے گئے۔ اور قبل از قیامت آسمانون سے اترینگے قادیانی صاحب نے اس افترا اور ناپاک جھوٹھ مسطورۂ مکتوب عربی سے سفید کاغذوں کا موبنھ سیاہ کر دیا کہ اکثر اکابر امت اور ائمہ مسیح کے مرجانیکے قائل ہین اور اوسکی حیات پر اجماع نہین بلکہ اوسکی موت پر اجماع ہے اور صحابہ اور تابعین اور ائمہ اور تبع تابعین اوسکی موتکے قائل ہین اور یہی مذہب مالک اور ابن حزم اور امام بخاری وغیرہ اکابر محدثین کا ہے۔ اور اسی پر اتفاق اکا

عہ مرزا صاحب نے جو نزول بروزی کو صوفیہ کا مذہب لکھا ہے۔ ایام الصلح فارسی صفحہ ۱۸۰ یا امروہی صاحب نے شمس بازغہ مین ان دونون نے نقل مین دہوکھے اور دجل سے کام لیا ہے۔ شیخ محمد اکرم صابری کی کتاب اقتباس الانوار سے نقل کرتے ہین و بعضے برانند کہ روح عیسے در مہدی بروز کند و نزول عبارت ازین بروز ست مطابق این حدیث لامہدی الا عیسے ابن مریم بس حالانکہ اسکے بعد اسی کتاب مین لکھا ہوا ہے۔ و این مقدمہ بہ غایت ضعیف است اقتباس الانوار صفحہ ۵۲ اور دوسری جگہ اسی کتاب اقتباس الانوار کے صفحہ ۷۲ مین لکھتے ہین۔ یک فرقہ بران رفتہ اند کہ مہدی آخر الزمان عیسے بن مریم ست و این روایت بہ غائیت ضعیف ست زیراکہ اکثر احادیث صحیح و متواتر از حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم در ورود یافتہ کہ مہدی از بنی فاطمہ خواہد بود و عیسے باو اقتدا کردہ نماز خواہد گذارد و جمیع عارفان صاحب تمکین برین متفق اند چنانچہ شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ در فتوحات مکی مفصل نوشتہ ست کہ مہدی آخر الزمان از آل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من اولاد فاطمہ زہرا رضی طاہر شود و اسم او اسم رسول اللہ باشد الخ ۱۲ منہ۔

معتزلہ اور بعض اولیائے کرام کا ہے اور رجوع کا لفظ کسی حدیث نبوی مین نہین۔ اور آسمان سے نزول کا لفظ بہی نہ کسی حدیث مین آیا۔ اور نہ متقدمین کے ملفوظات اور کلمات مین۔ کیا تم ان الفاظ کو خائنون کی طرح تراشتے ہو اور تم ہرگز ان الفاظ کو رسول کریم اور متقدمین کی کلام یا توفی

کے لفظ کو غیر معنے موت مین نہ پاسکوگے۔ اگرچہ حسرت اور ندامت کے ساتھ مرنا چاہو) یہ ہے
ترجمہ مکتوب عربی قادیانی کا صفحہ ۱۵ امروہی صاحب بھی مثل مشہور کا مصداق ہین چھوٹا میان واہ وا
اور بڑا میان سبحان اللہ

بھائی مسلمانو تفسیرون مین مفسرین نے جس امر کو نصاریٰ کا قول یا کسی ایک مسلم کا یعنے وفات مسیح
ٹھرایا ہے اوسکو قادیانی بمعہ چیلون چانٹون اپنے کے مجمع علیہ اہل اسلام کا بنالیا ہے دیکھو بیضاوی مین
قیل اماتہ اللہ سبع ساعات ثم رفعہ اللہ الی السماء والیہ ذہب النصاریٰ یعنے یہ
قول کہ عیسے علیہ السلام رفع کے قبل سات ساعت تک مرے رہے یہ نصاریٰ کا قول ہے
اور معالم و تفسیر ابن کثیر مین ہے کہ (قال وہب توفی اللہ عیسے ثلث ساعات من النہار ثم
احیاہ ثم رفعہ اللہ الیہ وقال محمد بن اسحاق ان النصاریٰ یزعمون ان اللہ توفاہ سبع
ساعات من النہار ثم احیاہ ورفعہ الیہ اور شیخ الاسلام حرانی کی عبارت جس مین قول بالوفات
کو نصاریٰ کی طرف منسوب کیا ہے) ابتدا کتاب ہذا مین نقل کی گئی ہے۔ اور جیسے کہ حاکم نے مستدرک
مین عائشہ سے روایت کیا ہے کہ عیسے ایک سو بیس برس تک زندہ رہے اور ہر نبی اپنے ماقبل نبی کے نصف
عمر پاتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین ساٹھ برس کے سرے پر جانیوالا
ہون پہلے قول کو سب نے نصاریٰ کی طرف منسوب کیا اور حدیث عائشہ کو ذکر کرکے حافظ ابن
حجر عسقلانی نے خود غیر معتبر ٹہرایا اور کہا کہ صحیح یہی ہے کہ عیسے زندہ اوٹھایا گیا۔ اور ابن عساکر
کی حدیث اوسکے بعد نقل کرکے ثابت کردیا۔ کہ عیسے علیہ السلام مدینہ منورہ مین فوت ہونگے۔ اگر کتب
سیر و تواریخ پر بالاستقرار نظر ڈالی جائے تو ہرگز یہ قضیہ ثابت نہین ہوتا کہ ہر نبی اپنے ماقبل نبی کے
نصف عمر پاتا ہے۔ اور فساد مضمون کا منجملہ علامات وضع حدیث کے ہوتا ہے۔

قادیانی نے اپنے مکتوب مین جن امور کی نسبت ساری امت کو مفتری ٹہرایا ہے اونکا ثبوت۔

(۱) لفظ من السماء کا ثبوت صراحتہ یا دلالتہ روی اسحٰق بن بشر و ابن عساکر عن ابن عباس
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعند ذلک ینزل اخی عیسے بن مریم من السماء
الحدیث فقہ اکبر مین امام الائمہ ابوحنیفہ رض و نزول عیسے علیہ السلام من السماء فرماتے ہین۔ چنانچہ
پہلے نقل کیا گیا۔ شیخ اکبر فتوحات مین فرماتے ہین فانہ لم یمت الی الآن بل رفعہ اللہ الی ہذہ السماء

روی ابن جریر و ابن حاتم عن ربیع قال ان النصاریٰ اتوا النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الی ان قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسے یاتی علیہ الفنا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے۔ جسپر موت نہین آئیگی۔ اور عیسے پر موت آئیگی درۃ الدرانی بخاری کا مذہب اخرج البخاری فی تاریخہ والطبرانی عن عبد اللہ بن سلام قال یدفن عیسے بن مریم مع رسول اللہ و صاحبیہ فیکون قبرہ رابعا (۳) رجوع کا لفظ) قال الحسن قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسے لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ۔ درمنثور۔ امروہی صاحب اس (لم یمت) کی تاویل فرماتے ہین (کہ حضرت عیسے سولی پر نہین مرے) دیکھو شمس بازغہ صفحہ ۲۰۔ مگر آگے جاکر (وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ مین سکتہ عارض ہوجاتا ہے۔ شاید اسلئے کہ کیا کرون اگر (انہ راجع) مین انہ کی ضمیر عیسے کی طرف عائد کرتا ہون۔ تو خود عیسے کا دوبارہ دنیا مین آنا ثابت ہوجاتا ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جو روپیہ چندہ کا میرے پاس بجسد العنصری پونچایا گیا تھا۔ وہی بعینہ دوبارہ لوٹ کر جس جگہ سے آیا تھا وہان پر ہی نازل ہوگا۔ اور اگر (انہ) کا مرجع قادیانی ٹہراتا ہون۔ تو آیۃ مین اوسکا ذکر ہی نہین اب وزہ دم کہا جانا مصلحت وقت معلوم ہوتا ہے نزول و رجوع بروزی کی تاویل اور اسکی تردید ابتدا رسالہ مین مفصل گذر چکی ہے ملاحظہ ہو۔ اور حاکم نے اوس حدیث معاہدہ کی اخیر مین جسکو امام احمد نے اخراج کیا ہے۔ اپنی مستدرک مین کہا ہے (فذکر من خروج الدجال فاھبط فاقتلہ) (لا ترکم یاتی الی الیکم بعد قلیل واما انتم فترونی الی اناحی) انجیل مطبوعہ بیروت ۱۸۷۰ع کے صحاح (۱۴) خیر الدین افندی جواب فصیح مین لکھتے ہین کہ حضرت عیسے کا یہ قول اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول کہ (ابن مریم تم مین حکم و عادل ہوکر نزول کریگا۔ (الی الیکم) اور (حی) اور (بل رفعہ اللہ الیہ) کو ملاحظہ فرماوین۔ ہبوط کا لفظ لیھبطن عیسے بن مریم حکما عدلا الخ۔ ابو ھریرۃ ابن عساکر اسی حدیث کے اخیر مین (حاجا او معتمرا ولیقفن علی قبری ویسلمن علی ولاردن علیہ موجود ہے۔ اور ہم پیشین گوئی کرتے ہین۔ کہ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا مین حاضر ہوکر سلام عرض کرنا۔ اور جواب سلام سے مشرف ہونا۔ یہ نعمت قادیانی کو کبھی نصیب نہوگی شمس الھدایت مین زریت بن برثملا وصی عیسے والی حدیث مذکور ہے۔ جسکو ابن عباس نے روایت کیا ہے

کمافی ازالۃ الخفا اس حدیث مین (الی حین نزولہ من السماء) کا لفظ بھی موجود ہے
اس حدیث سے برخلاف مشن قادیانی کے کئی امور پائے جاتے ہین (۱) زریت بن برثملا کا
اسقدر زمانہ دراز تک بغیر اکل و شرب کے زندہ رہنا (۲) عیسے علیہ السلام کے نزول بنفسہ کی بشارت
دینا (۳) حضرت عمر کا نضلہ اور تین سّو سوار کی روایت وصی عیسے کو تسلیم کر کے اپنا سلام وصی عیسے
کی طرف بھیجنا۔ (۴) حضرت عمر کا بمعہ چار ہزار صحابہ مہاجرین و انصار کے عیسے نبی اللہ کے نزول
من السماء کو صحیح سمجھنا۔ نہ یہ کہ کوئی اوسکا مثیل آویگا۔ (۵) یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
وفات شریف کے دن (کما رفع عیسے) کا فقرہ صدیق اکبر اور حضرت عمر رضے اللہ تعالیٰ عنہما
بلکہ سائر صحابہ جو اوسوقت حاضر تھے۔ سب کا تسلیم شدہ تہا۔ ورنہ حضرت عمر اگر (کما رفع عیسے)
کو بھی مثل رفع محمدی کے بخطبہ صدیقی غلط و مردود سمجھے ہوتے۔ تو نضلہ کی رویت وصی عیسے کو تسلیم
کر کے سلام نہ بھیجتے اور معلوم ہو کہ وفات شریف کے دن محل کلام صرف یہی تھا۔ کہ حضرت عمر رض
سے بسبب اضطراب و قلق کے وفات شریف کے بارہ مین اور کچھ نہین بن پڑتی تھی۔ بغیر اسکے کہ
رفع کما رفع عیسے بن مریم کہتے تھے یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ ہین۔ اور
اوٹھائے گئے ہین جیسا کہ ابن مریم اوٹھایا گیا۔ ازالۃ الخفا کے مقصد دوم مین شاہ ولی اللہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ چون آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم از عالم دنیا برفیق اعلےٰ انتقال فرمود
تشویشہا بیشمار بخاطر مردم راہ یافت۔ ظن بعضے آنکہ این موت نیست حالتیست کہ عندالوحی
پیش می آید و گمان بعضے آنکہ موت منافی مرتبہ نبوت است الخ حضرت عمر رض کے اس خیال کی تردید
کے لئے صدیق اکبر نے (ایہا الرجل اربع علی نفسک) فرما کر کہا فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
(اے مرد تھام تو اپنے آپ کو)
وسلم قدمات الم تسمع اللہ یقول۔ انک میت وانہم میتون وما جعلنا
لبشر من قبلک الخلد افان مت فہم الخالدون پہر منبر پر چڑھکر بعد
حمد و ثنا فرمایا۔ ایہا الناس ان کان محمدا الہکم الذی تعبدون فان الہکم قد مات

اس سے صاف ظاہر ہے کہ صدیق اکبر کا مدعا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات
شریف کا اثبات ہے۔ جس سے صرف حضرت عمر کے پہلے فقرہ (انما رفع) کی
تردید منظور ہے نہ دوسرے فقرہ (کما رفع عیسے)
کی۔

وان کان الحکم الذی فی السماء فان الحکم لم یمت پھر یہ آیت پڑھی - وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الخ اس سے صاف ظاہر ہے حضرت عمرؓ کا خیال تشویش کے باعث اسی طرف تھا - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات نہین پائی - بلکہ عیسے بن مریم کی طرح زندہ ہین - اسکی تردید حضرت صدیق رضی فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد مات سے فرمائی اور پھر اس وہم کو (کہ موت منافی نبوت کے ہے) اس آیت انک میت وانھم میتون و نظائرہا سے دور فرمایا - یعنے موت منافی نبوت کے نہین - اور یہی ہے ماسیقت لاجلہ الآیات یعنے آیات کا سوق صرف اتنی ہی مضمون کے لئے ہے - کہ یہ خیال تمہارا (کہ انبیا بھلا کب مرتے ہین) غلط ہے پیغمبری اور موت باہم متنافی نہین - رہا یہ امر کہ سب انبیا مر چکے - تو مفاد آیات کا ہے - اور نہ اسپر مزعوم مخاطبین کی تردید موقوف ہے اکی میت ظاہر ہے کہ تحقق موت کا افادہ نہین دیتا ورنہ لازم آتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بروقت نزول اس آیتہ کے وفات پاچکے ہون - اور ایسا ہی وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد - کیونکہ مفاد اسکا خلود کی نفی ہے اور مسیح بھی چونکہ اپنی ہستی کے لیئے ابتدا اور انتہا رکھتا ہے لہذا خلود سے بے بہرہ ہے اور قد خلت من قبله الرسل کا دال ہونا کل انبیا کی موت پر موقوف ہے خلت کے بمعنے ماتت اور لام کے (الرسل) مین استغراقی ہونے پر سو یہ دونون ممنوع ہین بلکہ خلت کا بمعنے مضت ہونا اور لام کا جنسی ہونا متعین ہے - پہلا لغت اور شہادت نظائر سے ثابت ہے مثل قد خلت من قبلکم سنن - الایام الخالیۃ وغیرہا اور لام کے استغراقی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قد خلت من قبله الرسل عیسے بن مریم کے بارہ مین بھی نازل ہوا ہے قال تعالی ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل - پس بر تقدیر استغراق معنے یہ ہوا کہ مسیح سے پہلے سارے رسول مرچکے ہین حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے - لہذا وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل مین بھی لام استغراقی نہوا تاکہ مسیح کی وفات پر دلالت کرے - الغرض اس آیت کا مسیح کی وفات پر دال ہونا دو امر پر موقوف ہے جو دونون ہی ثابت نہین کما عرفت - بنا ر اعلیہ صدیقی خطبہ مین محل استشہاد صرف

(افان مات) اور (انک میّت) ہے۔ نہ قد خلت من قبلہ الرسل تو معلوم ہوا کہ نزول آیات مذکورہ کے وقت مسیح بن مریم کا زندہ رہنا مفاد آیات مذکورہ کے لئے منافی نہین۔ ہان دائمی حیات بے شک منافی ہے۔ آیات مذکورہ کو۔ سو مسیح بن مریم کو بلکہ کسی کو مخلوق مین سے ہم بھی حی قیوّم نہین جانتے ہم بھی قائل ہین۔ کہ بعد النزول مرینگے۔ اور یہی مطلب ہے امام ہمام محمد بن عبدالکریم شہرستانی صاحب کتاب الملل والنحل کا اس عبارت سے وقال عمر بن الخطاب من قال ان محمدا قد مات قتلتہ بسیفی ہذا ولنما رفع کما رفع عیسےٰ بن مریم وقال ابوبکر بن قحافۃ من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات نہایت افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ مرزاجی اسی خطبہ صدیقیہ کو اپنی ایام الصلح وغیرہ اور امروہی صاحب قسطاس مین دلیل ٹہراتے ہین اجماع کے اس امر پر کہ مسیح بن مریم مرگیا۔ دیکھو قسطاس کے صد سو۲ (کہ بہلا تم اس اپنے خیال عقیدہ کو حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عمر یا حضرت عثمان یا حضرت علی رضے اللہ عنہم سے ہی ثابت کرو جو دعوے اجماع صحابہ وغیرہم کا کئے جاتے ہو کہ حضرت عیسے اس جسد خاکی کے ساتھ باجماع آسمانون پر چڑہائے گئے۔ اور وہان پر اسی جسد خاکی کے ساتھ آسمانون پر سے نزول فرماوین گے اگر صادق ہو۔ تو کوئی ایک روایت ہی ان خلفاء اربعہ سے پیش کرو۔ اس بیچارہ لایعقل کو اتنی بھی خبر نہین کہ اگر کسی صحابی کا یہ خیال ثابت بھی ہو تو وہ فہم صحابہ بمقابل نصوص بینہ قرآنی کے کب حجّت ہو سکتا ہے) علاوہ یہ کہ بروز وفات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس خیال سے سب حاضرین صحابہ نے رجوع کیا ہے۔ چنانچہ امام ہمام محمد بن عبدالکریم شہرستانی اپنی کتاب ملل ونحل مین لکھتے ہین وقال عمر بن الخطاب الخ انتہے سبحان اللہ قرآن حدیث مین مہارت ہو تو ایسی ہو کہ بوجہ جہالت اولٹا مضمون سمجہکر امر اجماعی کو غیر اجماعی و بالعکس قرار دیا بہلا یہ کب ہو سکتا ہے کہ آیات قرآنیہ کے برخلاف حیات مسیح الی الآن پر اجماع ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برخلاف آیات قرآنیہ کے ایک مضمون مخالف کو نہایت اہتمام سے کرات مرات ارشاد فرماوین ہرگز نہین بلکہ خطبہ صدیقی کا مطلب وہی ہے۔ جو بیان کیا گیا قادیانی مع اتباعہ بوجہ جمع ہونے الرسل کے لام کو استغراقی خیال کرتے ہین۔ ناظرین معلوم کر چکے ہین کہ لام استغراقی بوجہ مذکور بالا ہرگز نہین ہو سکتا معہذا جمع پر لام کا استغراقی ہونا بشہادت نظائر ضروری بھی نہین قال تعالیٰ واذ

قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک الآیہ وایضاً واذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک الآیۃ۔ الغرض قادیانی نے اسی تفسیردانی پر نازان ہوکر وفات مسیح کو منصوصی اور مجمع علیہ ٹہرایا۔ جسکی علت غائی یہ تھی کہ احادیث نزول مسیح مین میری (قادیانی) بشارت ہے۔ تنبیہ بعد ظہور اس امر کے کہ رفع جسمی مسیح بحالت حیات اور ایسا ہی نزول ایک اجماعی عقیدہ ہے اہل اسلام کا جسپر آج تک بل رفعہ اللہ الیہ کو سب اہل اسلام نص قطعی خیال کرتے چلے آئے ہین۔ اور مراد نزول سے احادیث متواترہ مین نزول جسمی اوسی مسیح کا ہے جو نبی اور مریم کا بیٹا ہے اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فہم مبارک اور سب امت مرحومہ کے اذہان مین یہی مرکوز ہے ہندا قادیانی صاحب اپنے مدعیٰ بغیر اسکے حاصل نہین کرسکتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس خیال کو کہ وہی مسیح جو نبی ہے نزول کریگا۔ یا تو العیاذ باللہ غلط ٹہراکر آپکو آیات قرآنی سے بے خبر تصور کرین یا یہ ثابت کرین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال بھی ہمارے مطابق تہا۔ ان دو شقون مین سے قادیانی صاحب بمعہ اپنے چیلون کے ہر ایک کو ہاتھ ڈالتے ہین مگر الحمد للہ کہ ناکامیاب ہی رہتے ہین۔ شق اول کی نسبت لکہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعبیر کشف[۱] مین غلطی ہوگئی ہے یعنے غلام احمد قادیانی برنگ عیسے ابن مریم مکشوف ہوا۔ آپنے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عیسے بن مریم بعینہ سمجھ لیا۔ سو اس بکواس کی نسبت گذارش ہے کہ یہ خیال بالکل لغو اور منافی بحکمت تبلیغ ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت مرحومہ کی خیرخواہی کے لئے بڑی تفصیل و بسط و علامات و خصوصیات و تاکیدات سے اس پیشین گوئی اور ایسا ہی سائر علامات قیامت کو بیان فرمایا ہے تاکہ میری امت جھوٹے مسیح اور فتنہ دجال سے محفوظ رہین اور بر تقدیر خطا فی التعبیر کے اس خیرخواہی کا ثمرہ یہ نکلا کہ خدائے جل و علا سے لیکر موجودہ اہل اسلام تک خطا ہی خطا ہوگیا۔ یعنے اللہ تعالے کو بھی یہ نہ سوجھی کہ واضح طور پر وحی بھیجون یا بحکم فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان کے خطا کی ترمیم و تصویب کردون اور اسی ناسمجھی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و ہلم جرا آج تک رہی۔ اور بیچارے مرزاجی کے اس مسیح کے دوبارہ آنے کے قائلین باجمعہم مشرک ٹہرے کیونکہ ایک بشر انہون نے حی قیوم مان لیا دیکھو ایام الصلح و شمس بازغہ وغیرہ وغیرہ اور نیز ور دو او خطو خطا کا کشف یا تعبیر مین

[۱] دیکھو ایام الصلح صفحہ ۱۴۶ سطر ۱۰ ... باین ہمہ ... بنسبت کل استعارات بشارات ... از نزول ... ۵

گو کہ منافی نہین ہے۔ شان نبوت کو مگر ابقار علے الخطار بالکل نازیبا اور ناجائز ہے۔ بحکم فینسخ اللہ
ما یلقے الشیطان اور نیز اس وجہ سے کہ ابقار علے الخطار مصادم ہے عصمت کو جسپر رسالت و اتباع
کے کارخانہ کا دارمدار ہے۔ اس اجماع کے بارہ مین مرزا صاحب کبھی تو اجماع کورانہ لکھتے ہین۔
دیکھو ازالہ جلد اول جس سے رفع جسمی کے اجماعی ہونے پر اونکا اقرار پایا جاتا ہے۔ اور جب اجماع امت کے
کورانہ ٹہرانے پر چارون طرف سے لعن طعن نظر آتے ہین تو جھٹ کروٹ بدل کر اسطرف موٹھ کر لیتے ہین
کہ رفع و نزول جسمی اوس مسیح پر امت کا اجماع ہی نہین بلکہ اوسکی موت پر اجماع ہے دیکھو مکتوب عربی
وغیرہ وغیرہ۔ رہا یہ دعوے کہ کل اکابر معتزلہ کا عیسے کے مرنے پر یعنے وہ مرگیا) اتفاق ہے ناظرین
علامہ زمخشری معتزلی کا قول کشاف مین ملاحظہ کرین (انی متوفیك اے مستوفی اجلك و
معناہ انی عاصمك من ان تقتلك الکفار و موخرك الی اجل کتبتہ لك و ممیتك حتف
انفك لا قتلا بایدیھم و رافعك الی سمائی و مقر ملائکتی (کشاف) متوفیک کے معنے مین اتنا
طول (کہ مین تیری اجل پوری کرونگا یعنے مین تجھے کفار کے ہاتھون سے بچالونگا اور تجھکو اوس اجل
اور زمانہ تک مہلت اور وقفہ دونگا۔ جو تیرے لئے مینے لکھ دیا ہے الخ) اور اسکا معنے ممیتک نہ لینا
جیسا کہ بعد اسکے قیل ممیتک بصیغہ تمریض لکھا ہے اسی لئے تو ہے کہ احادیث متواترہ و عقیدہ
اجماعی و نص قطعی بل رفعہ اللہ الیہ) کا مفاد متوفیک کے مطابق بلا تکلف تقدیم و تاخیر کے ہو۔
امام بخاری کی طرف یہ نسبت کہ اوسکا مذہب عقیدہ اجماعیہ کے برخلاف تھا۔ بالکل لغو اور جہالت ہے
کیونکہ امام بخاری نے کتاب الانبیا مین ایک بات بعنوان باب نزول عیسے بن مریم صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم مرتب کیا جسمین ایک حدیث ابی ہریرہ رض کی روایت سے نقل کی ہے۔ والذی نفسی بیدہ الخ
جس کے اخیر مین ابوہریرہ آیت وان من اھل الکتاب استشھاد کے طور ذکر فرماتے ہین اور دوسری
حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم اس باب کا عنوان اور معنون صاف بتلا
رہے ہین کہ امام بخاری کا مذہب یہی ہے۔ جسپر اجماع امت کا ہے۔ ہان اسمین شک نہین۔ کہ امام
بخاری کا مذہب یہی ہے جسپر اجماع امت کا ہے۔ ہان اسمین شک نہین کہ امام بخاری نے کتاب التفسیر
مین سورہ آل عمران کے لفظ متوفیک کی تفسیر فقط ممیتک سے کردی ہے (وقال ابن عباس متوفیك
ممیتك) مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوسکتا۔ کہ امام بخاری کا مذہب یہی ہے۔ کہ اس آیت مین توفی

کے معنے موت ہین۔ اور مسیح بن مریم مرچکا۔ اور کیونکر ہوسکتا ہے جیساکہ اوپر باب کے عنوان و مضمون سے صاف ظاہر ہے۔ اصحاب روایت کے مدنظر فقط روایت کے اس سلسلہ کو بیان کرنا ہے۔ جو اونکو ملا۔ اس روایت کر نیسے یہ نہین ثابت ہوتا کہ اونکا مذہب بہی یہی ہے کیونکہ جب ابن عباس کی نسبت بوجہ اس تفسیر کے کہ (متوفيك مميتك) یہ ثابت نہین ہوسکتا۔ کہ اونکا مذہب بھی وفات مسیح ہے۔ تو امام بخاری کا مذہب بوجہ روایت کیونکر ہوسکتا ہے اور نیز جونکہ متوفیک مین وعدہ وفات کا ہے نہ تحقق وفات لہذا قال ابن عباس متوفيك مميتك) وفات مسیح کا افادہ نہین دیتا۔ جبتک فلما توفيتنى کے متعلق کسی صحابی یا مفسر سے معنے موت کا نقل نہ کیا جاوے بلکہ ابن عباس سے فلمّا توفیتنی کے متعلق رفعتنی کا معنے مروی ہے کما فی الدر المنثور ونقل فی شمس الھدایت۔ اور فلما توفيتنى مین بہی اگر معنے موت کا ہی لیا جاوے تو بھی یہ آیت جونکہ حکایت ہے مابعد النزول سے لہذا وفات قبل النزول پر دلالت نہین کرتی کما سیجیٔ مفصلا ابن عباس کا مذہب بھی ہے۔ کہ عیسے نبی اللہ فوت نہین ہوئی اور دوبارہ آسمان سے نزول کرینگے۔ اسی لئے بر تقدیر ارادہ معنے موت کے متوفیک سے۔ ابن عباس آیت مین تقدیم و تاخیر فرماتے ہین اور دوسری کتب صحاح مین جیسے صحیح نسائی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اپنے تراجم مین حضرت ابن عباس سے حضرت عیسے بن مریم کا زندہ آسمان پر اوٹھایا جانا ثابت ہے۔ عن ابن عباس ان رھطا من الیھود سبوہ وامہ فدعا علیھم فمسخھم قردۃ وخنازیر فاجتمعت الیھود علی قتلہ فاخبرہ اللہ بانہ یرفعہ الی السماء ویطھرہ من صحبۃ الیھود صحیح نسائی۔ ابن ابی حاتم ابن مردویہ قال ابن عباس سیدرک اناس من اھل الکتاب عیسی حین یبعث فیؤمنون بہ فتح البیان۔ علاوہ تفسیر ابن عباس کے ایک اور وجہ بہی ہے جو قادیانی صاحب نے بزعم خود شان بنا رکھی ہے۔ فاقول کما قال العبد الصالح الخ کی حدیث جو بخاری مین بروایت ابن عباس ذکر کی ہے۔ جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اور مسیح بن مریم کے قصہ کو ایک ہی رنگ کا قصہ قرار دیکر وہی لفظ فلما توفیتنی اپنے حق مین استعمال فرمایا۔ جو عیسے بن مریم نے اپنے حق مین کہا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا مین آنحضرت کا مزار شریف موجود ہے۔ اس لئے بکلی منکشف ہوگیا۔ کہ دونون برابر طور پر آیت فلما توفیتنی کے اثر سے متاثر ہین۔

اس تقریر کو قادیانی صاحب نے بوجہ خود غرضی سباق سے آنکھ بند کر کے دستاویز بنالیا ہے۔
فی الواقع یہ ہے کہ فلما توفیتنی کا تعلق قیامت کے دن سے ہے جیسا کہ درمنثور مین مذکور ہے
کہ قتادہ رضہ سے کسی نے کہا کہ اس آیت کا قصہ کب ہوگا۔ کہا قیامت کے دن اسپر دلیل یہ فرمائی
کہ کیا تو نہین دیکھتا خدا خود فرماتا ہے کہ یہ تمام باتین اوسی دن ہونگی جسمین سچون کو سچائی نفع
دیگی۔ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم حال یہ ہوا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہین کہ جب اللہ تعالی قیامت کے دن مجھسے فرمائیگا کہ تم کو معلوم نہین کہ تیرے اصحاب نے
تیرے بعد کیا کچھ بنایا۔ تو بجواب اسکے مین کہونگا جیسا کہ کہیگا بندہ صالح (یعنے مسیح) کہ وکنت
علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم اور مین اونکا
نگران تھا جبتک کہ اونکے بیچ تہا۔ مین پھر جب کہ مار دیا۔ تو نے تو ہی اونپر نگہبان رہا۔
اس حدیث مین (کما قال العبد الصالح) مین قال بمعنے یقول ہے۔ فلما توفیتنی بمعنے موت
ہوا اگر یہ وہ موت ہے جو بعد النزول من السماء مسیح پر وارد ہوگی جسکے سارے اہل اسلام صحابہ سے
لیکر آج کے علماتک قائل ہین۔ ہان اگر قال بمعنے ماضی ہی ہوتا۔ تو فلما توفیتنی مسیح کے موت
پر بوقت تحقق رفعہ اللہ الیہ) کے دلالت کرتا کیونکہ اس تقدیر پر مطلب یہ ٹہرا کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ مین کہونگا قیامت کے دن جیسا کہ کہا تھا مسیح بن مریم نے بعد اٹھائے
جانے کے دنیا سے جبکہ اوس سے عیسائیون کی نسبت سوال کیا گیا تھا۔ کہ ءانت قلت للناس الخ
دلیل اسکی کہ امام بخاری نے بھی اس آیت کو متعلق قیامت ہی کے سمجھ رکھا تھا) یہ ہے کہ امام
بخاری نے اس حدیث کے قبل ڈ اپنا مذہب بیان کر دیا۔ کہ اس آیت مین جو مسیح ابن مریم کے
حق مین اوتری ہے۔ لفظ واذ قال اللہ بمعنے یقول ہے اور اذ صلہ یعنی زائدہ ہے یعنے امام
بخاری نے اپنے اجتہاد سے اپنا مذہب متعلق اس آیت اور اس حدیث کے بیان کر دیا کہ یہ سارا قصہ
اور کل سوال جواب قیامت کے دن ہوگا۔ اور کلمہ اذ نے یہان معنے ماضی مین کوئی اثر مخالف نہین
دکھایا جیسا کہ مرزاجی اپنے متعدد تالیفات مین اذ کو قال کی ماضویت کے مخصوص کرنے کے
لئے لکھتے ہین۔ بلکہ کلیہ کے طور پر لکھدیا کہ ہر جگہ کہ ماضی اذ کے تحت واقع ہو۔ تو بالضرور اس سے

ڈ دیکھو صحیح بخاری ۱۲ منہ

۲- اذ تبرّأ الذین اتُّبعوا آہ کو بھول گئے ۱۲ منہ

معنے ماضی کا لیا جاتا ہے اور جسنے کہ بیان ماضی کو بمعنے مضارع کہا اوسکو ظالمین اور کاذبین مین سے
شمار کیا دیکھو مکتوب عربی ص ۱۳۵ امام بخاری کو اس تخالف کا یہ انعام ملا جیسا کہ ابن عباس کو بر
وقت ظاہر کرنے مذہب اپنے کے - یعنی قول بالتقدیم والتاخیر فی الآیۃ کو تحریف ٹھرایا وہی
امام بخاری تھے - کہ بڑے زور سے اونکا نام اپنے موافقین سے لیا جاتا تھا اور وہی امام بخاری
ہین کہ بباعث اظہار مذہب اپنے یعنے حیات مسیح کے جو قال کو بمعنے یقول کے لکھا ہے - اونکو
وہ انعام دیا جاتا ہے - جو مکتوب عربی مین موجود ہے - اور ابن عباس رض کو افقہ الناس اور حبر
ھذہ الامۃ کا لقب دیکر بمقابلہ ان لوگون کے جو متوفیک سے غیر موت کا لیتے تھے چلا کر
کہا جاتا تھا - کہ ایسے بڑے صحابی عظیم الشان جلیل القدر کے تفسیر کو تم نہین مانتے - اور جب اونکا
مذہب اونکے مرویات نے فی التفسیر والحدیث سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوا تو وہ محرفین مین اور
غلط کارون سے شمار کیجا رہی ہین - دیکھو شمس بازغہ متعلق آیت وانہ لعلم للساعۃ جو عنقریب
آئیگا اور ازالہ اوہام وغیرہ - مرزا جی کا اپنے مریدون کے ساتھ بھی یہی وتیرہ ہے جبتک وہ مرزا
جی کے گیت گاتے ہین - مرزا جی بھی اونکی ثنا خوانی تحریرات مین شائع کردیتے ہین - خدا تعالے
کے ساتھ ہمکلام ہونے سے نیچے نہین چھوڑتے اور جب الگ ہوگئے - تو سارے جہان مین
کوئی اونکی برابر ملعون اور مردود نہین ہوتا - دقت اور بھی ہے کہ مرزا جی (قال سے ماضی کا معنے
لیتے ہین - اور جناب مولوی نورالدین صاحب بمعنے مضارع لیتے ہین - دیکھو مقدمہ اہل کتاب ص ۱۷۱
ہان ہمارے پر یعنی جو لوگ اس قصہ کو قیامت سے متعلق سمجھتے ہین - مرزا صاحب کا ایک اعتراض
ہے کہ سوال خداوندی تو یہ تھا کہ تونے اپنے اور اپنی والدہ کی الوہیت کی طرف اونکو بلایا تھا -
جسکا جواب مسیح نے یہ دیا - سبحانک مایکون لی ان اقول الخ جسمین یہ بھی کہا کہ جب تک
مین اونمین تھا اونکا نگران حال تھا - اور جب تونے مجھے فوت کرلیا - تو تو ہی اونکا نگہبان
تھا اس سے پایا جاتا ہے کہ مسیح کو عیسائیون کی شرک کی کوئی خبر نہین اور یہ جب ہی صحیح ہوسکتا
ہے - کہ آپ مسیح زندہ نہ ہون - کیونکہ اگر زندہ ہین اور دنیا مین آوینگے (جیسا کہ مسلمانون کا
عام طور پر یہی عقیدہ ہے تو عیسائیون کے کفر و شرک سے اونکا بے خبر رہنا کوئی وجہ نہین
رکھتا پھر انکار کیسے ہوسکتا ہے - بجواب اسکے گذارش ہے کہ مسیح کے ذمہ پر جواب صرف

اتنا ہی ہے کہ یا اللہ تو شرک سے پاک ہے جو بات مجھے لائق نہین وہ مینے کیون کہنی تھی
بعد اسکے مسیح کو اس سے بیزاری کا اظہار ہی مقصود ہے چنانچہ ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ شہیدا
تک اسپر دال ہے اور انکے لئے سفارش ہی کرنی منظور ہے جیسا کہ ضمنًا ان تعذبھم
فانھم عبادك وان تغفرلھم فانك انت العزیز الحکیم سے مفہوم ہوتی ہے اور
ظاہر ہے کہ سفارش کے مقام مین مشفوع لہ کے جرایم کی تصریح مقتضے مقام کے برخلاف ہی معہذا
اونکے شرک کرنے نہ کرنے سے سوال ہی نہ تہا ۔ بلکہ سوال صرف اتنا ہی تھا کہ تو نے انکو کہا تھا
کہ مجھکو اور میری مان کو خدا بنالو ۔ پس جبکہ سوال ہی اس سے نہین اور مسیح کا بالتصریح ذکر کرنا مقتضے
مقام شفاعت کے برخلاف بھی ہے تو مسیح کو کیا ضرورت ہے کہ اوسکا ذکر کرے ۔ العرض قادیانی
وامروہی صاحبان کا سب آیات واحادیث کے متعلق یہ چارکونسلی خیال ہے ۔ علمی لیاقت سے بالکل
بے بہرہ ہین اور اسی بنا رفاسد سے اونہون نے امام بخاری کی حدیث ابن عباس مین قال کے
ماضی ہونے سے یہ اعتقاد کر لیا ۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عیسے بن مریم دونون
توفی کے اثر سے متاثر ہو گئے ہین ۔ چنانچہ خطبہ صدیقی مذکورہ بالا سے ساری امت سے الگ
بوجہ جہالت اولٹا مضمون سمجھ لیا ۔ اور اس اعتقاد پر جہالت کا منشار توفی کا اطلاق مشترک
طور پر) بھی ہے ۔ مین کہتا ہون یہ خیال مین نہین آیا کہ جیسا کہ سورہ زمر کی آیت اللہ یتوفی
الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسك التی قضے علیھا الموت ویرسل
الاخری الی اجل مسمے) النفس کے اوپر ایک ہی طور پر اطلاق توفی کا ہوا ہے لیکن نفوس
مائتہ یعنے مرنے والون کے توفی اور ہی اور نفوس نائمہ کی توفی اور ہے اسیطرح اسحدیث
مین ہی تنویع ہے ۔ کیونکہ حالات خاصہ ہر ایک کے تنویع کو تقاضا کرتے ہین ۔ اب ناظرین کو
اسطرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ مکتوب عربی وغیرہ تصانیف مین قادیانی صاحب فرماتے ہین کہ تم اگر
حسرت سے مر بھی جاؤ تب توفی کا معنے بغیر موت کے نہ بتا سکو گے ۔ دیکھیے صاحب توفی کے معانی
کتب لغت سے (۱) ایک چیز کو بالتمام پکڑنا لسان العرب مین ہے ۔ توفیت المال منہ واستوفیتہ
اذا اخذتہ کلہ (۲) پوری گنتی کرنا لسان العرب مین ہے توفیت عدد القوم اذا عددتھم
کلھم ومن ذلك قولہ عزوجل اللہ یتوفی الانفس حین موتھا ای یستوفی عدد ا

اجالهم فی الدنیا وقیل یستوفی تمام عددهم الی یوم القیمة واما توفی النائم فهو
استیفاء وقت عقله وتمیزه الی ان نام اور صاحب تاج العروس نے اسکی شہادت
مین لکھا ہے وانشد ابو عبیدة المنظور الوبری او الغبری ؎

ان بنی الادرد لیسوا من احد ولا توفاهم قریش فی العدد

ای لا تجعلهم قریش تمام عددهم ولا تستوفی بهم عددهم (۳) سوال کنز لسان
العرب مین ہے قال الزجاج فی قوله تعالی حتی اذا جاءتهم رسلنا یتوفونهم ای یسالونهم
ملائکة الموت عند المعاینة فیعترفون عند موتهم انهم کانوا کافرین (۴) عذاب
دنیا قال الزجاج ویجوز ان یکون حتی اذا جاءتهم ملائکة العذاب یتوفونهم عذابا
وهذا کما تقول قد قتلت فلانا بالعذاب وان لم یمت ودلیل هذا القول قوله تعالی
ویاتیه الموت من کل مکان وما هو بمیت (۵) جیسے کہ ابو نواس نے کہا ؎

فلما توفاه رسول الکری ودبت العینان فی الجفن

اور اسی معنے مین ہے هو الذی یتوفیکم باللیل مجمع البحار مین ہے۔ لے ینیمکم اس آیت
کریمہ مین بعینہ مرزا صاحب کے سوال کا جواب موجود ہے کیونکہ فاعل اللہ ہے اور مفعول ذی الروح
انسان حالانکہ موت کا معنے مراد نہین اسی طرح اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت
فی منامها الاٰیۃ مین بلکہ بمعنے قبض کے ہے اس آیت نے قطعاً فیصلہ کردیا کہ توفی اور چیز ہے اور موت
اور چیز اور نیند اور چیز (۶) مجازا میت پر بعد تحقق موت بولا جاتا ہے۔ تاج العروس ومن المجاز
ادرکته الوفاة ای الموت والمنیة وتوفی فلان اذا مات وتوفاه الله عزوجل اذا
قبض نفسه وفی الصحاح روحه مجمع البحار مین ہے وقد یکون الوفاة قبضا لیس بموت اگر کل
تصریفات وغیرہ پر یعنے شخصی وصنفی ونوعی نظر ڈالی جاوے تو صاف واضح ہو جاتا ہے کہ موت
توفی کے لئے معنے حقیقی نہین۔ اس تحقیق سے ناظرین پر واضح ہوگیا ہے کہ قال کو بمعنے یقول کے
لینا امام بخاری کا مسلک ہے جس سے اونکو اجماعی عقیدہ اور احادیث نزول سے تطبیق دینی
منظور ہے۔ ورنہ بنا بر تحقیق مذکور متعلق بمعنے توفی قال اگر اپنے معنے حقیقی مین ہی لیا جاوے
اور تنویع وفات اس حدیث مین بھی مثل آیۃ اللہ یتوفی الانفس الخ کی ملحوظ ہو تو بھی حدیث

اقول کما قال العبد الصالح الخ اور اسیطرح آیت فلما توفیتنی الخ ہرگز اجماعی عقیدہ کے برخلاف
افادہ نہین دیتی کیونکہ فلما توفیتنی کا معنے فلما قبضتنی ہوگا۔ **قولہ صـ۳۴** ہم بیان پر
بحث نحوی متعلقہ کلمہ بل اور نیز ان اغلاط کو جو مؤلف سے اسجگہ پر صادر ہوئی ہین تعرض نہین
کرتے **اقول** اس مقام پر بھی جناب مولوی صاحب بہ تقلید امروہی مکہڈ شریف و میر اشرف
دہیلیان وپنپا در وکوہ مری وغیرہ مواضع مین بہت کچھ فرماتے رہے باوجود اسکے پہر عدم
تعرض کی وجہ یہ بیان کی کہ درصورت تعرض کرنے کے لوگ مجھے مرزائی سمجہین گے دونون
صاحبون کی خدمت مین گذارش ہے کہ (بحر العلوم) کا حوالہ جو کہ فائدہ جلیلہ مین لکھا ہوا ہے
آپ اوسکی طرف توجہ فرماوین دیکہو وبل یکون فی الجملۃ للابطال والانتقال وما
قیل بل ہذہ لیست بعاطفۃ بل ابتدائیۃ وذہب الیہ ابن ہشام من النحاۃ واختلہ
فی التحریر فممنوع لابد من اقامۃ دلیل علیہ بل قام الدلیل علی خلافہ لانہ یوجب
الاشتراک فی العطف والابتداء وعدم الاشتراک خیر کما مر بل ہو حقیقۃ فی
الاعراض وہو متنوع تارۃ یکون لجعل الاول مسکوتا او مقررا لا ابطال الاول نفسہ
او غرضہ ہذا بحر العلوم مسلم الثبوت۔ **قولہ صـ۳۵** مولف بتلاوے کہ جسم مع الروح کا
ذکر اس رکوع بلکہ اس کل سورہ مین بلکہ کل قرآن مین کسی جگہ آیا ہے۔ ہان البتہ مسیح عیسے بن
مریم کا بالضرور مذکور ہوا ہے **اقول** مسیح عیسے بن مریم کا مذکور ہونا جسکو آپنے تسلیم کیا ہے
یہی مراد ہے (جسم مع الروح سے) نہ لفظ جسم مع الروح کا **قولہ** سوا اوسی کا رفع درجات ذکر
فرمایا گیا۔ جیساکہ دوسری جگہ فرمایا گیا ہے۔ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی
بعض منہم من کلم اللہ ورفع بعضہم درجٰت الخ قال تعالی
وہو الذی جعلکم خلٰئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت
الخ قال تعالی ولو شئنا لرفعنٰہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ہواہ الخ و
رفعناہ مکانا علیا الخ یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم
درجات وغیرہ **اقول** ان سب آیات مین کوئی قرینہ بالخصوص جسم عنصری مع الروح
لینے پر موجود نہین بخلاف ما نحن فیہ محل نزاع مین کیونکہ سیاق وسباق اور صلب وقتل

قطعی طور پر قرینہ ہے۔ عیسے بن مریم سے جسم عنصری لینے کے لئے **قولہ صد۳** مثل مصنف نعوذ
راغب اصفہانی وغیرہ نے معنے رفع کے التقریب لکھے ہین **اقول** یہ معنے وہی معنے ہے جسکو
قاموس نے لکھا اور یہان پر بھی وہی لغزش ہے جو قاموس کی عبارت مین آپ لوگون نے کھائی
یعنے تقریب اعزاز کا معنے وہان ہی ہوگا۔ جہان رفع کا صلہ الیٰ ہو۔ لفظاً یا تقدیراً نہ یہ کہ جہان
صلہ رفع کا الیٰ ہو وہان پر بلا تخلف معنے اعزاز ہی کا لیا جاوے اگرچہ قرینہ صارفہ بھی موجود ہو
قولہ صد۳ لفظ رفع کو بھی مخالفین نے جو بل رفعہ اللہ مین رفع جسمانی سمجھہ رکھا ہے اسی قبیل
سے ہے جو بیان کر چکا ہون۔ یعنی یہ بڑی جہالت ہے کہ جو بعض جگہ پر معنے رفع کے رفع جسمی
لئے گئے ہین تو اونکو علت موجبہ اس بات کا قرار دینا کہ رفعہ اللہ الیہ مین بھی رفع جسمی ہی مراد ہے
اقول جناب من کیا ہانکتے جارہے ہو۔ کس جگہ شمس الہدایت کے مصنف رحمۃ اللہ نے رفع جسمی
کا مراد ہونا علت موجبہ ہے۔ رفع جسمی ہی کے لینے کیلئے ہر محل مین۔ اب تک ہین سمجھی۔ کہ رفع
جسمی کے لئے کیواسطے تو ماقبل بل اور مابعد اوسکے مین تضاد کا ہونا جو اوپر بالتفصیل شمس
الہدایت مین لکھا گیا ہے قطعی دلیل اور برہان قاطع ہے۔ آپنے بحوالہ توارایت جو تضاد کا تحقق
رفع اعزاز وتکریم کی صورت مین لکھا تھا اوسکا تار و پود کسطرح پبلک کے سامنے اوکھاڑ کر رکھا
گیا ہے۔ بلکہ منقول ومعقول دونون کی قلعی کھل گئی ہے۔ الغرض جو کچھہ آپنے تغیر وتبدل
شمس الہدایت کے قوانین مین بسبب زعم خود اثبات للمدعےٰ یا تردید التقیفہ کیا اوسمین آپ
کی غلطی اور جہالت روز روشن کی طرح ناظرین پر ظاہر ہو چکی ہے۔ **قولہ صد۳** منہیہ مین
آپ لکھتے ہین یہ سب محاورات جو مؤلف نے اس جگہ پر ذکر کئے ہین۔ کسی مین رفع جسمی نہین ہے
بلکہ رفع روحانی ہے فہذہ المحاورات دلیل لنا لا لکم وعلیکم لا علینا منہ **اقول**
منجملہ اون محاورات جو شمس الہدایت مین لکھے ہوئے ہین۔ ایک تو یہ ہے فرفعہ الی یدہٖ ای
رفعہ الی غایۃ طول یدہ لیراہ الناس فیفطروا من مجمع البحار یعنے اوس پانی کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اوپر اوٹھایا تاکہ لوگ دیکھکر افطار کرین حضرت جی اب فرمایئے کہ اوس پانی
کے روح کو آپنے اوٹھا کر لوگون کے سامنے دکھلایا یا خود اوس پانی کو دوسرا محاورہ یرفع الحدیث
الی عثمان تیسرا یرفع الی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چوتھا یرفع الیہ عمل اللیل قبل

ایسے لفظ سے مراد مصنف کی ہے کہ بعض اوقات رفع سے رفع جسمی

عمل النہار ای الی خزائنہ یضبط الی یوم الجزاء مجمع البحار مطلق اعمال انسان کیلئے
عام ہے اسسے کہ ذکر وتسبیح ہون یا غیر انکے حق سبحانہ وتعالی بحسب تفاوت مراتب نیتہ العامل صورتین
اور شکلین پیدا کردیتاہے۔ اوران اشکال کے لئے ایک جسم ہوتا ہے اور ایک روح چنانچہ حضرت
شیخ قدس سرہ تلویحات واسرار اقطاب کے بیان مین فرماتے ہین۔ واما الحروف اللفظیتہ
فانہا تتشکل فی الھواء ولھذا تتصل بالسمع علی صورۃ ما نطق المتکلم فاذا تشکلت
فی الھواء قامت بہا ارواحہا اسکے بعد فرماتے ہین۔ ثم بعد ذلک تلتحق بسائر الامم فیکون
شغلہا تسبیح ربہا ویصعد علوا الیہ یصعد الکلم الطیب وھو عین شکل الکلمۃ من
حیث ما ھی شکل مسبح للہ تعالی شاید آپنے جسم کو خاص انسان ہی کے لئے سمجھ رکھا ہے
لہذا منہیہ مین لکھدیا کہ (ان محاورات مین رفع جسمی نہین بلکہ رفع روحانی ہے) رہا حدیث کا رفع
الی عثمان یا الی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سو اس مقام پر مرفوع چونکہ حدیث ہے اور اوسکے لئے حسب
بیان مذکور حضرت شیخ کے جسم بھی ہے لہذا رفع جسمانی متحقق ہے۔ صرف رفع درصورت انتساب
ہوگا الغرض بہرکیف رفع جسمانی ہی ہوا اور ایسا ہی اعمال کیلئے جسم حسن یا قبیح مع الروح ہونا
بحسب اختلاف الیتہ والھمتہ چنانچہ حضرت شیخ فتوحات مین لکھتے ہین ثابت ہے۔ اگر آپ
کتاب سبقا پڑہ لیتے تو اتنا تکلف ہمکو بھی ہر ہر فقرہ مین اوٹھانا نہ پڑتا **قولہ** صـ۳۸ کہ وہ تو
جسمانی ہو ہی نہین سکتا **اقول** ہوسکتاہے چنانچہ اوپر لکھا گیاہے **قولہ** صـ۳۷ کیونکہ ایسے
معنے (یعنے رفع جسمی) کرنے مین نہ اصل واقعہ کو خیال کیا گیاہے اور نہ ما بہ النزاع کا لحاظ ہواہے
اور نہ رفع الی اللہ کیطرف التفات کیا گیا۔ ہے اور نہ اس طول کلام کی طرف توجہ کی گئی ہے کہ
یہ طوالت کیون ہے جو ما قتلوہ وما صلبوہ سے شروع ہوکر ویکون علیھم شہیدا پر بحث ختم ہوئی
اقول رفع جسمی کے معنے لینے مین سب امور مذکورہ ملحوظ ہین سنیئے دونون فریق یہود ونصاریٰ
مسیح کے مقتول ہونے پر متفق تھے گو انکی اغراض مختلف تھے یہود کی غرض تو بموجب تعلیم توراۃ
اثبات ملعونیت تھی۔ اور عیسائیون کی کفارہ گناہ اسکا بیان ذکر نہین۔ اصل واقعہ صلیبی
اگر واقعی ہے۔ تو یہ نتائج زعمی ہر ایک نکال سکتاہے اور اگر سرے سے قتل صلیبی ہے متحقق
نہین ہوئی۔ تو اوسکی عدم وقوع کے بیان سے ان نتائج واغراض کا انتفار اور اڑ جانا

خوب ہی ظاہر ہے واضح ہو کہ اگر قتل صلیبی نفس الواقع پایا جاتا تو قتل کے نفی ماقتلوہ سے ہرگز صحیح نہین ہو سکتی - کیونکہ کذب لازم آتا ہے - بلکہ تردید مین اغراض کی طرف توجہ ضروری تھی یعنی ماکان المسیح ملعوناً وکفارة لما زعموا ونحوہ کہنا چاہیئے تھا ایسا ہی اگر صلیب پر چڑھانا بغیر قتل کے واقعی ہوتا جیسا کہ مرزا صاحب خیال کرتے ہین اور ماصلبوہ کی تاویل اسطور پر کرتے ہین کہ چونکہ صلیب پر چڑھانے کی غرض یعنے قتل حاصل نہ ہوئی - تو گویا صلیب پر چڑھانا ہی نہ ہوا تو اس صورت مین صدر کلام یعنے (وقولہم) کے (واخذھم ودفعھم المسیح علی الصلیب) کہنا چاہیئے تھا اسلیئے کہ بہ نسبت غلط بیانی کے ایذا رسانی خصوصاً جو اپنی طرف سے گویا مار ہی ڈالنا ہو بڑا جرم سنگین اور بمقتضائے مقام واجب الذکر ہے - صدر کلام کو بھی رہنے دیجیئے یہ تاویل صریح آیت یعنی (واذ کففت بنی اسرائیل عنک) کے برخلاف ہے کیونکہ اس آیت مین اللہ تعالے منجملہ اون انعامات کے جو مسیح پر کیئے گئے ہین - اور اس آیت کے ماقبل مذکور ہین ایک یہ انعام بھی بیان فرماتا ہے کہ ہمنے بنی اسرائیل کو تجھہ سے روک رکھا اور تمکو اونکے ایذا سے بچا لیا بموجب زعم مرزا صاحب کے انعام یہ ہوا کہ تمکو گلی کوچہ مین مخالفون کے ہاتھ مین خوب پٹوا کر اور رسوا کر کے صلیب پر چڑھا دیا - واہ رے مرزا صاحب واہ اگر مسیح قادیانی انھین حقائق و اسرار قرانی کو اپنے ساتھ لایا ہے تو اوسکو مبارک ہون خدا کسی مسلمان کے نصیب کرے - پھر ہم آیت کے ترجمہ کیطرف متوجہ ہوتے ہین - اللہ تعالے یہود ونصارے کی غلط بیانی کی تردید مین فرماتا ہے وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم حالانکہ نہ انہون نے اوسکو قتل کیا اور نہ سولی دیا لیکن وہ اونکے سامنے مشتبہ کیا گیا یا کہ وہ مقتول مسیح کا شبیہ سمجھا گیا - چنانچہ ہر دو محاورہ قاموس مین موجود ہین وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن جو لوگ اس امر مین قرآن کے بیان سے مخالف ہین وہ اس واقع سے بے خبری مین ہین - اس دعوے کی اونکے پاس کوئی دلیل نہین - ہان اٹکلون اور خیالون کے تابع ہین (وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ) انھون نے ہرگز اوسکو قتل نہین کیا - بلکہ خدا تعالے نے اپنے پاس اوسکو اوٹھا لیا اور اس ہمارے اوٹھانے کو کوئی شخص مشکل اور بعید از قدرت ہماری کے نہ سمجھے) وکان اللہ عزیزا حکیما) اور خدا غالب ہے حکمت والا -

ناظرین کے خیال مین آگیا ہوگا کہ یہ معنے جو آج تک اہل اسلام کا عقیدہ اسی پر ہے اور مفسرین
نے بھی بغیر مرزا صاحب کے یہی سمجھا اور لکھا ہے کس طرح قرآن مجید کی نظم سے صاف صاف ثابت
اور سب آیات ایک دوسری سے چسپان ہوجاتی ہین بخلاف اس معنے کے جو مرزا صاحب و اتباعہ
نے لیا ہے یعنے (بل رفعہ اللہ الیہ) مین رفع سے مراد رفع درجات ہے کیونکہ آیت کے
تمام الفاظ بھی اس تقدیر پر درست اور چسپان نہین ہوتے اس لئے کہ (وکان اللہ عزیزا)
کا بولنا تو اسجگہہ پر مناسب ہوتا ہے جہان کہین مشکل امر کو سہل بتلانا منظور ہو اور رفع درجات
نیک آدمی خصوصًا انبیا کے لئے مشکل اور انہونا نہین سمجھا جاتا بخلاف رفع جسم بجسدہ العنصری
کے کہ یہ ایک انوکھا واقعہ ہے اور نیز رفعہ اللہ الیہ پر اس وعدہ کا تحقق ہے جو یعیسی
انی متوفیک ورافعک الی مین کیا گیا تھا اس کو مرزا صاحب بھی مانتے ہین دیکھو مباحثہ دہلی
تو بالضرور یہ رفع درجات مغایر ہوگا اس رفع درجات کے جو مسیح کو یوم ولادت سے لیکر
عمر بھر شامل رہا حتے کہ وعدہ مذکورہ کے وقت بھی کیونکہ وعدہ اسی امر کا دیا جاتا ہے
جو کہ موعود لہ کو حاصل نہ ہو لہذا ماضویت رفعہ اللہ الیہ کی بہ نسبت قتل زعمی کے نہ ٹھہری فظہر
بطلان ما زعم الامروہی اور جب ہم نے محاورات قرآنیہ وغیرہ کو تتبع کیا تو ایسا کہین نہ ملا جو
تحقق مضمون اس جملہ کا جو بصورت ماضی مابعد بل کے واقع ہو متاخر ہو اس جملہ کے تحقق
سے جو ماقبل بل کے واقع ہوا ہے اس لئے ثابت ہوا کہ مسیح کی موت طبعی کا تحقق مع لازم
اپنے رفع درجات کے بعد از واقعہ قتل صلیبی جیسا کہ مزعوم مرزا صاحب کا ہے مخالف ہے
بیان قرآن سے اور نیز یہ معنے مخالف ہے ارجاع ضمیر (موتہ کو لیؤمنن بہ قبل موتہ
مین مسیح کی طرف حالانکہ مرزا صاحب کے پیر مرشد مولوی نور الدین صاحب نے (موتہ) کی ضمیر کو
مسیح کی طرف باقی ضمائر کی طرح کیا ہے دیکھو (فصل الکتاب لمقدمۃ اھل الکتاب)
جلد ۲ صفحہ ۸ ترجمہ مابعد کی آیت (وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ)
کا جو مولوی نور الدین صاحب نے کیا ہے اور مطابق ہے ہماری رفع جسمی کی تقدیر کو یہ ہے
اور نہین کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاویگا ساتھ اسکے پہلے موت اسکی کے اور دن قیامت
کے ہوگا اوپر ان کے گواہ یہ ترجمہ صراحۃً بتلا رہا ہے کہ مرزا صاحب کا مطلب وقولھم انا

قتلنا المسیح سے یکیہ شہیدا تک سارا ہی غلط ہے کیونکہ مولوی نور الدین صاحب نے
تمام ضمیرین مسیح کی طرف ہی پہیرین ہیں جو شخص قیامت مین گواہ ہوگا اسی کے ساتھ اسکی
موت سے پہلے اہل کتاب ایمان لاوینگے اور عیسایون پر قیامت کے دن مسیح گواہ ہونگے
پس گویا مرزا صاحب ہی کی کلام سے ثابت ہوگیا کہ مسیح علیہ السلام فوت نہین ہوئے کیونکہ
مولوی صاحب اور مرزا صاحب فنا ء کامل کے باعث جو مولوی صاحب کو مرزا صاحب مین
حاصل ہے یا بالعکس کہو ایک ہی ہین جناب امروہی صاحب اب فرمائیے اس طوالت
کا وما قتلوہ سے یکیہ شہیدا تک کچھہ بہتہ ملا اور مابہ النزاع اور اصل واقعہ اور رفع الی اللہ
کا لحاظ ہے یا نہین **قولہ** تو پہر اثر ابن عباس وغیرہ دربارہ مرفوع ہونے جسم مسیح
کے جو روایات اسرائیلیات سے ہے بمقابلہ ادلہ مذکورہ و وجوہ مزبورہ کے کیونکر قابل قبول
ہو سکتا ہے **اقول** کیون نہین ہو سکتا جب آپکے ادلہ مذکورہ و وجوہ مزبورہ ہبا
منثورا ہو کر اڑ گئی رہا یہ امر کہ اثر ابن عباس کو جو آپنے اسرائیلات سے ٹہیرایا ہے) اس
پر سنئے قبل از واقعہ صلیب مسیح کے زندہ بجسدہ العنصری اٹھایا جانے کا کوئی اہل کتاب
مین سے قائل نہین تو بالضرور ابن عباس رض نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا
ہوگا کیونکہ کئی دفعہ ابن عباس وغیرہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید من اولہ
الی آخرہ سنایا اور فرماتے ہین کہ ہر دفعہ ہر ایک آیت مین استفسار کیا کرتے تہے بغیر
تحقیق کے آگے نہین جاتے تہے دیکہو مقدمہ تفسیر ابن کثیر اور چونکہ یہ مضمون اجتہادی ہی
نہین یعنی ابن عباس اپنے قیاس سے یہ خبر نہین دے سکتے تو لامحالہ حدیث مرفوع
کے حکم مین ہوگا دیکہو امروہی صاحب کی تصنیف مسک العارف صفحہ ۲۷ جس مین مخالفت
قیاس کو دلیل مرفوعیت حدیث کی بحوالہ کتب اصول مسلم کرتے ہین اور یہ بہی معلوم ہو چکا
ہے کہ ابن عباس رض کے اثر کا مضمون بالکل مطابق ہے آیات مذکورہ کے بلکہ بغیر مضمون
اس اثر کے کوئی مضمون آپ کی نرالی تفسیر کا مطابق ہی نہین ہوتا اور نیز واضح ہو کہ جسم
عنصری کا اٹہایا جانا کوئی محال امر نہین اس کے واقعات ہماری اسی کتاب مین جا بجا
گذر چکے ہین بحوالہ شرح الصدور ملاحظہ فرماوین اور معراج جسمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا جیسر سب اہل کشف وشہود متفق ہین بڑی قوی نظیر ہے دفع استبعاد رفع جسمی کے لئے **قولہ** صفحہ ۳۸
س ۱۷۔ اور ہم یہ کب کہتے ہین کہ جہان ہر رفع کا صلہ الی ہو بالضرور رفع منزلت بغیر رفع جسمی کے مدلول لفظ
رفع کا ہوگا **اقول** یہ آپکے بنی بہائی نے قول جمیل کے صفحہ ۷۰ س ۸ مین لکھا ہے لا اور نیز اس مقام مین
صلہ ہی کلمہ الی کے ساتھہ واقع ہے جس سے صریح قربت کے معنے ہی مراد ہین انتہے (قربت کے معنے ہی
ہین جو ہی ہے حصر کے لئے ہے یعنے یہی معنے قربت کا مراد ہوگا نہ غیر اسکا **قولہ** صفحہ ۳۸ الغرض صلۂ الی
السدمع اوصاف مذکورہ اور ادلۂ مزبورہ کے قرینہ صارفہ ارادہ معنی رفع جسمی سے ہے **اقول** ادلۂ مزبورہ کا
حال ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے **قولہ** صفحہ ۳۹ پس اس عرفیہ عامہ کو آپ مطلقہ عامہ کیونکر بنا سکتے ہین
کیونکہ یہ قضیہ کہ (جس جگہہ پر رفع الی السدمع اوصاف مذکورہ کے ہو اس جگہہ معنے رفع منزلت کے ہی
ہونگے بالدوام) قضیہ عرفیہ عامہ ہے نہ مطلقہ عامہ (**اقول** سنئے حضرت قضیہ یہانپر یہ ہے[1] الرفع
المستعمل بالی یدل علی رفع المنزلۃ یا یون کہئے الرفع المستعمل بالی یراد منہ رفع المنزلۃ یعنی لفظ
رفع کا جسکا صلہ الی ہو دلالت کرتا ہے رفع منزلت پر یا مراد اُس سے رفع منزلت ہوتا ہے رفع مستعمل بالی
کے وجود کے متعددہ اوقات ہین ہے بعض وہ اوقات ہین جن مین دلالت یا ارادہ مذکورہ پائی جاتی ہین وہ
اوقات کون ہین جن مین مطابقت باصل واقعہ وسیاق وسباق پائی جاوے اور انہین متعددہ اوقات مین
سے بعض وہ اوقات ہین جن مین دلالت یا ارادہ مذکورہ نہین متحقق ہوتے یعنے وہ اوقات جنمین مطابقت
مذکورہ متحقق نہ ہو بعد اس تمہید کے ادنی طالب علم بہی جانتا ہے کہ قضیہ مذکورہ (الرفع المستعمل بالی یدل
علی رفع المنزلۃ الخ مطلقہ عامہ ہے نہ عرفیہ عامہ کیونکہ مطلقہ عامہ اُسی قضیہ سے عبارت ہے جسمین حکم بالثبوت
یا بالسلب فی وقت من اوقات وجود الذات کیا جاوے ما نحن فیہ مین ذات موضوع رفع ہے جو مستعمل بکلمہ الی
ہو اور مطابقت باصل الواقعہ یا عدم مطابقت باصل الواقعہ کے اوقات وجود ذات موضوع کے اوقات
مین سے ہین اور عرفیہ عامہ اسلئے نہین ہو سکتا کہ عرفیہ عامہ مین حکم بدوام الثبوت یا بدوام السلب بشرط
وصف کو تعبیر ٹہیرایا جاوے ذات موضوع کے لئے جیسا کہ کل کاتب متحرک الاصابع بالدوام مادام کاتبا
اس مین وصف کاتب عنوان ٹہیرایا گیا ہے ذات موضوع سے اور ظاہر ہے کہ قضیہ مذکورہ (الرفع

---

[1] امروہی صاحب اپنی ہی عبارت صفحہ ۳۰ س ۱۵ یعنے (کہ لفظ رفع کا ایسی حالت کذائی مین معنے
مذکور مین استعمال ہوتا ہے یا عبارت اسی صفحہ کی سطر ۲۲ کو ۲۳ تک ملاحظہ کرو ۱۲ منہ

المستعمل الخ) میں وصف مطابقت یا عدم مطابقۃ کو عنوان موضوع نہیں ٹھیرایا گیا اور قید مع اوصاف مذکورہ) آپکا
حاشیہ ہے ہمارے مخاطب صاحب اور مصنف قول جمیل نے صرف (الی) کے صلہ واقع ہونیکو ملحوظ رکھا ہے
جسکا مآل (الرفع للمستعمل بالی یدل علی رفع المنزلۃ) ہی کی طرف ہے دیکھو عبارت منقولہ قول جمیل صفحہ
۳ کی جو اوپر لکھی گئی ہے اور از اں بعد آپکا حاشیہ بھی بعد ملاحظہ تردید متعلق بہ تحقیق اوصاف مذکورہ جو ناظرین
کے پیش نظر کی گئی ہے ہیبا را مبنی ہو گیا اسے قطبی پڑھنے والے طلبہ دیکھو حضرت لمرو ہی صاحب کا نرالا منطق
کہ اسجگہ پر دائمہ مطلقہ کو عرفیہ عامہ بنا رہے ہیں **قولہ** صفحہ ۳۹ س ۲ دیکھو حضرت پیر صاحب کا منطق کہ اس
جگہہ پر مطلقہ عامہ اور محصورہ کلیہ میں تقابل سمجھہ رکھا ہے کیا مطلقہ عامہ محصورہ کلیہ نہیں ہو سکتا اور نیز بالعکس
اقول حضرت من سنئے **بیت** فہم سخن گر نہ کند مستمع + قوت طبع از متکلم مجوے + شمس الہدایت کی عبارت
(مطلقہ عامہ کو محصورہ کلیہ سمجھہ رکھا ہے) کا مطلب یہ ہے کہ آپ لوگوں نے اپنے مدعی کے اثبات میں
صرف کلیتہ کبری پر جو شرط ہے شکل اول میں اکتفا کی چاہئے تھا کہ دوام اطلاق یا عرفیہ عامہ ہونا اسکا بھی
ثابت کرتے تصویر دعوی (رفعہ اللہ الیہ) سے مراد رفع منزلت ہے دائما دلیل اسلئے کہ یہ رفع مستعمل بالی
ہے اور جو رفع مستعمل بالی ہو مراد اس سے رفع منزلت ہوا کرتا ہے (اعتراض شمس الہدایت) اس کبری میں
صرف کلیت پر نازاں ہونا جہالت ہے کیونکہ اگر کبری کو مطلقہ عامہ ٹھیرایا جاوے تو نتیجہ بھی مطلقہ عامہ ہی نکلا یعنی
رفع مستعمل بالی مراد اس سے رفع منزلت ہوتا ہے فی وقت من اوقات وجود الذات ای وقت المطابقۃ بالاصل
الواقعۃ والسیاق والسباق اور مدعی یہ تھا در فعہ اللہ سے مراد رفع منزلت ہوتا ہے دائما) اور اگر کبری کو فرضی طور پر عرفیہ
عامہ مانا جاوے تو حد اوسط مکرر نہیں ہوتی کیونکہ صغری میں محمول رفع مستعمل بالی ہے مطلقا اور کبری میں
موضوع رفع مقید بالاوصاف ہے پس بوجہ عدم تکرار اوسط کے دلیل منتج مطلوب نہ ہوئی اور آپکا سوال فی یل
(کیا مطلقہ عامہ محصورہ کلیہ نہیں ہو سکتا) ہاں صاحب نہیں ہو سکتا درصورتیکہ مطلقہ عامہ مہملہ ہو یا دائمہ
مطلقہ **سوال** صغری میں بھی محمول رفع مستعمل بالی موصوف بالاوصاف المذکورہ ہے **جواب** ہرگز
نہیں کیونکہ اثر ابن عباس رض کا جو حکم مرفوع میں ہے اور سیاق آیات کا شاہد ہیں اسپر کہ درصورت مراد ہونے
رفع منزلت کے علاوہ نہ ہونے مطابقۃ لاصل الواقعہ کے کئی مفاسد لازم آتے ہیں جو اوپر آیات کے ترجمہ
میں بیان کی گئی ہیں خلاصہ مطلب شمس الہدایت کی عبارت کا یہ ہوا کہ قول مذکور جو فی الواقع مطلقہ عامہ
اور مخالف ان کے مدعی کا ہے لاختلاف جہتی الاطلاق العام والدوام صرف اسکے محصورہ کلیہ ہونے

صغری پر ۵۱
۵۲
کبری پر

پہر خوش ہورہے ہین حالانکہ جب تلک عرفیہ عامہ ہونا اسکا مع کلیتہا اور پہر بعد ازان حد اوسط کا مکرر کسی
دلیل قابل الاعتبار سے ثابت نہ کرین صرف کلیت انکے لئے مفید نہین ہوسکتی اور یا مدعی کو بہی مطلقہ
عامہ ٹہیر اگر مراد وقت من الاوقات الذات سے بالخصوص وہی وقت الاوصاف لیا جاوے اور
پہر صغرے مین بہی تحقق الاوصاف دلیل معقول سے ثابت کر دیا جاوے تو بہی انکا مدعی حاصل ہوسکتا
ہے الغرض قضیہ کو خواہ مطلقہ عامہ بنا دین یا عرفیہ عامہ بہر کیف پہر بہی بغیر اسکے اوصاف کا تحقق
صغری مین ثابت کر دیا جاوے قیاس مذکور انکے مدعا کے لئے منتج نہ ہوگا اور ناظرین پر ظاہر ہوچکا ہے
کہ تحقق اوصاف کے لئے جتنی کارروائی امروہی صاحب نے کی تہی وہ سب نصوص قاطع اور براہین ساطع سے
ہباءً منثورا ہوگئی **واقعی بیان** اسمین شک نہین کہ شمس الہدایت تہوڑے روز و بہین فاصلہ اوقات
مین . . لکہی گئی اور چونکہ بعض اوقات مین کاپی نویس کو لکہے ہوئے خطوط پر مضامین لکہ دئیے
جاتے تہے لہذا کاتب کو بعض کلمات مین اشتباہ ہوجاتا تہا کیونکہ لکہے ہوئے کا فقدوق پر لکہنا ہی ظاہر ہے
کہ موجب اشتباہ ہوتا ہے خصوصًا جب کہ کاپی نویس علم بہی نہ رکہتا ہو مصنف علیہ الرحمۃ کے مسودہ مین پہلے
عبارت اس طرح پر ہے (مطلقہ عامہ کو دائمہ مطلقہ اور مہملہ کو محصورہ کلیہ سمجہ لیا ہے) کاپی نویس چونکہ منطق
کے مصطلحات سے واقف نہ تہا اور کاغذ بہی موجب اشتباہ تہا لہذا نقل کرنے کے وقت اسنے عبارت مذکورہ
سے صرف مطلقہ عامہ اور محصورہ کلیہ لکہا اور لفظ مہملہ اور ایسا ہی دائمہ مطلقہ کا دونون نقل مین رہگئی **قولہ**
صفحہ ۳۹ س ۱ اور مؤلف رسالہ کی یہ بڑی غلطی ہے کہ رفع جسمی اور رفع بحسب الدرجہ مین نسبت تساوی کی سمجہ لی ہے
حالانکہ ان دونون مین اگر ہم رعایت مؤلف کی کرین تو عام خاص من وجہ کی نسبت ان مین مان سکتے ہین گو یہان
تو بوجوہ مذکورہ سوا رفع بحسب القدر کے رفع جسمی ہو ہی نہین سکتا **اقول** ارے خدا کی بندے کبہی تو سچ بولا کر ہم نے کسجگہ
رفع جسمی کا رفع بحسب المرتبہ کو یا اجتماع دونون کا مانحن فیہ یعنی مادہ مسیح مین لکہا ہی کیا آپکے نزدیک استلزام اور اجتماع
تساوی ہے شمس الہدایت کی عبارت یہ ہی (حالانکہ ما نحن فیہ مین تو رفع جسمی کی صورت مین رفع بحسب القدر بالاولی و بالالتزام
معلوم ہوتا ہی) صفحہ ۳۱ س ۱۸ اور آپنے جو ہماری عنایت فرما کہ عموم و خصوص من وجہ کہا ہی بالکل لغو ہی کیونکہ رفع جسمی
مراد تو وہ رفع ہی جو مدلول ہے (رفعہ اللہ الیہ) کا یعنی رفع جسم مسیح کا بذریعہ ملائکہ کے آسمان کی طرف اور ظاہر ہے کہ
اس رفع جسمی اور رفع بحسب الدرجہ مین عموم خصوص مطلق ہے نہ من وجہ **قولہ** صفحہ ۳۹ س ۴ صفحہ ۱۹ اور سطر ۲۱ مین آپ یہ
لکہ چکے ہین کہ بل رفعہ اللہ الیہ کو قیاس یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ پر کہنا

رفع جسمی اور رفع بحسب الدرجہ مین نسبت تساوی کی ہی ہے ۔ کلام مؤلف غلط ہے

بیجا ہے اور اب ان دونوں کو تساوق فی المعنے فرماتے ہیں ھذا شئ عجیب و لنعم ما قیل درد غگوئے حافظہ نباشد **اقول** ہمنے تو الی اللہ اور الی الرب ایسا ہی علی السمآء کو تساوق فی المعنی قرار دیا ہے کو دن طالب العلم بھی اس مضمون کو شمس الہدایت کی عبارت سے سمجھ سکتا ہے عبارت یہ ہے (خدا کی طرف مرفوع ہونا یا رجوع ہونا یا چڑھ جانا اسکی یہی صورت ہے کہ آسمان کو جو محل عباد مکرمین کا ہے قرار گاہ انکی بنائی جاوے) لفظ (خدا کی طرف) کا عبارت مذکورہ مین مطمح نظر ہے اور معنی حرفی چونکہ بغیر انضمام متعلق کے مستفاد صرف حرف سے نہیں ہو سکتا لہذا رفع اور رجوع اور صعود کا ذکر بھی ضروری کیا گیا ہے کاش اسم فعل حرف کی تعریف ہی بخوبی سمجھ لی ہوتی تو نہ آپ ایسے رکیک اعتراضات فرماتے اور نہ ہمکو انکی تردید مین تضیع اوقات کرنی پڑتی اور بل رفعہ اللہ الیہ کا قیاس یا ایتھا النفس الخ مین بڑا بیجا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ متعلق رفع کا یعنے مرفوع جسم عیسوی ہی بدلیل سیاق اے وما قتلوہ بخلاف یا ایتھا النفس مین کہ منادی نفس ہے اور ارجعی کی ضمیر سے یہی مراد وہی نفس ہے اور کوئی قرینہ جسم کی مراد لینے پر نہین الحاصل (یا ایتھا النفس الخ مین محل بحث نفس ہے اور بل رفعہ اللہ الیہ) مین جسم اور یہ مطلب نہین کہ الی ربک اور الیہ) کا ایک ہے ورنہ یہ قیاس مع الفارق ہے تاکہ تخالف بین القولین کا الزام عائد ہو الحاصل الی اللہ اور الی الرب اور علی السمآء کو متساوق ٹھیرایا گیا ہے جنکے عدم تساوق کا ذکر کہین نہین اور رفع اور رجوع کو تخالف ٹھیرایا گیا ہے جنکی تساوق کا کہین ذکر نہین کیا گیا و لنعم ما قیل وکم من عائب قولا صحیحا وآفتہ من الفھم السقیم ایسے مسیح کی ایسی ہی عالم جاہئے صفحہ ۵ **قول** مولف کو یہ بڑی غلطی ہوئی ہے کہ رفع جسمی کو رفع الی اللہ سمجھ لیا **اقول** رفع الی اللہ سے رفع جسمی کا مستفاد ہونا مدلل ہو چکا ہے دیکھو آیۃ بل رفعہ اللہ الیہ کے متعلق فائدہ جلیلہ اور نیز محاورہ حدیث شریف اور عام عرب کا بھی ثبوت دیا گیا ہے شیخ اکبر وغیرہ اہل ان نے رفع جسمی ہی لیا ہے اور چند عجمیون کی مخالفت قابل اعتبار نہین دیکھو اصول عشرہ آپ ہے چونکہ شمس الہدایت سبقا کسی عالم سے نہین پڑھی تھی لہذا چند جہالات ظاہر کر نیمین معذور رہے اب اس تشریح کو ملاحظہ فرمائیے **قول** اور پہر دیکھو اللہ تعالے ایک بُت پرست کی نسبت جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ظن بد رکھتا ہی فرماتا ہی

... کہ من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ فلیمدد بسبب الی السمآء ثم لیقطع فلینظر ھل یذھبن کیدہ ما یغیظ اس آیت مین لفظ الی السمآء کا موجود ہے تو وہ کافر سوء ظن اللہ تعالے کے ساتھ رکھنے والا اسوجہ سے کہ سماء کی طرف بحکم فلیمدد بسبب الی السمآء مرفوع ہو آپکے نزدیک کیا مرفوع الی اللہ بنا ہو سکتا ہی کلا و حاشا **اقول** شمس الہدایت کی عبارت کا مطلب تو یہ ہو کہ مقرب اور عبد صالح کے بارہ مین

رفع جسمی مستلزم رفع درجات کو ہے جیسا کہ آیت محل بحث مین عیسی علے نبینا وعلیہ السلام کا ذکر ہے
صحیح بخاری مین عامر بن فُہَیرہ کا بیر معونہ کے دن مقتول ہونیکے بعد بجسدہ العنصری مرفوع الی السماء ہونا
ملاحظہ فرماوین جسکے بارہ مین عائشہ رض فرماتی ہین رفع عامر بن فہیرۃ الی السماء فلم توجد جثتہ یرون
ان الملٰئکۃ وارتہ ایسا ہی خبیب بن عدی کا ممن وارتہ الملائکتہ ہونا وغیرہ وغیرہ شرح الصدور صفحہ ۱۴۷
الغرض استلزام رفع جسمی علے السماء اور رفع درجات مین در مادہ عبد صالح مراد ہے جبکہ سوق آیتہ رفع
صراحتہ دال ہے تو پھر آیت من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ الخ مادہ نقض کس طرح ہو سکتی ہے واہ رے
مولوی امروہی صاحب کہان کی کہان لگا دی **قولہ** بلکہ صعود علی السماء اور نیز نزول آسمان سے قرآن
مجید مین فی محل الذم بیان فرمایا گیا ہے قال اللہ تعالی ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا
کانما یصعد فی السماء الخ **ایضا** قال تعالی ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء الخ اگر الی اللہ کو الی السماء
ہی آپ کی خاطر سے مان لیا جاوے تو اس تحریف سے رفع بحسب الدرجات کب حاصل ہو سکتا ہے کما مر
اقول یہ آیت بھی کسی مقرب اور صالح بندہ کے حق مین نہین قولہ تعالی ومن یرد ان یضلہ سے صاف
ظاہر ہے کہ یہ آیت گمراہ شخص کے بارہ مین جیسا کہ آیت ثالثہ یعنی ومن یشرک الخ مشرک کے بارہ مین ہے
اور آیت بل رفعہ اللہ الیہ بشرطیکہ موضوع اسکا زیر لحاظ رکہا جاوے اور شہادت سیاق وسباق لی جاوے اور اصل
واقعہ بھی جسکا ثبوت اثر صحیح ابن عباس رض سے ہو چکا ہے ملحوظ ہو تو ایسے مواد مین رفع الی السماء بیشک
رفع درجات کو مستلزم ہوتا ہے رہی وہ استنباطات جن سے نئے مفسرین نے ماشاء اللہ نظر بد دور اسلام
کو بزعم خود ممنون فرمایا ہے چونکہ قرآن کریم کے معارض ہین لہذا بنا بر مذہب محققین اصولیون کے جن کا
مسلک تقدیم الکتاب علی السنتہ کا ہے بلکہ بموجب مسلک کل اہل اسلام کے جن کا مشرب تقدیم الکتاب والسنتہ
علے رای الفلاسفہ کا ہے مردود ٹہیرینگے جس مسلمان کا ایمان ذلک الکتاب لاریب فیہ پر ہے وہ کبہی انکی فریبون
کے دام مین پہنستا ہے سچ اور بجا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک فرمان یمرقون من الدین کما یمرق الخ اہل
اسلام کو وہ تفسیر اور استنباط مقبول ہو سکتے ہین جو مطابق ہون کلام باری کے بعد رعایت قواعد عربیہ واصول
ادبیہ کے والا اہل اسلام کلام الٰہی کو بعد اسکے کہ تحقق آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کا ہو چکا ہو والحمد للہ
علے ذلک کس طرح ترک کرین اور چند جہلا زعمی مولویون کا اتباع جو مصداق یریدون ان یطفئوا نور اللہ کا ہو رہے
ہین اختیار کرین الغرض جبکہ قرآن کریم حق کے ساتھ اُسی تبارک وتعالے نے اُتارا اور اُسی ہمناس کا بیان پاک

پاک زبان وحی ترجمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسب الحکم بما اراک اللہ کے کروایا تو پھر یہہ کتاب اور بیان پاک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باہم کیونکر متعارض ہو سکتے ہین تا کہ تاویلات وتحریفات مخترعہ گروہ قادیانی کی سُنی جاوین مسلمانون پہ کیب ہو سکتا ہے کہ حسب قولہ تعالے انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما وایضاً قال تعالے وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون وایضاً قال تعالے وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون وایضاً قال صلی اللہ علیہ وسلم الا وانی اوتیت القرآن ومثلہ معہ یعنی السنۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگون کے تنازعات کے فیصلہ کرنے کا حکم ہو اور آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم العیاذ باللہ اس کتاب یعنے قرآن کریم کے معنون کو نہ سمجھے ہون اور وہ نرالی سمجھہ قادیانی اور اس کے دو تین حواریون کے لئے امانت رکھی ہو نعوذ باللہ من ھذہ العقیدۃ الواھیۃ مسلمانون یا درکھو کہ حسب وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے جبکہ تیرہ سو کے بعد قادیانی اور اس کی ذریت نے ایسی گڑبڑ مچائی جس سے بناہ بخدا اوس گڑبڑ کے رفع کرنے کے لئے بحسب سنت اللہ صدی کے سر پر ایسے مجدد ظاہر ہوئے کہ اُس گڑبڑ کو ہبارمنبثا کر دیا وہ مجددین کون ہین یہی علماء اسلام شکر اللہ سعیھم جنہون نے قادیانی کو معہ اُس کے ذریت کے گہر تک پہنچایا فسبحان من خلقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجلہ واکملہ وادبہ واحسن تادیبہ ثم اید دینہ بعد نبینا صلے اللہ علیہ وسلم باستخلاف خلفاء الراشدین المھدیین وجدد دینہ ببعث المجددین المھدیین الی یوم الدین **قولہ** بقرینہ وما قتلوہ وما صلبوہ کی مراد قتل سے قتل بالصلیب ہے جو تم کو بہی مسلم ہے اور حسب احکام توریت اور زعم یہود موجب لعنت ہے کما مر پس ملعونیت اور مرفوعیت بحسب الدرجات الیمین بتضاد ہین جلیسا ثابت کیا گیا انتہی **اقول** کیا خاک ثابت کیا اوپر لکہہ چکا ہون کہ کتاب استثنا کی تیسوین آیت کا یہ مطلب نہین کہ بیگناہ بہی اگر بذریعہ صلیب قتل کیا جاوے تو ملعون ہو گا بلکہ باتسوین

آیت مین صراحۃً مجرم کا ذکر ہے اور مسیح بن مریم کا بحسب زعم یہود مجرم ہونا تحقق تضاد مین مفید نہین کیونکہ تضاد کا وجود حسب علم التکلم ہی ہونا چاہئے جسکی کلام مین بل کا کلمہ واقع ہی نا کہ قصر قلب کے روسے تحقق وصف مزعوم مخاطب کا متصور نہ ہوا اور ظاہر ہی کہ مسیح خدای عزوجل کے ہان بیگناہ ہے ناظرین عبارت تورات کی جو پہلے نقل کی گئی ہے ملاحظہ فرماوین سبحان اللہ نقل اور استنباط ذوفنون ماشاء اللہ صداقت اور لیاقت سے مالامال ہین قولہ صفحہ ۴۴ نبی کا رفع بحسب الدرجات اوسی وقت سے شروع ہوجاتا ہے جس وقت سے کہ وہ درجات نبوت پر مشرف ہوتا ہے بلکہ اوسکے یوم ولادت سے ہی کمالات و درجات کی ترقی شروع ہوجاتی ہی اس رفع کا زمانہ الی یوم الحشر ممتد ہوتا ہے لہذا ماضویت رفع کی بہ نسبت ماقبل کلمہ بل کے بخوبی ثابت ہے ۔ الخ اقول اتنا بھی شعور نہین کہ آیت بل رفعه الله اليه مین ذکر تحقق اوس رفع کا ہے جسکا پہلے وعدہ دیا گیا تھا بقولہ تعالی یعیسی انی متوفیك ورافعك الی الخ اور ظاہر ہے کہ وعدہ دینے کیوقت جیساکہ توفی کا تحقق نہین تھا ایسا ہی رفع موعود کا بھی نہ ہونا چاہئے وعدہ اوسی چیز کا دیا جاتا ہے کہ وہ موعود لہ کے پاس موجود نہ ہو جیساکہ توفی نہ موجود ہونے کے ساتھہ وقت وعدہ دینے کے تم ہی قائل ہو۔ کہان یہہ رفع موعود بہ اور کہان مطلق رفع درجات چہ خوش گفت است سعدی در زرادی ۔ الایا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ✦ اور جب رفع بحسب الدرجہ موعود بہ خاص مابعد الموت مراد ٹھہرا تو ماضویت رفع کی بہ نسبت ماقبل بل یعنی قتل کے کیسے ہوئی کیونکہ آپکے خانہ زاد مذہب مین تو مسیح بعد واقعہ صلیبی مرا ہی قولہ صفحہ ۴۵ تعجب ہے کہ مولف صاحب ہماری مقابلہ مین تو حضرت عیسے کے کمالات اور معجزات بڑے زور و شور سے سب کچھہ بیان کرتے ہین لیکن اس مقام مین تمام رفع درجات عیسوی کو جو وقت ولادت سے بہ تدریج تا آخر عمر اللہ تعالی نے اپنی کلام پاک مین بیان فرمائے ہین سب نسیاً منسیاً کر دئے مثلاً اذ ایدتك بروح القدس تكلم الناس فی المهد وكهلا واذ علمتك الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل واذ تخلق من الطين كهيئة الطير باذنی فتنفخ فيها فتكون طيرا باذنی وتبرئ الاكمه والابرص باذنی واذ تخرج

الموتی باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتہم بالبینات الی قولہ یہ
نہین کہ بعد وفات کے ہی رفع درجات ہوتا ہو جیسا کہ مولف کو دہوکا ہوا ہے - انتہی **اقول**
آپکی بہولی بہالی جماعت اور نرالا نبی اگر جاہل ہین تو سارا جہان جاہل نہین ابہی اوپر ثابت
ہو چکا ہے کہ رفع موعود بہ کا تحقق بر وقت ایعاد ممکن نہین کیونکہ نعمت موجودہ کا وعدہ دینا
قول بالمتضادین ہی - اب معلوم ہوا کہ بل رفعہ اللہ الیہ مین جس رفع کا تحقق مذکور
ہے وہ رفع مغایر ہی اوس رفع درجات سے جس کا ذکر آیت اذ ایدتک بروح القدس
الخ مین کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ بغیر رفع جسمی کے کوئی فرد رفع کا مغایر افراد رفع الدرجہ مذکورہ
فی الایات المسطورہ کے نہین جسکے لینے سے ماضویت بہی ملحوظ رہے پس ثابت ہوا کہ
مراد رفع سے بل رفعہ اللہ الیہ مین رفع جسمی ہے نہ رفع بحسب الدرجہ آگے رہا
انکار معجزات مذکورہ فی الآیات المسطورہ کا سو ناظرین پر روز روشن کیطرح ظاہر ہے کہ
بل رفعہ اللہ الیہ سے رفع بحسب الدرجات مراد نہ ہونے سے باقی معجزات ودرجات
مذکورہ فی الایات المسطورہ کا انکار نہین آتا بلکہ خود رفع جسمی بعد الموت بہی مستلزم ہے رفع
الدرجہ کو جیسا کہ عامر بن فہیرہ وخبیب بن عدی کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اور وہ آیات واذا
یدتک بروح القدس الخ فی نفسہا معجزات اور رفع الدرجات پر دال ہین اور سب
اہل اسلام کے مومن بہا ہی ہین بخلاف مرزا صاحب اور متبعین اونکے کیونکہ اس انکار
سے مرزا صاحب کی تالیفات مثل ازالہ اوہام اور ایام الصلح وغیرہ وغیرہ بہری ہوئی ہین -
کسی معجزہ کو مسمریزم اور کسی کو ماول بتاویل ائل الی التحریف جیسا کہ تحیی الموتی مین اور کسی سے
صاف انکار مثل المسیح بن مریم کو یوسف نجار کا بیٹا کہنا وغیرہ وغیرہ پس ثابت ہوا کہ معجزات
کے منکر آپ ہی کے نئے پیغمبر اور نرالے مفسر ہین اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ آپ اونسے الگ ہین
مگر اس مقام مین آپ سے کلمہ حق ارید بہا باطل کے طور پر اقرار بالمعجزات صادر ہو گیا ہے -
ورنہ آپ اول لنمبر ہین **قولہ** صفحہ ۲۳ آگے رہا اثر ابن عباس سو چونکہ وہ معارض ہی - کلام الہی کے
مضمون مراد سے لہذا حسب الحکم قواعد تعدیل وترجیح ادلہ کے قابل قبول نہین **اقول**
اثر ابن عباس چونکہ اسناد صحیح حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ سے شمس الہدایت مین نقل کیا گیا ہے -

اور نیز موید ہے مضمون مراد من لآیۃ یعنے بل رفعہ اللہ الیہ کو جیسا کہ ابھی ثابت ہو چکا ہی
کہ رفع موعود بہ جسکو مغائرۃ باقی رفع الدرجات سے بوجہ تحقق وجود اونکے اور نہ موجود
ہونے اوسکے بروقت ایعاد یعنی وعدہ دینی کے ضروری ہے وہ بغیر رفع جسمی کے ممکن
ہی نہین اور رفع خاص بحسب الدرجہ بعد الموت کے احتمال کو ہونا ماضویت کا بہ نسبت
ماقبل بل کے مانع ہے کیونکہ مستلزم ہے عدم تاخر رفع کو واقعہ صلیبی سے اور یہہ خلاف
ہے مذہب قادیانی کے ناظرین پر ظاہر ہوگیا ہے کہ اِس نرالے نبی اور نئے مفسر کا کوئی فقرہ
بسبب جہالت یا افترا کے قابل قبول نہین **قولہ** صفحہ ۴۶ علاوہ یہہ کہ اوسکے متن مین ہی خود
ایک قسم کا اضطراب ہے بحاسیجی **اقول** نہین بلکہ آپکی ادراک مین فساد ہے کما
سیظہر انشاءاللہ تعالی **قولہ ص ۴۶ س ۱۸** اور نیز معارض ہی خود ابن عباس
کے اوس اثر کے جو صحیح البخاری مین ہے جسمین متوفیک کے معنے ممیتک لکھے ہین **اقول** معارض
جب ہو کہ ابن عباس قائل بہ تقدیم و تاخیر متوفیک و رافعک مین نہ ہو یا کہ شواہد تقدیم و
تاخیر کے قران کریم مین بکثرت موجود نہ ہون اور یا متوفیک دال ہو تحقق وفات پر -
واذا لیس فلیس کما مر مفصلا لہذا امام ہمام بخاری باوجود علم اس اثر کے
اُسی مسیح بن مریم کے نزول کا قائل ہے بشہادت تراجم فتدبر بلکہ مع عدم معارضہ مذکورہ
اثر مذکور معاضد ہے ابن عباس کے اون آثار کو جنکو محدثین نے نزول مسیح کے بارہ
مین نقل کیا ہے اور شمس الہدایت مین مذکور ہین **قولہ ص ایضا** اور نیز مخالف ہے -
اُون احادیث صحیح بخاری کے جنمین کما قال العبد الصالح فرمایا گیا ہے جسکی
تفصیل آیندہ انشاء اللہ تعالی آویگی پس بمقابلہ ان اربعہ متناسبہ کے اثر ابن عباس کا
مولف کو کیونکر مفید ہو سکتا ہے - شعر وھذا الحق لیس بہ خفآء + فدعنی عن
سات الطریق - انتہی **اقول** اور نیز موافق ہی اُن احادیث صحیح بخاری کے
جنمین کما قال العبد الصالح فرمایا گیا ہے - کما عرفت فی بیان الاجماع
علی الرفع والنزول الجسمیین وستعرف پس باوجود ان اربعہ متعاضدہ کے استبعاد
عقلی رفع جسمی مین مولف کو کسطرح مذہب بما قال اللہ تعالی وقال الرسول صلعم کرسکے

قولہ ص ۱۴۷ اب کہان ہے فقدان محکی عنہا جس کو مستلزم وقوع کذب کا آیتہ مین آپنے فرمایا تہا والعیاذ باللہ **اقول** اب وہان ہی رہا فقدان محکی عنہا کا جو بر تقدیر تقدم رفع روحانی کے واقعہ صلیبی پر لازم تہا خلاصہ یہہ ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ سے رفع بحسب الدرجہ والعزت تو ہوی نہین سکتا کیونکہ خود مولف ابہی اقرار کرچکا ہے کہ نبی کا رفع بحسب الدرجات اوسی وقت سے شروع ہوجاتا ہے جسوقت سے کہ وہ درجات نبوت پر مشرف ہوتا ہے الخ تو بحسب اقرار اسکے رفع بحسب الدرجات چونکہ مسیح بن مریم مین دروقت وعدہ اور اطمینان فرمانے کے بقولہ تعالی یعیسی انی متوفیک ورافعک الی موجود ہے لہذا وہ رفع لینا چاہیے جو بروقت ایعاد مذکور کے موجود ہو وہ کون ہے رفع جسمی اور نیز تضاد ماقبل اور مابعد بل مین جو مقتضی ہین قصر قلب کا رفع جسمی ہی کیصورت مین متحقق ہے لہذا رفع جسمی کا مراد ہونا ضروری ہے اور حسب ماضویت رفع کے بہ نسبت قتل کے آپکو مسلم ہے تو رفع روحانی کا واقعہ قتل سے پہلے ہونا آیتہ کا مفاد ٹہرا اور ظاہر ہے کہ کوئی بشر اسکا قائل نہین تو محکی عنہ کے انتفا مین آپکو کیا کلام ہے سال کے بعد ایکے امام ہمام کا مع اپنی ساری ذریت کے یہہ جواب دینا کہ بشہادت تیسوین آیت کتاب استثناء کے مقتول صلیبی ملعون ہوتا ہے پس تضاد درصورت رفع روحانی کے ہی متحقق ہے) طالب العلمون نے ہی ہباءً منثورًا کیطرح اڑا دیا کیونکہ وہ آیت مجرم کے بارہ مین ہے جس کا صریح ذکر بائیسوین آیت ہین موجود ہے اور مسیح گو کہ بحسب زعم یہود مجرم تہا مگر تضاد کا تحقق چونکہ درعلم متکلم بکلام قصری ہی ہونا چاہیئے لیتصور عکس مایزعم المخاطب اور مانحن فیہ مین وہ کون ہی حق سبحانہ وتعالی کیونکہ وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ سے تردید فرمارہا ہے یہود کے اوس قول کی جو پہلے مذکور ہوچکا ہے یعنے انا قتلنا المسیح الخ اور خدائے عزوجل کے ہان چونکہ مسیح مجرم نہین لہذا تضاد ہی فی علم الباری متحقق ہوا الحاصل بر تقدیر ارادہ رفع روحانی کے بل رفعہ اللہ الیہ سے تحقق رفع روحانی کا یا تو قبل از واقعہ صلیبی ہوگا یا عین صلیب پر یا بعد اوسکے پہلے شق کا قائل چونکہ کوئی بشر اہل اسلام وغیرہ سے نہین تو ظاہر ہے ۔

کہ حکایت بل رفعہ اللہ الیہ کا محکی عنہ مفقود اور معدوم ہوا دوسرے شق کے آپ قائل نہین ہی
تیسرے شق کو جسکے نئے نبی یعنے مرزا صاحب بعہ نزالے مفسرین امروہی وغیرہ کے قائل
ہین یعنے وفات مسیح بعداز واقعہ صلیب وہی تضاد کا مسئلہ اور محاورہ قرانیہ یعنے
ماضویت رفع کی بہ نسبت قتل کے جو آپکو بھی مسلم ہے اڑا دیتے ہین جیساکہ رفع درجات
خاص بعد الموت کو بھی بعد ملاحظہ اس تقریر کے ناظرین برائی خدا ذرہ امروہی سے دریافت
فرماوین کہ اوسنے فقدان محکی عنہ کا کب جواب دیا جواب تو بجاے خود رہا پہلے یہہ تو
بتا دے کہ اوسنے اس شق کو کب لیا ہے اور اوسکے مسلک (یعنے تحقق وفات بعداز
واقعہ صلیب) کو کیا تعلق ہے فقدان محکی عنہ سے بعد اس دریافت فرمانے کے ناظرین
پر واضح ہوگا بلکہ ہوگیا ہے کہ فقط بھولی بہالی جماعت کے خوش کرنے کے لئے اور روپیہ ہضم
کرنے کو ایسے ٹر مار دیتا ہے جو نہ زمین پر نہ آسمان پر ہوتی ہین ہان چند حمقاء اردو خوان
صرف ایات و احادیث لکھے ہوئے دیکھکر جنکو کوئی ربط مقام سے نہین ہوتا آفرین آفرین
کہدیتے ہین ناظرین انکی کوئی تحریر قابل توجہ اہل علم و اہل تحقیق کے نہین کیونکہ وہ خود ہی اپنے
بطلان اور مولف کی جہالت پر شہادت دیتے ہے مگر بوجہ اصرار بعضے احباب کے
امروہی کی کتاب کے جواب لکھنی پر تضییع اوقات کی جا رہی ہے **قولہ** صفحہ ۱۴ پس مولف نے
اس حاشیہ مین جسقدر بناء فاسد علی الفاسد کیا تہا اوسکا سب تار و پود اکھڑ گیا جاء
الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا - اور جبکہ آیت مذکورہ
سے منصوبہ یہود کا باطل ہوا اور رفع جسمی مسیح ہی ہباءً منثوراً ہوگیا پس آیت متوفیک
اور فلما توفیتنی بلا تقدیم و تاخیر جو ایک قسم کی تحریف ہے اپنے اوسی اصلی معنے
پر بحال رہے جو حضرت ابن عباس سے صحیح بخاری مین مروی ہوئے ہین اور جو رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسی صحیح بخاری مین حدیث کما قال العبد الصالح کے سیاق
مین مروی ہین الحمد للہ مخالفین کی تحریف سے کلام محفوظ و مصئون رہا صدق اللہ تعالے
انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون پس ہماری طرف سے جو اشتہار ایک
ہزار روپیہ کا مدت دس سال سے اس بارہ مین شائع ہو رہا تہا کہ جو کوئی مخالف

معنی توفاہ اللہ کے سوا قبض اللہ روحہ کے کتاب و سنت محاورہ عرب اور امثال عرب
سے نکال دیوے سو اب تک تمام مخالفین اس کارروای مین ناکام اور عاجز ہین۔
والحمد للہ انتہی **اقول** ناظرین کو واضح ہو چکا ہے کہ ہمنے بل رفعہ اللہ الیہ سے
قطعی طور پر رفع جسمی ثابت کر دیا ہے اور احتمال رفع روحانی کا ہبآء منثورًا کی طرح ہو گیا۔
جیساکہ اوپر ذکر کیا گیا اور اسکے بے ربط مضامین سخیفہ کی قلعی کہل گئی رہا تقدیم و تاخیر
اور حدیث کما قال العبد الصالح اور معنی توفی کے سو وہ بہی عنقریب آوینگے
اور اشتہار بازی جو نئی پیغمبر نے مع اتباع کے طرز جدید عوام کے دہوکا دینے اور سونے
کی مچہلی پہانسنے کے لئے دام تزویر بنا رکہا ہے بہلا اہل عقل و دیانت کب اس دہوکے
مین آتی ہین الحمد للہ کہ سینکڑون پہنسے ہوئی بہی تائب ہو گئے اور ہو وینگے اس مقام
مین بہی ذکر تقدیم تاخیر جو ابن عباس سے مروی ہے اور امروہی صاحب اوسکو تحریف
تصور کرتے ہین مختصر طور پر ضروری ہے ناظرین پر واضح ہو کہ (متوفیک و رافعک)
کے متعلق مرزا صاحب مع اتباعہ کے واہی اعتراض کا خلاصہ یہہ ہے کہ متوفیک لفظ جو
پہلے ہی اسکا معنے پیچہے کیون لیا جاتا ہے کہین اس تاخیر کو تحریف یہود بتلایا ہے کہین فعل
شیطانی کہا ہے جب ابن عباس رضی اللہ عنہ جیسے صحابی جلیل القدر ان دہن دریدون سے نہیں
بچے تو پہر اور کسی کو شکایت کرنے کا منصب کیا ہے دیکہو شمس بازغہ متعلق روانہ لعلم للساعۃ
کے **جواب** ناظرین کتب اصول و معانی کو ملاحظہ فرمائیے کہ واو کا حرف ترتیب کے
لئے نہین ہوتا یعنے یہہ ضرور نہین کہ جو پہلے ذکر کیا جاوے واقع مین اوسکا موجود ہونا بہی
پہلے ہی ضرور ہو دیکہو اقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین پہلے نماز
کا ذکر ہے بعد اسکے دفع شرک کا تو بقول مرزا صاحب چاہئے کہ نماز پہلے ادا کرے اور
اوسکے بعد شرک چہوڑے اگر پہلے شرک چہوڑیگا تو حسب اجتہاد مرزا صاحب قران
کے برخلاف ہو گا دوسری آیت اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ جس شخص مالدار پر سال
گذر چکا ہو تو بحسب قول مرزا صاحب اگر پہلے نماز کے زکوۃ دیوے تو مخالف قرآن ہو گا
جسکا کوئی قائل نہین تیسری آیت (رب موسی وھارون) اور دوسری جگہ (رب

ھارون وموسی) فرمایا گیا یہہ جادوگرون کے مقولہ کا بیان ہے اور ظاہر ہے کہ اونہون
نے ایک طور پر کہا ہوگا یا تو پہلے موسی اور بعد اسکے ہارون یا بالعکس بحسب قول مرزا صاحب
ضروری کہ ایک آیت کو ان دونون مین سے کاذب ٹھہرایا جاوے والعیاذ باللہ علاوہ اسکے
کئی ایک مقام پر پہلے انبیاؤن کا ذکر پیچھے ہوا ہے اور پچھلیون کا پہلے چنانچہ کذلک یوحی
الیک والی الذین من قبلک اللہ ان آیات سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ قادیانی کا زعم بالکل
غلط اور دہوکہابازی ہے تو جب واو کا ترتیب کے لئے ہونا ضروری نہ ٹھہرا بلکہ محض جمعیت
یعنے دو امرونکی متحقق ہونے پر دلالت کرتی ہی تو متوفیک کے معنے رافعک سے پیچھے موجود ہونے
مین کونسی قباحت اور تحریف ہوگی اس تقریر ہماری کے مطابق معنی آیت کا یہہ ہوگا کہ اے عیسی
مین ہی تجہہ سے یہہ سب معاملات قیامت تک کرونگا رہا یہہ کہ پہلے کون ہوگا اور پیچھے کون
اسکا ذکر نہین اسکو دوسری آیت نے بیان کردیا کہ رفع ہوچکا ہے اور توفی آیندہ ہوگی رہا یہہ
سوال کہ کلام خدا عزوجل کا نہایت فصیح وبلیغ ہے اسکا کیا سبب ہے کہ متوفی کو پہلے لائے ہین
آخر بلاوجہ تو نہین جواب وجہ اسکی یہہ ہے کہ حضرت مسیح کو بتقاضاء بشریت یہود سے ہروقت
خوف رہتا تھا انکے تسلے کے لئے اس لفظ کو پہلے ذکر فرمایا یعنے اے عیسے مین ہی تجہے موت
طبعی سے مارونگا یہہ نہ ہوگا کہ تیرے دشمن تجہے کچہہ تکلیف پونچا سکین محاورہ ہے کہ تسلی بخش
کلام پہلے بولا جاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلعم کی تسلی کے لئے عفی اللہ عنک پہلے لاکر لم اذنت
لہم کو پیچھے فرمایا **قولہ ص ۲۴۸** اصل کتاب مین بل کی نسبت جو آپ نے قواعد نحویہ کو بیان
فرمایا اُنہین قواعد سے مقتضائی بل نے اس رفع مسیح کے مسئلہ کی تمام کجیون اور ہبون
کو سیدہا کردیا **اقول** سب پر روز روشن کیطرح واضح ہوچکا ہے کہ آپ نے بل
رفعہ اللہ الیہ سے رفع روحانی لینے مین سال بہر ہاتہہ پاؤن مارنے کے بعد تحقق
تضاد کے لئے تیسوین آیت کو کورانہ ہاتہہ مارا اور منع استلزام رفع جسمی لرفع الدرجہ
کے لئے کافرجبلی کو مادہ نقض ٹھہرایا جس پر ایسا غوجی خوان طالب علم نے بہی قہقہے اڑائے
مجہے اس موقعہ پر ایک طالبعلم کی بات یاد آئی انسان اور حمار کے درمیان نسبت تباین
جو ایک مشہور بات ہے اسپر اوسنے اعتراض کیا کہ انسان اور حمار کے درمیان نسبت

عموم وخصوص من وجہ کی ہے مادہ اجتماع کا یہہ ہے جبکہ زید گدہے پر سوار ہو آپکا
نرا المنطق ہی اوسی طالب العلم کی منطق کیطرح موج زن ہے سبحان اللہ پہاڑ کے اوپر
کافر کی بالا دادہ حرکت وسکون کجا اور ملائکہ کا اوٹہا کر لیجانا آسمان پر جو رفعہ اللہ الیہ کے
مدلول کی کیفیت ہے) یہہ کہان **بیت** بہت شور سنتے تہے پہلو مین دلکا۔جو چیرا
تو اک قطرۂ خون نہ نکلا + حضرت مرزا کی جماعت کو نہ بلکہ تمام ہندوستان کو بدنام کردیا
مگر سچ کہا ہے **شعر** ہر چہ برآدمی رسد ز زبان + ہمہ از آفت زبان باشد + اگر
متبحرین علماء کے حقمین ہرزہ سرائے نہ کرتے تو اتنی رسوائی کیون اوٹہلتے اس سالانہ
کارروائی کا تار وپود اکہڑ گیا۔جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان
زھوقا **قولہ ص ۴۸** اور بیشک حضرت مسیح جو صلیب پر چڑہائی گئی تہی۔ اللہ تعالے
نے اونکو قتل بالصلیب سے نجات دی **اقول** آپ اور آپکے پیغمبر مسیح کو صلیب پر چڑہاتے
ہین اور اللہ تعالی وماصلبوہ فرماتا ہے ذرا آنکھ کہول کر آیت واذ کففت بنی
اسرائیل عنك کو اور ایسا ہی وقولھم انا قتلنا المسیح الی اخرھا کو ملاحظہ فرماوین
اب تو روپیہ ہضم کرنیکے لئے یا صرف اتنی ہی لیاقت علمی کی بنا پر جو کچھ جی مین آتا ہے
لکہی جاتے ہو اور کم علمون اردو خوانون کو زہریلی مضامین سے جو بالکل کتاب وسنت
اور رائی سلف صالحین اور غرض قائل سے ادر علوم آلیہ کے برخلاف ہین ہلاک
کرتے ہو مگر حشر کو کیا جواب دوگے **شعر** بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت +
کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور + **قولہ** بعد سیر وسیاحت کے کشمیر خاص سری نگر مین دفن
کئے گئے دیکہو راز حقیقت اور ایام الصلح انتہی **اقول** ارے بندے خدا کے ایام الصلح
کا مولف یعنے مرزا صاحب تو خود ہی مدفن مسیح مین مذبذب ہے کسی کتاب مین بیت
المقدس اور کسی مین سری نگر لکہتا ہی دیکہو ازالہ اوہام ص ۴۷۳ مین مسیح اپنے وطن گلیل
مین جا کر فوت ہوگیا اور ادہر ایام الصلح مین لکہتا ہے کہ کشمیر خاص سری نگر مین فوت ہوا
اور ہر ایک کتاب کے الہامی ہونے کا مدعی ہے پہر کیا کیا جیئے کئے گئے ہین مخلصی عزیز
جیو سوداگر کشمیری جو ایک بڑا نامی اور نہایت متدین آدمی ہے اوسکا بیان۔کشمیر مین

مرزا صاحب کے بہیجے ہوئے گئے آدمی ایک مزار متبرک کے مجاورین کو روپیہ کا طمع دیکر
دستخط کروانا چاہتے تہے کہ ہم ابا عن جد سنتے ہین کہ یہہ مزار عیسے علیہ السلام کا
ہے مگر مجاورون نے جہوٹہہ بولنا گوارا نہ کیا بلکہ اونکو بیعزت کرکے نکالا جب مولف
راز حقیقت اور ایام الصلح کا ایسے حیلہ سازی پر ہو تو بغیر راز شرارت کے اوس سے
کیا ظاہر ہوگا اور اوسکے ایام ایام الشر کیون نہ کہلاینگے آپ لوگون کی حدیث دانی کہان
گئی کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لسان وحی ترجمان سے نہین فرمایا قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور
انبیاءھم مساجد کہ یہود اور نصاری کو اللہ تعالی لعنت کرے کہ اونہون نے
اپنی انبیاؤن کے قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے جب تم وفات مسیح اور پہر سری نگر مین
اوسکے مدفون ہونے کے قائل ہو تو بحسب بحدیث مذکور چاہئے تہا کہ یوز آسف کا
مزار مسجود نصاری ہو ورنہ آپکے پاک فرمان کا کذب العیاذ باللہ لازم آویگا اور
ظاہر ہے کہ آج تک کسی نصرانی وغیرہ کو اس نرالی مزار کا علم ہی نہین **قولہ ص ۴۸**
اس صفحہ کے بیسوین سطر سے لیکر صفحہ ۶۱ تک مولف شمس کاسفہ نے فائدہ جلیلہ کے
ایک جملہ کو بہی نہین توڑا صرف تفریعات اور انشاجات نرالے بیان کئے یا متعلق بعضے
آیات کے تفسیر لکہنے مین کمال دکہلایا جن پر لسان الوقت یہہ شعر پڑہ رہا ہے
هذی شکوك من غشاوة لیلها + تصلی القلوب الی الطریق
الاعوج **قولہ ص ۴۸** فائدہ جلیلہ بمقابلہ فائدہ ذلیلہ **اقول** فائدہ ذلیلہ کہنے کا
آپکو جب استحقاق تہا کہ اوسکے کسی ایک جملہ کو بہی توڑتے ایسا ہی (بمقابلہ) کہنا
اوسوقت درست ہوتا کہ بالمقابل کوئی قواعد بیان فرماتے بغیر ان دونون صورتون کے
ذلیل کہنا دلیل ہے اپنی ذلت اور رسوائی پر **قولہ** کما قال تعالی فی سیاق
الآیۃ ما قتلوہ وما صلبوہ پس قران مجید سے ہی ثابت ہوا کہ یہود حضرت عیسی
کے قتل بالصلیب کے قائل تہی ورنہ کلمہ ماصلبوہ بالکل حشو و لغو ہوا جاتا ہے **اقول**
قران مجید سے ہی ثابت ہوا کہ فرقہ مرزائیہ بہی یہود کیطرح کاذب اور دہوکے مین ہین

کیونکہ جسطرح قرآن مجید ماقتلوہ سے قتل کی نفی فرمارہا ہے ایسا ہی ماصلبوہ سے صلیب
پر چڑہانے کو بہی خلاف واقعہ ٹہرارہا ہے اور واضح ہو کہ صلب ماخوذ ہے صلیب سے
کمافی مجمع البحار ولسان العرب جسکا معنے خون اور چربی کا ہے اور سولی پر
چڑہانے اور چار میخ کرنے سے بہی چونکہ خون اور چربی بہتی ہے لہذا اوس شخص کو
جو سولی پر چڑہایا جاوے) مصلوب کہا جاتا ہے اور یہہ نہین کہ مصلوب کا اطلاق
قبل از مقتولیت نہین ہو سکتا - ہان سولی پر چڑہانا بہی چونکہ منجملہ اسباب قتل کے
ہے اس وجہ سے صلب کا اطلاق مسبب یعنے قتل پر بہی مجاز مرسل کے طور پر ہوسکتا ہے
چنانچہ لسان العرب مین ہے الصلب القتلۃ المعروفۃ الخ اور آیت مین
چونکہ قتل صلیبی کی نفی پہلے وماقتلوہ سے ہو چکی ہے لہذا وماصلبوہ سے معنے قتل کا
مجازی طور پر نہین لے سکتے ورنہ کلام الٰہی لغو ہوا جاتا ہے الغرض اگر کل تعریفات
ص ل ب پر نظر ڈالی جاوے اور ایسا ہی صلب کے ماخذ یعنے صلیب کو جو
بمعنی چربی یا بمعنی سولی کے ہے ملحوظ رکہا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ صلب کا
معنے سولی پر چڑہانا اور چار میخ کرنا ہے اور مرزا صاحب خود بہی ازالہ مین مسیح پر باوجود
زندہ اُتار لیا جانے کے اطلاق مصلوب کا کرتے ہین کما سیجیٔ **قولہ** اسکے علاوہ مولف
خود حسب قول یہود قتل بالصلیب کا قائل ہے **اقول** معاذ اللہ دروغ گویم بروی
تو کا معاملہ کیا شروع کر دیا ہمارا عقیدہ وہی ہے جسکے سب اہل اسلام قائل ہین یعنے مسیح
علے نبینا وعلیہ السلام نہ مقتول ہوئے اور نہ صلیب پر دئیے گئے اصلاح بجای عبارت
مذکور مکے یون کہو (اس کے علاوہ مولف خود قتل بالصلیب کو یہود کا مزعوم مانتا ہی
ٹہراتا ہے **قولہ** پس اگر ماتحن فیہ مین ایک ذرہ بہر بہی غور کرتا تو مقصود ہمارا مندرجہ
آیت اُسکے پاس موجود تہا اور مقتضائی کلمہ بل جسکو مولف نے بقواعد نحویہ ثابت کیا ہی
اُس سے ہمارا ہی مطلب ثابت ہوتا ہے لا غیر - ولنعم ماقیل قد یحل الرائ المطلق
والسبب المطلوب فی الراحل - **اقول** دعویٰ بے دلیل گوز شتر سے زیادہ
وقعت نہین رکہتا کوئی اہل تحقیق لیسا نہ ہوگا جو آپکے لاف آمودہ تقریرات پر جو ...

نہ تہو کے آپکو چاہیئے تہا کہ رفع روحانی کی تقدیر کے شقوق ثلثہ پر جو جو استحالات
وارد کیئے گئے ہین اونکا دفعیہ کرنے کے بعد فرماتے کہ (اُس سے ہمارا ہی مطلب
ثابت ہوتا ہے) ایسا ہی رفع روحانی اور مقتولیت مین مادہ افتراق کو ثابت فرماکر
بعدازان لاغیر کہتے اصلاح (مندرجہ آیت) لفظ مندرجہ مین تانیث کیسے موصوف اوسکا
تو مذکر ہے یعنے (مقصود) پس بجائے (مندرجہ) کے مندرج چاہیئے شعر کفی
حزنا بانك مقيم ببلدة + والمعنی بأخری مالك اليه وصول +

قولہ پس مقصود یہود کا قتل بالصلیب سے حضرت عیسے کی ملعونیت ثابت کرنی ہے
لاغیر پس جسطرح پر نفی علت سے نفی معلول کی جاتی ہے اسیطرح پر حضرت عیسے کی
ملعونیت کو جو معلول قتل بالصلیب کی ہے نفی علت کر کر جو قتل بالصلیب ہے نفی فرمایا

اقول بائیسوین اور تیسوین ہر دو آیت سے جو پہلے ہم کتاب استبشار سے نقل کر چکے
ہین روز روشن کیطرح ظاہر ہو چکا ہے کہ جس شخص سے جرم صادر ہوا اور وہ شخص بذریعہ
صلیب قتل کیا جاوے خدا کے ہان ملعون ہوتا ہے بنابران قتل صلیبی مجرم کی ملعونیت
کے لئے علت ٹہر گی نہ غیر مجرم کی بلکہ وہ شہادت کیطرح موجب رفع درجات عنداللہ
ہوگی اس مضمون سے صاف ثابت ہوا کہ اپکا یہہ زعم (پس جسطرح پر نفی علت سے
نفی معلول الخ) بالکل خلاف واقع اور یہود کی رنگت سے رنگین ہے خدارا قران کریم کی
تفسیر ایسے بیہودہ زعمات پر مبنی نہ کرین خدا کے بندے اگر اللہ تعالے کو نفی علت
کیطور پر نفی معلول کرنے منظور ہوتی تو ماقتلوہ وما صلبوہ سے ہرگز ہرگز مضمون بالا
ادا نہین ہوسکتا بلکہ نظم مذکور علاوہ نہ ادا کرنے معنی مراد کے موہم ہو جاتی ہے مضمون
غیر مراد کیطرف یعنے غیر مجرم کی قتل اور صلب کو علت لعن ٹہرانا بلکہ اوس تقدیر پر یون فرمانا
ضروری تہا وما کان عیسے مجرما حتی یکون قتلہ بالصلیب سببا
للعنہ) او ما یؤدی معناہ اب سنیئے حق سبحانہ وتعالی کو چونکہ رفع اختلاف بین الیہود
والنصاری بل بینہم والمسلمین منظور تہا تو اوس اختلاف کا اصل واقع کے بیان کے ضمن مین
رفع فرمایا ماقتلوہ یعنی یہود نے مسیح کو قتل نہین کیا یہہ کہنا اونکا کہ انا قتلنا المسیح عیسے

بن مریم رسول اللہ ہمنے قتل کرڈالا مسیح کو خلاف واقع ہے رہا یہہ احتمال
کہ صلیب پر چڑہایا گیا ہو بغیر قتل کے جیساکہ قادیانی اور اوسکی ذریت کا عقیدہ ہے۔ تو
اس احتمال کی تردید فرمائی وما صلبوہ اور نہ سولی دیا اوسکو) معلوم ہو کہ جسطرح ماقتلوہ
مستقل طور پر یہود کے اس زعم کی تردید وتکذیب ہے کہ ہمنے مسیح کو قتل کیا۔ اسیطرح
ماصلبوہ بہی بالاستقلال مکذب ہے۔ یہود کے اس زعم کا کہ مصلوب یعنی سولی دیا گیا
وہ مسیح ہی تہا الحاصل اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ مقتول ومصلوب مسیح نہ تہا اب بالطبع یہہ
وہم پیدا ہوا کہ یہود ونصاری کا چشم دید بیان ہے کہ ایک شخص سولی پر دیا گیا اور اُسی
صدمہ سے مر بہی گیا جسکو وہ دونون اپنے زعم مین مسیح خیال کرتے تہے وہ شخص اگر
مسیح نہین تو کون تہا اس وہم کے دفع کے لئے اللہ جلشانہ فرماتا ہے ولکن شبہ
لهم لیکن وہ مقتول ومصلوب مسیح کا ہمشکل بنایا گیا اونکے سامنے ف سوق آیتہ سے
یہہ معلوم ہو گیا۔ کہ نفس قتل اور صلب مین کلام نہین نہ تو یہود کی آرزو مسیح کے بغیر کسی اور
شخص کے قتل کرنے کی تہی اور نہ اللہ جل شانہ نفس قتل اور صلب کی نفی فرماتا ہے بلکہ جو امر
کہ یہود کی نظر کا نشانہ تہا یعنے مسیح کی قتل اوسی امر کی تردید اللہ جلشانہ نے فرمائے آیتہ سے
شاہد اسکا یہہ ہے کہ یہود نے اپنے مقولہ انا قتلنا المسیح عیسے بن مریم رسول اللہ مین
مقتول کا بیان بڑی اہتمام اور تکرار سے کیا یعنے مسیح اور عیسے اور رسول اللہ جس سے
مطلب اونکا یہہ تہا کہ لوجی ہماری مراد پوری ہو گئی جسکے اتمام اور پورا کرنیکے لئے چار چیزونکا
ہونا ضروری تہا ایک علت فاعلیہ یعنے یہود دوسری علت مادیہ یعنے مسیح تیسری علت
صوریہ یعنے ہیئت حاصلہ عند القتل چوتہی علت غائیہ جو باعثہ علی القتل تہی وہ کیا اظہار
اس امر کا کہ مسیح اپنی نبوت کے دعوی مین کاذب تہا والا بذریعہ صلیب مقتول نہ ہوتا۔
کیونکہ مقتول بذریعہ صلیب عند اللہ ملعون ہوتا ہے حق سبحانہ وتعالی کی تردید کا محل بہی
وہی ہوگا جو یہود کے ہان مہتم بالشان تہا لہذا وماقتلوہ وماصلبوہ بضمیر منصوب متصل فرمایا
نہ صرف وماقتلوا وماصلبوا یعنے مسیح کو تو اونہون نے نہ قتل کیا اور نہ سولی دیا یہہ اونکی غلط بیانی
ہے کہ انا قتلنا المسیح کہتے ہین الخ اسلئے حق سبحانہ وتعالی نے یہود کی سلک جرائم ہین دقولهم

انا قتلنا اگر فی الواقع مسیح مقتول بذریعہ صلیب ہوتا یا صرف سولی پر ہی دیا جاتا تو بیان
سلک جرائم یہود کے یون چاہی تہا وقتلہم یا وصلبہم المسیح الخ کیونکہ غلط بیانی سے
اید اہماری جرم ہے تو بمقتضائے مقام اس جرم کا ذکر ضروری تہا باقی تفسیر متعلق آیات آیندہ
کے عنقریب آیگی ناظرین انصاف فرماوین کہ قرآن کریم کا مُحرّف کون ہے **قولہ** ص ۵۱ س
چونکہ ہمنے یہہ التزام کیا ہے کہ مہما امکن مولف ہی کی عبارت اور اوسکے مسلمات سے اسکا
تعاقب کر کر رد کرتے ہین اور اکثر بالمعارضہ جواب دیتے ہین اور اُسی کی عبارت کا رنگ
ہماری عبارت مین کلون الماء فی الاناء ہوجاتا ہے **اقول** اس التزام کی وجہ
گو کہ امروہی صاحب ماری شرم کے بیان نہین فرماتے مگر تاڑنے والے تو تاڑ گئے ہین جس
وجہ کا ثبوت بہی ہمکو اونکے مصاحبون سے حلفی بیان کے ساتہہ پہنچ چکا ہے وجہ یہہ ہے
کہ امروہی صاحب نے کلمہ طیبہ کے سوال اور ایسا ہی فائدہ جلیلہ اور رفع الیہ کی تشریح مین
چونکہ شمس الہدایت کی عبارت سمجہنے کی قدرت نہین پائی لہذا طوطی کیطرح وہی الفاظ
بعینہا انکے جاری ہین ۔ کلمہ طیبہ کی بحث مین تو صاف طور پر انکی اپنے کلام سے ثابت
ہوچکا ہے کہ مطلب کلام کو نہین پونچے **قولہ** خواہ مولف کی عبارات اور الفاظ بے محاورہ
اور غیر لائق ہی ہون ہم بہی وہی الفاظ وعبارات نقل کر دیتے ہین تاکہ طریق معارضہ
بالقلب سے جو جواب دندان شکن ہوتا ہے مولف پر حجت ہو جاوے **اقول** امروہی
صاحب کے الفاظ و عبارات بے محاورہ بلکہ دالہ بر معنی غیر مراد جنکی اصلاح اس کتاب مین
کیجاتی ہے پبلک پر ظاہر ہو گئی ہین اور ہوتے جائینگے آپکی مضامین کی غلطی اسقدر تہوڑی
نہین کہ ہمکو ایک جگہ بہی دم لینے دی تاکہ ہم آپکی عبارات کی اصلاح کرتے چلین خود غلط املا
غلط انشا غلط) کا معلہ ہے جواب دندان شکن تو بجای خود رہا ابہی تک تو دندان لگن
ہی عطا نہین فرمایا اور یاد رکہو کہ ہرگز نہ دی سکو گے **قولہ** ص ۵۱ چنانچہ اس جگہ پر ناظرین
ملاحظہ فرماوین کہ لفظ متکلم بلیغ کا شان مین اللہ تعالی کے کیسا ایک لفظ رکیک اور گستاخانہ
ہی علی ہذا القیاس اکثر عبارات بالکل بے محاورہ اور قواعد زبان اردو کے محض خلاف
ہین ہم کہان تک اوسکی اصلاح کرتے کتاب وسنت مین اللہ تعالی کے لئے متکلم بلیغ اطلاق

معاملہ

کہین نہین آیا وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون **اقول** امروہی صاحب ذرا یہہ تو فرمائون۔ کہ آپنے جو واجب الوجود لذاتہ کا اطلاق اپنی کتاب شمس بازغہ کے صفحہ ۲۴ سطر گیارہوین مین کیا ہے ایسا ہی اوسی کتاب کا صفحہ ۲۳ سطر ۱۶ ملاحظ ہو آپ ملحد کیون بن گئی کہین کتاب وسنت مین اسکا پتہ تبلاوین پہر معروض ہے کہ اگر متکلم بلیغ کے اطلاق سے انسان ملحد ہوا جاتا ہے تو آپنے اسی صفحہ ۱۵ کی پہلی سطر مین کیون دانستہ الحاد اختیار کیا آپکا یہہ کہنا کہ نقل کفر کفر نباشد اسجگہ مفید نہین ہو سکتا کیونکہ آپ مجیب ہین اور بعنوان عبارت مذکورہ جواب دی رہی ہین اسکو محض نقل نہین کہہ سکتے تیسری بارہ عرض کرتا ہون کہ اسماء الہیہ کا توقیفی یا غیر توقیفی ہونا ایک مسئلہ مختلف فیھا بین المسلمین چلا آتا ہی یعنی دونون فریق اسلام سے خارج نہین تو پہر آپنے بے موقعہ آیت مذکورہ مسلمانون کو ملحد بنانے کے لئے کیون پڑہ دی کیا آپکے عندیہ مین غیر توقیفی کے قائین سب ملحد ہین چوتہی دفعہ مکلف ہون کہ آپ اسماء حسنی کو انہین نودنہ نام مین منحصر سمجہتے ہین یہہ آپکا زعم غلط ہے حدیث صحیح جو بروایت عبد اللہ بن مسعود مسند امام احمد مین مذکور ہے جسمین اسئالك بکل اسم ھولك سمیت بہ نفسك وانزلتہ فی کتابك اوعلمتہ احدا من خلقك اواستاثرت بہ فی علم الغیب عندك الخ موجود ہے ملاحظ ہو ترمذی کی شرح احوذی پر ہی نظر ڈالین اور نہ سہی تو شرح مواقف عبارت مسطورہ ذیل پر نظر ڈالی ہوتی لو انما قال فی المشھور اذ قد ورد التوقیف فیھا پانچوین مرتبہ معروض ہے کہ آیتہ کے معنے مین ابن عباس رضہ فرماتے ہین یلحدون فی اسمائہ اشتقوا اللات من اللہ والعزی من العزیز تفسیر ابن کثیر وجلالین وغیرہ تفاسیر معتبرہ ملاحظ ہون چہٹی دفعہ معروض ہے کہ متکلم کے لفظ کا جواز اطلاق سید محقق شرح مواقف کے حاشیہ پر لکہتے ہین او شاع فی عبارات العلماء المرید المتکلم الموجود الذات الخ یہہ جواز ہی مبنی ہے عدم انحصار فی تسعۃ و تسعین پر **قولہ ص ۵۱** اب اصل کلام کی طرف رجوع کیجاتی ہے کہ اولا فرمایا

کہ وما قتلوہ وما صلبوہ اب سامع کو یہہ وہم پیدا ہوا کہ حضرت عیسٰے باتفاق فریقین یہود
ونصاریٰ کے صلیب پر تو چڑہای گئی تہی پہر ماصلبوہ کہنا کیونکر درست ہوا کیونکہ صلیب
پر چڑہایا جانا اُن کا ایک ایسا تاریخی واقعہ ہی یہہ تاویل کی کہ حضرت عیسے کی شبیہ گانہ تہو
صلیب پر چڑہائی گئی تہی نہ حضرت عیسے چونکہ قران مجید رفع اختلاف بین الیہود و
النصاریٰ وبنیر بنا بر رفع نزاعات واقعہ بین المسلمین الی یوم القیامہ نازل ہوا ہے لہذا
اس اختلاف کو بہی کلام الٰہی نے خود ہی رفع فرمایا و لکن شبہ لھم ظاہر ہے کہ حرف
لکن واسطے استدراک کے آتا ہے یعنے واسطے دفع کرنے اس وہم کے جو کلام سابق سے
سامع کو پیدا ہوتا ہے قاموس مین لکہا ہے و لکن ساکنۃ النون ضربان مخففۃ
من الثقیلۃ وھی حرف ابتداء لا یعمل خلافا للاخفش و یونس فان
ولیھا کلام فھی حرف ابتدا لمجرد افادۃ الاستدراک ولیست عاطفۃ
اب ہم دریافت کرتے ہین کہ کلام سابق سے کیا وہم پیدا ہوا جسکو لاکن کے ساتہہ
دفع کیا گیا جب ہم کلام سابق پر نظر کرتے ہین تو کوی اور وہم پیدا ہی نہین ہوتا -
بجز اسکے کہ حضرت عیسٰے سولی سے ضرور قتل کئے گئے تہے کیونکہ یہود و نصاریٰ ابتدار
سے لیکر آج تک اسی امر پر متفق ہین کہ حضرت عیسٰے سولی پر قتل کئے گئے اب اس وہم
کے دفع کے واسطے جو کلام سابق ماقتلوہ وماصلبوہ سے پیدا ہوا بحرف استدراک
لاکن کے دفع کیا گیا **اقول** (اس وہم کے دفع کیواسطے) بولکر پہر (بحرف استدراک
لاکن کے دفع کیا گیا) کہنا کیسے فصاحت ہے سبحان اللہ اصلاح اب اس وہم کو جو کلام
سابق ماقتلوہ وماصلبوہ سے پیدا ہوا بحرف استدراک لاکن کے دفع کیا گیا - **قولہ**
کہ ہان حضرت عیسے صلیب پر چڑہای گئی تہی اور یہہ صلیب پر چڑہایا جانا مشابہ قتل
بالصلیب کے ہے اسی واسطے بحرف لکن فرمایا گیا - یعنے ولکن حضرت عیسٰے مشابہ یا مشبہ
مقتول بالصلیب یہود کے لئے کئے گئے **اقول** ناظرین کو معلوم ہو کہ یہہ نئی تفسیر بالکل
تحریف اور غلط اور مخالف ہے آیات قرانیہ سے اول تو ان جہلانے صلیب پر چڑہانا
حضرت عیسٰے کا مسلم رکہا باوجود اسکے کہ اللہ جلشانہ مستقل طور پر وماصلبوہ فرماتا ہے

مرزا صاحب کی اس تفسیر بالرای [illegible]

یعنے مسیح کو صلیب پر یہود نے نہین چڑہایا دوسرا اگر مسیح کو یہود نے صلیب پر چڑہایا۔
تو اللہ تعالی پہلے سلک جرائم یہود کے بیانین کما قال فبما نقضہم میثاقہم بکفرہم بایات اللہ
وقتلہم الانبیاء بغیر حق وقولہم قلوبنا غلف الخ وبکفرہم وقولہم علی مریم
بہتانا عظیما وقولہم انا قتلنا المسیح الخ صرف وقولہم فرماکر غلط بیانی ہی کو منجملہ جرائم
شمار کرتا ہے مقتضی مقام کا یہہ تہا کہ اونکی ایذا رسانی کو بہی ضروری ذکر کیا جاتا یعنے و
صلبہم المسیح) تاکہ یہود کے مردود و ملعون ہونیکے اسباب کا سلسلہ نا مکمل نہ رہتا۔ اور
سبب قوی واجب الذکر کو ترک کرنا خلاف بلاغت ہے تیسرا صلیبی اعتقاد صرف
وما صلبوہ کے ہی مخالف نہین بلکہ صریح آیت دوسرے مقام مین اس عقیدہ کی تردید
فرمارہی ہے دیکہو سورہ مائدہ مین اللہ تعالی درضمن ذکر نعماء اپنے کے جو مسیح اور
اوسکے والدہ پر عطا کی تہین فرماتا ہے واذ کففت بنی اسرائیل عنك اذ جئتہم
بالبینات یعنے منجملہ میری نعمتون کے جو تیری پر فیضان کی ہین ایک یہہ بہی نعمت
ہے یاد کر جب کہ روک رکہا تہا ہمنے بنی اسرائیل کو تجہہ سے یعنی تمکو اونکی ایذاء سے
بچالیا تہا اگر واقعہ صلیبی مزعومہ مرزائیہ بہ تقلید یہود و نصاریٰ واقعی تہا تو پہر کففت
فرمانا کاذب ہوجاتا ہے ایسا ہی اسی آیت کے ابتداء مین اذ قال اللہ یعیسی ابن
مریم اذکر نعمتی علیك فرمانا بیجا ہوگا چوتہا بنا بر تقدیر مذکور مسیح کو بروقت مشورہ
کرنے یہود کما ایذا رسانی کے بارہ مین اللہ جلشانہ کی اطمینان دہی کما قال اذ قال
اللہ یعیسے انی متوفیك و رافعك الی الخ العیاذ باللہ دہوکہا بازی ہوجاتی
ہے کیونکہ اسکا ثمرہ یہی نکلا کہ یہود کے ہاتہہ پکڑواکر صلیب پر دلادینے کے بعد تیرا
دم نکلنے نہ دونگا۔ اور تجہی مشابہ بالمقتول بنا دونگا کیا اطمینان دہی اسیکا نام ہے
پانچوان وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ بعد ملاحظہ فائدہ جلیلہ شمس الہدایت
کے نص قطعی ہے رفع جسمی پر جو منافی ہے صلیبی اعتقاد کو چہٹا آج تک کسی حدیث
یا قول صحابی یا تابعی سے تسلیم صلیبی واقعہ کی ثابت نہین بلکہ سب اہل اسلام اس اعتقاد
سے علیحدہ ہی رہے ہین وجہ اسکی بغیر اسکے کوی نہین کہ آنحضرت صلعم و صحابہ وسائر

اہل اسلام نے الی یومنا ھذا قرآن کریم کی شہادت کو یعنی وما صلبوہ ایسا ہی بل رفعہ
اللہ الیہ کو پیش نظر رکہہ کر یہود و نصاریٰ کے روایات کو پس پشت پہینک دیا تہا آنحضرت
صلعم باوجود اسکے کہ بلغ ما انزل الیک اور ایسا ہی انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم
بین الناس بما اراک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما اور نیز وما انزلنا علیک الکتاب
الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یومنون ایضاً قال تعالیٰ
وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ایضاً قال تعالیٰ ان علینا جمعہ وقرانہ اور
ثم ان علینا بیانہ کیساتہہ مامور و مبشر ہو کر پہر ان معانی سے بیخبر رہے ہوں ہرگز ممکن نہیں
اس سے صاف ثابت ہے کہ یہہ نئی تفسیر بالکل تحریف اور خلاف محاورہ عرب ہے اور لسان
العرب کا قول (الصلب القتلۃ المعروفۃ) معنی مجازی کا بیان ہے چونکہ صلیب پر چڑہانا
اور خون اور چربی وغیرہ کا نکلنا منجملہ اسباب قتل کے ہے لہذا صلب کا اطلاق قتل پر مجاز
مستعار کے طور پر ہوا کیونکہ صلیب کا ماخذ صلیب ہے بمعنی خون و چربی کے یا بمعنی سولی کے قتل
قولہ ص ۵۲ اور جیسا کہ مخالفین کہتے ہیں کہ حضرت عیسے کے شبیہ سولی پر قتل کئے گئے تہے
لہذا یہہ وہم پیدا ہوا کہ خود حضرت عیسے مقتول بالصلیب ہوئے **اقول** یہہ کیسا خبط ہے
اور (لہذا یہہ وہم پیدا ہوا الخ کیسا بے ربط ہے ماقبل سے پہلا یہہ کہنا کہ حضرت عیسے کے شبیہ
سولی پر قتل کئے گئے تہے) یہہ مضمون کسطرح منشاء وہم ہو سکتا ہے اس کے لئے کہ خود حضرت
عیسے مقتول بالصلیب ہوئے) بندے خدا کے اس کا منشا کہ خود حضرت عیسے مقتول بالصلیب
ہوئے) کلام سابق ہے یعنے وما قتلوہ وما صلبوہ کیونکہ جب حضرت عیسے باتفاق فریقین یہود و نصاریٰ
صلیب پر تو چڑہائے گئے تہے بلکہ بزعم اونکے مقتول بہی ہو گئے تو پہر نفی قتل و صلب کی کیسے صحیح
ہو سکتی ہے اس وہم کو اللہ تعالیٰ نے ولکن شبہ لہم سے دفع فرمایا یعنے واقعہ صلیبی جو ایک
واقعات مشاہیرہ میں سے ہے اوسکی نفی نہیں کی گئی قتل اور صلب تو متحقق ہوا مگر وہ مقتول
و مصلوب مسیح نہ تہا بلکہ اوسکا شبیہ تہا۔ **قولہ** مگر اس صورت میں استدراک جو مقتضائے
حرف لکن کا ہے کب ٹہیک ہوتا ہے کیونکہ لکن کے سابق میں کہاں مذکور ہے کہ حضرت عیسے کے شبیہ
مقتول بالصلیب ہوئے جس سے یہہ وہم پیدا ہوتا کہ خود حضرت عیسے مقتول بالصلیب ہو گئے ہوں

پہر لاکن کے ساتہہ کون سا وہم ناشئ عن الکلام دفع کیا گیا **اقول** دماغ کے فساد کا معالجہ کرلو
بعد ازان تفسیر لکہنی آپ فرماتے ہین کہ سابق مین کہان مذکور ہی کہ حضرت عیسے کے شبیہ مقتول
بالصلیب ہوئی؟ یہہ تو مدخول حرف لکن کا ہی جس سے دفع وہم ناشئ عن الکلام السابق کا کیا گیا ہے
اگر یہہ دفعیہ پہلے ہی مذکور ہو تو پہر وہم ہی قبل از لاکن مدفوع ہو جاوے ہدایۃ النحو پڑہنے والے
بہی جانتے ہین کہ لکن کے استعمال مین چار چیز کا ہونا ضروری ہی ایک کلام سابق دوسرا وہم
ناشئ عنہ تیسرا دفع وہم جو مدلول ہی لکن کا چوتہا وہ مضمون جس سے وہم سابق دفع کیا جاوے
جو دایما لکن کے بعد ہی ہوا کرتا ہے ولکن شبہ لہم مین ایک تو کلام سابق ہی وہ کیا وما قتلوہ وما
صلبوہ دوسرا وہم ناشئ جو اوپر بیان کیا گیا ہی تیسرا لکن چوتہا ما یدفع بہ الوہم یعنی شبہ لہم کا مضمون
ناظرین پر واضح ہو گیا ہوگا کہ امروہی صاحب شمس بازغہ کے لکہنے کے ایام مین بوجہ اسکے کہ حق
کے مقابلہ مین کہڑی ہوکر تحریف کر رہی ہین مخبوط الحواس والعقل ہو گئے ہین یا کمال علمی یہی کہ پہر
جو نئے نئے رنگ دکہلا رہا ہی کاش اگر کسی محقق عالم سے شمس الہدایت کو پڑہ لیتے تو اس رسوائی
سے محفوظ رہتے **قولہ ص** معہذا منشاء وہم کو تو پہر لاکن کے بعد بہی ذکر کیا گیا جس سے وہ وہم اور
قوی ہو گیا اندرینصورت حرف لاکن جو دفع وہم ناشئ عن الکلام السابق کیواسطے آتا ہے
محض لغو اور حشو ہوا جاتا ہی تعالی کلامہ تعالی عن ذلک علوا کبیرا اس صورتمین
عبارت یون ہونی چاہے تہی کہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن قتلوا وصلبوا اشبہ
عیسے فلمہذ اشبہ لہم واین ہذا من ذلک **اقول** منشاء وہم کا ما قتلوہ وما صلبوہ
ہے جو لکن کے ماقبل مذکور ہی لہذا آپکی عبارت معہذا سے ہوا جاتا ہی تک محض لغو اور حشو ہی
سبحان اللہ اس لیاقت سے اللہ کو اصلاح دے رہی ہین فصیح صاحب ولکن شبہ لہم کے
جملہ سے وہی مضمون ادا کیا گیا ہی جسپر آپکی دو سطرین دال ہین یعنی ولکن شبہ لہم المقتول
بالمسیح قران کریم اگر آپکی اصلاح کے مطابق ہوتا تو معجز کسطرح ہو سکتا تہا **قولہ** ہان جو معنے
آیت کے ہم لیتے ہین اوسمین یہہ سب امور یعنے استدراک اور پیدا ہونا وہم کا کلام سابق
اور دفع کرنا اوسکا لاکن سے وغیرہ وغیرہ سب متحقق ہو جاتے ہین یعنی ما صلبوہ سے یہہ وہم
پیدا ہوا کہ حضرت عیسے کا مقتول بالصلیب ہونا تو یہود ونصاری کا آج تک اتفاقی

معہذا کے بندی یہہ مضمون کہ حضرت عیسے کے شبیہ مقتول بالصلیب ہوئی

مسئلہ ہی پہر ماصلبوہ کیونکر درست ہوسکتا ہی جواب دیا گیا۔ ولٰکن شُبّہ لہم یعنی ولٰکن حضرت
عیسےٰ صلبوہ کے مضمون سی مشبہ اور مشابہ کئے گئے یعنی صلیب پر چڑہائے گئے اور پہر جلدتر زندہ
اتار لئے گئے اس شبہہ سے کہ مقتول بالصلیب ہوچکے **اقول** سب اہل اسلام وہم ناشئی عن
الکلام السابق ہی ٹہراتے ہین جو ماقتلوہ وماصلبوہ سے پیدا ہوتا ہی آپکا اور سب اہل اسلام
کا تخالف ولٰکن شبہ لہم کی تفسیر مین ہی حسب تفسیر آپکی وماصلبوہ کاذب ہوگیا الغرض آپکی تفسیر
ماصلبوہ کو کاذب یا محرف ٹہراتی ہے اور نیز اس تقدیر پر وماصلبوہ جو مستقل طور پر نفی
سولی چڑہانے کی کررہا ہے لغو ٹہرتا ہی علاوہ اسکے حضرت عیسےٰ صلبوہ کے مضمون سے
مشبہ کئے گئے ہین یہہ اور نرالی تفسیر ہے کیا حضرت عیسےٰ مشبہ بالمقتول والمصلوب معًا
ٹہرائین جائنگے یا صرف مقتول سی یا فقط مصلوب سے پہلی اور تیسری تقدیر پر لازم آتا ہے
کہ مسیح مصلوب نہ ہوا ہو جیسا کہ مقتول نہین بلکہ مشبہ ان دونون سی ہوا اور یہہ خلاف ہے زعوم
تمہاری کیونکہ تم مصلوب ہونے مسیح کو یہود و نصاری کیطرح واقعی سمجہتی ہو اور بر تقدیر
ثانی علاوہ مخل ہونیکے فہم مراد مین ترجیح بلا مرجح ہوگی اور نیز صلبوہ کے مضمون کو مشبہ بہ
کہنا سراسر جہالت ہی کیونکہ تشبیہ عبارت ہی تشریک امر بامر فی وصف) سی ایک امر تو
حضرت عیسےٰ ہوا اور دوسرا صلبوہ کا مضمون یعنی صَلَبَ الیہود المسیح اب فرمائے کیا
عیسےٰ علیہ السّلام وصف صلب کیساتہہ جو معنی مصدری ہی تشبیہ دیئے گئے تو پہر حضرت
عیسےٰ اور وصف مذکور کس وصف مین شریک ہوئے بینوا توجروا **قولہ** ان معنون مین
علاوہ محاسن مذکورہ کے معنی تشبیہ جو باب تفعیل سی ہے وہ بہی ٹہیک ہوگئے اور مرجع
ضمیر شُبِّہ کا بہی کلام سابق مین عیسےٰ مذکور ہے اور مشبہ بہ یعنی مضمون قتلوہ وصلبوہ بہی کوہ
ہی الحمد اللہ کہ الفاظ قران مجید سی ہے سب امور کا فیصلہ ہوگیا **اقول** ان معنون مین علاوہ مفاسد
مذکورہ کے معنی شُبِّہ کے بہی ٹہیک نہین ہوتے کیونکہ الحمد سے والناس تک بلکہ محاورہ عرب
وغیرہ مین کبہی کوئی جملہ یا مضمون اوسکا مشبہ بہہ کسی شخص کیلئے نہین ٹہرایا گیا اور نہ معنی تشبیہ
کا صادق آتا ہی چنانچہ ابہی اوپر ثابت ہوچکا ہی الحمد اللہ کہ نظم قران مجید سے تمہاری تفسیر کا تحریف
ہونا ظاہر ہوگیا اور اہل اسلام کی تفسیر پر مشبہ بہ یعنی عیسےٰ کا مذکور ہونا تو ظاہر ہوا اور مشبہ یعنے

مصلوب ہی مذکور ہی حلماً کیونکہ جب ما قتلوہ وما صلبوہ سی یہہ وہم پیدا ہوا کہ مصلوب اگر مسیح نہین تو اور کون تہا نظر بخبر متواتر کوئی شخص تو مصلوب ضروری ہی ہوگا لہذا مصلوب کا لذکور ٹہرا ص ۵۴ ص ۵۶ تک **سوال حل طلب کا حاصل** وہ شخص جسپر عیسے کی شبیہ ڈالی گئی) اسپر چند سوال (۱) وہ کون تہا اوسکا نام کیا تہا اُسکا کوئی خاندان دنیا مین موجود تہا یا نہین بشق اول اوسکا ماتم کیا یا نہین یا کچہہ جستجو بہی اوسکی کی گئی یا نہین بصورت ثانی نہایت بعید از عقل ہے کہ ایک شخص تو سولی سے بچ جاوے اور ایسے سنگین مقدمہ مین دوسرا شخص غیر مجرم سولی دیا جاوے اور ایسے مخلص حواری کا ذکر نہ انجیل نہ کسے تاریخی کتاب مین لکہا جاوے اور مریم علیہا السلام صلیب کے نیچے بیٹہ کر ماتم کرے اور اللہ تعالی اوسکو بذریعہ الہام یا کسے حواری کے مسیح کے آسمان پر پہنچانے سے مطلع نہ کرے چنانچہ موسی علیہ السلام کے والدہ کو **لا تخافی ولا تحزنی** سے تسلی بخشی تہی اور مریم علیہا السلام کو **والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا** ہی بہول گیا جو عیسے علیہ السلام نے اونکو طفولیت مین پڑہا دیا تہا اور کیا یہہ شخص حضرت عیسے کا کفارہ بن گیا تہا جیسا کہ عیسای اوسکو مقتول بالصلیب ٹہرا کر سب عیسایونکا کفارہ قرار دیتے ہین **جواب** پہلے آپ اور آپکے پیغمبر جنکا فرضی منصب ہی شبہات کا نکالنا ذرہ یہہ تو فرماوین کہ بحسب عقیدہ آپ لوگون کے مسیح سولی پر بہی دیا گیا اور اوسکو تازیانے بہی لگائے گئے اور جسقدر گالیاں سننا اور طمانچے کہانا اور ہنسی اور ٹہٹے سے اڑائی جانا اسکے حق مین مقدر تہا سب وسنو دیکہا دیکہو ازالہ اوہام ص ۳۷۸ سے ص ۳۹۴ تک اور پلاطوس کی عورت کو بذریعہ خواب سمجہایا گیا کہ یہہ شخص راستباز ہے اور اوسکا قتل کرنا موجب تباہی پلاطوس کا ہے دیکہو ازالہ ص مذکورہ اور مسیح کا (ایلی ایلی لما سبقتنی) چلا چلا کر پکارنا بہی انجیلونمین مندرج ہے سو گذارش ہے کہ اللہ تعالی سے یہہ تو سب کچہہ ہوا کہ مسیح کو روح القدس سے تائید فرمائی اور احیاء موتی اور ابراء اکمہ وغیرہ وغیرہ معجزات مزید بران پہلے سے مسیح کو تسلی و دلاسا بہی فرمایا تہا کما قال عز من قائل **یعیسے انی متوفیک ورافعک الی** لیکن اسقدر نہ ہو سکا کہ حسب وعدہ اپنے کے مسیح کو یہود یونکے تازیانے لگانے اور کوچہ بکوچہ رسوا کرنے اور

سولی پر و بینے سی بچا سکے اور مریم صلیب کے نیچے ماتم کری جیسا کہ آپکی انا جیلو نمین موجود ہی حضرت
مریم کو اتنا ہی یاد نہ رہا جو حضرت عیسے نے طفولیت مین اوسکو پڑ ہا دیا تہا کہ والسلام
علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا اور پہر بڑی تعجب کی بات ہی کہ پلاطوس کی عورتکو بذریعہ
کشف منامی اطلاع دیجاوی اور مریم علیہا السلام محروم رہ جاوین موسی علیہ السلام کی والدہ
کے ہم پلہ ہونی کی شکایت نہ سہی مگر پلاطوس یہودی کی بیوی جیسے ہی نہ ہو پہر گذارش ہی کہ
پلاطوس کی بیوی نی حضرت مریم کو آگاہ نہ کیا اور نہ سمجہایا کہ تم کیون روتی ہو حضرت عیسے کو تو اللہ
تعالے مرنے نہین دیا کیونکہ پلاطوس کو مینی آگاہ کردیا تہا کہ تمہاری ہلاکت مسیح کے مقتول ہونہین ہی
سو وہ حسب ہدایت میری کے سپاہیونکو سمجہا کر ضرور زندہ ہی مسیح کو اتروا یگا بعد اسکے گذارش ہی
کہ مسیح کو باوجود اسکے کہ انبیا اولو العزم مین تہی اور پہلے سے اطمینان بہی دیا گیا تہا پہر کیون چلا چلا کر
(ایلی ایلی لما سبقتنی) پکارتے رہی ہان شاید اسلیئی کہ میری خدانے العیاذ باللہ میری ساتہہ دہوکہا
کیا پہر گذارش ہی کہ سب سے حیرت انگیز تو یہہ ہی کہ کیا اللہ تعالی کو وعدہ اپنا بہول گیا تہا یا قدرت خداوندی
العیاذ باللہ باقی نہ رہی تہی پہر گذارش ہی کہ یہہ بہی معلوم نہ ہوا پلاطوس کی بیوی کا نام کیا تہا یا اوسکی
سپاہیونکی نام معہ آبا و امہات کیا تہی اگر معلوم النسب والاسم تہی تو کسی انجیل یا کسی تاریخی کتاب
نے کیون نہین لکہی اور اگر مجہول النسب والاسم تہی تو اندرین صورت یک نہ شد دو شد بلکہ سہ شد
بلکہ یہہ لوگ تو حضرت عیسے سی بہی بڑھ گئی کیونکہ حضرت عیسے کی اگر باپ نہین تہی والدہ تو تہین اور ان
اشخاص کے نہ مان نہ باپ ان ہذا الشئ عجاب عیسائی تو ایک مسیح کو بدرجہ الوہیت
پو ہنچاتے ہین اور ان روایات اسرائیلیہ پر ایمان لانے والے تو بہترون کو خدا مانتے ہونگے ہم حیران
ہین کہ ان دونو نمین سی کس کو کاذب اور کس کو صادق سمجہین مصرع شد پریشان
خواب من از کثرت تعبیرہا اگر حضرت امروہی صاحب کہین کہ روایات مسطورہ اسرائیلیات
مین سی ہین تو جوابا عرض ہی کہ اگر آپکے نزدیک یہہ روایات قابل اعتبار نہین تو آپنی اور آپکے پیغمبر نے
کسواسطے اپنی تصانیف انہین روایات سی بہر دیئی اور انہین پر اعتماد کرکے نصوص صریحہ کو
سلام کہا اور سب صحابہ و علما اسلام سی الگ ہوئی تحقیقی جواب مسیح کے مصلوب و مقتول
ہونیکو چونکہ قران شریف نے صریح لفظون مین رد کردیا ہی اسی لئے آج تک ذلک الکتاب

لاریب فیہ کے ساتھہ ایمان رکھنے والے اخبار نصاری ویہود کو بدلیل وماقتلوہ وماصلبوہ کے خلاف واقع خیال کرتے چلے آئے ہین اس زمانہ مین مرزا صاحب نے بہ تقلید یہود و نصاری کے واقعہ صلیبی کو واقعی خیال کر کر قران کریم صریح آیات کو رد و بدل کر دیا یہود کا (انا قتلنا المسیح عیسے بن مریم رسول اللہ) مین مفعول کو ذکر بدین اصرار و تکرار کرنا اور پھر تردید مین بقولہ تعالی (وماقتلوہ وماصلبوہ) بہی اوسی مفعول پر وقوع قتل و صلب سے نفی کرنی صاف دلالت کر رہے ہین اسپر کہ مقصود تردید اور مردود دونو نہین سلب یا ایجاب نسبت وقوعیہ کا ہی یعنی مسیح کا مقتول و مصلوب ہونا یا نہ ہونا محل بحث ہی نہ نسبت صدوریہ یعنے صرف صدور قتل و صلب مین کلام نہین یعنے یہہ نہین کہ یہود کا مطلب صرف یہی ہو کہ ہمسے قتل و صلب صادر ہو گیا ہی خواہ کسے شخص کو ہمنے مقتول و مصلوب کیا ہو اور بالخصوص مسیح مدنظر نہ ہو ایسا ہی تردید مین ہی اذ انتفی ہذا نوجب وماقتلوہ وماصلبوہ نے قتل یا صلب کے مسیح پر واقع ہونے سے نفی کی اور یہہ تو ظاہر اور سب گروہ کا اتفاقی ہی کہ ضرور کوئی شخص تو مقتول و مصلوب ہوا ہی پس ماقتلوہ وماصلبوہ کے بعد گویا وہ شخص بلحاظ مضمون سابق مذکور ٹہرا لہذا ولکن شبہ مین ضمیر نائب عن الفاعل کا مرجع وہی شخص ٹہرایا گیا چنانچہ جلالین وغیرہ مین یا لہم کو نائب عن الفاعل کہا جاوے چنانچہ دوسرا محاورہ ہی قاموس بعد اس تشریح کے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ مسلمان کو حسب ہدایت ان آیات کے یہہ اعتقاد ضروری ہی کہ مسیح مقتول و مصلوب نہین ہوا بلکہ وہ کوئی اور شخص تہا رہا یہہ کہ وہ کون تہا کیا نام رکھتا تہا اوسکے والدین کا کیا نام تہا سو آیت وماقتلوہ وماصلبوہ کی غرض کو اس سے کچھہ تعلق اور لگاؤ نہین لہذا قران کریم اسکے درپے نہین ہوا تو پھر ہم کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ اوس شخص کے متلاشی نہین ہان ایسے تلاشونمین اون لوگونکا ہونا ضروری ہے جو اہل کتاب کے روایات مندرجہ کتب محرفہ مخالفہ لکتاب اللہ کے ساتھہ ایمان رکھتے ہون اور نہ صرف اسپر قانع ہون بلکہ ان روایات کو کتاب اللہ پر ترجیح دیکر کلام اللہ کو اونکی طرف لیجاوین قال اللہ تعالی قتل الخراصون الذین ہم فی غمرۃ ساہون یعنے اٹکل کے تکے چلانے والے قتل کئے جاوین جو غفلت مین بہولے ہوئے ہین بیت لاہور سے محبت ملتان بتاتے ہو + کابل پڑی ہی تکو پشاور جاتے ہو +

اس تکملہ مین مذکور ہو چکا ہی لہذا یہہ حدیث صاحب فتوحات وغیرہ اہل اسلام کو جو متفق ہین حیات مسیح پر مضر نہین ناظرین

اثر ابن عباس جو باسناد صحیح شمس الہدایت مین مسطور ہی اور جسکی صحت کو بڑی بڑی فحول نے
اہل حدیث سے مثل حافظ ابن کثیر وغیرہ کی قبول کیا ہی موید اور مشرح ہی اسی مضمون قران
کا جیسا کہ آج تک مفسرین شکر اللہ سعیہم لکھتے چلے آئے ہین اور اس اثر کا مضمون چونکہ قیاسی
نہین لہذا یہہ حکم مرفوع مین ہوگا کما ہو المنقح فی اصول الحدیث اور چونکہ یہود ونصاری بالاتفاق
مسیح کو مقتول بالصلیب مانتے ہین تو قبل از قتل صحیح وسالم آسمان کی طرف اوٹہایا جانا۔
چنانچہ وہ مضمون ہی اس اثر کا اونکے معتقدات سے ہرگز نہین ہو سکتا اور اگر بعض اونکے قائل
اور راوی بہی ہون اور یہہ بہی مسلم کر لیا جاوے کہ ابن عباس رض نے اونہین سے سنا ہی تو بہی ہی
ابن عباس کا اس مضمون کو قبول کرنا جو اونکے بیان بغیر التردید سے پایا جاتا ہی یہہ دلیل ہی اسپر کہ
یہہ کتاب اللہ کی کسے آیت کے برخلاف نہین مسلمانون خوب یاد رکہو اور غور کرو کہ مسیح کا
مقتول بالصلیب ہونا یا صرف مصلوب ہی ہونا یہود ونصاری واتباعہا کا عقیدہ ہی اور برخلاف
ہی صریح آیت وما قتلوہ وما صلبوہ کے آج تک سب مفسرین نے یہی لکہا ہی مرزا صاحب نے آیات
قرانیہ کو اناجیل کے مطابق کرنا چاہا یہہ ہرگز ہرگز صحیح نہین ہو سکتا وما علینا الا البلاغ
اب ہم ناظرین کو متنبہ کرنا چاہتے ہین کہ امروہی صاحب نے صفحہ ۶ تک جو کچہ لکہا ہی خلاصہ اوسکا
دوہی باتین ہین ایک تو جواب اوس سوال کا جو کلمہ طیبہ کے متعلق ہی دوسرا بل رفعہ اللہ الیہ
سے بلحاظ ہماری فائدہ جلیلہ کے وفات طبعی مسیح کی ثابت کرنا سو جواب کا حال تو عرصے
چار ورق مین شایع ہو چکا تہا جسکا اثر یہہ ہوا کہ تمام علماء متبحرین نے جنکو اس چار ورق کے دیکہنے
کا اتفاق ہوا یہی کلمہ کہا کہ واقعی امروہی نے اس جواب مین جہل مرکب اپنا خوب ثابت کر دکہایا ہی
دوسری کے متعلق گذارش ہی کہ اس مین امروہی صاحب نے بل کے ماقبل یعنی قتل صلیبی اور مابعد
یعنی رفع اعزازی مین تضاد حسب قواعد مرقومہ فائدہ جلیلہ کے ثابت کیا ہی اس پر ہمارے تردید کا
حاصل یہہ ہی کہ چونکہ توراۃ کے حکم کے مطابق اوس مقتول بالصلیب کی ملعونیت ثابت ہے
جو کہ مجرم ہو اور مسیح علم باری مین بیگناہ ہی لہذا بل کے ماقبل اور مابعد مین بر تقدیر مذکور تضاد فی
علم الباری نہین اور رفع جسمی کی تقدیر پر تضاد فی الواقع وفی علم الباری متحقق ہی بنا علیہ
جو کچہہ امروہی صاحب نے ص ۶ مین لکہا ہی اوسکے مستحق ہم ٹہری یعنے جب آیۃ بل رفعہ اللہ الیہ

کے لئے منتفی ہوا اسلئے کہ موسی و عیسے زندہ فی الارض نہین تو حدیث مذکور سے صرف یہی مفہوم ہوا
کہ عیسے علیہ السلام بروقت بولنے آنحضرت صلعم کے اس حدیث کو زندہ زمین پر موجود نہ تھے اس
سے یہہ لازم نہین آتا کہ آسمان پر بہی زندہ نہ ہون (فی الارض) کی قید تو اس حدیث مین قائلین
بحیوۃ المسیح لگاتے ہین جیسا کہ فائدہ جلیلہ مین شمس الہدایت کے مصنف علیہ الرحمۃ کا یہی مقصود
ہے قائلین بوفات المسیح تو اس حدیث مین (حیین) کو مطلق چھوڑتے ہین تا کہ مطلق حیوۃ
کا استغراق ہو جاوے سبحان اللہ ماشاء اللہ نظر بد دور اسی صفحہ ۶ مین جسم کثیف کے اوٹھایا جانے کو بعید
سمجھا) منجملہ موعودات اپنی سے شمار کرتے ہین **اقول** رفع جسمی کئی ایک واقعات پہلی علامہ
سیوطی کی کتاب سے نقل کئی گئی ہین عقل اگر بعید جانتا ہے تو جسم کثیف کے بالطبع جانے کو بلندی کیطرف
نہ یہہ کہ اگر جسم ثقیل کو کوئی بالقسر یعنے بغیر حرکت طبعی و ارادی کے اوپر لیجاوے تو نہین جا سکتا یہہ استبعاد
صرف قادیان ہی مین محصور ہے معراج جسمانی آنحضرت صلعم کا اس استبعاد کو قادیان تک پہونچانیکے
لئے کافی ہے **قولہ** ص ۶۱ اس تفسیر و تقریر سے جو صراحۃ **اقول** قولہ تعالی و ما صلبوہ صراحۃ یہود و نصاری
کا مع اتباعہما مذہب ہے کیونکہ صراحۃ مسیح کے مصلوب ہونیکی نفی کر رہا ہے لہذا مضمون اناجیل سے
مطابقت نہین **قولہ** ص ۶۱ اور حضرت اقدس نے صفحہ ۳۷۸ سے ۳۸۲ کہین تحریر نہین فرمایا کہ معنی
صلب کے ہڈی توڑنے ہے صرف مضمون ہڈی نہ توڑنے جانے کا نقل کیا ہے **اقول** سید احمد صاحب اور
مرزا صاحب اور مصنف تفسیر شاہی تینون اسپر متفق ہین کہ مسیح سولی دیا گیا ہے لہذا اونکو وما صلبوہ
کے معنی مین گڑبڑ کرنا ضروری ہوا خواہ معنے صلب کے لغۃ ہڈی توڑنا کہین یا نہ مرزا صاحب نے تو وہی رستہ لیا جو
امروہی صاحب نے ذکر کیا ہے مرزا صاحب ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۷۹ سطر ۳ جو تیہی مین لکہتے ہین منشاء ما صلبوہ کے
لفظ سے یہہ ہرگز نہین ہے کہ مسیح صلیب پر چڑہایا نہین گیا بلکہ منشاء یہہ ہے کہ جو صلیب پر چڑہانیکا اصل مدعا تھا
یعنے قتل کرنا اس سے خدا تعالی نے مسیح کو محفوظ رکہا اور مصنف تفسیر شاہی نے تو معنے صلب کا ہڈی توڑنے کا لکہا ہے
اس تفسیر کا صفحہ ۱۹ ملاحظہ ہو اور نیز سید احمد صاحب کی تفسیر بہی اب سنئے شمس الہدایت کی عبارت کا مطلب عبارت
اوسکی یہہ ہے اس تقریر سے جو نظم قرانی سے سمجہی جاتی ہے ظاہر ہو گیا کہ سید احمد صاحب اور مرزا صاحب و مصنف تفسیر
حضرت شاہی کو ما صلبوہ کے معنی مین جو ان صاحبون نے روایات اناجیل کے ملاحظہ سے لیا سخت دہوکا ہوا مین
کہتا ہون اسمین کچھ شک نہین کہ تینون صاحبون کو ما صلبوہ کے معنے مین سخت دہوکہا ہوا یعنے صلب کا معنے

متعلق ہے مصنف تفسیر حضرت شاہی جو صریح قریب ہے اونکی تفسیر کو صفحہ ۱۹ پر ملاحظہ کرنیسے ظاہر ہوتا ہے کہ اونہون

ناظرین ص ۶۱ کو صفحہ ۶۲ کے نصف تک ملاحظہ فرماویں جس کو ادنے طالب العلم بھی بر عایت ہمارے بعض مضامین مسطورہ بالا کے جو اس تکملہ میں مکرر لکھی گئی ہیں) تردید کر سکتا ہے۔ **قولہ ص ۶۲** مؤلف صاحب اس کا فیصلہ کریں کہ جب مرجع ضمیر ما قتلوہ کا آپ کے نزدیک جسم مع الروح ہے تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ آپ کے عندیہ میں جسم کے ساتھ روح بھی قتل ہو جاتی ہے۔ **اقول** سبحان اللہ ملکہ ہو تو ایسا ہی ہو۔ یہ تو ظاہر ہے کہ زید و عمر و بکر وغیرہ کا مسمے جسم مع الروح ہے۔ اور درصورت مفعول واقع ہونے اُن کے اگر فعل افعال جسیہ میں سے ہوا تو متعلق اسکا صرف بدن ہوگا دایت زیدا قتلت زیدا مسست زیدا۔ اور اگر افعال قلوب میں سے ہوا تو متعلق اُسکا صرف روح ہو گا۔ علمت زیدا فھمت بکرا۔ جسم مع الروح کو مرجع کہنے کا معنے یہ ہے کہ متعلق قتل کا جسم ہے۔ درحالیکہ مقارن مع الروح ہے۔ نہ یہ کہ جسم بھی متعلق قتل کا ہے اور روح بھی امروہی صاحب نے اس صفحہ ۶۲ سے صفحہ ۶۳ کے نصف تک بجائے (اسکے کہ اپنی جہالت پر متاسف ہو کر رو دیں) اولٹا تمسخر سے کام لیا ہے ؎ اللہ رے ایسے علم پہ یہ بے نیازیاں ❊ کیا جہل سے ہی آپ کا پتلا بنا نہیں ❊ مرجع ضمایر کا جس کو آپ مانتے ہیں یعنے عیسے بن مریم وہی مراد ہے جسم مع الروح سے رفع درجات کا ذکر پہلے مفصل ہو چکا ہے۔ بل احیاء کے ماقبل قتل کی نفی نہیں۔ بلکہ اثبات اُسکا ہے۔ لہذا یہ حیات جسمانی کا افادہ نہیں کر سکتے افسوس کہ امروہی صاحب نے ناحق اس کوچہ علمی میں قدم رکھا۔ اور اپنے معتقدین کے روبرو اپنے فہم سقیم سے ان کو نادم ہونا پڑا وکم من عائب قولا صحیحا ❊ وآفتہ من الفہم السقیم ❊ **قولہ ص ۶۳** انکے اس قول کی صرف یہی وجہ تھی کہ حضرت عیسے کے قتل بالصلیب میں اُنہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ کوچہ بکوچہ رسوا کیا الخ **اقول** ناظرین خدا را انصاف شمس الہدایت کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر قتل کرنا مسیح کا اور صلیب پر چڑہانا اُسکا واقعی ہوتا تو اللہ تعالے اجرائم یہود کے سولی پر چڑہانے کو اور ایسا ہی قتل کرنیکو

ذکر فرمانا۔ جب ایسا نہیں کیا یعنے بجائے وقولھم انا قتلنا الخ کے وقتلھم وصلبھم نہیں فرمایا۔ اور قولہم کو زیادہ کر دیا تو معلوم ہوا کہ یہود کا جرم اس مقام پر صرف غلط بیانی ہی تھی۔ اسکے جواب میں امروہی صاحب فرماتے ہیں وہ انکے قول کی صرف یہی وجہ تھی '' الخ کیا یہود کے قول اور ان کے انا قتلنا المسیح الخ کہنے کی وجہ آپ لوگوں سے دریافت کی گئی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ دریافت تو یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے قولہم کو کیوں بڑہایا۔ اور وصلبھم نہ فرمایا۔ باوجود اسکے کہ حسب زعم تمہارے صلیب پر چڑہائے گئے تھے۔ اس سنگین جرم کو کیوں ذکر نہیں فرمایا۔ اور صرف (قولہم) غلط بیانی پر اکتفا کی۔ اب ماشاء اللہ امروہی صاحب کو علمیت کا بڑا زور ہوتا جاتا ہے ابھی تو صفحہ ۴۴ شمس الہدایت تک پہنچے ہیں ص ۶۵ کا حاصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بچانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ تدبیر کی کہ غار ثور کے مصائب اور آفات سفر راہ مدینہ وغیرہ وغیرہ انپر اور ان کے یار غار پر نازل فرمائی۔ اور حضرت عیسےٰ کے لئے بلا کلفت چھت کو پھاڑ کر ایک دریچہ بھی بنا دیا۔ گویا مؤلف صاحب اپنی زبان حال سے یہ شعر پڑھ رہا ہے۔ **شعر**

فسبحان اللہ من خص المسیح براحۃ + لیغبطہ فیھا الذی ھو افضل

اقول یہ دہوکا عام فریب ایسا ہے جیسا کہ مثلاً کہا جاوے کہ اللہ تعالےٰ نے موسےٰ علیہ السلام اور اسکے تابعین کو تو دریا کو چیر کر پار چڑہا دیا۔ اور اسکے مخالفین کو دریا میں غرق کر دیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی غزوہ میں ایسی تدبیر نہ کی کہ آپ کو صلے اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کرام کوئی صدمہ نہ پہونچتا۔ اور مخالفین کو بجائے دریا کے زمین میں ہی خسف کر دیتا بلکہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی صحابہ کرام کو کفار کے ہاتھ سے بڑے بڑے صدمات پہونچے۔ پس جو شخص کہ ان آیات قرآنیہ کے ساتھ (جن میں آل فرعون کے غرق کرنے کا اور موسےٰ علیہ السلام کی نجات پانے کا دریا سے ذکر ہے) ایمان رکھتا ہے قال اللہ تعالیٰ واذ فرقنا بکم البحر فانجینا کم واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون وہ شخص زبان حال سے

یہ شعر پڑھ رہا ہے۔ **شعر**

فسبحان اللہ من خص موسی براحۃ + لیغبطہ فیھا من ھوا فضل

بھلا امروہی صاحب ہم تو ذلک الکتب لا ریب فیہ پڑھتے جائیں۔ اور آپ بظاہر محبّوں کی صورت میں ہو کر در پردہ تحریف کرتے ہوئے عاشقانہ اشعار پڑھتے جاؤ مگر تاڑنے والے تاڑ چکے ہیں۔ امروہی صاحب ص ۶۵ میں بڑی طیش میں آکر لکھتے ہیں وہاں مجھے یاد آگیا کیونکہ یہ فرق نہ ہوتا کہاں حضرت عیسےٰ خدا کے اکلوتے بیٹے ملکی صفات بشریت سے مبرا اور کجا محمدؐ رسول اللہ عبدہ و رسولہ ایک خاکی نژاد انسان ونعوذ باللہ من ھذا القول مثل البول تکاد السموات یتفطرن منہ و تنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا کلا وحاشا اے مؤلف تم عیسائیوں کے شریک ہو کر وہ شعر پڑھتے جاؤ۔ ہم تو یہ اشعار پڑھتے ہیں الخ

اقول لعنت اللہ علے الکاذبین کہاں شمس الھدایت میں عیسے بن مریم خدا کا اکلوتے بیٹا لکھا ہوا ہے۔ بلکہ آپ نے خود ہی مسیح کے آسمان پر چڑھایا جانا اور سکونت فی السماء کو موجب الوہیت ٹھرا کر یہ نتیجہ نکالا۔ اور آپ کے عندیہ کو لازم طبعی ہے کہ سب ملائکہ العیاذ باللہ الٰہ بن جائیں یا تو اس عندیہ سے توبہ کرو اور یا الوہیۃ من فی السموات من المخلوق کا العیاذ باللہ اقرار کرو جو مقتضے بالطبع ہے تمہارے عندیہ کا۔ اب فرمائیے کہ آپ کے عندیہ کے مطابق سب ملائکہ خدا کے اکلوتے بیٹے بنے یا نہ۔ **شعر**

وفی کفتے میزا ننالک عبرۃ	وانت لسان فیہ ان کنت تعقل
اذا رجحت احدھما طاش اختھا	وانت لما فیھا تمیل وتسفل

آپ نے ہمارے اس مضمون پر جو ایک منصوصی امر اور اجماعی عقیدہ ہے۔ حاشیہ لگایا اور مسیح کو بوجہ سکونت علے السماء کے مسیح کو حی وقیوم ٹھرایا۔ اور سب لوگوں پر جن کا یہ عقیدہ ہے کہ ملائکہ کی قرارگاہ آسمان ہے الزام لگایا۔ پس تمہارے عندیہ کے مطابق سب ملائکہ حی وقیوم ٹھریں گے جس کا طبعی مقتضے یہ ہے کہ الملائکۃ بنات اللہ

او ابناء اللہ واقعی ٹھرے اب فرمائے ان دعوا للرحمن ولدا کے قایل آپ ہوئے یا کوئی اور۔ آور المسیح بن اللہ اور ایسا ہی عزیر بن اللہ کے قائلین کا ہم نوالہ کون ہوا شمس الہدایت کی عبارت ص ۱۵ میں دیکھو جس سے ثابت ہے مسیح کا بارگاہ الٰہی میں رونا اس دولت کے لئے کہ میں سرور عالم خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے خدام میں سے ہوجاؤں۔ کیا اِس سے بجائے اسکے کہ افضلیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہے آپ نے الٹا نتیجہ نکال لیا۔ اور مسیح کے لئے تشبّہ بالملائکہ کہنے پر ص ۶۶ میں کیا کیا ہرزہ سرائی کی کیا فتوحات کا باب ۷۵ تمہاری نظر سے نہیں گذرا جس میں (من کرامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی ربہ ان جعل من امتہ رسولا ثم انہ اختص من الرسل من بعد نسبتہ من البشر فکان نصفہ الاخر وحامطہ الخ) لکھا ہوا ہے۔ حضرت شیخ تو مسیح کے لئے تشبہ بالملائکہ جداگانہ ہونے سے نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ شان عالی ہے کہ آپ کی امت سے ہوگا وہ پیغمبر جو ملائکہ کے ساتھ جداگانہ تشبّہ رکھتا ہے۔ پھر اسی صفحہ ۶۶ میں (نفخ روح القدس مریم کے گریبان میں) اسپر طعن کیا ہے۔ پھر لکھتا ہے ہاں ہدیۃ الرسول کے رد میں ان شاء اللہ تعالےٰ ان اغلاط کی خبر لیجاوے گی۔ اجی اپنے ہی مونہہ سے میاں مٹھو صاحب چونکہ آپ کی خبر پہلے ہی سے لی گئی ہے تو پھر آپ کیا خبر لے سکیں گے خاک +

ناظرین کو معلوم ہو نفخ روح القدس والے مسئلہ میں اسکے اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ مصنف شمس الہدایت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نفخ روح القدس مریم کے گریبان میں جو لکھا ہے یہ خلاف ہے اس آیت سے (ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا) جس سے نفخ روح القدس کا گریبان میں معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ فے الفرج مفہوم ہوتا ہے +

جواب

قرآن مجید سے نفخ فے الفرج بھی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ آیت مذکورہ سے۔ آور

نفخ فی مریم بھی جیسا کہ فنفخنا فیہا من روحنا) سے اب مجھے اندیشہ ہے کہ امروہی صاحب دونوں آیتوں میں تناقض ٹھراکر جھٹ اذا تعارضا تساقطا کا حکم حسب العادت نہ لگا دیویں اور اگر فرماویں کہ نفخ فی مریم اور نفخ فی الفرج کا مآل ایک ہی ہے یعنے نفخ فی فرج مریم ایک صورت ہے نفخ فی مریم کے لئے تو جواب میں گذارش ہے کہ نفخ فی جیب مریم بھی ایک صورت ہے۔ نفخ فی فرج مریم کے لئے یعنے روح القدس کا نفخ گریبان میں ہوا جس کا اثر فرج شکم میں پہونچا۔ دیکھو واخرج عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن المنذر عن قتادة فی قوله تعالے فنفخنا فیه من روحنا قال فی جیبها درمنثور امروہی صاحب کے ص ۶۷ سے لے کر ص ۷۹ تک چند سوالات (۱) اثر ابن عباس کے رو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولاً حضرت عیسے کو اللہ تعالے نے آسمان پر اُٹھایا بعد اسکے حضرت عیسے کی شبیہ ایک حواری پر ڈالی گئی **اقول** لعنت اللہ علی الکاذبین اس اثر کے اس فقرہ میں سوچو (فالقی علیه شبه عیسے ورفع عیسے من روزنة فی البیت) جس سے بحسب عندیہ تمہارے کے (کہ وجود خارجی مطابق وجود ذکری کے ہوا کرتا ہے جیسا کہ متوفیک ورافعک میں) حواری پر شبیہ کا ڈالنا پہلے ہوا۔ بعد ازاں اٹھایا جانا عیسے کا **قوله** ص ۶۸ اور یہود نے پکڑ کر اُس شبیہ کو سولی دی تو ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ بعد اٹھائے جانے حضرت عیسے کے آسمان پر اب اللہ تعالے کو کونسی ضرورت پیش آئی کہ دوسرے شخص پر شبیہ عیسے کی ڈال کر اوسکی سولی پر قتل کرایا۔ کیونکہ اللہ تعالے تو حکیم مطلق ہے اس کا تو کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا **اقول** اس حکیم کے تو ایسے ہی کام ہوتے ہیں کہ حواری کا کیا ذکر ہے پیغمبر کو باوجود اسکے کہ دشمنوں سے بچانے کا وعدہ فرمایا اور منجملہ نعماء کے بھی **بقوله** واذ کففت بنی اسرائیل عنك کی بشارت دی پھر اُنہیں دشمنوں کے ہاتھ دیکر خوب ذلیل کرا کر اخیر میں اسکے بچانے کے لئے اُن کے دلوں میں یہ شبہ ڈالدیا کہ اب یہ مرگیا ہوگا۔ سولی سے اُتار لینا

ؔ۱ یہ الزامی جواب ہے ۱۲ منہ

چاہیئے - دیکھو ازالہ اوہام جلد اول متعلق وما صلبوہ کے اور اپنے شمس کا سفہ کو - اب ہم
دریافت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کو جب آخر میں شبہ ڈالنے کی تدبیر سوجھی تو اول ہی سے کیوں
نہ مسیح کو اُن کی ایذا سے بچا لیا تاکہ ایفائے وعدہ اور واذ کففنت بنی اسرائیل عنک
دونوں متحقق ہو جاتے بہی اخیر کا سوجھا ہوا شبہ پہلے ہی سے اُن کے دلوں میں ڈالا جاتا -
یا فاغشیناہم کی طرح ان کو نظر نہ آتا تو اس حکیم مطلق پر صادق یا حکیم کہلوانے میں کوئی نقص
عاید نہ ہوتا - مگر امروہی صاحب سے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ پھر بھی ع اے تیزئے طبع تو
برمن بلاشدی * کے مطابق اعتراض کرنے سے باز نہ آتے **قولہ ص ۶۸**
بفرض محال اگر اس القار شبیہ کے قصہ کو تسلیم کیا جاوے - تو پھر اس سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ حضرت عیسٰے آسمان پر نہیں چڑہائے گئے - اور اسی زمین پر یہود سے پوشیدہ کی گئی اور
یہ احتیاط کی گئی کہ ایک حواری پر شبہ کر دیا گیا تھا تاکہ یہود اس شبیہ کو قتل بالصلیب کر کر حضرت
عیسٰے کے قتل کا خیال چھوڑ دیویں مگر درصورتیکہ حضرت عیسٰے آسمان پر چڑہائے جاتے تو
کیا مولف صاحب کے نزدیک تب بھی یہود کے ہاتھوں میں آسمان سے آسکتے تھے
بدیں[1] خیال اللہ تعالےٰ نے ایک حواری کو ان کے لئے کفارہ کر کر یہود کے منصوبہ قتل کو
دفع کیا - **اقول** بفرض محال[2] سولی پر چڑہایا جاتے والے قصہ کو جیسا کہ مرزا صاحب مع
الاتباع کہتے ہیں کہ اخیر میں ان کے دلوں میں شبہ ڈالا گیا کہ مسیح مر گیا ہے حالانکہ وہ فی الواقع
زندہ تھا تسلیم کیا جاوے تو پھر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰے سولی پر نہیں چڑہائے
گئے اور نہ اخیر میں یہود کے دلوں میں شبہ ڈال کر اُن کو بچایا گیا - بلکہ ان کو آسمان پر چڑہایا
گیا ہے اور یہ احتیاط کی گئی کہ ایک حواری پر شُبہ کر دیا گیا تھا تاکہ یہود اس شبیہ کو قتل
بالصلیب کر کر ندامت بعد حسرت اٹھائیں - مگر درصورتے کہ حضرت عیسٰے پہلے ہی سے
دشمنوں کے ہاتھ میں نہ دیئے جاتے اور جو شبہ اخیر میں دشمنوں کے دلوں میں اُن کے

---

[1] قولہ بدیں خیال اللہ تعالےٰ نے امروہی صاحب کیا اللہ پر بھی خیال کنندہ کا اطلاق
جایز ہے - ۱۲ منہ

[2] کیونکہ مخالف ہے صریح آیت وما صلبوہ سے ۱۲ منہ

بچانے کے لئے ڈالا گیا تھا اسی قسم کا پہلے ہی سے ڈالا جاتا کیونکہ فاغشینٰھم فھم
لا یبصرون سنت اللہ کے برخلاف نہیں) تو کیا امروہی صاحب کے نزدیک تب بھی
یہود کے ہاتھوں میں آسکتے تھے۔ بدیں سبب اللہ تعالےٰ نے مسیح کو سولی دلا کر بعد ازاں
اُن کے دلوں میں شبہ موت کا ڈال کر مسیح کو پوشیدہ کر دیا **قولہ ص ۶۸** اور پھر
دوسرا سوال یہ ہے کہ بعد قتل بالصلیب ہونے اس شبیہ کے نعش اسکی کہاں دفن کیگئی
اقول ابھی[1] تو مسیح کی نعش کی تلاش میں ہیں۔ چونکہ باوجود نبی ہونے اُسکے انبیاء
اولوالعزم میں سے اب تک اُسکا پختہ پتہ نہیں ملا۔ وہ شبیہ بیچارہ کس گنتی میں ہے۔ ہاں
مسیح کی نعش کا الہامی پتہ پہلے[2] گلیل میں ملا تھا۔ مگر اس الہام کو دوسرے الہام نے منسوخ
کر دیا جس سے کشمیر خاص سری نگر میں یوزاسف کے نام سے پتہ لگا[3] ہے پھر بھی وقت
یہ ہے کہ وہاں بھی مولوی نور احمد صاحب ساکن لکھوکے نے سب اہل کشمیر سے لکھوا لیا ہے
کہ ہم اباً عن جدٍ سنتی چلی آئی ہیں کہ یہ کوئی اور شخص تھا۔ اور اس مضمون کو اُنہوں نے مزین
بالمواہیر بھی کروالیا ہے۔ غالباً چھپوا کر شایع بھی کر دیوینگے قال اللہ تعالی قتل الخراصون
الذین ھم فی غمرۃٍ ساھون یعنے اٹکل کے تکے چلانے والے قتل کئے جاویں۔ جو
غفلت میں بھولے ہوئے ہیں۔ جناب من خدائی فیصلہ جو صریح لفظوں میں ہے۔ وَمَا
صَلَبُوْہُ الخ اسکے چھوڑنے سے ہے تو یہ سرگردانی پیش آئی **قولہ ص ۶۸** اگر آپ
کے نزدیک اسی قبر میں دفن کئے گئے جس میں سے عیسائیوں نے تیسرے روز نکالے تو
سوال یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ کا رفع آسمان پر اور القاء شبہ حواریوں موجودین نے
بچشم خود دیکھا تھا تو باوجود معاینہ ان تماشہائے عجیب وغریب کے پھر اس نعش شبیہ کو
کس غرض سے قبر میں سے نکال لیا۔ **اقول** روایات اناجیل کے مطابق جو ایک
واقعہ ہوا ہے اُس میں موئے شگافی یا دریافت ان لوگوں سے کرنی چاہیے جو کہ برخلاف

ف۱ یہ کلام الزامی ہے ۱۲ منہ
ف۲ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۴۷۳۔
ف۳ دیکھو ایام الصلح اور انگریزی اشتہار ۲۴-۲ جولای ۱۸۹۹ء۔

آیات قرآن کریم کے اُنہیں روایات کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ ہم تو قرآن کریم سے اتنا ہی پتہ
ملا کہ مسیح مقتول و مصلوب نہیں ہوا کوئی اور شخص تھا۔ رہا یہ کہ وہ شخص کون تھا کیا نام رکھتا
تھا۔ لاش اُسکی کہاں ہے اور کس غرض سے نکالی گئی۔ سو ان امور کے متعلق قرآن کریم
اور سنت نبویہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے کوئی بحث نہیں کی۔ بغیر اثر ابن عباس کے
سو وہ بھی مجمل لہذا ہم کو بھی ان امور سے کوئی غرض نہیں۔ ناظرین صفحہ سابقہ کا بھی تحقیقی
جواب اسی کو خیال کریں جس کو پہلے بھی ہم ایک دو مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ پھر گذارش ہے
کہ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ شبیہ کی لاش کو انہیں حوارین نے نکالا جو بر وقت القار شبیہ
اور اٹھایا جانے مسیح کے موجود تھے۔ مسیح کو جنہوں نے نکالا تھا وہ تو وہی ہونگے جو باتباع
یہود اُسکو مسیح کی نعش تصور کرتے تھے ورنہ یہ تو ظاہر ہے کہ جو حواری اُسکو اور شخص کی نعش خیال کرتے تھے انکو کیا غرض تھی
اُسکے نکالنے کی اگر کہا جائے دوسرے تو انکو اُنہوں نے چشم دید واقعہ القار شبہ و رفع عیسےٰ سے اطلاع دی ہوگی اُسکے
جواب میں گذارش ہے کہ ایسے گڑبڑ میں جب تم لوگوں نے قرآنی فیصلہ چھوڑ دیا
اور یہود کی خبروں کو معتبر سمجھا تو اتنا جم غفیر نصاریٰ کا جو باتباع یہود کی مصلوبیت کے
قائل تھے۔ اگر دس پندرہ آدمی کی بات بمقابلہ ہزارہا کے نہ سنیں تو جائے تعجب و محل شکایت
نہیں **قولہ ص ۶۸** کے آخری سوال کا حاصل ابن عباس کے اثر میں تین مذہب
ہیں۔ (۱) نصاریٰ یعقوبیہ کا جو الوہیت مسیح کے قائل ہیں۔ (۲) مذہب نسطوریہ کا
جو ابنیت کے قائل ہیں۔ (۳) مذہب مسلمانوں کا جن کا یہ اعتقاد تھا کہ مسیح خدا کا بندہ
اور اُسکا رسول ہے جب تک اللہ نے چاہا ہمارے بیچ رہا۔ پھر اُسکو اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف
اوٹھا لیا۔ امروہی صاحب اب یہ دریافت فرماتے ہیں کہ شمس الہدایت کے مؤلف رضی عنہ کا
مذہب مذاہب ثلثہ میں کونسا مذہب ہے۔ اگر نسطوریہ یا یعقوبیہ کا ہے تو مسیح بوجہ الوہیت
یا ابنیت آسمان پر اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور اگر مسلمانوں کی طرح اسکو بندہ سمجھتا ہے۔ تو
پھر باقی مرسلین و مقربین کی طرح مسیح کا بھی رفع درجات ہی ہوگا **جواب** ہمارا
مذہب تو وہی مذہب ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک مسلمانوں
میں چلا آیا۔ یعنے مسیح خدا کا بندہ اور اُسکا رسول ہے جس کو بعد چند سے آسمان کیطرف

اٹھالیا اور پھر دوبارہ حسب ہدایات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں اتر کر
فوت ہوگا۔ یعقوبیہ اور نسطوریہ والا مذہب نہیں اور ایسا ہی مؤلف رضہ سب اہل اسلام
کی طرح ان لوگوں کے مذہب سے بھی بیزار ہے جو لوگ آسمان پر چڑھنے کو بھی موجب الوہیت
یا ابنیت کا ٹھراتے ہیں جس کا مقتضے بالطبع یہ ہے کہ سب فرشتے العیاذ باللہ یا خدا ہوں
یا خدا کے لڑکے یا لڑکیاں چونکہ اس مذہب والے لوگ یعقوبیہ ونسطوریہ سے بھی بہت ہی
بڑھ گئی ہیں۔ لہذا موحدین اہل اسلام ان سے بیزار ہیں۔ توحید میں تو ایک آدھ شریک کی
گنجائش بھی نہیں ہوسکتی لکھو کھا شرکا کیسے سما سکتے ہیں۔ اسی صفحہ ۶۹ میں امروہی صاحب
بل رفعہ اللہ میں رفع روحانی ثابت کرنے کے لئے من تواضع للہ رفعہ اللہ اور ایسا ہی
اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وارزقنی وارفعنی کو پیش کرتے ہیں۔

ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ ہم نے کب کہا ہے کہ ہر جگہ رفع سے رفع جسمانی ہی ہوگا ہمارا
اور سب اہل اسلام بلکہ سب اہل محاورہ کا بل رفعہ اللہ الیہ سے رفع جسمی لینے پر سیاق وسباق
اور قتل وصلب مدنظر ہے جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہوچکا ہے اور فائدہ جلیلہ کے قوانین
کے مطابق امروہی صاحب نے رفع روحانی کی تقدیر پر تضاد ثابت کیا تھا سو وہ بھی ناظرین
معلوم کر چکے ہیں کہ ہبا منثورا ہوگیا اب ہم بار بار انہیں مضامین کا ذکر مناسب نہیں
سمجھتے۔ اسی صفحہ ۶۹ میں فرماتے ہیں۔ بعد دفع تعارضات واضطرابات ہم اس اثر کا
جواب کافی وشافی دیوینگے انشاء اللہ تعالےٰ **اقول** اس سے صاف ظاہر ہے کہ
امروہی صاحب نے اسجگہ تک اس اثر کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اسکو انہوں نے بھی اپنی
دانست میں کما ھو فی الواقع ایضاً کافی وشافی نہیں سمجھا۔ رہا اضطراب وتعارض سو
انکی تقریر مع التردید ناظرین کو معلوم ہوچکی ہے۔ امروہی صاحب کا اضطراب اور تعارض
بلکہ قادیانی مشن کا آیات قرآنیہ میں بھی آج تک مندفع نہیں ہوا۔ اگر ہوا تو اپنی من گھڑت
وجوہات سے جنکو تحریفات کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں۔ ولنعم ما قیل **بیت**

اگر غفلت سے باز آیا تو کیا کی ٭ تلافی کی بھی ظالم نے تو کب کی

قولہ ص ۶۹ اور بلبیثاً حوالہ ابن جریر کا دیا ہے جو ہرگز مؤلف کے پاس نہیں ہے **اقول** تلبیثاً یہ تلبیثاً کیسے لکھ مارا اسی دھوکہ دینے کے لئے کہ ناظرین سمجھ چکے ہیں کہ جواب ندارد تو اسی آڑ میں ذرہ دم لے لیویں کہ یہ کتاب مؤلف کے پاس ہے یا نہیں۔ بھلا صاحب آپ فرماویں کہ یہ الہام آپ کو کیسے مفید تعیین ہوا کہ مؤلف رح کے پاس کتاب نہیں۔ بالغرض ابن جریر اگر مؤلف عفی عنہ کے پاس نہ بھی ہو تو ابن کثیر میں چونکہ ابن جریر کا حوالہ دیا گیا ہے تو کیا آپ حافظ ابن کثیر سے بھی دریافت فرماوینگے کہ آپکے پاس ابن جریر ہے یا نہیں۔ پہلی صورت میں بسبب رفع ہو جانے اعتماد کے بہ نسبت ثقات کے یہ تسلسل شاید اللہ جل شانہ تک پونچے اور دوسری صورت میں آپ کو بغیر جواب دینے کے نجات نہ ہوگی۔ ایسا ہی مؤلف عفی اللہ تعالے عنہ کی نسبت بھی خیال فرماویں اور جواب کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ہاں اگر آپنے ابن جریر خریدنے کے لئے دریافت فرمائی ہے تو وہ اور بات ہے **قولہ ص ۷۰** مؤلف صاحب نے متعدد جگہ نزول کو بعث و خروج کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ دیکھو ص ۳۳ سطر ۲۳ اور ص ۴۳ سطر ۴۔ وغیرہ کو کما مرّ سابقاً **اقول** معلوم نہیں اس آڑ میں آپنے کیوں جگہ لی جب قرآن کریم میں رفع علے السماء بحسب سیاق و سباق و محاورہ کی شہادت فرما رہا ہے۔ اور احادیث متواترہ نے نزول المسیح بھی ظاہر کر رہی ہے۔ تو پھر بعث و خروج اور ظہور سب سے مراد نزول ہی ہوگا اور عنقریب احادیث سے ہی یہ محاورہ ثابت کیا جاوے گا **قولہ ص ۷۰** کتب نحو یہ میں یہ مسئلہ مسلمہ و اتفاقیہ لکھا ہوا ہے کہ نون التاکید لا یوکد الا مطلوبا والمطلوب لا یکون ماضیا و لا حالا ولا خبرا مستقبلا اور آیت لیؤمنن بہ قبل موتہ میں نون تاکید موجود ہی پس بموجب اس قاعدہ اتفاقیہ کے لیؤمنن جملہ خبریہ نہ ہوا بلکہ انشائیہ ہوا۔ تو پھر یہ آیت پیشین گوئی یعنے خبر مستقبل کیونکر ہو سکتی ہے کجا جملہ انشائیہ اور کجا جملہ خبریہ

ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا + پس آپنے جس قدر ایسے آثار یا اقوال مفسرین (جن میں اس آیت کو پیشین گوئی قرار دیا گیا ہے) پس آپنے جس قدر

عطا باد الف
د د بالیاد

بعث و خروج کو
نزول کے ساتھ

لیؤمنن

لیؤمنن

ایسے آثار یا اقوال مفسرین (جن میں اس آیت کو پیشین گوئی قرار دیا گیا ہے) بیان پر وارد کئے ہیں وہ سب بناء فاسد علے الفاسد ہیں **اقول** کتب نحویہ میں یہ مسئلہ مسلمہ اتفاقیہ لکھا ہوا ہے کہ نون التاکید یوکد مستقبلا فیہ معنے الطلب رضی بعضمونہ واما فی المستقبل الذی ھو خبر محض فلا یدخل الا بعد ان یدخل علی اول الفعل ما یدل علے التوکید ایضا کلام القسم نحو واللہ لاضربن رضی صفحہ ۳۴۱۔ اور آیت لیومنن بہ قبل موتہ میں چونکہ لام توکید لیومنن کے اول موجود ہے۔ لہذا آیت میں نون تاکید مستقبل میں جو خبر محض ہے یعنے یومنن) لایا گیا بلکہ جواب قسم کا مثبت ہونے کی صورت میں نون تاکید کبھی منفک نہیں ہوتا۔ ولزمت فی مثبت القسم۔ کافیہ۔ پس بموجب اس قاعدہ اتفاقیہ کے یومنن جملہ خبریہ جواب ہوا قسم مقدر کے لئے چنانچہ شہاب حاشیہ بیضاوی صفحہ ۱۹۹ میں تحت اسی آیت کے لکھتا ہے والتقدیر وما احد من اھل الکتاب الا واللہ لیومنن بہ اور قاضی بیضاوی فرماتے ہیں فقولہ لیومنن جملۃ قسمیۃ وقعت صفۃ لاحد یعنے لیومنن جواب قسم کا جملہ خبریہ ہے موکدہ بالقسمیۃ الانشائیۃ اس کا صفت واقع ہونا بلا تاویل صحیح ہے۔ چنانچہ مولانا عبد الحکیم رح (جملۃ قسمیۃ) پر لکھتے ہیں یعنے انہا جملۃ خبریۃ موکدۃ بالقسمیۃ الانشائیۃ فیصح وقوعہا صفۃ بلا تاویل بالخبریۃ والموصوف المقدر مبتداء مقدم الخبر اسی احتمال (مقدم الخبر) کو قاضی بیضاوی اور صاحب کشاف نے اختیار کیا گویا یہ آیت (وما منا الا لہ مقام معلوم) کی نظیر ٹھیرے۔ اور آیت میں دوسرا احتمال بھی ہے کہ جار مجرور صفت ہو مبتدا محذوف کے لئے اور قسم مع الجواب خبر ہو مبتدا کی۔ اگر کہا جاوے کہ قسم انشا ہے پس خبر کیسے ہوگی تو جوابا معروض ہے کہ قسم میں جملہ قسمیہ یعنے اقسم باللہ مثلا انشا ہے اور جواب قسم خبریہ چنانچہ ابھی مولانا عبد الحکیم صاحب کی عبارت بیضاوی کے حاشیہ سے نقل کی گئی (انہا جملۃ خبریۃ موکدۃ بالقسمیۃ الانشائیۃ) اور اسی طرح شہاب حاشیہ

بیضاوی بھی لکھتا ہے **احدھما** انہ صفة لمبتداء محذوف والقسم
مع جوابہ خبر ولا یرد علیہ ان القسم انشاء لان المقصود بالخبر جوابہ
وھو خبر مؤکد بالقسم شہاب جلد ثالث ص ۱۹۹ یعنے جواب قسم کا جملہ خبریہ
ہے مؤکدہ بالانشائیہ امروہی صاحب لیؤمنن کو انشائیہ کہنا نہ صرف جہالت ہی ہی
بلکہ علاوہ جہالت کے گناہ کبیرہ بھی ہے کیونکہ لیؤمنن درصورت طلب کے استعطاف
ہوگا۔ اور تمنے وعرض واستعطاف جو موہم ہیں نقص و ناتوانی کے لہذا جناب باری
کے شایاں نہیں الرابعۃ جواب القسم ویجاب بالطلب ویسمی استعطافا
ویختص بالباء و بالخبر وھو القسم المتعارف متن متین۔ اس سے یہ بھی ثابت
ہوا کہ قسم متعارف خبر محض ہے۔ اسی لئے تکملہ میں (واما فی دلالۃ القسم علی
الطلب ففیہ تامل) لکھتے ہیں۔ شرح مائۃ عامل کے دوسرے صفحہ پر باقسمیہ
کی مثال میں لڑکوں کو ترکیب پڑھانے کے وقت سمجھایا جاتا ہے کہ فعل قسم یعنے
اقسم باللہ جملہ انشائیہ ہے اور جواب قسم خبریہ ہے۔ موکدہ بالانشائیۃ قیامت کے
علامات میں سے ایک یہ بھی ظہور میں آئے گا۔ کہ اس لیاقت والے لوگ جن کو
یہ بھی معلوم نہیں کہ فعل قسم انشائیہ ہوتا ہے یا جواب قسم بھی تڑالے حقائق و معارف
قرآنیہ بیان کرنے لگے۔ ناظرین کو معلوم ہو کہ اصل مسئلہ نحویہ تو یہ ہے جو لکھا گیا امروہی
صاحب کو دھوکہ لگنے کا منشاء اُسی۔ ایک تو شرح مائۃ عامل وغیرہ کتب نحویہ
آپ نے سرسری پڑھی ہیں اور دوسرا عبارت منقولہ کہ نون التاکید لا یوکد
الا مطلوبا والمطلوب لا یکون ماضیا ولا حالا ولا خبرا مستقبلا)
کو نہیں سمجھے یہ عبارت بھی مولانا عبد الحکیم صاحب نے تکملہ میں بیان فرمائے ہیں۔
جنہوں نے بیضاوی کے حاشیہ میں جواب قسم کو جملہ خبریہ موکدہ بالانشائیہ لکھا ہے
اب امروہی صاحب اس عبارت کو لاہور میں جلسہ فضلا میں آکر پڑھ بھی جاوین
اور آئندہ تفسیر نویسی سے توبہ کرین۔ اُسی صفحہ ۷۰ میں اسکے بعد امروہی صاحب
لکھتے ہیں اور لیؤمنن کا جملہ انشائیہ ہونا نہ خبریہ تفاسیر ادبیہ مثل کشاف و بیضاوی

وغیرہ کے یہی لکھا ہوا ہے - جملہ تفاسیر ادبیہ میں جملہ قسمیہ لکھا ہے جو انشائیہ ہوتا ہے **اقول**
ہاں صاحب مسلم کہ قسمیہ لکھا ہے مگر اسکے بعد کا فقرہ (جو انشائیہ ہوتا ہے) یہ آپ کا حاشیہ
ہے - جناب عالی فعل قسم انشائیہ ہوتا ہے نہ جواب قسم جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے - آپ
ناظرین انصاف فرماویں کہ جملہ تفاسیر ادبیہ کی طرف یہ منسوب کرنا (کہ انشائیہ ہے نہ
خبریہ) کیا کیسا ناپاک جھوٹھ ہے یا کہ کس درجہ کی جہالت ہے میں بڑا متعجب ہوں کہ
امروہی صاحب نے لیؤمنن کو انشائیہ بنانے سے بغیر اظہار جہالت مذکورہ کے کونسا فائدہ
اٹھایا - بالفرض اگر انشائیہ ہو تو قائلین نزول المسیح کو کیا ضرر دیتا ہے - بر تقدیر ارجاع
ضمیر (قبل موتہ) کے مسیح کی طرف پھر بھی ہمارا ہی مطلب ثابت ہے **قولہ**
ص ۷ پس اگر آپ کو ان عیسے لم یمت الخ کی تاویل ذیل منظور اور پسند ہے
کہ حضرت عیسے سولی پر نہیں مرے جو ملعون ٹھہرتے بلکہ مرفوع الدرجات ہوئے اور بروزی طور پر قبل
قیامت کے مبعوث ہونے والے ہیں آخر تک تو مباہم کو یہ تاویل کب مضر ہے ہم بھی اس تاویل کو تسلیم کرتے ہیں ورنہ خلاف
قواعد مسلمہ نحویہ آیت کے معنے مزعوم آپ کیونکر کر سکتے ہیں - **اقول** جب مطابق کتاب اللہ
کے ان عیسے لم یمت الخ حدیث بھی حیات مسیح پر شاہد ہے تو پھر ہم کو کون چیز باعث
ہے تاویل یا یوں کہو تحریف مذکور پر اور آیت لیؤمنن بہ قبل موتہ کے انشائیہ یا خبریہ ہونے
کو اس تاویل میں کیا دخل ہے فلیتامل (ورنہ خلاف قواعد مسلمہ نحویہ الخ) یہ عبارت بالکل
لغو اور غلط ہے لانتفاء الاستلزام المزعوم فتدبر بہرحال دو بلاؤں میں سے آپ ایک بلا میں
تو ضرور مبتلا ہونگے یا تو علماء کرام کی مجلس میں حاضر ہو کر (والمطلوب لا یکون ماضیا
ولا حالا ولا خبرا مستقبلا) کا مطلب پوچھ لیویں اور یا تفسیر نویسی اور لاف زنی
سے توبہ کریں - **شعر**

وفی کفتی میزاننا لک اسوۃ — ومن خلا قبلک من لا یعقل
اذا رجحت احدہما طاش اختہا — وانت لما فیہا ثقیل وتسفل

قولہ ص ۱۷ کا حاصل علماء اہل اسلام نے مرزا صاحب کے بارہ میں جو کچھ
فتوے دیا ہے یہ علامت ہے مماثلت تامہ کی مابین مرزا صاحب اور مسیح اسرائیلی کی -

اقول صرف ایک ہی وجہ کو بیان فرماکر آپ مماثلتہ تامہ کس طرح ثابت کر سکتے۔ آپ بقیہ وجوہات مماثلتہ تامہ کیوں نہیں بیان فرماتے یوں کہنا چاہیئے۔ (۱) تکفیر و تکذیب علماء اسلام کی (۲) وصف حلم میں اس حد تک ہونا کہ گھر بیٹھے علماء کو موٹی قلم سے لکھنا (لے بد ذات فرقہ مولویان) (۳) اپنے مماثل یعنے مسیح اسرائیلی کو مکار و فریبی او زناکار اور کسبی عورتین کی اولاد میں سے کہنا دیکھو ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷ (۴) فقر و فاقہ و زہد میں یہ کمال کہ بغیر مشک و عنبر و یاقوتین و پلاؤ زردا قورمہ کے نصیب نہیں اسی طور اعلے درجہ کے زیورات و لباس گھر میں بھی مستعمل ہو رہے ہیں (۵) ترک دنیا کا یہ حال کہ طرح طرح کے چیلوں سے چندہ جمع کرانا (۶) بجائے وصف خانہ بدوشی مسیح اسرائیلی کے گھر سے باہر قدم نہ رکھنا (۷) بجائے تجرید کے کئی نکاح کرتے یہاں تک کہ آسمانوں پر بھی آپ کے نکاح کی دہوم دہام ہوئی (۸) حقایق و معارف قرآن کریم میں یہ حال ہے جو آپ کے فاضل اجل کی تحریر سے ظاہر ہوتا جا رہا ہے۔

اب ناظرین کو پہلی وجہ مماثلتہ تامہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں یعنے علماء کی تکفیر و تکذیب سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب مسیح اسرائیلی کی طرح ان تیروں کا نشانہ ہیں۔ میں کہتا ہوں کیا ابن صیاد و مسیلمہ کذاب و اسود عنسی وغیرہ وغیرہ مدعیان کذابین کو تکفیر و تکذیب نہیں کی گئی۔ تاریخ پر نظر ڈالو لازم عام کو مماثلتہ تامہ کا معیار بنانا آپ جیسے حواریوں کا کام ہے۔ ہاں مگر آپ معذور ہیں (جس کا نمک کھائے اسکا گیت گائے) **قولہ**

ص ۱۷ کے اخیر سے ص ۷۳ کے اول تک کا حاصل۔ ابن عباس کے اثر میں اضطراب ہے بدو وجہ (۱) جب حضرت عیسےٰ آسمان پر چڑہائے گئے تو پھر حواری کو بذریعہ صلیب کے قتل کروانے کی کیا ضرورت رہی (۲) چاہیئے تو یہ تھا کہ نہ حضرت عیسےٰ کو ضرر پہونچتا او نہ ان کے یاروں میں سے کسی کو کیا ایسے ہی قادر مطلق کو حامی و ناصر کہا جاتا ہے کہ ایک مومن خالص جو خدا کے دوست کا متبع ہو وہ بذریعہ صلیب قتل کروا کر ملعون ٹھرایا جاوے **اقول** بجواب پہلی

ف ۱ اثر ابن عباس پر امروہی کے جاہلانہ اعتراضات اور گستاخی ۱۲

ف ۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ کیجانب سے امروہی کو جواب ۱۲

اضطراب کے گذارش ہے کہ آپ نے پوری نقل کیوں نہیں کی۔ تاکہ ہماری طرف التجا
ہی نہ رہتی۔ تفسیر کبیر سے آپ شکوک واضطرابات کو نقل فرماتے ہیں۔ مگر جواب کیوقت
دجل سے کام لیتے ہیں۔ اسی اضطراب کو علامہ رازی اس عبارت سے بیان فرماتے
ہیں والاشکال الثالث انہ تعالی کان قادرًا علی تخلیصہ من اولئک
الاعداء بان یرفعہ الی السماء فما الفائدۃ فی القاء شبہہ علی غیرہ وھل
فیہ الا القاء مسکین فی القتل من غیر فائدۃ الیہ تفسیر کبیر جواب کا حاصل
یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ بذریعہ جبرائیل علیہ السلام یا خود ہی حضرت عیسے کے کمالات موہوبہ
کے مطابق بلا واسطہ القاء شبہ کے اُن کو بچالیتا تو یہ معجزہ حد ایجاز تک پہونچ جاتا جس سے ایمان
بالغیب جاتا رہتا یعنے ان کو مجبوری ایمان لانا پڑتا جبکہ کھُلا کھُلا نشان دیکھ لیتے۔ رہا
یہ کہ القاء شبہ امکان و قوعی بھی رکھتا ہے یا نہیں اور بر تقدیر وقوع منافی ہے حکمت
الٰہیہ کو یا نہ سو معروض ہے کہ تعینات و تشکلات جو عارض ہیں حقیقت جامعہ کو بمنزلہ
لباسوں کے ہوتے ہیں وہی حقیقت ایک لباس کو اُتار کر دوسرے کو پہن سکتی ہی بحول اللہ
وقوتہ اُس کی تشریح شیخ عبدالوہاب شعرانی کی بعض تصانیف اور ایسے ہی فتوحات وغیرہ
سے بخوبی معلوم ہوسکتی ہے۔ قطب العالم سلطان العاشقین و برہان المعشوقین حضرت
خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ آپ کے ایک خادم بارگاہ کو
جب ہنود نے ایک ہندو کے مکان میں جس میں بغرض ملاقات محبوبہ جا گھسا تھا) اوسکے
پکڑنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اندر زمین اُس محبوبہ کا شوہر ہے وہ خادم نہیں۔
بعد اسکے ایک روز قطب العالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو فرمایا کہ فلانی ہیں تمہارے
لئے کب تک فلاں ہندو بنوں گا میرے سفید بالوں سے حیا کر۔ الغرض ایک شخص کا متشکل
باشکال مختلفہ ہوجانا یا ایک ہی شخص کا ایک وقت میں متعددہ مکانوں میں موجود ہونا
نہ صرف امکان ہی رکھتا ہے۔ بلکہ واقعات مشہودہ میں سے ہے معہذا منافی حکمت
الٰہیہ کے بھی نہیں کیونکہ ایسے موقع میں جب کہ اعداء اپنے ذہن میں بھی خیال کر بیٹھے ہوں
کہ گو یا ہم کامیاب ہوگئے یعنے مدعا ہمارا قریب بحصول ہے اب کوئی مانع فی مابین نہیں

تو اچانک ہی مدعا کا ہاتھ سے چلا جانا کس قدر موجب رسوائی و ذلت و ندامت کا ہوتا ہی خصوصاً جبکہ ساتھ اس ناکامیابی کے دھوکہ بھی کھا بیٹھے ہوں کیونکہ اس صورت میں علاوہ ناکامیابی کے سفاہت اور جہالت کا تمغہ بھی ملتا ہے باقی رہا ایک مومن بے گناہ کا قتل ہونا سو یہ کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں۔ قدیم سے اہل حق اور اس کی دوست بھی جنکا مقدر میں ہی حصہ ہوتا ہے شہادت پاکر جنت کو سدھارے جارہے ہیں اللہ تعالےٰ قادر تھا کہ جنگ احد یا بدر یا خیبر وغیرہ میں اپنے عدیم النظیر دوست صلے اللہ علیہ وسلم کو جن کی شان عالی ہے یہ اشعار ذیل کچھ پتہ دیتے ہیں۔ بغیر اسکے کہ کوئی مومن کامل متبع قتل کیا جاوے فتح عطا فرمادیتا۔ مگر ان غزوات میں کئی مومن کامل شہید ہوئے ۔ اشعار یہ ہیں :۔

ابیات

فھو الذی تم معناہ وصورتہ ۔۔۔ ثم اصطفاہ حبیبا باری النسم

منزہ عن شریك فے محاسنہ ۔۔۔ فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

دع ما ادعتہ النصاریٰ فے نبیھم ۔۔۔ فاحکم بماشئت مدحا فیہ واحتکم

فانسب الی ذاتہ ماشئت من شرف ۔۔۔ وانسب الی قدرہ ماشئت من عظم

فان فضل رسول اللہ لیس لہ ۔۔۔ حد فیعرب عنہ ناطق بفم

فمبلغ العلم فیہ انہ بشر ۔۔۔ وانہ خیر خلق اللہ کلھم

وکل آی اتی الرسل الکرام بھا ۔۔۔ فانما اتصلت من نورہ بھم

اکرم بخلق نبی زانہ خلق ۔۔۔ بالحسن مشتمل بالبشر متسم

کالزھر فے ترف والبدر فی شرف ۔۔۔ والبحر فے کرم والدھر فے ھمم

اور قتل بذریعہ صلیب بھی مثل سائر اسباب قتل کے مومن بیگناہ کے لئے موجب قرب وعزت ہے خدا کے ہاں۔ اس کا موجب لعنت ہونا صرف مجرم ہی کے لئے ہے دیکھو آیت ۲۲ اور ۲۳۔ کتاب استثناء میں۔ قادیانی مشن میں مطلق قتل صلیبی کو خواہ

بیگناہ مومن کے لئے ہو موجب ملعونیت ٹھہرا کر نتائج فاسدہ لاتعد ولاتحصے نکل رہے ہیں۔
اسلام غریب کا خدا حافظ۔ دوسرے اضطراب کا تحقیقی جواب تو پہلے ہی جواب سے سمجھ لینا
چاہیئے۔ صرف الزامی طور پر معروض ہے کہ چاہیئے تو یہ تھا کہ حضرت عیسےٰ کو بسبب وعدہ
الٰہیہ کے کوئی ضرر نہ پہونچتا کہ پہلے سے تو ولا سا کا سلوک ہو چکا تھا۔ اور اتنا ناداذ
کففت بنی اسرائیل عنک بھی فرمایا گیا تھا یہ کیسے مدد الٰہی پہونچی کہ ایک پیارے
دوست کو صلیب پر چڑھا کر ملعونیت کو بالکل الاجزا ثابت کر دیا صرف سرہوئے سے
بھی کم فرق رہ گیا ہوگا۔ کیونکہ صلیبی قتل ملعونیت کا معیار جو ٹھہرے کمی بیشی اسکے مطابق
معیار کے ہونی چاہیئے۔ کیا اسی پر اتنا تأیہ بھی فرمایا گیا ومکروا ومکر اللہ واللہ
خیر الماکرین کیا ایسے قادر مطلق کو حامی و ناصر کہا جاتا ہے کہ جو کسی ایسے دوست خاص
کو سولی سے قرین بقتل کرادے بلکہ مسیح کے صلیب پر چڑھانے سے تو یہ ثابت ہوتا ہے
کہ یہودہی خیر الماکرین تھے کہ اُن کی تدبیر حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور اُسکے خدا دونوں
پر غالب رہے۔ ناظرین رسالہ کے لیے ایک ضروری التماس ہے کہ وقت پڑھنے ہمارے
رسالہ کے امروہی کے شمس کا سفہ کو بھی پاس رکھیں۔ مگر خبردار ایسی تحریف کو قیمتاً نہ لیویں
اُلٹا ضمار بحت تجارۃ والا نقصان نہ ہو۔ ہم بھی چھپوا کر مفت شائع کریںگے۔ حسبۃ
للہ وکفی باللہ شہیدا۔ اسلمانوں بھائیو جو کچھ جواب ترکی بہ ترکی لکھا جاتا ہے بمقابلہ[۱]
اُن کے اُن بے تہذیبیوں کے ہے جو علماء کرام کے حق میں اُنہوں نے عرصہ سے شایع
کرادیں ہیں۔ ورنہ ہمارے لوگ اس طریق کو بالکل ناخوش رکھتے ہیں مگر کیا کیا جاوے
سنتے سنتے جی جل رہا ہے اگر صرف دشنام بازی پر ہی صبر فرماتے تو بھی ہرگز بالمقابل
کچھ نہ کہا جاتا۔ لکن کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تحریف
کا صدمہ نہیں اُٹھایا جاتا۔ ہاں اگر عوام کالانعام اپنیر اعتبار کرکے دہوکہ نہ کھاتے تو بھی

[۱] ہمارے رسالہ میں مضامین آمودہ فقرات واشارا کثر امروہی صاحب کے عنایت کئے ہوئے
ہیں۔ اینر بالقلب ابند اظہار حالت ان کے وارد کئے جاتے ہیں ۱۲ منہ

کچھ ضرورت نہ تھی۔ مگر سب سے بڑا غضب تو یہ ہے کہ آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہوئے رونی شکلیں بنائی ہوئی مسجدوں میں جب تلبیسی اصول سُناتے ہیں اور علاوہ بریں حسن اخلاق معاملات وعطیات میں جس کو ترک الدین للدنیا کہئے یا ترک الدنیا لاشاعۃ تحریف کتاب اللہ وسنت رسول سمجھئے) تو جھٹ بے تمیز لوگ دام میں پھنس جاتے ہیں۔ مثلاً جب کہتے ہیں کہ بھلا مومنو بڑا غضب ہے کہ ہمارے مولانا و بالفضل اولینا پیارے حبیب فخر الاولین و الآخرین کو تو ۶۳ سال عمر شریف ملے اور مسیح اسرائیلی کو دو ہزار سال اور ابھی معلوم نہیں کہ کب تک زندہ رہے کاش ہم محمدیوں کو بڑا افسوس ہے اور ہارے اس تمنا کے کہ (معاملہ بالعکس ہوتا کلیجے پھٹ رہے ہیں ہمارا ایمان اور اخلاص یہ تقسیم کب گوارا کرسکتا ہے تو سُننے والے بودے اُن کو کامل محب خیال کرتے ہیں۔ ناظرین آپ صرف اتنا ہی خیال رکھیں کہ درازی عمر کی اور ایسے ہی سکونت آسمانوں کی اور ایسے ہی بے پدر پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ ہرگز موجب فضیلت کا اوپر افضل الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں اسکے وجوہ مفصلۂ فتوحات وغیرہ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ ہمارا یہ کہنا کہ عیسےٰ بن مریم کا بےپدر پیدا ہوا ہے یا یہ کہنا مثلاً کہ اون کی والدہ کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ اور **وامه صدیقه** کا اُسنے شرف پایا ہے وغیرہ وغیرہ یہ اس لئے نہیں کہ ہم کسی کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل یا محبوب تر خیال کرتے ہیں۔ یا اُنہیں امور کو باعث فضیلت کلیہ کا سمجھتے ہیں بلکہ محض خیال یہی ہے کہ اللہ جل شانہ نے اسی طور پر فرمایا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو مان کر ہم کو بھی فرمایا۔ کہ اسکے ساتھ ایمان لاؤ۔ اب ہم اگر یہ کہیں کہ ہم آپ کے محب ہیں ہم یہ گوارا نہیں کرسکتے کہ مسیح اسرائیلی کی والدہ کا نام قرآن میں بڑے زور شور سے کیا جاوے اور آپ کی والدہ ماجدہ کا کہیں خالی نام بھی نہ ہو تو اس خیال کا نتیجہ بجز کفر کے العیاذ باللہ اور کیا ہوگا۔ مومن کو نہایت توجہ اس کیطرف ہونی چاہیئے کہ اللہ جل جلالہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔ اگر کتاب اللہ اور کتاب الرسول کی مراد سمجھنے میں بسبب اختلاف محدثث کے فتور ہو جاوے تو سلف صالحین کے اجماعی عقیدہ کو نہ چھوڑنا چاہیئے **وما علینا الا البلاغ** + پہلے بھی لکھ چکا ہوں اب پھر یاد دلاتا ہوں کہ ہمارا ایمان ثابت

بکتاب اللہ وسنت رسولہ کے ساتھ ضروری ہے کیونکہ اسی کے ساتھ ہم مکلف بھی ہیں سو
معلوم ہو کہ درصورت وقوع اختلاف کے خصوصیات موردمیں یا تعارض معلوم ہونے کے
بین الرّوایات ہمارا مومن بہ قطعی طور پر قدر مشترک اور صرف ثابت بالنص ٹھہرے گا۔اور
خصوصیات متعارضہ کا مفاد ہمارا مومن بہ علےٰ سبیل القطعیت نہیں۔ ہاں بعد ملاحظہ ادلہ
ترجیح و تعادل کے ایک روایت کو من بین الروایات المختلفہ علےٰ سبیل الظنیۃ لے سکتے ہیں۔
مانحن فیہ میں کتاب اللہ سے صرف اتنا ہی یہود کی تردید میں ثابت ہوتا ہے کہ مسیح نہ صرف
یہ کہ مقتول ہی نہیں ہوا بلکہ علاوہ اسکے سولی بھی نہیں دیا گیا یہ مضمون اقتلوہ اور ماصلبوہ کے
علیحدہ علیحدہ نازل ہونے سے معلوم ہوتا ہے ورنہ حسب زعم مصلوب ہونے مسیح کے بھی کافی
تھا کہ وما قتلوہ بالصلیب یا وما توفی اوما فات بالصلیب اور اگر غرض یہود
کی اوران کے نتیجہ نکالنے کی نفی منظور ہوتی تو وما کان المسیح ملعونا و کفارۃ الی
غیر ذلک ہونا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص تو سولی دیا گیا تھا کیونکہ اگر مطلق قتل و
صلب وقوع میں نہ آتے تو صرف وما قتلوا وما صلبوا بغیر ہاضمیر منصوب متصل کے
چاہیے تھا ماقتلوہ وماصلبوہ مع الضمیر کہنے سے معلوم ہوا جیسا کہ یہود کو انا قتلنا
المسیح عیسےٰ ابن مریم رسول اللہ) میں مفعول فعل یعنے مسیح کا قتل کرنا مطمح نظر اور
مہتم بالشان ہو رہا ہے ایسا ہی اُسکی تردید میں بھی ہاضمیر منصوب متصل جو راجع ہے مسیح
کی طرف اس سے قتل اور صلب کی نفی مقصود ہے۔اب رہی تشریح اسکی کہ وہ مصلوب
اور مقتول کون تھا وغیرہ وغیرہ اُسکی طرف کتاب اللہ کی بسبب اجنبی ہونے اسکے ماسیق
لاجلہ الکلام سے چونکہ توجہ نہیں لہٰذا ہم بھی مکلف بالایمان علےٰ سبیل القطعیت والخصوص
نہیں ہیں۔اگر کسی اثر وغیرہ سے ہم کو کچھ پتہ ملا تو ہم بخیال اسکے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
جسکو افقہ الناس اور حبر ہذہ الامۃ کا لقب ہے اس اثر کو بلا انکار روایت فرمایا ہے اور
کوئی مضمون اُسکا مفاد نص سے برخلاف بھی نہیں اس اثر کو موئید ٹھہرا سکتے ہیں بخلاف بیان
یہود و نصاریٰ کے کہ وہ بیان اناجیل کا صریح ماصلبوہ کے اور ایسا ہی دوسری آیت
واذ کففت الخ کے برخلاف ہے باقی رہا مسیح کا بحفاظت اُٹھایا جانا سو وہ نص قطعی اور

اجماع سے ثابت ہے دیکھو تفسیر فتح البیان وغیرہ جو اسی رسالہ کے اوّل مفصل گذر چکا ہے روایات متعارضہ فی نزول المسیح کی ہر ایک خصوصیت کو ہم قطعی خیال نہیں کرتے تاکہ ہمارے پر ثبوت اُسکا لازم ہو۔ ہماری غرض آیت کے قطعی مفاد اور روایات متعارضہ کے مشترک قرار دادسے ہے یعنے اسی مسیح اسرائیلی کا نزول نہ مثیل اسکے کا۔ اب اگر تعارض فیما بین الخصوصیات کسی خصوصیت کو بالفرض ساقط بھی کرے تو ہمارا کیا نقصان کیونکہ وہ امر مشترک تو ثابت ہی ہے اور سب احادیث کا صرف اُسی قدر مشترک ہیں تو اہم معتد اہم کہتے ہیں کہ ان احادیث میں کوئی ایسا تعارض نہیں جس کو علامہ سیوطی وغیرہ نے دفع نہ کیا ہو چنانچہ ہر ایک اپنے اپنے محل میں معلوم ہوتا جائیگا **قولہ ص ۷۳** ثالثاً کلام الٰہی جو اس قصہ مسیح کو آغاز سے بیان فرماتا ہے اسکی نظم عبارت یہ ہے فلما احس عیسٰے منہم الکفر قال من انصاری الی اللہ اس آیت میں القاء شبہ کا کہیں نام ونشان نہیں کیونکہ یوں نہیں فرمایا گیا کہ قال لاصحابہ ایکم یلقی علیہ شبہی الخ **اقول** ایسا ہی سولی چڑہانے کا بھی نام ونشان کہیں نہیں کیونکہ یوں نہیں فرمایا گیا کہ قال لاصحابہ ایکم یُصلب فی مکانی پھر کیا وجہ ہے کہ اسجگہ القاء شبہ کا ذکر نہ کرنا تو ابن عباس کے اثر کو مصنوعی اور جعلی بنا وے اور سولی چڑہانے کا عدم ذکر قصہ صلیب کو جھوٹا نہ بنا وے رہا ذکر القاء شبہ کا جو ایک عجائبات قدرت سے ہے سو اسکا ذکر اجمالی ولکن شبہ لہم میں آگیا **قولہ ص ۷۴** رابعاً حواریوں کا جواب بھی اس قصہ کی نفی کرتا ہے۔ اگر کاش حواری لوگ جواب میں بجائے نحن انصار اللہ کے نحن مستعدون لالقاء شبہک علینا لئلا تقتل بالصلیب ونحن نقتل عوضک کہہ دیتے تو بھی اس قصہ کی کچھ اصل معلوم یا مفہوم ہو جاتی پھر کیا وجہ کہ اللہ تعالےٰ نے اس قصہ حضرت عیسٰے کو آغاز سے آخر تک بیان فرمایا۔ اور وہ طرز بیان اختیار کیا جس میں القاء شبہ کا کہیں پتہ اور نشان نہیں بلکہ نفی القاء شبہ کی ہوتی ہے **اقول** حواریوں کا جواب بھی سولی پر چڑہانے کی نفی کرتا ہے کاش[۱] اگر حواری لوگ جواب میں بجائے نحن انصار اللہ کے نحن

---

[۱] اسمیں اصلاح عبارت کیطرف اشارہ ہے یعنے امروہی نے (اگر کاش) کہا ہے اُسکی جگہ کاش اگر چاہیئے ۱۲ منہ

مستعدون لكف اليهود عنك حين يريدون صلبك وليتصرن الله لنا اذ قال الله يعيسے انی متوفيك +من غيران يأخذك اليهود ويصلبوك و ايضًا بشترنا بقولهم وجاعل الذين اتبّعوك فوق الذين كفروا الی يوم القيامة کہہ دیتے تو بھی اس واقعہ صلیبی کی کچھ اصل معلوم یا مفہوم ہو جاتی۔ پھر کیا وجہ کہ اللہ تعالےٰ نے اس قصّہ حضرت عیسےٰ کو آغاز سے آخر تک بیان فرمایا۔ اور وہ طرز بیان اختیار کیا جس میں واقعہ صلیبی کے وقوع کا کہیں پتہ و نشان نہیں بلکہ وما صلبوہ سے نفی صلیب پر چڑھانے کی ہوتی ہے واقعی تفسیر سنیئے (فلمّا احسّ منہم الکفر) ای استشعر عیسے منہم التصمیم علی الکفر (قال من انصاری الی اللہ) قال مجاھد ای من یتبعنی الی اللہ والظاھر انہ اراد من انصاری فی الدعوۃ الی اللہ کما کان النبیّ صلّے اللہ علیہ وسلم یقول فی مواسم الحج قبل ان یہاجر (من رجل یؤوینی حتے ابلغ کلام ربی فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربّی حتے وجد الانصار فآووہ ونصروہ وھکذا عیسے بن مریم علیہ السلام انتدب لہ طائفۃ من بنی اسرائیل فامنوا بہ وازروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ ولھذا قال اللہ تعالیٰ مخبرًا عنہم (قال الحواریون نحن انصار اللہ امنا باللہ واشھد بانا مسلمون ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین) ابن کثیر مختصرًا یہی تفسیر مجاہد کی جو ابن عباس کا شاگرد ہے جس نے تین دفعہ قرآن مجید الحمد سے والناس تک ابن عباس سے پڑھا۔ اور ہر آیت میں نہایت غور و تحقیق فرماتے تھے دیکھو مقدمہ تفسیر ابن کثیر اس مقام میں صفحہ ۵۰ پر امروہی صاحب نے وہی خیالات اپنے جو کئی دفعہ لکھ کر ان کی تردید کی گئی ہے عبارت عربی میں لکھی ہیں جو بالکل برخلاف ہیں ابن عبّاس کی تفسیر سے اور علاوہ اس مخالفت کے آیات صریحہ بھی اُسکی تکذیب بیان فرما رہے ہیں۔ بعد اس کے لکھتے ہیں الحاصل اس قصّہ میں جو کچھ مفسرین نے بلا تحقیق و تنقیح تفاسیر میں لکھا ہے اس میں اس قدر مفاسد بھرے ہوئے ہیں کہ اُن کے شمار کے لئے ایک بڑا دفتر درکار ہے

اقول مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے صحابہ سے باسناد صحیح لکھا ہے اور کوئی مضمون برخلاف آیات کریمہ کے نہیں بخلاف تمہارے مضامین کے جو آیات صریحہ کے برخلاف ہیں "منجملہ ان مفاسد کے جو اثر ابن عباس کے مضمون پر امروہی صاحب نے شمار کئے ہیں" ایک یہ بھی لکھا ہے جسکو خامسًا کر کے صفحہ ۴۷ کے اخیر میں کہتے ہیں۔ پس اگر حواریون میں سے کوئی حواری صادق مقتول بالصلیب کیا جاتا تو وہ بھی ملعون قرار دیا جاتا الخ

اقول اسکا ملعون قرار دیا جانا صرف اگر بحسب زعم آپ کے اور یہود کے ہے تو کچھ مضر نہیں اور بحکم تورات اُس مقتول صلیبی کا ملعون ہونا ثابت ہے جو مجرم ہو۔ اور یہ حواری چونکہ غیر مجرم تھا لہذا ملعون نہ ہوگا اور (وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ) اس کا مقتضے یہ نہیں کہ کوئی اہل حق متبعین عیسے میں سے کفار کے ہاتھ سے مقتول نہ ہوگا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اہل حق بہیئت مجموعی غالب ہیں گے والا آیت میں کذب لازم آیگا کیونکہ مشاہدہ سے ثابت ہے کہ کئی ایک مسیح کو خدا کا بندہ اور اُسکا رسول ماننے والے اُسکو خدا سمجھنے والوں کے ہاتھ سے ذلیل ہو جاتے ہیں۔

قولہ ص ۷ ہم نے تسلیم کیا کہ ضمیر قبل موتہ کے حضرت عیسے کی طرف ہے **اقول** آپ کی یہ تسلیم از قبیل (عصمت بی بی از بے چادری) ہے کیونکر تسلیم نہ کریں۔ حصۂ دوم اعلام الناس کے ص ۵ س ۱۰ میں آپ لکھ چکے ہیں۔ مگر دقت تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کا خدا یہ فرماتا ہے کہ ضمیر (قبل موتہ) کی اہل کتاب کی طرف راجع ہے دیکھو ازالہ متعلق اس آیت کے **قولہ** لیکن اس آیت کا پیشین گوئی ہونا سابق میں ہم باطل کر چکے ہیں **اقول** ہم بھی اسی جگہ آپ کی جہالت اور ضلالت کا اظہار کر چکے ہیں۔ **قولہ** بلکہ مقصود اس آیت سے انشاء ایمان کلبہ حضرت عیسے کے مقتول بالصلیب ہونے پر **اقول** ناظرین ذرہ اس مضمون میں غور کرنا کیا (وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته) سے اللہ تعالے یہ چاہتا ہے کہ اہل کتاب حضرت عیسے کے مقتول بالصلیب ہونے پر ایمان لائیں کیا اللہ تعالے پہلی کلام وما قتلوہ کو جسکا مطلب یہ ہے کہ یہود نے مسیح کو قتل بالصلیب نہیں کیا بھول گیا۔ اب برخلاف

اس کے وان من اھل الکتاب الخ سے یہ قصد کرتا ہے کہ یہود ایمان لاویں حضرت عیسے کے مقتول بالصلیب ہونے کے ساتھ۔ ناظرین کیسی تحریف یا جہالت ہے۔ یہاں پر امرو ہی صاحب اپنے مدعا کو بھی بھول گئے **قولہ** اور آیت جملہ انشائیہ ہے نہ خبریہ ھکذا فی البیضاوی والکشاف **اقول** خدا کے بندے سُنا نہیں کہ جھوٹھ بولنے سے ایمان کا نقصان ہوتا ہے بیضاوی اور کشاف نے لیؤمنن کو جواب قسم ٹھرایا ہے جس سے مطلب یہ ہے کہ لیومنن جملہ خبریہ مؤکدہ بالانشائیہ ہے جیسا کہ پہلے ہم مولانا عبد الحکیم حاشیہ بیضاوی اور ایسا ہی شہاب حاشیہ بیضاوی سے نقل کر چکے ہیں۔ **قولہ** پس معنی آیت کے یہ ہوئے کہ تمام اہل کتاب یہود و نصاریٰ مسیح کی موت صلیبی واقع ہونے میں شاک اور متردد چلے آتے ہیں۔ اور اس بارہ میں اپنے شاک اور متردد ہونے پر انکو یقین اور ایمان حاصل ہے **اقول** ناظرین خدارا انصاف (اُن کو یقین اور ایمان حاصل ہے) اس ترجمہ کو کوئی طالب العلم انشا کہہ سکتا ہے لیومنن کو بڑے دعوے اور شور سے انشائیہ کہتے کہتے ترجمہ کے وقت خبریہ بنادیا۔ دروغگوے را حافظہ نباشد مثل مشہور ہے۔ ہم جاتے جاتے شاماں نے کھی ٹریاں **قولہ ص ۷** اور حسن کا یہ قول واللہ انہ لحیّ الآن عند اللہ صاف دلیل ہے اس امر کی کہ حیات حضرت عیسے کی جسمانی نہیں۔ بلکہ حیات ان کی روحانی ہے جو عند اللہ ہے کیونکہ محاورہ قرآن مجید میں حیات عند اللہ سے حیات روحانی ہی مراد ہوتی ہے جو جسمانی حیات سے علاوہ ہے کما قال اللہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم دیکھو دونو جگہ پر لفظ عند ربھم اور عند اللہ کا موجود ہے **اقول** خدا سے ڈرو حسن کا یہ قول واللہ انہ لحیّ الآن عند اللہ اور دوسرا قول جو درمنثور نے نقل کیا ہے قال الحسن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیہود ان عیسے لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ ان دونوں سے مراد حیات جسمانی ہی ہے شائد آپ (لم یمت) کی یہ تاویل کرینگے کہ عیسے قتل صلیبی سے نہیں مرا۔ مگر مشکل تو یہ ہوگا کہ (وانہ راجع الیکم) پھر اسی عیسے کو دوبارہ

لوٹتا تا ہے۔ رہا لفظ (عند اللہ) کا سو معنے اسکا یہ ہے کہ عیسے کی حیات جسمانی کو لوگ تو
نہیں دیکھ سکتے۔ مگر خدا پاک دیکھتا ہے کہ عیسے آسمان پر زندہ ہے چنانچہ (ان مثل عیسےٰ
عند اللہ کمثل آدم) کا یہی مطلب ہے کہ عیسے کا بے پدر ہونا نصارے کی دید و
دانست سے تو باہر ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ وہ آدم کی طرح لوگوں سے جدا گانہ طور
پر رب کے امر سے ہے۔ ایسا ہی جو لوگ کہ خدا کے راستہ میں مقتول ہو چکے ہیں اُن کی حیات
کو بھی خدا ہی جانتا ہے الغرض (عند اللہ) اور (عند ربھم) کا معنے صرف اتنا ہی
ہے کہ یہ چیز خدا کے ہاں ہے بندوں کی دید یا دانست اُسکو محیط نہیں رہا یہ امر کہ وہ چیز کیا ہے
سو خصوصیت اسکی (عند اللہ) اور یا (عند ربھم) کے مفہوم سے باہر ہے۔ اب اگر
ایک جگہ وہ امر (بے پدری کی وصف ہے تو یہ ضرور نہیں کہ جس جگہ (عند ربھم) یا
(عند اللہ) ہو گا اُس کلام میں یہی وصف مراد ہوگی۔ دیکھو کہ (عند ربھم) بل احیاء
عند ربھم میں اسپر دلالت نہیں کرتا کہ اُن شہداء میں وصف بے پدری کی موجود ہو۔
جیسا کہ (ان مثل عیسے عند اللہ) میں ایسا ہی (احیاء عند ربھم) میں حیات روحانی
روحانی ہو اور کیسے ہو سکتی ہے کہ بعد اسکے (راجع الیکم) واقع ہے اور نیز حیات
روحانی مقربین کی کوئی جائے تعجب نہیں تا کہ اُسپر قسم کھائی جاوے۔ تعجب تو اسی میں ہے
کہ اتنی مدت تک انسان زندہ رہے اور (الآن) کا لفظ بھی دلالت کرتا ہے حیات
جسمانی پر یعنے جیسا کہ مسیح دنیا میں بحیات جسمانی زندہ تھا اب بھی اسی طرح زندہ ہے
الغرض (راجعؑ) کا لفظ اور (قسم) اور (الآن) سب قرائن ہیں حیات جسمانی
پر اور آپ کی تاویل کا بطلان مفصل طور پر پہلے گذر چکا ہے **قولہ** اور جب کہ اُس قول
سے حیات جسمانی ثابت نہ ہوئی تو نزول مسیح بھی بروزی طور پر متعین رہا **اقول** جبکہ
حسن کے قول سے بشہادت دوسرے قول اسکے کے حیات جسمانی ثابت ہوئی تو نزول
مسیح بھی جسمانی طور پر ہو گا نزول بروزی کو حضرت محمد اکرم صاحب صابری اقتباس
الانوار میں مخالفہ اجماع و احادیث متواترہ کی وجہ سے مردود کہتے ہیں چنانچہ پہلے لکھ چکا ہوں
قولہ ص ۷۰ اس قول میں لفظ (رافعک) موجود ہے۔ پھر نزول من السماء

[illegible]

بجسدہ العنصری کب ثابت وقائم رہا **اقول** ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ قول بھی حسن کا
ہے اور حسن سے کسی نے (وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ)
دریافت کیا۔ بجواب اسکے حسن نے کہا "(قبل موت عیسے)" ان اللہ رفع اللہ
عیسے وھو باعثہ قبل یوم القیامۃ مقاماً یؤمن بہ البر والفاجر) امروہی
صاحب اس میں اس طرح پر ٹال مٹال کرکے عوام کو دھوکا دیتے ہیں کہ اس قول میں
(باعثہ) کا لفظ موجود ہے جو دلالت کرتا ہے (احیاء بعد الموت) پر پھر
نزول من السماء بجسدہ العنصری) جو فرع ہے حیات کا کب ثابت
وقائم رہا۔ بجواب اسکے گذارش ہے کہ حسن کے اس قول سے بھی حیات مسیح ثابت ہے
کیونکہ حسن کا جب مذہب یہی ٹھہرا کہ مسیح بحیات جسمانی زندہ ہے چنانچہ اوپر "در منثور" سے
نقل کیا گیا کہ قال الحسن قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسے
لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ) اور نیز اس (باعثہ) والے
قول میں (قبل موتہ) کی تفسیر (قبل موت عیسے) حسن رض سے موجود ہے تو
پھر بعد وجود ان قرائن کے کس احمق کو حسن رض کے قول کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا کیا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک فرمان کہ (عیسے نہیں مرا اور وہ تمہاری طرف قیامت
سے پہلے لوٹ آویگا۔ صراحۃً دلالت نہیں کرتا حیات جسمانی پر یا (قبل موت عیسے)
کی تفسیر سے ظاہر نہیں کہ عیسے ابھی نہیں مرا۔ اسقدر دھوکہ بازی خصوصاً قرآن اور
حدیث میں مسلمان کے شان سے بعید ہے۔ رہا لفظ بعث کا سو وہ ارسال کے معنے میں
بھی بکثرت مستعمل ہوتا ہے جسکے افراد میں سے ایک نزول یہی ہے دنی حدیث علے
یصفہ صلی اللہ علیہ وسلم بعیثک نعمۃ ای مبعوثک الذی بعثتہ الی الخلق ای ارسلتہ وھو اعم وفی
سعید یبعث البعوث ای یرسل الجیش ح ثم یبعث اللہ ملکا۔ فیبعث اللہ عیسے ای ینزل من
السماء حاکماً بشرعنا + مجمع البحار مختصراً۔ ارے خدا کے بندے صاف
یوں کیوں نہیں کہدیتے کہ بیشک حسن رض کا اور احادیث صحیحہ متواترہ اور اقوال ائمہ
وتابعین وتبع تابعین وکل علماء اسلام کا مطلب یہی حیات جسمانی ہے مگر ہم اس کو

بعید از عقل خیال کر کے تسلیم نہیں کرتے سادہ لوحوں کو دہوکہ کس لئے دیتے ہو وجہ اسکی
بغیر اسکے اور کچھ نہیں تاکہ لوگ (بخیال اسکے کہ یہ مرزا و مرزائی سب اہل اسلام سے الگ
ہیں) چھوڑ نہ جاویں **قولہ ص ۷۸** اگر کہا جاوے کہ تمہاری تاویل ان اقوال مین
توجیہ القول بما لا یرضے بہ قائلہ کی مصداق ہے پس ایسی تاویل کیونکر قبول
کی جاسکتی ہے **اقول** ناظرین آیئے وہی بات سامنے (یعنے امر وہی صاحب خود بھی
جانتے ہیں کہ بیشک ہم برخلاف غرض قائل کے ہانکے جارہے ہیں یعنے احادیث و آثار
میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ و تابعین وغیرہم نے جن معنوں کو لیا ہے ان کے برخلاف
ہم اور معانی لیتے ہیں **قولہ** تو گذارش یہ ہے کہ اگر آپ ان اقوال مردودہ کی یہ تاویل
تسلیم نہیں کرتے تو چونکہ یہ اقوال دلائل قطعیہ مذکورہ کے معارض ہیں لہذا محض باطل ہیں
پس ہم ان کے نہ تسلیم کرنے میں مجبور ہیں **اقول** کیوں حضرات ناظرین اب تو امر وہی
صاحب دل کی تبلا رہے ہیں۔ ارے تمہارا ستیاناس پہلے سے ہی اس عقیدہ کو ظاہر
کر دیتے سب احادیث و اقوال ائمہ وغیرہم کی تحریف کیوں کی۔ ہمارے وقت کا نقصان
تمہارے ایمان کا زیان۔ مرزائیوں کی عقل حیران **قولہ** خصوصاً جب کہ اسی لفظ
نزول کی جگہ بر لفظ بعث و نیز لفظ خروج بھی وارد ہے **اقول** بعث کا استعمال نزول میں تو
اوپر ثابت ہو چکا ہے۔ خروج کا استعمال بھی نزول من السماء میں آگیا ہے دیکھو حدیث شریف
(یخرج من اصلہا النہران) وجہ خروج النیل والفرات ہیں اصل السدرۃ ان نیزلا
من السماء۔ مجمع البحار **قولہ ص ۷۸** اور خود بھی یہ اقوال باہم متعارض ہیں۔ دیکھو
اسی مقام پر اول میں لکھا ہوا ہے قال ابن جریر اختلف اہل التاویل فی معنے
ذلک پھر اُسی کی چند سطروں کے بعد اپنے معنے کی تائید میں تحریر کیا گیا وھذا القول
ھو الحق کما سنبینہ بدلیل قاطع اب ناظرین سے الضاف طلب ہے کہ جب
مفسرین کسی آیت کی تفسیر میں مختلف ہوں تو دوسرا مفسر کیا اپنے معنے کو قطعی الثبوت کہہ
سکتا ہے یا جو معنے کسی آیت کی دلیل قاطع سے ثابت ہوں ان معنی کی نسبت یہ کہہ سکتے
ہیں کہ اختلف اہل التاویل فی معنے ذلک **اقول** جب مفسرین کسی آیت کی

تفسیر میں مختلف ہوں تو دوسرا مفسر بعد ظہور دلیل قطعی کے اپنے معنے کو قطعی الثبوت کہہ سکتا ہے۔ یا جو معنے کسی آیت کے دلیل قاطع سے ثابت ہوں اون کے معنے کی نسبت قبل از ظہور دلیل قطعی کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اختلف اهل التاویل فی معنے ذلک **قولہ** ص ۸۷ دیکھو اسی آیت ما نحن فیہ میں اللہ تعالیٰ قول یہود کو جو بزعم خود انہوں نے محقق قرار دیکر قول کیا تھا کہ انا قتلنا المسیح اسکا رد اللہ تعالیٰ نے اختلاف کو ثابت کر کر کیا کہ وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ **اقول** یہود کا قبل از ظہور دلیل قطعی عین وقت اختلاف کے یہ کہنا کہ مسیح کی مقتولیت ہم کو محقق ہو چکی ہے۔ کاذب اور مردود ہے بالفرض اگر واقعہ قتل مسیح بذریعہ صلیب واقعی ہوتا اور کسی کو یہود میں سے بدلائل قطعیہ اُسکا ثبوت ملجاتا تو انا قتلنا بھی بولنا صحیح ہوجاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف فی تفسیر معنے ایۃ وان من اهل الکتاب الخ کو اختلاف یہود پر قیاس کرنا بالکل لغو اور قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہاں پر تو جسکو یہود نے محقق کہا ہے اسپر کوئی دلیل قطعی نہیں نہ فی الواقع اور نہ یہود کے نزدیک بلکہ اسکے نقیض کے ثبوت پر دلیل قطعی موجود ہے وما قتلوہ وما صلبوہ بخلاف وھذا القول ھو الحق کے کہ اس میں قائل کے نزدیک دلیل قاطع موجود ہے **قولہ** بہر حال دلیل قاطع آپ کیطرف سے جب بیان کیجاوے گی۔ تب ہماری طرف سے بھی اُسپر نظر کیجاوے گی **اقول** دلیل قاطع تو بیان کی گئی کہ لانہ المقصود من سیاق الایۃ فی تقریر بطلان ما ادعتہ الیھود من قتل عیسیٰ علیہ السلام وصلبہ والتاویل الاخر ھو بیان الواقع لا تعلق لہ بالمقام **قولہ** بالفعل اسی سوال کا جواب دیجاوے کہ نون التاکید لا یوکد الا مطلوبا والمطلوب لا یکون ماضیا ولا حالا ولا خبرا مستقبلا **اقول** جواب اسکا تو پہلے بخوبی ہوچکا ہے ہاں اس عبارت کا سمجھنا جس سے آپ نے لغزش کہائی ہے لاہور میں بعض علماء کرام ہوسکتا ہے تاکہ آئندہ تحریف کتاب وسنت سے باز آئیں **قولہ** اسی لئے بیضاوی وکشاف وغیرہ نے جملہ لیؤمنن بہ قبل موتہ کو جملہ انشائیہ لکھا ہے **اقول** لعنت اللہ علی الکاذبین

ونعوذ باللہ من زلۃ الجاھلین بیضاوی وکشاف وغیرہ نے لیومنن کو خبر بہ مؤکدہ بالاتفاق ٹھرایا ہے پہلے مفصل بہ نقل عبارات ہم لکھ چکے ہیں ناظرین کو امروہی صاحب کے قول سے معلوم ہو چکا ہے کہ احادیث وآثار واقوال ائمہ وغیرہم سب کا مطلب تو بیشک اُسی مسیح بن مریم کا دوبارہ آنا دنیا میں ہے۔ مگر بخیال اسکے کہ یہہ آیات قرآنیہ کے برخلاف ہے اسلیئے ہم تاویل القول بما لا یرضے بہ قائلہ بمجبوری کرتے ہیں۔ دیکھو ص ۲۷ س ۳ سے ۹ تک جسکا حاصل یہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے نزدیک اخیر تک اس مضمون میں (کہ وہی مسیح بن مریم دوبارہ رجوع کریگا) العیاذ باللہ خطا پر ہے اور اجماع کو رانہ چلا آیا جیسا کہ ازالہ جلد اول وغیرہ وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔ اور قبل از وقوع پیشین گوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کلی منکشف ہونا ضروری نہیں دیکھو ایام الصلح۔ وازالہ وغیرہ۔ اب ہم کو صرف اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ بقاء علے الخطا منافی ہے شان نبوت اور تبلیغ کو اور آیات قرآنیہ کا مطلب وہی ہے جو سیاق سباق کے موافق اور کسی حدیث کے مضمون کو معارض نہیں جسکو آجتک مفسرین لکھتے آئے یعنے قدر مشترک تاویلات مختلفہ کا جو منافی مضمون احادیث صحیحہ متواترہ نہیں جسکو ہم آیات و احادیث میں اجماعی قرار دیتے ہیں۔ امروہی کے اس اقرار کے بعد ہمکو اُسکی کسی تاویل کی تردید کی حاجت نہیں کیونکہ خود اُسکا اقرار ہے کہ ہماری تاویلات قائل یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وتابعین وغیرہم کی غرض کے برخلاف ہیں مگر تاہم باصرار ان احباب کے جو پہلے مرزا صاحب وامروہی کی علمیت کے بڑے معتقد تھے) ہمکو بغیر کسی قدر تضییع وقت کے خلاصی نہیں قادیاں کے مشن جیسا کوئی اور مشن غیر مہذب وناتراشیدہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ منقول ومعقول دونوں انکی لغزش آمودہ اور کجی وجہالات مرکبہ سے بھری ہوئی ہیں جن کی اصلاح و درستی بجز اسکے متصور نہیں کہ از سر نو انکو علوم نقلیہ وآلیہ کی تعلیم دیجاوے اور جہالات مرکوزہ کے نکالنے کے لیئے لڑکیوں کی طرح انکی پیٹھوں پر پتھر رکھے جاویں۔ اس نالائقی پر پھر بھی کوئی ابشر عامی سے لے کر نبی تک نہیں بچتا۔ ع نہ دشمن برست از زبانش نہ دوست * اخیر میں جاکر استحالہ عقلی کو مشعل راہ بنا لیتے ہیں اس میں بھی لغزش سے

خالی نہیں کیونکہ استبعاد عقلی کو استحالہ عقلی سمجھ کر نصوص بینہ کا انکار مثل سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً الخ اور وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وسائر آیات بینات کر دیتے ہیں **قولہ ص ۷** اس قول میں بھی مثل سابق کے کلام ہے **اقول** ہماری جانب سے بھی مثل سابق ہی کے سلام ہے **قولہ ص ۷۹** اور نیز اس عبارت میں یہ جملہ کہ فیقتل مسیح الضلالۃ قابل غور ہے **اقول** جناب عالی حسب ارشاد غور تو کریں گے۔ مگر آخر میں وہی آش در کاسہ نظر آرہی ہے **قولہ** کیونکہ مؤلف صاحب اور ان کے ہم مشرب دجال کے شخص واحد قرار دینے میں بڑا زور لگاتے ہیں **اقول** کیوں نہ لگائیں آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون اور الا وانی اوتیت القرآن ومثلہ معہ کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مع صحابہ کرام ابن صیاد کے دجال ہونے کے بارہ میں کچھ عرصہ متردد رہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ کے صلے اللہ علیہ وسلم خیال شریف اور صحابہ عظام کے فہم مبارک میں دجال شخص معین ہی تھا۔ تو پھر مؤلف مع اپنے ہم مشربوں یعنے کل اہل اسلام کے کیوں نہ زور لگائیں **قولہ** اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ دجال شخص واحد ہی ہے لکن اُسکی جماعت اور ذریات کا کثیر ہونا منافی اُسکی وحدت شخصی کو نہیں **اقول** ہم کب کہتے ہیں کہ منافی ہے ہم تو صرف اتنا ہی معروض کرتے ہیں کہ وہ شخص واحد جسکو آپ نے تسلیم کر لیا ہے ابھی ظاہر نہیں ہوا **قولہ** کہ کثیر ہونا اُسکا اس عبارت سے بھی ثابت ہے **اقول** عبارت تو یہ ہے فیقتل مسیح الضلالۃ یعنے مسیح ابن مریم بعد النزول گمراہوں کے مسیح کو جو عبارت ہے دجال سے) قتل کرے گا اس عبارت سے تو کثیر ہونا اُس مسیح الضلالہ کا یعنے دجال کا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اسکے تابعین کا جو گمراہ ہونگے کثیر ہونا ثابت ہوتا ہے یعنی اس دجال کے تابعین بہت لوگ ہونگے الغرض دجال واحد شخص ہی رہا اور تابعین اُسکے بہت ہوئے۔ سو اسکے ہم بھی قایل ہیں۔ مینے پہلے ہی گذارش کر دی تھی کہ حسب ارشاد (مسیح الضلالہ) میں غور تو کرینگے۔ مگر اخیر میں وہی آش در کاسہ ہوگی۔ آگے چلیے **قولہ ص ۷۹**

س ۱۳ سے اخیر صفحہ تک بنا الفاسد علے الفاسد ہے (اور ضللہ سے نصاریٰ کا مراد ہونا بشہادت تفسیر ولا الضالین کے **اقول** یہ سب واہیات ہیں کیونکہ قرآن کریم میں تو مفسرین نے ضالین سے مراد نصاریٰ لی مگر اس سے یہ تو نہیں لازم آتا کہ (ضال یا ضللہ یا گمراہ بول چال میں بغیر نصاریٰ کے دوسروں کو نہ کہا جاوے بحسب حدیث شریف (لن تضلوا بعدی ما تمسکتم بامرین کتاب اللہ وسنت رسولہ) کے محمدیوں میں سے اگر کوئی شخص تمسک بالکتاب والسنۃ کو ترک کر دے تو ضال اور گمراہ ہوگا بلکہ (مسیح الضللہ) کی تفسیر تو بشہادت باقی الفاظ حدیث کے صاف ظاہر ہے (وانہ ساصفہ لکم صفۃ لم یصفہا ایاہ نبی قبلی انہ یبدء فیقول انا نبی فلا نبی بعدی ثم یثنی فیقول انا ربکم ولا ترون ربکم حتے تموتوا وانہ اعور وان ربکم عزوجل لیس باعور وانہ مکتوب بین عینیہ کافر یقرء کل مومن کاتب وغیر کاتب الخ بعد ایسے تصریحات کے جو احادیث میں آچکی ہیں پھر (مسیح الضللہ) سے مراد نصاریٰ کے پادری کیسے ہو سکتے ہیں **قولہ ص ۸۰** اور جملہ (یکسر الصلیب بھی اسی پر دال ہے کیونکہ اس جملہ سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں صلیب پرستی کا غلبہ ہوگا جسکو مسیح موعود توڑیگا۔ لیکن درصورت ہونے دجال کے یہودمیں سے یکسر الصلیب کیونکر صادق آسکتا ہے **اقول** مسیح موعود کے زمانہ میں بحسب قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بہتیرے ملتوں کا ہونا ثابت ہے منجملہ اُن کے صلیب پرستی بھی ہوگی اور سارے ملتوں کو ایک ملت اسلام ہی کر دے گا۔ اسپر (وتکون الملل کلھا ملۃ واحدۃ) شاہد ہے یکسر الصلیب کی تصریح بہ نسبت مسیح ابن مریم کے ہے یعنے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ جو لوگ مسیح کو معبود اور واقعہ صلیبی کو صحیح مانکر صلیب پرستی کرتے ہیں ان کو مسیح ہی بذات خود درست کرے گا۔ اور دجال کا یہودی ہونا اُسکا مقتضے نہیں کہ بغیر دین یہودیت کے کوئی دین نہ رہے۔ الغرض دجال معہود کا ظہور صرف اسی امر کا مقتضے ہے کہ چند اشقیا اُسکے خوارق کو دیکھکر اوسکی الوہیت کے معتقد ہو جاویں۔ اب آپ فرماویں کہ مرزا جیونے آج تک کونسی صلیب توڑی یا

کتنے پادریوں نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی بلکہ ان کا مالیخولیا تو موجب اصرار علے النصرانیۃ کا
ہوا ہے **قولہ ص۸۰** علاوہ یہ کہ فرقہ یہود تو حسب پیشین گوئی مسلمہ فریقین کے جو کتاب
وسنت میں مذکور ہے۔ قیامت تک ذلیل وخوار رہیں گے۔ پھر دجال صاحب شوکت و
اقبال یہود میں کیونکر ہوسکتا ہے **اقول** یہود کا ذلیل وخوار ہونا جو کتاب وسنت میں
مذکور ہے اُسکے ظہور کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دجال تھوڑے روز آن کر وفر
خدائی دعوے کر کر مسیح بن مریم کے ہاتھ سے مقتول ہوگا اُسکا چند روزہ شان وشوکت
کتاب وسنت کی پیشین گوئی کو مضر نہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ہمیشہ میری
امت میں سے ایک جماعت حق پر ہوگی اور غالب رہے گی قیامت تک اُسکا یہ معنے نہیں
کہ کوئی بالمقابل اُنکی سر نہ اٹھائیگا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ بعد تقابل کے غلبہ اہل حق ہی کو
ہوگا ایسا ہی دجال بھی مسیح بن مریم کے ہاتھ سے ہلاک ہوگا جس سے اُسکے تابعین کو
بڑی ذلت ہوگی **قولہ ص۸۰** اور یضع الجزیہ کی یہ تفسیر کہ لا یقبل الا الاسلام
او السیف مخالف ہی نصوص قطعیہ قرآنیہ کے کما قال اللہ تعالی لا اکراہ
فی الدین ایضاً قال اللہ تعالی لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین
ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ لا یحب
المقسطین ایضاً قال تعالی حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون
وغیر ذلک من الایات الکثیرۃ **اقول** جزیہ کا حکم کوئی استمراری نہیں۔ بلکہ
یہ حکم نزول عیسے کے ماقبل تک محدود ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وقت بیان
فرمادیا کہ عیسے جزیہ اٹھادے گا۔ پس اُسوقت جزیہ کا قبول نہ کیا جانا ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق ہے کما فی النووی شرح صحیح مسلم رہا یہ کہ
حکمت اسمیں کیا ہے ابو الحسن علی شرح بخاری میں کہتے ہیں کہ اسوقت ہم نے جزیہ
اسلئے قبول کیا ہے کہ ہم مال کے محتاج ہیں۔ اور نزول عیسے کے وقت احتیاج نہ رہے گی
اور شیخ ولی الدین عراقی نے نہ قبول کرنے جزیہ کے وجہ اسطرح بیان فرمائی ہے کہ اسوقت
یہود ونصارے کے ہاتھوں سے جزیہ اسلئے قبول کیا گیا ہے کہ اُن کے ہاتھوں میں تورات

وانجیل کے ہونے اور اُن کے زعم میں شرع قدیم کے ساتھ متمسک ہونیکا شبہ ہے۔ پس جب
وقت کہ عیسےٰ علیہ السلام اتریگا اُسوقت حصول معاینہ سے یہ شبہ دور ہو جائیگا۔ اور انکی
حالت بت پرستوں کی طرح ہو جائے گی اور انہیں کی طرح اُنکے ساتھ معاملہ بھی کیا جاویگا
اور بجز اسلام کے اُن سے کوئی شئے قبول نہ کیجاے گی اور حکم کا زوال اُسکی علت کے زوال
سے ہوتا ہے **قولہ ص ۸** اور نیز مخالف ہے تمہارے مسلمات کے دیکھو ص ۳۲
س ۷ قیل یا رسول اللہ وما برخص الفرس قال لا یرکب لحرب ابداً۔
اور دیکھو ص ۳۳ س ۸ ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم وان
یخرج ولست فیکم فامرؤ حجیج نفسہ معنے حجیج کے باتفاق لغت حجت سے
غالب آنا خصم پر ہے ان جملوں سے معلوم ہوا کہ مقابلہ دجال کا مسیح سے بحجت ہوگا
کہ اُسکے شبہات و شکوک کو مسیح موعود حجت باہرہ سے نیست و نابود کریگا نہ بجنگ وجدال
اقول نزول مسیح کے وقت جنگ و جدال دجال سے ہوگا اور ایسا ہی کسی غیر ملت اسلام
والے سے بغیر اسلام کے کچھ نہ قبول کیا جائیگا۔ الا الاسلام او السیف دیکھو شمس الہدایت
کا ص ۳۱ س ۹ وینطلق ھاربا فیقول عیسےٰ ان لی فیک ضربۃ لن
تسبقنی بہا فیدرکہ عند باب الشرقی فیقتلہ وھزم اللہ الیھود
الخ بعد اسکے جس وقت ایک کلمہ ہو جائیگا اور بغیر حق سبحانہ و تعالےٰ کے کسی کی عبادت
نہ کی جاے گی اُسوقت جنگ و جدال موقوف ہو جائینگے اور گھوڑیوں پر لڑائی کے لئے
سواری ترک کردی جاوے گی دیکھو ص ۳۲ س ۱ شمس الہدایت وتکون الکلمۃ
واحدۃ فلا یعبد الا اللہ وتضع الحرب اوزارھا الی قال لا یرکب لحرب
ابداً الغرض احادیث نزول مسیح و خروج دجال میں صرف ایک ہی حالت اور وقت
کا ذکر نہیں۔ ابتدائی حالت میں کچھ اور ہی دکھلائی دیگا۔ اور انتہا و وسط میں کچھ اور ہی رنگ
ہوگا قبل النزول آسمان سے بارش کا نہ ہونا اور پھر بعد النزول جبکہ وتکون الملل کلھا
ملۃ واحدۃ کا ظہور ہوگا اُسوقت تکون الارض لھا نور الفضۃ۔ وتنبت نباتھا
کعھد آدم الخ نظر آئیگا۔ مختلف واقعات کے چونکہ اوقات بھی مختلف ہونگے۔ لہذا

احادیث کے مضامین ہیں کوئی تعارض وتمانع نہیں الا امر وہی صاحب کو اضطراب کے
پہاڑ نظر آرہے ہیں پنجاب میں مثل مشہور ہے۔ دل حرامزادہ بہانوں کے ڈھیر۔ دل میں
چونکہ مرزاجیو کو مسیح موعود بنانے کی سخت لولگی ہوئی ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکا کھائے اُسکا
گیت گائے۔ لہذا احادیث صحیحہ متواترہ کو جو اس مطلب عظیم الشان کے لئے سخت مانع
اور سدّ راہ نظر آرہے ہیں کاٹنا شروع کیا۔ کسی جگہ کا جملہ لیکر بغیر اسکے کہ اوّل آخر کو سوچیں
دوسرے جملہ سے متعارض ٹھراکر اردو خوانوں بیچاروں کو دھوکھا دیتے ہیں خدا حافظ ہو
مجمع البحار کی عبارت مسطورہ ذیل کو غور فرمائیے جس میں آپ کے دھوکے ابلہ فریب کا
جواب موجود ہے ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ اے محاجّہ ومغالبہ باظہار
الحجۃ علیہ والحجۃ الدلیل والبرہان حاججتہ حجاجًا ومحاجۃ فانا
محاج وحجیج ط دونکم اشارۃ الی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کاف فیہ
غیر محتاج الی معاونۃ من امتہ فان قیل اولیس قد ثبت فی الصحیح
انہ یخرج بعد خروج المہدی وان عیسے یقتلہ وغیرہا من الوقائع
الدالۃ علی انہ لا یخرج فی زمنہ قلت ھو توریۃ للتخویف لیلجئوا الی اللہ
من شرہ وینالوا فضلہ اویرید عدم علمہ بوقت خروجہ کما انہ لا
یدری متی الساعۃ + مجمع البحار۔ قلت ھو توریۃ کے جواب سے معلوم
ہوا کہ فانا حجیجہ فرمانا باوجود اسکے قاتل اُسکا مسیح ابن مریم ہے چنانچہ انہیں احادیث
میں مذکور ہے) توریۃ کے طریق پر ہے۔ اور نیز ممکن ہے کہ قبل از قتل دجال کو برہان
ودلیل توحید سے مغلوب وذلیل کیا جاوے۔ اور جب باوجود مغلوبیت کے اپنے
دعوے سے باز نہ ہو تو قتل کیا جائے آلحاصل غلبہ باظہار الحجۃ جنگ وجدال کو منافی نہیں
قولہ ص ۸ ایضاً دیکھو ص ۲۷ س ۱۳ فاذا راہ عدو اللہ ذاب کما
یذوب الملح فی الماء فلو ترکہ لذاب حتی یھلک اسکا مفہوم یہی ہے کہ دلائل
حقہ ثابتہ سے اُسکا بطلان ہو ویگا **اقول** اسکا مفہوم یہی ہے کہ دلائل سے ہلاک
نہ ہوگا چنانچہ اسپر دال ہے کلمہ لو جو (فلو ترکہ لذاب) میں واقع ہے کیونکہ دلالت

کرتاہے انتفا دو ہاں پر بسبب انتفا ترک کے اور انتفا ترک کی صورت یہ ہوگی۔کہ
ینطلق ھاربا فیقول عیسےٰ ان لی فیک ضربۃ لن یسبقنی بہا فید رکہ
عند باب لد الشرقی فیقتلہ ویھزم اللہ الیھود الخ شمس الہدایت ص ۲۱
امروہی صاحب کو ملکہ زور کر گیا ہے ایک ٹکڑی حدیث کی من گھڑت علم لدنی سے شرح
کردیتے ہیں۔ مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو اسی حدیث کی دوسری ٹکڑی اس شرح کو مردود
کردیتی ہیں سبحان اللہ مسیح اور حواری اس لیاقت کے مالک غلبہ باظہار الحجۃ پائیں گے۔

قولہ ص ۸۱ ایضاً دیکھو ص ۲۴ س ۳ لا یحل لکافر یجد ریح نفسہ الامات
اس جملہ کا مفہوم بھی یہی ہے کہ مسیح موعود کے کلمات حجت آیات سے اسکے مخالف ہلاک
ہوویں گے۔ پھر فرمائیے کہ اندریں صورت جنگ وجدال سنانے کی کیا ضرورت باقی
رہے گی **اقول** الامات بمعنے قریب الی الموت کے ہے بدلیل حتے ید رکہ بباب لد
فیقتلہ پہلے کافر مسیح کے دم کی ہوا سے قریب الی الموت ہوگا بعد اسکے جسکے مقدر میں قتل
ہوگی وہ قتل کیا جائیگا جیساکہ دجال پگلنے کے قریب ہوگا اور بھاگے گا اور عیسے علیہ السلام
کہے گا کہ مقدر میں میری ضرب کا واقع ہونا تیرے پر ہے بغیر اسکے تو میرے سے آگے بڑھ
نہیں سکتا۔ دیکھو شمس الہدایت ص ۳۱ س ۹ الحاصل باوجود مہلک ہونے دم عیسوی
کے کفار کے حق میں جنکا مقدر میں اسکے ہاتھ سے مقتول ہونا ہے وہ بہر کیف ہونگے۔ رہا
یہ کہ پھر قتل کی کیا حاجت رہی سو یہ اللہ جل شانہ سے پوچھنا چاہیئے یا مسیح ابن مریم سے
ہم کو ایمان بما جاء بہ الرسول علیہ السلام ضروری ہے ان لمیات تک ہم نہیں
پہنچے۔ امروہی صاحب کا یہ سوال بڑا لاحل ہے جسکو ہم ایسے پیرایہ میں بیان کرتے ہیں
کہ عام فہم بھی ہو اور ناخواندہ بھی اسکے جواب پر قادر ہوجائے۔ گویا امروہی صاحب
پوچھتے ہیں کہ معرکہ جنگ میں زید کے ہاتھ میں بندوق وتیر وتلوار سب کچھ موجود تھا۔ تو پھر
اسکو تلوار سے مارنے کی کیا ضرورت تھی دور سے ہی بندوق یا تیر سے ماردیتا **جواب**
مقدر میں جس کا قتل ہونا تلوار سے ہے وہ اسی سے قتل ہوگا اور جس کا بندوق یا تیر
سے وہ انہیں سے مقتول ہوگا۔ پھر یہ لاحل شبہ خدا کی طرف عائد ہوگا کہ مقدر میں یہ

تخصیص کیوں ہوئی جواب ملیگا کہ جیساکہ ظہور میں ہوا ویسی طرح علم بھی ہوتا ہے کہ علم
تابع معلوم کے ہوا کرتا ہے مگر پھر بھی امید نہیں کہ امروہی صاحب بس کریں کیونکہ علم کا
ماشاء اللہ بڑا زور ہے احادیث نبویہ کی اصلاح یا کمی بیشی ہو رہی ہے - ارے خدا کے
بندے بات تو وہی ہے جسکا پہلے اقرار کر چکے ہو کہ توجیہ القول بما لا یرضی بہ
قائلہ پھر خلاف مرضی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیوں لکھے جارہے ہو -
قولہ ص ٨١ ایضاً دیکھو ص ٣٢ س ٧ اذا وحی اللہ عز وجل الی عیسے
انی قد اخرجت عباداً لی لا یدان لاحد بقتالہم ایضاً دیکھو ص ٣٨
س ٩ ویبعث اللہ فی ایامہ یاجوج وماجوج فیہلکہم اللہ تعالے
ببرکۃ دعائہ اس سے ثابت ہوا کہ ہلاکت یاجوج ماجوج کی مسیح موعود کی برکات ادعیہ
سے ہوگی نہ حرب وجہاد سے **اقول** یہ تو باحادیث متواترہ جنمیں علامات خصوصیت
مسیح موعود کے مذکور ہیں ثابت ہوگیا کہ بغیر اس نبی مریم کے بیٹے کی کوئی اور شخص مسیح موعود نہیں تو
حضرز اور آپ کو کیا فایدہ دیتا ہے - اور بالخصوص یاجوج ماجوج کا دعا سے ہلاک ہونا
دلیل ہے اسپر کہ باقی مخالفین حرب وقتال سے ہلاک ہونگے ورنہ خصوصیت یاجوج
وماجوج کی دعا کے ساتھ بے وجہ اور لغو ہو جاتی ہے اور نیز اجتماع دعا اور جنگ ظاہری
کا ان کی ہلاکت کے لیے مستبعد نہیں **قولہ** ص ٨١ ضمیر انہ کا مرجع جو اس قول ابن
عباس میں نزول عیسے قرار دیا گیا ہے وہ مبنی ہے صرف اس خیال غلط پر کہ حضرت
عیسے آسمان پر سے بجسدہ العنصری نازل ہونگے **اقول** ع ہموں نقش درون
بیرون برآمد * اس عبارت سے امروہی صاحب کا اقرار پایا گیا (١) کہ ابن عباس کا
مذہب بھی نزول عیسے بجسدہ العنصری ہے (٢) دوسرا یہ کہ ابن عباس کا یہ خیال غلط
ہے - ناظرین کو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام وائمہ
عظام ومحدثین وفقہاء کل امت مرحومہ اسی رفع اور نزول بجسدہ العنصری کے قائل
ہیں یعنے اسی مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کے نہ مثیل احمد کے - اب امروہی صاحب
کے نزدیک ان سب کا خیال غلط ہوا - یہ وہ ابن عباس ہے جس کو (قال ابن عباس

متوفیک ممیتک) کے وقت (فقد الناس اور حبر ھذہ الامۃ کا لقب دیا جاتا تھا۔ ایہا الناظرون یہ فرقہ منبروں پر کھڑے ہو کر آنسو ٹپکاتے ہوئے یہ شعر ذیل بیت

زعشاق قرآن وپیغمبریم ❋ بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

پڑھا کرتے تھے تاڑنے والے تو تاڑ چکے تھے کہ مخالف حال کہہ رہے ہیں کیونکہ لسان حال کا وظیفہ تو یہ تھا۔ بیت زنسّاخ قرآن وپیغمبریم ❋ بدین آمدیم و بدیں بگذریم۔

قولہ ص ۱۸۱ ورنہ سابق میں کسی جگہ یہ مرجع نہ حکما مذکور ہے اور نہ حقیقۃ **اقول** سابق میں عیسےٰ مذکور ہے قال اللہ تعالیٰ ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون ہ وقالوا ء الھتنا خیر ام ھو ط ما ضربوہ لک الا جدلا ط بل ھم قوم خصمون ہ ان ھو الا عبد انعمنا علیہ وجعلناہ مثلا لبنی اسرائیل ط ولو نشاء لجعلنا منکم ملئکۃ فی الارض یخلفون ہ و انہ لعلم للساعۃ امھو [1] ان ھو [2] جعلناہ [3] یہ سب ضمائر عیسےٰ کی طرف راجع ہیں۔ وانہ لعلم للساعۃ میں بھی مرجع عیسےٰ ہی ہے مگر من حیث النزول کما فی الجلالین وانہ ای عیسےٰ لعلم للساعۃ ای تعلم بنزولہ + جلالین اور یہی ہے مراد ابن عباس کی نزول عیسےٰ سے ای عیسےٰ من حیث النزول

قولہ ص ۱۸۱ علاوہ یہ کہ نزول عیسےٰ سے قیامت کا علم حاصل ہو جانا نصوص قطعیہ کے مخالف ہے کیونکہ قبل قیامت کے تو علم قیامت کا کسی کو دیا ہی نہیں گیا سوائے اللہ تعالیٰ کے کما قال اللہ تعالیٰ الیہ یرد علم الساعۃ ایضً وعندہ علم الساعۃ ایضً لا تأتیکم الا بغتۃ۔ او غیر ذلک من الایات الکثیرۃ

اقول نزول عیسےٰ بے شل سائر علامات قیامت کے علم تقرب قیامت حاصل ہو جائیگا نہ علم خاص وقت قیامت کا جو مخصوص بالباری ہے فی خمس لا یعلمھن الا اللہ اسی لئے اسجگہ لعلم للساعۃ باظہار الرابط بین العلم والساعۃ فرمایا اور علم مخصوص میں الیہ یرد علم السّاعۃ + وعندہ علم الساعۃ بغیر فاصل کے تاکہ حذف رابط علم الساعۃ میں کمال اتصال پر دلالت کرے یعنے علم

خاص اسی دن کا کہ فلاں وقت میں ہوگی یہ مخصوص بالباری ہے اور علم للساعۃ میں
لام کو درمیان علم اور ساعت کے فاصل لانے سے یہ مطلب ہے کہ عیسےٰ من حیث
النزول علو زمان قریب بقیامت کا پتہ دے گا نہ خاص اُسی دن کا امروہی
صاحب کے اجتہاد کے مطابق جتنے اشراط الساعۃ صحاح ستہ میں مذکور ہیں یہ سب نصوص
قطعیہ کے برخلاف ہونگے۔ افسوس کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور سائر مفسرین
ومحدثین کے وقت امروہی صاحب اگر موجود ہوتے تو اس مخالفت کا پتہ دیدیتے وہ
لوگ کل بے خبر ہی چلے گئے **قولہ** اور پھر کیسے بے معنے بات ہے کہ نزول عیسےٰ تو
مثلاً دو ہزار برس کے بعد ہو اور قبل دو ہزار برس کے حاضرین سے خطاب کیا جاوے کہ
فلا تمترن بہا یعنے دلیل تو دو ہزار برس کے بعد دی جاوے گی اور مدلول کو تم اسی وقت
تسلیم کرلو اور کچھ شک وشبہ مت کرو **اقول** پھر کیسے پر معنے بات ہے کیونکہ مؤمنین
کی وصف یؤمنون بالغیب بیان کی گئی ہیں۔ یعنے بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ اور
بعد المعائنہ تو ایمان مقبول ہی نہیں ہوتا۔ لہذا قبل از وقوع قیامت مکلف ہیں
کہ قیامت کے ساتھ بن دیکھے ایمان لاؤ ہاں بعض علامات جن کا ظہور قریب قیامت کے
ہوگا وہ ہم بیان کردیتے ہیں خصوصاً وہ علامت جو بنی اسرائیل کے لئے نمونہ قدرت
کر کر دکھلائی گئی تھی کما قال عز من قائل وجعلناہ مثلاً لبنی اسرائیل
کیا ہم نے عیسےٰ کو نمونہ قدرت اپنی کا (بن باپ کے پیدا کیا) بنی اسرائیل کے لئے
تو ایسی علامت جو من حیث البدء والظہور بنی اسرائیل کے یقین اور رفع امترار
کے لئے دلیل ٹہرائی گئی ہے۔ وہی من حیث النزول اُسکی شایان اور استحقاق رکھتی ہے
کہ تم بھی وقوع قیامت میں شک نہ کرو۔ الحاصل ایمان مخاطبین کا مدار گو کہ صرف اتنے
ہی امر پر ہے کہ قرآن کریم کو کلام الٰہی اور حق سبحانہ وتعالےٰ کو صادق مانیں۔ مگر
بحسب معتاد بین الناس اثناء گفتگو میں علامات قریبہ کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ وہ
امر جا بعد عن الذہن قریب بذہن اور متمکن فے الذہن ہو جاوے۔ امروہی صاحب
کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا علامات قیامت کو اتنے عرصہ پہلے قیامت

سے بیان فرمانا العیاذ باللہ بڑی بے معنے بات ہے ع بریں عقل و ایماں بباید گریست +

قولہ ص ۸۲ اور اگر کہا جاوے کہ بعض قرات میں لعلم للساعۃ بھی بفتح لام آیا ہے جسکے معنے یہ ہوئے کہ قیامت کی علامات میں سے نزول عیسےٰ ایک علامت ہے تو کہیں گے ہم کہ نزول عیسےٰ بجسدہ العنصری تب مانا جاوے گا جبکہ صعود اسکا بجسدہ العنصری ثابت کیا جاوے وھو کما ترے ما ثبت الی الآن **اقول** ارے خدا کے بندے یہ جب اور تب کیسا - ناظرین خدارا انصاف جب مرد ہی صاحب انہ لعلم للساعۃ کی قرارۃ کے مطابق نزول عیسےٰ کو قیامت کے علامات سے مان چکے تو ظاہر ہے کہ بموجب اس آیتہ کے نزول بجسدہ العنصری کو ماننا پڑے گا کیونکہ نزول بجسدہ العنصری فرع ہے صعود بجسدہ العنصری کی - الغرض بعد تسلیم اس قرارت کے جب اور تب بالکل بے محل اور لغو ہے - ہاں سرے سے یوں کہدینا تھا کہ ہم اس قرارت کو نہیں مانتے **قولہ ص ۸۲** انیہا الناظرون صفحہ ۸۳ تک **اقول** تردید اسکی پہلے ہوچکی ہے **قولہ ص ۸۳** اسجگہ پر مخالفین یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ امام بخاری نے باب ذکر الانبیاء میں نزول عیسےٰ کو بیان کیا ہے پس نزول سے وہی عیسےٰ مراد ہیں جو نبی اسرائیلی تھے - الاغیر" تو جواب اسکا اولاً یہ ہے کہ مولف کا یہ کہنا کہ ذکر الانبیاء میں کسی اور ولی یا محدث یا ملہم کا ذکر ہی نہیں سرتاپا غلط ہے کیونکہ اسی کتاب میں حضرت یوسف کے بھائیوں کا بھی ذکر ہے جنکی نبوت میں اختلاف ہے اسی کتاب الانبیاء میں رجل مومن آل فرعون کا بھی ذکر ہے جو نبی نہیں تھا - حضرت خضر کا بھی ذکر ہے جو بقول صحیح نبی نہیں تھے اور امرأۃ فرعون کا بھی ذکر ہے جو نبی نہیں تھیں حضرت عیسےٰ کے حواریوں کا بھی ذکر ہے جو نبی نہیں تھے - حضرت مریم کا بھی ذکر ہے جو نبی نہیں تھی وغیرہ وغیرہ **اقول** مخالفین نے کب کہا ہے کہ کتاب الانبیاء میں غیر انبیاء کا ذکر نہیں یا اُن کو اس غیر واقعی امر کے کہنے کی حاجت ہی کیا ہے - خدا کے بندے کسی جگہ تو قائل کی غرض سمجھ کر ہانکنا شروع کیا ہوتا - انکا مطلب تو یہ ہے کہ کتاب الانبیاء میں جن جن انبیاء کا ذکر ہے صلوات اللہ علیہم اجمعین عنوان اور معنون

یعنے آیت اور حدیث دونوں میں مراد ان سے وہی پیغمبر ہیں بعینہ نہ مثیل ان کے چنانچہ
آدم نوح ابراہیم لوط موسے وغیرہم بلکہ غیر انبیاء سے مراد بھی وہی اشخاص ہیں بعینہا نہ
مثیل انکے مثلاً یوسف کے بھائی مومن آل فرعون خضر امرئہ فرعون حواری مریم وغیرہ ان
سب سے مراد مثیل اُن کے نہیں بلکہ وہ خود آپ ہی مراد ہیں۔ قیاس بر نظایر ضرور ہے
کہ مراد (ابن مریم) سے حدیث نزول میں بھی وہی مریم کا بیٹا ہو جو قطعاً مراد ہے آیات

سوال

چونکہ نصوص قطعیہ سے اُس مسیح ابن مریم کی موت ثابت ہے اور جو مر جاتے ہیں
پھر دوبارہ دنیا میں لوٹ کر نہیں آتے لہذا حدیث نزول میں ابن مریم سے استعارہ
کے طور پر مثیل لیتے ہیں۔ لتعذر الحقیقۃ ✦

جواب

پہلے ہم صرف اتنا ہی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ احادیث نزول میں آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور محدثین خصوصاً امام بخاری ؒ نے کیا سمجھا ہوا تھا سو بعد تدبر و
تفحص کے احادیث نزول میں یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی
عیسے بن مریم اسرائیلی کو مراد رکھا ہے نہ مثیل اسکا قال الحسن قال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسے لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ
درمنثور جلد دوم ص ۳۶ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہود سے کہ تحقیق عیسے
نہیں مرا اور وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ کر آنے والا ہے عن ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقیت لیلۃ اسری
بی ابراھیم وموسےٰ وعیسے قال فتذاکروا امر الساعۃ قال فردّ وا امرھم
الی ابراھیم فقال لا علم لی بہا فردوا امرھم الی عیسے فقال عیسے اما
وجبتہا فلا یعلم بہا احد الا اللہ عز وجل وفیما عہد الیّ ربی ان الدجال

خارج ومعی قضیبان الخ درمنثور۔ احمد بیہقی۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن کثیر۔ سعید بن منصور۔ اخرج الترمذی وحسّنہ عن محمّد بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ عن جدّہ قال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمّد وعیسٰی بن مریم یدفن معہ وقال ابو مودود وقد بقی فی البیت موضع قبر۔ درمنثور مشکوٰۃ ص ۵۱۵ عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسٰی ابن مریم الی الارض فیزوج ویولد لہ ویمکث خمسًا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری (ای فی مقبرتی) وعبر عنہا بالقبر لقرب قبرہ بقبرہ فکانما فی قبر واحد۔ حرقال فاقوم انا وعیسٰی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکرؓ وعمرؓ۔ رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء۔ مشکوٰۃ۔ روی اسحٰق بن بشر وابن عساکر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعند ذلک ینزل اخی عیسٰی بن مریم من السماء۔ الحدیث زریت بن برثملا وصی عیسٰی نے جواب تک کوہ حلوان میں زندہ موجود ہیں نضلہ بن معاویہ کو آسمان سے اُترنے عیسٰی علیہ السّلام کی خبر دی یہ حدیث شمس الہدایت میں موجود ہے۔ حضرت شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ نے جلد اوّل میں اسکے اسناد کو کشفی طور پر صحیح کہا ہے اور ازالۃ الخفا میں بھی مکاشفات امیر المومنین عمر بن الخطابؓ میں موجود ہے۔ ترجمہ اسکا ناظرین کے فائدہ کے لئے لکھا جاتا ہے:۔

بروایت ابن عباس مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کو جو قادسیہ میں حاکم تھا لکھا ہے کہ نضلہ بن معاویہ انصاری کو حلوان عراق کیطرف روانہ کرتا کہ اس کی اطراف سے اموال غارت حاصل کریں چنانچہ سعد نے نضلہ کو تین سو سوار کے ساتھ میں بھیجا یہاں تک کہ حلوان عراق میں آئے اور اس کی اطرافیں لوٹ لیں۔ بہت سی غنیمت اور قیدی لا رہے تھے کہ اُن کو عصر کے وقت نے تنگی کی۔ اور قریب تھا کہ آفتاب غروب ہو جاوے۔ اُس وقت نضلہ نے قیدیوں اور غنیمت کو کوہ حلوان کی ایک طرف پناہ دی۔ اور کھڑے ہو کر اذان کہنی شروع کی۔ جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا

تو ناگہاں ایک جواب دینے والے پہاڑ میں اجابت کے ساتھ کہا کہ اے نضلہ تو نے
خداوند بزرگ کی طرف نسبت کبریا اور بڑائی کی کی ہے۔ پھر نضلہ نے کہا اشہد ان لا آلہ
الا اللہ تو مجیب نے جواب دیا کہ اے نضلہ یہ کلمہ توحید اور اخلاص کا ہے پھر نضلہ نے
کہا اشہد ان محمداً رسول اللہ تو مجیب نے کہا کہ یہ وہی ہے کہ جسکی بشارت
ہم کو عیسےٰ ابن مریم نے دی ہے اور جس کی امت کے سرے پر قیامت قائم ہو گی پھر
نضلہ نے کہا حی علی الصلوٰۃ تو مجیب نے کہا اُس کے لئے خوشی ہے جو نماز کیطرف
قدم اٹھائے اور اسپر مواظبت کرے پھر نضلہ نے کہا حی علی الفلاح تو مجیب نے کہا اسکے لئے
نجات اور فلاح ہے جو اسکی اجابت کرے پھر نضلہ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا آلہ الا اللہ تو
مجیب نے جواب دیا تو نے کل کلمہ اخلاص اچھی طرح کہا اللہ نے تیرا جسم آگ پر حرام کر دیا پس جبکہ
نضلہ اذان کہنے سے فارغ ہو گیا تو سب لوگ کھڑے ہو کر کہنے لگے خدا تجھ پر رحم کرے تو کون
ہے کیا تو فرشتہ ہے یا جن یا اللہ کے بندوں میں سے کوئی بندہ ہے تو نے ہمکو اپنی آواز
سُنائی ہے پس ہمکو اپنی صورت بھی دکھا۔ کیونکہ یہ لشکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عمر
بن الخطاب کا بھیجا ہوا ہے پس اسیوقت چکی کے پاٹ کیطرح اُس شخص کا سر پہاڑ کی شگاف
سے ظاہر ہو گیا جسکے سر اور ریش کے بال سفید اور اسپر پشم کے دو پرانے کپڑے تھے اور اُسنے
ہمکو خطاب کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور سب نے اُسکا جواب وعلیک السلام ورحمۃ
اللہ وبرکاتہ کہکر پوچھا خدا تجھ پر رحم کرے تو کون ہے اُسنے جواب دیا کہ میں زریت بن برثملا خدا
کے عبد صالح عیسےٰ بن مریم کا وصی ہوں اُسنے مجھے اس پہاڑ میں ساکن کیا ہوا اور آسمان سے
نزول کیوقت تک طول بقار کی دعا میرے لئے کی ہے پس میری طرف سے عمرؓ کو سلام کہدو
اور کہو کہ اے عمرؓ سیدھا ہو جا اور قریب ہو جا کیونکہ امر معہود نزدیک ہو گیا ہے اور ان بہت سے خصائل
کی اطلاع دینے کے لئے امر کیا (جو اس حدیث میں مذکور ہیں) بعد اسکے غائب ہو گیا اور وہ
اسکو نہ دیکھ سکے۔ پھر نضلہ نے یہ سارا واقعہ سعد بن ابی وقاص کی طرف لکھا۔ اور اُسنے
عمرؓ کیطرف لکھا اور حضرت عمرؓ نے بجواب اسکے سعد کو لکھا کہ تو اپنے ساتھ کے مہاجرین
اور انصار کی معیت میں اُس پہاڑ پر جا اور اگر زریت بن برثملا سے ملے تو میری طرف سے

اسکو سلام کہدے چنانچہ سعد نے حکم کے مطابق چار ہزار مہاجرین اور انصار کی معیت میں
اُس پہاڑ پر گیا اور چالیس دن تک وہاں نماز کی ندا کرتا رہا۔ لیکن اُن کو کوئی جواب یا خطاب
نہ سُنائی دیا۔ ناظرین کو معلوم ہو کہ ابن عباسؓ کی اس حدیث نے کئی امور سے اطلاع دی ہے
(۱) اوّل وصی عیسٰے کا اسقدر زمانہ دراز تک بغیر کھانے اور پینے کے زندہ رہنا (۲) دویم عیسٰے
صلوات اللہ علیہ کے نزول کی بشارت دینا (۳) حضرت عمرؓ کے علاوہ چار ہزار صحابہ مہاجرین
و انصار کا عیسٰے نبی اللہ کے نزول کے ساتھ ایمان رکھنا جنتے کہ نضلہ اور تین سو سوار کی روایت
وصی عیسٰے کو تسلیم کر کے اپنا سلام وصی عیسٰے کی طرف بھیجنا۔ ان احادیث سے صاف طور
پر واضح ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور کل امت مرحومہ اسی عیسٰے بن مریم
اسرائیلی کے نزول سے خبر دی ہے اور سمجھ رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ابن عباس (متوفیک و
رافعک الی) میں تقدیم و تاخیر کہتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ امام بخاری کتاب التفسیر باب
قولہ ما جعل اللہ من بحیرۃ الخ میں اذ قال اللہ کو بمعنے یقول کے کہتے ہیں اور اذ کو
صلہ یعنے زائدہ ٹھراتے ہیں گویا صاف اپنے مذہب کو بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس کی حدیث
(فاقول کما قال العبد الصالح) سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ عبد صالح یعنے عیسٰے بن مریم
کا جواب پہلے ہو چکا ہے اور فلما توفیتنی الخ خبر دیتا ہے کہ مسیح مر چکا بلکہ واذ قال
اللہ میں قال بمعنی یقول کے ہے اور یہ جواب وسوال قیامت کے دن ہو گا جسکا ثمرہ
یہ ہوا کہ فلما توفیتنی موت بعد النزول سے خبر دے رہا ہے تفصیل اس آیت کی بمعہ
متوفیک کے پہلے گذر چکی ہے یہاں پر صرف اتنا ہی مقصود ہے کہ امام بخاری کا مذہب
بھی کل امت مرحومہ کیطرح نزول اسی مسیح اسرائیلی کا ہی چنانچہ امام بخاری اپنی تاریخ کبیر میں
فرماتے ہیں اور ذکر کیا ہے اسکو علامہ سیوطی نے دُرّ منثور میں اخرج البخاری فی تاریخہ والطبرانی
عن عبد اللہ بن سلام قال یدفن عیسٰے بن مریم مع رسول اللہ صلعم وصاحبیہ فیکون
قبرہ رابعًا۔ اب ناظرین کو امید ہے کہ دو امر محقق ہو چکے ہونگے (۱) ایک تو یہ کہ قادیانی وامروہی
نے آنحضرت صلعم اور صحابہ اور ائمہ اور محدثین وفقہاء پر افترا باندھا (۲) دوسرا یہ کہ چونکہ نصوص یقینیہ
قرآنیہ نزول مسیح اسرائیلی کے زعم ان کے اجازت نہیں دیتے تو جن لوگوں نے احادیث نزول سے

مسیح اسرائیلی کا نزول لیا ہے وہ لوگ بزعم اُن کے قرآن کریم کے نصوص بیّنہ سے یا منکر ہیں
یا جاہل لاغیر اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ احادیث نزول سے مسیح اسرائیلی کو مراد لینے والے
آنحضرتؐ اور کل صحابہ اور ائمہ اور تابعین الی یومنا ہذا ہیں تو بموجب زعم قادیانی اور امروہی
وغیرہ کے العیاذ باللہ یہ سب لوگ نصوص بینہ سے یا تو منکر ہوے اور یا جاہل کیونکہ اگر
متوفیک اور فلما توفیتنی اور قد خلت من قبلہ الرسل وغیرہ وغیرہ کو یہ لوگ مطابق تفسیر مرزا
صاحب کے سمجھے ہوتے تو ہرگز خلاف نصوص قرآنیہ کے نزول مسیح اسرائیلی کا قول نہ کرتے اب مومن
باجار بہ الرسول علیہ السلام کو متیقن ہو سکتا ہے کہ ان جہال کی تفسیر اور تفریع دونو غلط ہیں کیونکہ
یہ کس طرح ممکن اور قابل تسلیم ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آیات قرآنیہ کے معانی و مضامین بغیر
سمجھنے کے مامور بہ تبلیغ لئے ہوں اب اس الزام سے تو صرف پیشین گوئی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کیطرف العیاذ باللہ نسبت جہل کے نہ رہے بلکہ جتنی آیات قرآنیہ مرزا جیو نے بزعم خود
وفات مسیح پر ذکر کی ہیں ان سب کے معانی سے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جو مبشر ہیں بدین بشارت
(ان علینا جمعہ و قرآنہ فاذا قرءناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ
بے خبر اور جاہل رہے ہیں۔ العیاذ باللہ آیتہ متوفیک و رافعک اور فلما توفیتنی اور قد
خلت من قبلہ الرسل اور انک میت وانہم میتون کی تفسیر اجماع کے بیان میں گذر چکی ہے
باقی آیات کی تفسیر بھی اپنے اپنے موقع پر بحول اللہ وقوتہ ذکر کیجاویگی ص ۸۳ میں ثانیاً سے لیکر شعر
ناملائم تک کی تردید تھوڑے تامل سے ادنی طالب العلم بھی سمجھ سکتا ہے ناظرین کو ضرور ہے کہ وقت مطالعہ
اس کتاب کے رسالہ مردودہ امروہی کو پیش نظر رکھیں ورنہ پورا لطف جواب کا حاصل نہ ہوگا۔

صفحہ ۸۴-۸۵-۸۶-۸۷ کا حاصل ابوہریرہ کا یہ کہنا کہ فاقرءوا ان شئتم وان
من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا
اگر اوس خیال سے ہی جو مخالفوں کے ذہنوں میں جای نشین ہے تو یہ چند وجوہ سے باطل ہے
(۱) اوّل تو حصر صحیح نہیں تمام اہل کتاب کا جو حضرت عیسے کے رفع سے نزول تک ہوئی ہیں
یا ہونگے ایمان لانا عیسے کے ساتھ متصور نہیں ایسا ہی جو اہل کتاب نزول آیتہ سے نزول مسیح
تک مراد لیجاویں تو بھی ممکن نہیں اور اگر صرف وہی اہل کتاب مراد ہوں جو نزول مسیح کیوقت

موجود ہونگے تاہم صحیح نہیں (۱) ایک تو اس تخصیص کے لئے کوئی مخصص موجود نہیں (۲) دوم ہزاروں اہل کتاب بقول مخالفین جہاد سے اور لاکھوں مسیح کی دعا سے اور کچھ وبا سے ہلاک ہونگے (۳) اہل کتاب کا موجود رہنا قیامت تک بحکم وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ واغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ وغیرہ ذلك من الآیات (۴) ایمان لانا جملہ اہل کتاب کا دور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت عیسے پر بے معنے ہے (۵) ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا بھی چسپاں نہیں ہوسکتی کیونکہ مطابق لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہید اکے امت محمدیہ تمام امم کے لئے گواہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کل امت کے لئے شہید اور گواہ ہیں۔

پہلے اعتراض کا جواب

حصر صحیح ہے اور مراد وہ اہل کتاب ہیں جو نزول مسیح کیوقت موجود ہونگے اور دلیل تخصیص کی ایجاب ہے جو استثنا من النفی سے مستفاد ہوا ہے نظیر اسکی قرآن مجید سے (آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون) ہے اور ایسا ہی کل آمن باللہ کیونکہ (ما انزل الیہ من ربہ) مجموعہ ان آیات کا ہے جو آمن الرسول الخ کے نزول تک اتر چکی تھیں اور اس مجموعہ کے ساتھ ایمان منجملہ مومنین میں سے انہی مومنین کا متحقق ہوا جو مجموعہ کے نزول کے کیوقت موجود تھی اور جو پہلے اس مجموعہ کے نزول سے مر گئے تھے انکا ایمان تفصیلی صرف انہیں آیات کے ساتھ جو ان کی موجودگی میں اتریں تھیں متحقق ہوا لہذا مومنین ان آیات کے ساتھ تعمیل کرنے کے مکلف بھی نہ تھے جو ان کے پیچھے اتریں مثلاً جو صحابہ مدینہ طیبہ میں علے صاحبہا الصلوۃ والسلام قبل از نزول تحویل قبلہ فوت ہوگئے تھے وہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے ساتھ مکلف تھے الغرض ایجاب میں حکم بثبوت الشئے للشئے ہوتا ہے اور ثبوت شئے لشئے فرع ثبوت للمثبت لہ ایک مقدمہ مسلمہ ہے لہذا (وان من اہل الکتاب الالیومنن بہ) میں مراد وہی اہل کتاب ہونگے جو در وقت نزول مسیح موجود ہونگے۔

دوسرے اعتراض کا جواب

مسیح کے نزول کے زمانہ میں اہل کتاب میں سے کوئی جہاد سے اور کئی ایک مسیح کی دعا سے اور کئی وبا سے بحالت کفر مرجائیں گے اور کئی ایک ایمان بالمسیح لائیں گے یہاں تک کہ کوئی ملت بغیر ملت اسلام کے باقی نہ رہیگا اب اگر کہا جاوے کل اہل کتاب نزول مسیح کیوقت ایمان بالمسیح لائینگے تب تو یہ صحیح نہیں اور اگر کہا جاوے کل اہل کتاب قبل از موت مسیح ایمان بالمسیح لائیں گے تو یہ بالکل صحیح اور درست ہوسکتا ہو اور آیت کا مفاد بھی یہی ہے نا اول کیونکہ (وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته) نازل ہوا ہے نہ یہ کہ (وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به فى عين وقت النزول)

تیسرے اعتراض کا جواب

درصورت معدوم ہوجائے کفار کے فوقیت اور غلبہ متبعین کا جو مفاد ہے (وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة) کا باقوئے وجوہ متحقق ہوسکتا ہے کیونکہ تحقق غلبہ کا اپنے کمال کو پہونچنا اسی طریق سے ہے کہ فریق مقابل اصلاً معدوم ہوجاوے چنانچہ (ليظهره على الدين كله) کا تحقق یعنے دین محمدی علے صاحبها الصلوة والسلام کا غالب ہونا خطۂ عرب میں اپنے کمال کو پونچا کہ کوئی مخالف نہ رہا۔ اور (واغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة) میں (الى يوم القيامة) تعبیر ہے طول زمان سے چنانچہ (مادامت السموات والارض) میں مفسرین نے لکھا ہے قرینہ اسپر یہی احادیث صحیحہ ہیں۔

چوتھے اعتراض کا جواب

عیسے علیہ السلام کے ساتھ اہل کتاب کا ایمان لانا درضمن ایمان بہ افضل الاولین والاخرین سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوگا تخصیص بالمسیح کی وجہ سوق آیۃ سے ظاہر ہے جس سے یکسر الصليب ويقتل الخنزير کی تصریح و تخصیص بھی موجہ ہوسکتی ہے یعنے اب تو یہود مسیح ابن مریم کو

نبی نہیں مانتے اور نصاریٰ صلیب پرستی اور استحلال خنزیر کو عیسوی دین سے خیال کرتی
ہیں مگر بعد نزول مسیح کے آسمان سے سب اہل کتاب مسیح کو مان لیوینگے اور مسیح بذات
خود صلیب پرستی اور استحلال خنزیر کو موقوف کرے گا اور ان کو منجملہ مفتریات فی الدین
المسیحی کے قرار دیگا۔ امروہی صاحب نے شاید یہ سمجھا ہے کہ یہود او سوقت صرف عیسےٰ
علیہ السلام کے ساتھ ایمان لاویں گے۔ یہ نہیں خیال فرمایا کہ عیسےٰ علیہ السلام تو خود ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے دین پاک کی اشاعت کرینگے۔

پانچویں اعتراض کا جواب

جناب عالی جس قرآن مجید میں لتکونوا شہداء علی الناس لکھا ہوا ہے اُس میں
فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا ابھی
موجود ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر امت کا نبی اُسپر شاہد بنایا جائیگا اور تجھ کو اے حبیب
اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس امت پر گواہ کیا جاوے گا۔ ابن کثیر۔ فتح البیان۔ جلالین۔
الغرض امت مرحومہ کی شہادت اور انبیاء کی شہادت باہم متنافی نہیں بعد اسکے امروہی
صاحب فرماتے ہیں ص ۸۵ کہاں اگر آیت کے وہ معنے جو مختار ہمارے ہیں لئے جاویں
تو کوئی خرخشہ باقی نہیں رہتا اور وہ معنے یہ ہیں کہ تمام اہل کتاب حضرت عیسےٰ کے رفع
سے لیکر خواہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک یا آخر زمانہ تک بلکہ قیامت تک کے
اہل کتاب قتل صلیبی حضرت عیسےٰ سے اپنے متردد اور شاک ہونے پر ایمان وایقان رکھتی
ہیں اور یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے حضرت عیسےٰ کو مقتول بالصلیب کیا بسبب اُن
وجوہ قویہ کے جو سیاق آیت میں مذکور ہوئی ہیں۔ اور یقین واذعان تمام اہل کتاب
کو قبل موت عیسےٰ بن مریم سے ہی ہے پس دیکھو یہ معنے کیسے صاف اور صحیح بلا خرخشہ
ہیں **اقول** یہ معنے کیسے بے ربط اور خلاف محاورہ قرآن مجید و قرن اول کے
ہیں نعوذ باللہ من تحریف الجاہلین۔ **بیت**

ترا اژدہا گر بود یار غار ❊ ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار

(۱) اوّل تو اس معنے کی بنا واقعہ صلیبی پر ہے لہذا سارے وجوہ اسکے فساد کے جو پہلے
بیان کئے گئے ہیں اُس کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔
(۲) یہود کا متردد و مشکک ہونا مسیح کی مقتولیت کے بارہ میں آیت وما قتلوہ
یقیناً سے معلوم ہو چکا۔ اور یہود کی تکذیب و تردید (انا قتلنا المسیح الخ)
میں صرف اسی تردد و شک کو دخل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ایک انسان کو صفات اور
انضمامیہ اپنے نفس کے ساتھ علم حضوری ہوا کرتا ہے یعنے جسکو مثلاً زید قائم
کے مضمون میں شک ہے تو اسکے نزدیک قیام زید مشکوک ہوا۔ اور وصف شک
معلوم بعلم حضوری ٹھہرے اور سب محاورات مروجہ دنیا کے برخلاف ہے کہ جب
کسی کا شاک و متردد ہونا یا ظن کرنا یا وہم کرنا یا تخییل کرنا یا یقین کرنا کسی مضمون
میں بیان کیا جاوے تو بعد اسکے یہ مضمون کہ (وہ شخص اپنے شک یا ظن یا وہم یا تخییل
یا یقین کے ساتھ یقین رکھتا ہے) موکد بانواع تاکید بیان ہو یعنے جب یہود مسیح کی قتل
کے بارہ میں شاک اور متردد تھے تو پھر انکو اپنا متردد ہونا بدیہتہً معلوم ہے پھر اس امر
بدیہی الوجود والعلم کو اللہ تعالےٰ نے حرف تاکید اِنَّ اور نون تاکید اور لام توطیہ
اور قسم سے موکد کر کر کس کا انکار توڑنیکے لئے ذکر فرمایا ہے (۳) حسب قاعدہ امر وہی
صاحب کہ نون التاکید لا یوکد الا مطلوباً لیومنن میں ایمان یہود بالشک والتردد مطلوب
خداوندی ہوگا۔ اس امر بدیہی الوجود کی طلب اور اہتمام کی حاجت ہی کیا تھی (۴)
کل اہل کتاب قیامت تک کا یقین کرنا بہ تردوند کو بغیر اسکے نہیں ہو سکتا کہ یہود
موجودہ در وقت واقعہ صلیب بالضرور خلف کو اپنے متردد ہونے سے خبر دیتے گئے ہوں
ھلمّ جرا الی یوم القیامۃ اور باعث بریں ضرورت کوئی امر معلوم نہیں ہوتا
بلکہ خبر نہ دینا اون کا بدلیل استصحاب حال قرین بقیاس معلوم ہوتا ہے (۵)
بعض نصاریٰ کو مسیح کی قتل صلیبی کے ساتھ یقین ہے بخلاف یہود کے کما قال
اللہ تعالیٰ وما قتلوہ یقیناً اور اسی پر مبنی ہے کفارہ کا مسئلہ اور مخفی طور پر
لاش کا نکالنا قبر سے تو پھر کل اہل کتاب کا ایمان بہ تردوند کو کس طرح متصور

ہوسکتا ہے (٦) ایمان کا اطلاق محاورہ قرآنیہ و عرف شرعی میں یقین مخصوص پر آتا ہے یعنے یقین بالتوحید والرسالۃ۔ والملائکۃ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ و البعث بعد الموت نہ یہ کہ ہر ایک یقین کو ایمان کہیں کجا کہ ایک غیر متہم یقین (یعنے یقین بہ تردد مذکور کا نام بھی ایمان ہو۔

سوال

تردد مذکور بھی چونکہ مفہوم (وما قتلوہ یقینا) کا ہے لہذا در ضمن ایمان بکتاب اللہ اسکے یقین کو بھی ایمان کہہ سکتے ہیں۔

جواب

یہود کا یقین بہ شک و تردد مذکور چونکہ من حیث جاء بہ القران نہیں بلکہ صرف علم حضوری وجدانی ہے لہذا اُسکو ایمان نہیں کہہ سکتے دیکھو فتوحات و کتب عقائد الغرض بر تقدیر معنے امروہی و مرزا صاحب بالکل (لیومنن) عرف شرعی سے خارج ہوجاتا ہے بخلاف معنے ابوہریرہ و ابن عباس وغیرہ کے اور یہی وجہ ہے حصر کی دونوں تفسیروں میں یعنے (ابوہریرہ وابن عباس) کی ضمیر لیومنن منطبق ہوسکتی ہے بخلاف خرافات امروہی وغیرہ کے (٧) (قبل موتہ) کا ٹکڑا اس تقدیر پر بالکل بے ربط ہوجاتا ہے فتدبر (٨) و یکون الرسول علیہم شہید انظر بہ سوق آیۃ اجنبی ہوگا مفسرین کی تفسیروں میں کوئی خرخشہ باقی نہیں رہتا کما عرفت فتامل (٩) آپکے معنے کیمطابق بوجہ خارج ہونے اُن اہل کتاب کے جو واقعہ صلیبی سے پہلے مرگئے تھے آیت مذکورہ کا حصر باطل ہوگا الجواب ھو الجواب فتامل اور شمس الہدایت میں ص ۳۸ پہ حاشیہ متروکہ ہیں (یا ضمیر سے مضمون بالا کیطرف یعنے مرفوع ہونا عیسےٰ علیہ السلام کا) س ١٥ کا نہیں اس سطر میں نشان ٥ کا (سے) پر کاتب کی غلطی و مصحح کی غفلت سے ہے کیونکہ عبارت متن کی اسکے بعد (اور آثار صحابہ اور تابعین مثل ابن عباس و ابی ہریرہ و عبد اللہ بن مسعود و مجاہد و قتادہ وغیرہم رض کی اسپر دال ہیں) چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ کسی حضرت مذکورہ سے (یہ) کی ضمیر مضمون بالا کیطرف راجع نہیں کی بلکہ یہ حاشیہ سطر ١٧ کے اخیر سے تعلق رکھتا ہے جسکا ارادہ سطر ١٨ میں لیکن سے دفع کیا گیا پھر امروہی صاحب

نی ص ۸۷ میں ابوہریرہ رضؓ پر اعتراض یا افترا باندھا کہ استشہاد ابوہریرہ کا آیۃ وان من اھل الکتاب کے ساتھ بخیال مفسرین اگر ہو تو صحیح نہیں ہوسکتا - ہاں اگر حدیث نزول میں مسیح موعود قادیانی کو لیا جاوے - اور آیت کا اشارہ کسر صلیب کیطرف کیا جاوے تو یہہ استشہاد درست ہوسکتا ہے گویا ابوہریرہ نے آیت کے مفہوم کو شاہد قرار دیا حدیث کے منطوق پر و بس **اقول** حاصل یہہ ہوا کہ اگر ابوہریرہ اپنی مروی حدیث نزول سے ہمارے خیال کے مطابق غلام احمد قادیانی لیویں تو استشہاد بہ آیت درست ہی والا نہ - ناظرین اس مالیخولیا کا علاج خودہی نظر غور و بغض انصاف سے فرماسکتے ہیں **قولہ ص ۸۸** سے صفحہ ۹۱ تک کا حاصل ابوہریرہ کی حدیث ان رسول اللہ صلعم قال لیھلن عیسی بن مریم بفج الروحاء بالحج او العمرۃ او لیثنیھما جمیعا مسند امام احمد مسلم امروہی صاحب فرماتے ہیں چونکہ روحا کسے ملک کا میقات نہیں جس سے احرام باندھا جاوے - ہذا یہہ حدیث اپنی ظاہری معنوں پر محمول نہیں ہوسکتی تاویلی معنے بہت صاف ہیں اہلال اور تلبیہ مسیح کی سے مراد تبلیغ دعوت اسلام ہے اور پنجاب بہ لحاظ کثرت انہار و دریاؤں اور نیز بوجہ دوآبوں کے بالضرور فج روحا ہے گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ اوسکے گاؤں قادیاں کا پتہ اور کلام الہی میں اوسکی مسجد اور اقصی کا ذکر ہوا اسیطرح پر اوسکے ملک کا پتہ و نشان یہہ دیا کہ وہ ایک فج روحا ہے جو ملک پنجاب ہے - الغرض روحا جو عرب میں مدینہ طیبہ سے تیس چالیس کوس کے فاصلہ پر ہے کما فی القاموس اس حدیث میں وہ مراد نہیں بلکہ پنجاب سرزمین فج روحا کے ساتھ کنایۃ تعبیر کیگئی - فان المجاز والکنایۃ ابلغ من الحقیقۃ والتصریح **اقول** ان تحریفات و خرافات کی تردید کی حاجت نہیں اور یہہ جو کہا ہے کہ روحا کسی ملک کا میقات نہیں لہذا اس سے اہلال یعنی احرام حج متصور نہیں ہوسکتا ہے بالکل جہالت ہی کیونکہ ذوالحلیفہ یا ذات العرق یا جحفہ یا قرن یا یلملم جو کتب اسلامیہ میں مواقیت الحج ہیں انکے میقات حج ہونیکا یہ مطلب ہی کہ ان مقامات پر احرام باندھتے ہیں اور بغیر احرام باندھنے کے گذرنا حرام ہے یہہ نہیں کہ انکے پہلے احرام کا باندھنا حرام ہو لہذا مسیح کا احرام باندھنا فج روحا سے مخالف شرع محمد صلعم کے نہ ہوا تاکہ تاویل کی حاجت ہو **قولہ ص ۹۲** اور ۹۳ کا حاصل امروہی صاحب فرماتے ہیں کہ احادیث میں نزول سے مراد نزول بطور بروز کے ہے اور بروز کا مسئلہ فتوحات کے باب ۳۶ و ۳۷ سے جو بیان عیسویین اور اقطاب عیسویین میں ہیں ثابت ہی اور قرآن مجید سے بھی کما قال اللہ تعالی

نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم فیما لا تعلمون
اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالے کی عادت ہے کہ بعد موت کے امثال موتے کے پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور نیز
متعدد آیات سورہ بقر میں اللہ تعالے نے کفار یہود موجود میں عہد آنحضرت صلعم کے مخاطب
فرمایا ہے اور مراد اوس سے کفار یہود عہد موسوی ہیں اگر اول الذکر امثال ثانی الذکر کے نہیں تھے
تو پھر مضمون قرآنی سے طرز خطاب سے نعوذ باللہ غلط ہوا جاتا ہے۔ قال اللہ تعالی واذ قلتم یموسی
لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ والیٰ واذ قلتم یموسی لن نصبر علی طعام واحد الیٰ واذ فرقنا
بکم البحر وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی علاوہ اسکے قرآن مجید میں ہر ایک
مومن کو مثیل مریم فرمایا گیا ہے قال اللہ تعالے وضرب اللہ مثلا الی قولہ تعالے ومریم ابنت عمران
التی احصنت فرجہا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک مومن مثیل مریم ہے تو مومن کی اولاد ابن مریم
ہوئی اور نیز حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل بھی موجود ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آنحضرت
صلعم نے ایک ادنے سی وجہ شبہ سے مثیل عیسے قرار دیا ہے تو اس مجدد عظیم الشان (قادیانی)
باوجود مشابہت تامہ کے مثیل مسیح کیوں نہ قرار دیا جاوے انتہی **اقول** وبہ نستعین (۱)
اول بروز کا معنی ناظرین کیخدمت میں ہدیہ کرنا ضروری ہے بعد اسکے خود ہی انصاف فرما سکتے ہیں۔ اہل
کمون و بروز کی اصطلاح میں بروز اسکو کہتے ہیں کہ ایک شخص کامل کی روح دوسرے شخص مبروز فیہ میں
بصفات خود ظہور کرے چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی رض دوسری جلد مکتوب کے ص ۵۸ میں فرماتے
ہیں کہ در بروز تعلق نفس بہ بدن از برائے حصول حیات نیست کہ این مستلزم تناسخ است بلکہ مقصود
ازین تعلق حصول کمالات است مراں بدن را چنانکہ جنی بفرد انسانی تعلق پیدا کند و در متشخص
او بروز نماید و مشائخ مستقیم الاحوال بعبارت کمون و بروز ہم لب نمی کشانید۔ اسکے بعد فرماتے
ہیں نزد فقیر قول بنقل روح از قول بتناسخ ہم شناعت ترقطعاً است زیراکہ بعد از حصول کمال نقل ببدن ثانی برای چہ بود پھر
فرماتے ہیں وایضاً در نقل روح اماتت بدن اول و احیاء بدن ثانی پھر فرماتے ہیں افسوس ہزار افسوس این قسم بطالات خود را بشیخی گرفتہ اند
و مقتدائے اہل اسلام گشتہ ضلوا فاضلوا انتہی ملخصاً پس امام ربانی کے قول سے ظاہر ہے کہ معنے بروز بجز
اسکے اور کوئی نہیں کہ ایک کامل کی روح دوسرے ناقص کے بدن میں بروز اور ظہور کرے۔ اب معروض
ہے کہ اگر احادیث نزول میں مراد نزول عیسے سے نزول بروزی ہے غلام احمد قادیانی میں تو اسکی یہی

صورت ہے کہ عیسے علیہ السلام بصورت غلام احمد قادیانی متولد ہوئے یا قادیانی میں ظاہر ہوئے پہلی
صورت میں عیسے اور قادیانی کا شخص واحد ہونا لازم آتا ہے و ہو خلف عنہ خصم اللہ کما ہو فی الواقع اور
دوسری صورت میں ایک بدن میں دو روح کا ہونا لازم آتا ہے جو بالکل باطل ہے اور مناقض قواعد
حشر و نشر کے ہے پس معلوم ہوا کہ عیسے بن مریم کا نزول بصورت بروز بہت سے مفاسد کا باعث
ہے دین محمدی صلعم اور قابل افسوس تو یہہ ہے کہ بروز عیسوی فی القادیانی نے بجائے اسکے (فیما بین
بارز و مبروز فیہ محبت و اتحاد ہو اور نفع و انتفاع) قادیانی سے عیسے ابن مریم کو (مکار و فریبی
اور پشت بہ پشت زناکاروں کا بیٹا کہلوانے کا اتحاد پیدا کیا دیکھو ضمیمہ انجام آتھم ص ۷
س ۱۶ و ۱۷- اور امت محمدیہ کو یہودی ہونیکا خطاب دلوایا دیکھو انجام آتھم ص ۲۱ میں امت
مرحومہ کے مولویونکو جلی قلم کے الفاظ ذیل سے خطاب کیا (اے بدذات فرقہ مولویان تم کب تک
حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ و گے اے ظالم مولویو تم پر افسوس
ہے کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا اب سنیئے فتوحات کے ۳۶ باب
کا خلاصہ شرع محمدی صلعم چونکہ شرائع سابقہ پر مشتمل اور سب کا جامع ہے لہذا تابع شرع محمدی کا بر بنا بر قت
عمل و سلوک بریں شرع شریف شرع عیسوی یا موسوی یا ابراہیمی وغیرہ کے اسرار و احوال بحسب
اختلاف الاستعدادات مکشوف اور وارد ہوتے ہیں محمدی درویش و تابع کو موسوی المشرب
یا عیسوی المشرب کہنا اسی مقام سے ہے یعنے اوسنے عیسوی شریعت کے واردات در ضمن
اتباع شرع محمدی حاصل کئے ہیں۔ محمدی المشرب بہت ہی کم ہوتا ہے سیدنا غوث اعظم جیلی
قدس سرہ اس مقام سے خبر دیتے ہیں وکل ولی لہ قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمال حواری
عیسے ابن مریم جیسے کہ عیسوئین کہلاتے ہیں ایسے ہی شرع محمدی کے متبعین میں سے عیسویین
ہوتے ہیں اور ہمارے زمانہ میں عیسے ابن مریم کے حواریوں میں سے بعض لوگ زندہ ہیں چنانچہ
زریب بن برثملا مطلقا عیسویین کی علامات میں سے ہے کہ انکی زبان پر بجز کلمہ خیر کے
نہیں گذرتا چنانچہ عیسے ابن مریم نے خنزیر کو الخ بسلام بولا تھا کسی نے اسکی وجہ دریافت
کی تو فرمایا کہ اعود لسانی قول الخیر اپنی زبان کو کلمہ خیر کی عادت ڈالتا ہوں منجملہ علامات انکی یہہ
بھی ہے کہ جس چیز کو دیکھتے ہیں اوسکی بھلائی پر نظر اونکی پڑتی ہے ناظرین یہہ ہی خلاصہ فتوحات

کے باب ۳۶ کا - اب امروہی صاحب سے دریافت فرمائیں کہ کہاں ہے ذکر نزول کا اس
باب میں جسکا معنے بہ نقل عبارت حضرت مجدد صاحبؒ لکھ چکا ہوں ہاں عیسوی المشرب
لوگوں کا ذکر ہے جنمیں نزول عیسے بمعنے بروز کے ہے نہیں - بروز تو الگ رہا صرف عیسوی المشرب
کی علامات مذکورہ فی الباب قادیانی صاحب میں کہاں ہے البتہ بجائے کلمہ خیر کے دشنام
بازی میں اول نمبر ہیں ۳۷ باب فتوحات کا حاصل عیسوی قطب جب چاہتا ہے کہ کسی شخص کو
(جسکی استعداد کا علم اوسکو باعلام الہی ہوجاتا ہے) اپنے احوال میں سے کچھ عنایت
کرے تو ان وجوہ مفصلہ ذیل سے دیتا ہے (۱) لمس ہاتھ لگانے سے (۲) معانقہ سے
(۳) بوسہ دینے سے (۴) کپڑا دینے سے (۵) یا اوسکو کہتا ہے کہ اپنا کپڑا اچھا اور
پھر ہاتھ سے کچھ اوس میں ڈالتا ہے ناظرین خیال کرتے ہیں کہ ہوا میں ہاتھ ڈال رہا ہے
تو اوس شخص میں حال عیسوی قطب کا سرایت کرجاتا ہے منجملہ علامات اونکے بلاغت ہی
گفتار میں اور باوجود اُمّی اَن پڑھ ہونے اوسکے اعجاز قرآن کو جانتا ہے معیار اسکا التزام
حق کا ہے اقوال افعال احوال میں اور نیز اوسکو اسرار علم طبیعت اور تالیف وتحلیل اوسکے
اور منافع اشیاء کے معلوم ہوتے ہیں یہانتک کہ رستہ میں چلتے ہوئے ہر ایک بوٹی
اوسکو اپنے منافع سے بولکر اطلاع دیتی ہے بعد اسکے اوسکو اسماء الٰہیہ کا علم دیا جاتا ہے
اور نیز اوسکو نشاء طبیعت ونشاء روحانیت دنیا اور آخرت دونوں میں اور
خود دنیا اور آخرت کی معرفت دی جاتی ہے - فتوحات کے باب ۳۶ اور ۳۷
کا حاصل ملاحظہ کرنے کے بعد بجائے اسکے (کہ مرزا کو کچھ نفع حاصل ہو) اولٹا
نقصان اوٹھانا پڑتا ہے کیونکہ علاوہ انتفاء اون علامات کے صاحب فتوحات
تو زیت بن برثملا وصی مسیح بن مریم کی روایت سے اوسے مسیح بعینہ کو دوبارہ دنیا
میں لاتے ہیں اور اگر بروز سے مراد تصرف کرنا روح عیسوی کا مرزا صاحب کے
بدن میں ہو - چنانچہ شیخ محمد اکبر صاحب اقتباس الانوار میں لکھتے ہیں کہ بروز آں را
نامند کہ روحانیت مکمّل در بدن کامل تصرف نماید وفاعل افعال او شود) تو یہ بھی
نہیں ہوسکتا کیونکہ اس تقدیر پر روح عیسوی کا تصرف بدن مثالی کے ساتھ ہوگا

چنانچہ حضرت محمد اکرم صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ میگوید محرر سطور عفی اللہ عنہ
شاید کہ روحانیت علی مرتضے رض دو بست سال پیش از ولادت خود وجود مثالی گرفتہ
سلمان فارسی را از شیر نجات بخشیدہ باشد۔ الغرض اگر بدن مثالی میں ہوکر روح عیسوی
متصرف ہو۔ تو مسیح موعود مرزا صاحب نہ رہے بلکہ خود عیسے بن مریم جسم مثالی
میں جو مغایر ہے مرزا صاحب سے مسیح موعود ہوا اور یہہ برخلاف ہے انکے دعوے
کے اور اگر مرزا صاحب کے بدن میں ہوکر روح عیسوی متصرف ہے اور بصورت
مرزا صاحب ظاہر ہوا ہے تو عیسے ابن مریم اور غلام احمد قادیانی ایک چیز کا نام ہوا
یہہ بھی برخلاف ہے دعوے مرزا صاحب کے اور فی الواقع بھی نا ممکن ہے۔ کیونکہ
عیسے ابن مریم قرآن مجید میں انبیاء کی فہرست میں شمار کئے ہوئے ہیں اور روح القدس
کے نفخ سے بغیر باپ کے پیدا ہیں۔ والدہ ماجدہ اون کی مریم ہے الی غیر ذالک
من الخصوصیات۔ اور اگر مرزا صاحب کے بدن میں مرزا صاحب کی روح کی طرح
متعلق ہوا ہے تو ایک بدن میں دو روح کا ہونا لازم آتا ہے اور نیز حضرت
شیخ محمد اکرم اقتباس الانوار ص ۵۲ س ۲ پر فرماتے ہیں وبعض برانند کہ روح
عیسے در مہدی بروز کند و نزول عبارت ازیں بروز است مطابق ایں حدیث
(لا مہدی الا عیسے) وایں مقدمہ بہ غایت ضعیف است۔ اسی کتاب میں
دوسری جگہ بھی اس قول ضعیف کی تردید فرماتے ہیں کما سبق۔ اور سب سے حیرت انگیز
تو یہہ ہے کہ آیۃ نحن قدرنا بینکم الموت ومانحن بمسبوقین علی ان نبدل
امثالکم وننشئکم فیما لا تعلمون کو اس بروز سے کیا تعلق ہے کیونکہ آیت میں انتقال
روح دوسرے بدن کی طرف نشاء دنیا میں ثابت نہیں ہوتا۔ خواہ امثال کو جمع مَثَل
کی بفتحتین ٹھراویں یا جمع مثل بمعنے مثیل کے۔ بر تقدیر اول آیت کا مفاد تغیر اوصاف
ہوگا یعنے طفولیت اور شباب اور کہولت اور شیخوخت اور بر تقدیر ثانی یا تو تبدل
اشکال دنیویہ واخرویہ پر دلالت کریگی اور یا تبدل اشخاص دنیویہ واخرویہ پر جو
متخالفۃ الروح والجسم ہونگے۔ اور یا تغیر اشخاص دنیویہ پر علی سبیل المسخ علی ما قال الحسن رح

حاشیہ ...

ای نجعلکم فرادۃ وخنازیر پہلی صورت میں توظاہر ہے کہ روح کا انتقال ہی نہیں صرف اوصاف طفولیت وغیرہ وغیرہ کا تغیر ہے۔ دوسری صورت میں منتقل الیہ جسم عشری ہے مرزا صاحب تو ابھی دنیا ہی میں تشریف رکھتے ہیں اور تیسری صورت میں آیت کا حاصل یہ ہوگا (تمکو اور جہان میں لیجاویں اور تمہاری جگہ یہاں اور خلقت بساویں) تو اس صورت میں مماثلت بمعنے دخول تحت النوع الواحد ہوئی اور امثال بایں معنے مسلم بین الفریقین ہیں نہ ہمکو مضر ہیں اور نہ آپکو مفید کیونکہ اہل اصطلاح بروز وکمون اسکو بروز نہیں کہتے رہی چوتھی صورت سو اسکو علاوہ مخالفت اہل اصطلاح کے مرزا صاحب بھی ناگوار سمجھینگے اور نیز تبدیل امثال کا آیۃ سے صرف تحت القدرۃ اور مقدور ہونا ثابت ہوتا ہے نہ وقوع اُسکا کما ہو مزعوم الجناب دوسری آیت وضرب اللہ مثلا للذین آمنوا امرأت فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجہا۔ اس آیت کو بھی مسئلہ بروز سے کوئی تعلق نہیں فقط اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ مومن مثیل فرعون کی عورت اور مریم کا ہے اور یہ مماثلت بھی آپکی مدعی کو مفید نہیں کیونکہ محل بحث یعنی حدیث نزول میں آپ ابن مریم سے غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں۔ اس خیال پر کہ آنحضرت صلعم نے ابن مریم یا عیسے سے مثیل اوس کا لیا ہے۔ سو اولا گذارش ہے کہ تا وقتیکہ تعذر حقیقت ثابت نہ ہو۔ آپ مجاز کے مجاز نہیں ہوسکتے حال آنکہ تعذر حقیقت کے دلایل کا فساد اور مزید براں ارادہ حقیقت کا وجوب ثابت ہو چکا ہے۔ ثانیا آنکہ قطع نظر تعذر حقیقت وغیرہ سے آیت کا مفاد تو صرف اتنا ہی فائدہ بخشتا ہے کہ وصف ایمان علاقہ مصحّحہ لارادۃ القادیانی ابن مریم سے ہے یعنی اگر لفظ مریم سے قادیانی بعلاقہ ایمان مراد رکھا جاوے تو یہہ علاقہ اس ارادہ کے لئے صلاحیت رکھتا ہے۔ اور صرف صلاحیت بغیر اسکے کہ وقوع استعمال فی غیر محل النزاع قرآن

یا حدیث سے ثابت کیا جاوے۔ مفید نہیں۔ ناظرین خدارا انصاف کوئی کہہ سکتا ہے کہ قرآن یا حدیث میں ایک جگہ بھی (مریم) یا (امرءۃ فرعون) کے لفظ سے مراد کوئی مومن ہے۔ خود مریم اور فرعون کی عورت مراد نہیں۔ ثالثاً (ابن مریم) سے مراد ہونا قادیانی صاحب کا چنانچہ اسی جگہ ص ۹۳ س ۸ پر امروہی صاحب لکھتے ہیں (کہ ہر ایک مومن مثیل مریم ہے تو مومن کی اولاد ابن مریم ہوئی) جب ہو سکتا ہے کہ پہلے قادیانی صاحب کے والد مرحوم غلام مرتضےٰ (مریم) کے لفظ سے کسی استعمال میں پنجابی ہی سہی مراد لی گئی ہوں۔ یعنے پہلے غلام مرتضےٰ صاحب کو مریم کے لفظ سے پکارا گیا ہو تو پھر مرزا صاحب ابن مریم یعنے مریم کے مثیل کا بیٹا بن سکتے ہیں۔ الغرض باپ اور بیٹے دونوں میں وقوع و ثبوتِ استعمال مفید مدعٰی ہو سکتا ہے نہ صرف صلاحیت الیسا ہی اگر (ابن مریم) سے قادیانی صاحب مراد لئے جاویں تو یہاں پر بھی علاقہ مُصحّح للمجاز کام نہ دیوئیگا جب تک کہ غیر محل نزاع میں کتاب وسنت سے وقوع استعمال ثابت نہ کیا جاوے۔ رہی تیسری آیت جسکو امروہی صاحب نے برونکے اثبات میں پیش کیا ہے۔ واذ قلتم یموسے لن نؤمن لك حتّٰے نری اللہ جھرۃً اسمیں فرماتے ہیں کہ کیا آنحضرت صلعم کے وقت کے یہود نے کہا تھا کہ حتّٰے نری اللہ جھرۃً یا یہ مقولہ حضرت موسےٰ علیہ السّلام کیوقت کے یہود کا ہے۔

حضرات ناظرین غور فرماویں کہ اس آئیت کو بھی پہلے آیات کی طرح کوئی تعلق مسئلہ بروز سے نہیں۔ کیا اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السّلام کے وقت کے یہودیوں کے ارواح منتقل ہوکر بابدان یہود موجودہ وقت آنحضرت صلعم کے متعلق ہوگئے تھے۔ یا کہ اُن ارواح نے ارواح کاملین کی طرح یہود موجودہ زمان سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم

کے ابدان میں کوئی تصرف کیا تھا - خدارا انصاف اس مضمون کا ذکر
اس آیۃ میں صراحۃ یا کنایۃ پایا جاتا ہے - ہرگز نہیں یہاں پر صرف
اتنا ہی ہے کہ نسبت قول کے واذ قلتم یموسے لن نومن
الخ اور واذ قلتم یا موسے لن نصبر الخ میں اور نسبت
فرق کے واذ فرقنا بکم البحر اور نسبت تظلیل کے علے سبیل
الوقوع وظللنا علیکم الغمام اور نسبت انزال کے علے
طریق الوقوع وانزلنا علیکم المن والسلوے میں جو فے
الواقع یہہ نسبتیں یہود موجودہ زمان موسے علیہ السلام کی طرف تھیں
ان آیات میں یہود موجودہ بزمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
کیئیں گئیں جسکو انتساب الفعل الے غیر ما ہو لہ کہتے ہیں - عالمان علم معانی
جانتے ہیں کہ یہہ مجاز فی الاسناد کے قبیلہ سے ہے - نہ مجاز فی المفرد یا مجاز
فے الطرف یعنے یہہ نہیں کہ یہود موجودہ بزمان نبوی سے مراد وہ یہود
ہوں جو بزمان موسے موجود تھے - امروہی صاحب نے ان آیات
میں دو طرح سے کمال کیا ایک تو بروز کا اثبات دوسرا مجاز
فے الاسناد کو مجاز فے الطرف بنا دیا اردو خوانوں بیچاروں کو
کیا خبر ہے - وہ تو اس خیال سے کہ آپ قرآن کریم اور احادیث
کو حافظوں کی طرح یاد پڑھی جاتی ہیں بے محل ہی کیوں نہ ہوں - آمنا
وصدقنا کہیں گے - مگر یہہ فرمایئے کہ آپ بروز محشر کیا جواب دینگے -
ناظرین کو اس تقریر سابق سے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا
کا حال بھی معلوم ہوسکتا ہے یعنے برتقدیر صحت حدیث کی تاوقتیکہ
استعمال موسے وعیسے وہارون ویوسف وغیرہ بنی اسرائیل کا
کسی عالم محمدی میں کتاب وسنت سے ثابت نہ ہو - یہہ استدلال
بھی مفید نہیں - نہ مسئلہ بروز میں اور نہ مجاز مستعار میں

قال صفحہ ۹۴ سے ۹۷ تک کا حاصل مسیح موعود کا حلیہ بمعہ افعال مختصہ اور اوسکے زمانہ کی خصوصیات قادیانی کی ذات اور افعال اور زمان پر صادق ہے **اقول** جب نزول اوسی مسیح ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا نصوص واجماع سے ثابت ہو چکا ہے تو یہہ تاویلات یا تحریفات جن پر لڑکے بہی ہنسی کر رہے ہین عبث اور فضول ہین - بالفرض اگر مسیح موعود مسیح ابن مریم نہ بہی ہو تو بہی قادیانی صاحب بوجہ صداقت الہامی اور تفسیر قرانی کے جو اسی رسالہ کے اول پبلک پر ظاہر ہو چکی ہین ہرگز ہرگز مسیح موعود نہین ہو سکتا مسیح موعود کیلئے قرآن اور حدیث اور الہامات وافعال مین مہارت اور صداقت اور راست بازی ممتازہ فائقہ کا ہونا ضروری ہے - قادیانی صاحب کو نہ صرف خصوصیات مسیحیہ بلکہ علامات مہدویہ بہی جنکی تصریح احادیث صحیحہ مذکورہ فی ابتداء ہذہ الرسالہ مین کئی گئی ہے کاذب ٹہراتے ہین

قولہ ص ۹۳ انہ نازل بطور مسئلہ بروز کے ہے **اقول** اگر بطور بروز فرمایا ہوتا تو بزعم قادیانی چونکہ اوسمین بروز محمدی بہی ہے لہذا وانہ نازل کی جگہ ونحن نازلون فرمانا بمقتضائے مقام ضروری تہا کیونکہ ما قبل مین وجہ قرب ومناسبت بعیسے بن مریمؑ بیان کی گئی ہے دیکہو لانہ لم یکن نبیی بینیی وبینہ لہذا بیان شرکت فی النزول بقولہ ونحن نازلون معا واجب تہا نزول بروزی کا بطلان مفصل طور گذر چکا ہے پہر امروہی صاحب صفحہ ۹۴ پر (علیہ ثوبان ممصران) کو ظاہری معنی پر حمل نہ کرنے کیوجہ بیان فرماتے ہین کہ یہہ کوئی وصف ممتاز نہین کیونکہ ہر ایک شخص سرخ مٹی سے رنگا ہوا کپڑ پہر سکتا ہے **اقول** کیون حضرت یہہ وجہ تو پہلے فقرہ حدیث مین بہی موجود تہی رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض کیونکہ اعتدال اور گندم گونی اور اشخاص مین بہی پائی جاتی ہے - اسمین تاویل نہ کرنیکی وجہ کیا ہے کیا اسجگہ الکنایۃ ابلغ من التصریح کو بہول گئے - ناظرین کو معلوم ہو کہ آنحضرت صلعم مسیح موعود کا حلیہ بیان فرماتے ہین کہ وہ معتدل اندام اور رنگ اوسکا سرخی اور سپیدی کی طرف میلان کریگا اور نزول کیوقت اوسپر دو کپڑے سرخ رنگ کے ہونگے - اس کلام مین تاویل کوی کا حق نہین - اور وصف ممتاز ہونا کبہی بحسب مجموع اجزاء کلام کے ہوتا ہے اور کبہی بحسب بعض دون بعض اور وصف غیر ممتاز کا بیان صرف واقعی طور پر ہوتا ہے نہ

على سبيل الاحتراز كما هو شان القيود فانها قد تكون لبيان الواقع واحيانا للاحتراز - پہر اسی صفحہ پر (ثوبان ممصران) کو تعبیر دنیا کی خوشحالی اور توفیق فرائض منصبی مسیح سے لکہتے ہین اقول آنحضرت صلعم کا بیان فرمانا مسیح موعود کے خصوصیات ذاتی اور زمانی کو چونکہ اسلیئے تہا تا کہ امت مرحومہ کسی جہوٹے مسیح کے دام مین نہ پہنس جاوے بنابران اگر ظاہری معنی مراد نہ تہا (علیہ ثوبان ممصران) کی تعبیر کا بیان ہی ضروری تہا تا کہ امت مرحومہ کو بجائی منفعت اولٹا نقصان نہ اوٹہانا پڑے - کیا آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم امروہی صاحب جیسا علم تعبیر الرؤیا مین ادراک نہ تہا یا آپکو قصداً العیاذ باللہ دہوکہا دینا منظور تہا - امروہی صاحب نے علم معانی سے ایک ہی مسئلہ الکنایۃ ابلغ من التصریح اور علم تعبیر الرؤیا سے یہہ کہ سرخ کپڑے سے مراد خورمی اور توفیق طاعت ہوتی ہے خوب یاد کرلیا ہے مگر محل بے محل یکسان ہی جاری کئی جاتے ہین - خدا کے بندے اگر کسی نے شیر کو دیکہکر کہا ہو کر رائیت اسدا یا کسی پر زرد رنگ کپڑا دیکہہ کر کہا کہ رایت فلانا علیہ ثوب ممصر کیا آپ یہانپر بہی وہی کنایہ اور تعبیر لئے جاؤ گے - آنحضرت صلعم فرماتے ہین کہ وہ عیسے جو میرے سے پہلے گذرا ہے (اور میرے اور اوسکے مابین کوئی نبی نہین ہوا) اترنیوالا ہے پس جبکہ اوسکو دیکہو تم تو پہچانو اوسکو اس حیلہ اور علامات سے کہ وہ ایک مرد ہوگا معتدل اندام مائل بسرخی وسفیدی جسپر دو کپڑے سرخ ہونگے - پہر اسی صفحہ پر امروہی صاحب لکہتے ہین کہ یہہ دونون کپڑے حضرت مسیح اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام پہرے ہوئے ہین - دنیا کی حیوۃ طیبہ جو اونکو حاصل ہے وہ شائد کسے بادشاہ بلکہ شہنشاہ کو بہی نصیب نہ ہوگی اور فرائض منصبی تجدید دین کے جو اللہ تعالی اونکے ہاتہون سے کرا رہا ہے دنیا بہر مین کوئی نظیر اُن کا اس باب مین معلوم نہین ہوتا اقول کیا عیسوی اور محمدی بروز وتشبہ والیونکی دنیاوی معاش ایسی ہونی چاہیئے جسکو آپ بیان فرما رہے ہین گویا یہہ بیان محمدی اور عیسوی بروز وتشبہ کا انکار ہے یعنے قادیانی صاحب ہی اگر جدا گانہ مشابہت آنحضرت صلعم اور عیسے ابن مریم علیہما السلام سے رکہتے - تو اونکی طرح دنیا مین رہتے اور بجائے فرائض منصبی تجدید دین کے فرائض منصبی تحریف دین کے کہنا چاہیئے

پہر امروہی صاحب اسی صفحہ پر کان راسہ یقطر وان لم یصبہ بلل کی تاویل کرتے ہین یعنے وہ حقائق و معارف قرانی کا مالک ہوگا **اقول** یہہ فقرہ حدیث مذکور کا بہی اپنے ظاہر پر ہی محمول ہے یعنے اوسکے سر سے بغیر استعمال پانی کے قطرات ٹپکتے ہوئے معلوم ہونگے۔ یعنے ذاتی رطوبت اونمین ہوگی نہ عارضی۔ اور اس فقرہ مین بہی امر واقعی کا بیان ہے۔ کوئی قرینہ صارفہ عن الظاہر باعثہ علی التاویل نہین اور یہہ ایسی تاویل کہ قران اور سنت کے محرّف کو قرانی حقائق و معارف کا مستحق ٹہرایا جاوے العیاذ باللہ ہان اس حدیث مین فقرہ یکسر الصلیب اور ایسا ہی ویقتل الخنزیر مین قرینہ صارفہ موجود ہے لہذا کسر صلیب اور قتل خنزیر سے مراد ابطال دین نصرانیہ کا ہے جہاد سے ہو یا صرف دعوت و تبلیغ سے چنانچہ دونون پر دال ہین احادیث صحیحہ جو قتل دجال و یاجوج و ماجوج وغیرہم مین وارد ہین۔ امروہی صاحب کا شرح حدیث کی طرف صرف ابطال بالحجج کو منسوب کرنا چنانچہ صفحہ ۹۰ سطر اول پر لکہتے ہین ای یبطل دین النصرانیۃ بالحجج والبراہین۔ چالاکی اور دجل ہے۔ بالحجج والبراہین آپکا حاشیہ ہے چنانچہ یقتل الخنزیر سے قتل لیکہرام لینا جہالت اور تحریف ہے کیونکہ یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر سے مراد یہہ ہے کہ مسیح ابن مریم صلیبی پرستش و استحلال خنزیر کو برخلاف مزعوم و افترار نصاریٰ حرام و باطل کہیگا یعنے میرے دین مین دونون امر نہین۔ انکو دین مسیحی سے قرار دینا نصاریٰ کا افترا تہا۔ اور بخاری کی روایت مین فقرہ (حتی تکون السجدۃ خیرا من الدنیا) کا جو غایتہ ہے کسر صلیب اور قتل خنزیر یعنے ابطال دین نصرانیت کے لئے کما قال فی مجمع البحار غایۃٌ لمفہوم یکسر الصلیب) قتل لیکہرام کے ارادہ کو باطل کر رہا ہے کیونکہ لیکہرام کا قتل عرصہ سے متحقق ہو چکا ہے حالانکہ مسجدہ کا پیارا معلوم ہونا ساری دنیا سے) ابتک موجود نہین ہوا۔ پہر اسی صفحہ ۹۵ پر لکہتے ہین ویضع الجزیۃ مراد یہہ ہے کہ جہاد کو موقوف کر دیوئیگا جیسا کہ یضع الحرب وارد ہے تو پہر جزیہ کیونکر قائم ہو سکتا ہے جزیہ تو متفرع ہے جہاد پر جب جہاد ہی نہو تو جزیہ بہی نہین ہو سکتا۔ انتہی ناظرین خدا را انصاف۔ یضع فعل متعدی ہے معنے یہہ ہوا وہ مسیح جزیہ کو موقوف کردیگا

اب غور فرماوین کیا قادیانی جو باقی رعایا کیطرح زیر سایہ گورمنٹ بحفظ وامان ایام بسر کر
رہا ہے یہہ استحقاق رکھتا ہے کہ جہاد کرنا یا نہ کرنا یعنے موقوف کر دینا اوسکا منصب ہو
یہہ تو ظاہر ہے کہ بوجہ منجملہ رعایا ہونیکے جہاد کرنیکا منصب نہین رکھتا۔ رہا جہاد کا موقوف کر دینا
سو بحسب محاورہ یہہ جملہ بہی اُسی پر صادق آسکتا ہے جو جہاد کرنے کی حیثیت رکھتا ہو اور
پہر جہاد نہ کرے مثلاً بادشاہ اسلام نے جسوقت مخالفین اسلام پر جزیہ مقرر کر دیا۔ یا کوئی مخالف
باقی نہ رہا تو کہا جا سکتا ہے کہ اوسنے جہاد کو موقوف کر دیا ہے۔ قادیانی بیچارہ بہلا
گورمنٹ پر احسان جتلا سکتا ہے اور بدینوجہ منجملہ خدام گورمنٹ کے شمار کیا جا سکتا ہے
کہ اوسنے جہاد کو موقوف کر دیا ہے ہرگز نہین۔ گورمنٹ کو بذریعہ تحریرات یہہ خدمتگزاری
جتلانی گویا دہوکہا دینا ہے۔ اور اگر صرف بیان عدم فرضیت جہاد کا فرض منصبی ہے تو عدم
فرضیت کے بیان کنندہ کو واضع الجہاد نہین کہا جاتا چنانچہ فرضیت کے بیان کنندہ کو مجاہد
نہین کہا جا سکتا۔ الغرض قادیانی صاحب کو یضع الجزیۃ کا مصداق خیال کرنا مثل مشہور ہے
(تون مان نہ مان مین تیرا مہمان) کا مصداق بنانا ہے۔ جزیہ کا موقوف کرنا بہی اُسی سے
متصور ہو سکتا ہے جسمین فلا یقبل الا السیف او الاسلام کی لیاقت ہو تا کہ بقیہ
مخالفین اسلام مین داخل ہونیکی وجہ سے محل جزیہ نہ رہین چنانچہ سچے مسیح موعود کے زمانہ
مین ایسا ہی ہوگا اور وجہ عدم قبول جزیہ کے بغیر از قتال یا اسلام پہلے گذر چکی ہے۔ اس تقریر
سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جہاد بہ تیغ وسنان چونکہ باخذ جزیہ موقوف ہو سکتا ہے اور بوضع جزیہ
واجب جبتک سب اسلام مین داخل نہ ہون لہذا وضع جزیہ دلیل ہے تعین جہاد سنانی پر
مسیح موعود کے زمانہ مین بخلاف جہاد بالحجۃ والبرہان کے کیونکہ یہہ اخذ جزیہ سے موقوف
نہین ہو سکتا اور نہ وضع جزیہ سے واجب۔ اور یضع الحرب کا فقرہ محمول ہے اختلاف
اوقات پر چنانچہ قلت وکثرت باران وجود البرکت وعدم البرکت مواشی اور رزق مین
وغیرہ وغیرہ۔ اس تقریر مین ذرا غور کے بعد معلوم ہو سکتا ہے کہ امروہی صاحب نے
اس حدیث مین کسقدر دجل سے کام لیا ہے ولیس ہذا اول قارورۃ کسرت فی
الاسلام۔ عبارت مسطورہ ذیل صفحہ ۹۵۔ سطر ۱۳ شمس بازغہ کی ملاحظہ ہو۔ اور وضع

جزیہ کیلئے حجت و برہان سے ابطال دین نصرانیت نہایت مناسب ہے کیونکہ کوئی مجدد
اور موئد اسلام باخذ جزیہ حجت و برہان کو موقوف نہین کر سکتا بخلاف تیغ و سنان کے کہ
باخذ جزیہ اونکا وضع ہو سکتا ہے ۱۲ انتہی اس عبارت مین جملہ تعلیلیہ قابل توجہ ہے جس سے
صاف ثابت ہوتا ہے کہ حدیث مین ابطال بہ تیغ و سنان مراد ہے فتامل - پہر امروہی صاحب
صفحہ ۹۵ مین ویھلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام کے متعلق لکہتے
ہین کہ یہہ جملہ بہی دلیل ہے جہاد بالبرہان پر کما قال تعالی لیھلک من ھلک عن بینۃ
ویحیی من حي عن بینۃ - اسی طرح پر جملہ یہلک اللہ فی زمانہ المسیح الدجال سے معنی مذکور
مراد ہے - انتہی مختصرا **اقول** یہہ جملہ بہی مطابق احادیث صریحہ فی القتال کے دال ہے
اہلاک بالحرب پر اور نصوص قطعیہ واحادیث صحیحہ سے جنکو بزعم خود امروہی صاحب نے
منافی ٹہرایا ہے جواب پہلے گذر چکا ہے - اور اس جملہ اور ایسا ہی جملہ ویہلک اللہ الخ کو قیاس
آیتہ مذکورہ لیھلک من ھلک عن بینہ الخ پر کرنا کسقدر جہالت ہے کیونکہ ادنے
طالبعلم بہی جانتا ہے کہ بروقت ارادہ ابطال بالبرہان کے تصریح بلفظ برہان یا حجت یا
بینہ ضروری ہے چنانچہ آیت مذکورہ مین - عن بینہ موجود ہے لہذا وکم اھلکنا من
قریۃ وایضا - وحرام علی قریتہ اھلکناھا ونظائرھما مین اہلاک والابطال
بالبینہ مراد نہین - الحمد سے والناس تک سارا قرآن ملاحظہ ہو - **قولہ ص ۹۶**
فیمکث اربعین کے معنی بہی صاف ہین کیونکہ قادیانی صاحب نے بہی تجدید کا دعوے
چالیس سال کے بعد کیا ہے اور مکث تجدید بہی چالیس سال تک ہوگا مطابق اوس الہام
کے جس سے اسیؔ سال کی عمر معلوم ہوتی ہے - انتہی ملخصا - **اقول** فیمکث اربعین سے صاف
ظاہر ہے کہ دنیا مین مسیح موعود کا مکث چالیس برس ہوگا اور بعض روایات مین سات
سال کا ذکر ہے اور بعض مین پینتالیس سال - محدثین علیہم الرضوان نے جنہین سے اہل کشف
بہی ہین ان سب روایات مین تطبیق بیان کی ہے کہ تینتس سال قبل از رفع اور سات بعد
النزول اور پانچہ والی کسر ساقط - اب قادیانی صاحب مین جنکی الہامی عمر ۸۰ سال ہو گی
روایات مذکورہ مین سے ایک بہی نہین ہو سکتی **قولہ ص ۹۶** ویصلی علیہ المسلمون نماز جنازہ

توہر ایک مسلمان کے اوپر پڑھی ہی جاتی ہے - اس بیان کیلئے کوئی غرض خاص چاہئے سو معلوم ہو کہ مراد اس جملہ سے مفہوم مخالف کیطور پر یہہ ہے کہ جو لوگ اُسپر نماز جنازہ نہ پڑھینگے وہ مسلمان نہیں رہینگے غرض کہ اس حدیث کے تمام جملے مسیح موعود موجود پر بخوبی صادق ہین - انتہی مختصراً **اقول** ویصلی علیہ المسلمون کا مطلب تو یہہ ہے کہ مسیح چونکہ بعد النزول حاکم بشرع محمدی علی صاحبہ السلام ہوگا لہذا اوسکا جنازہ بھی مطابق اسی شریعت کے مسلمان پڑھینگے اور نیز چونکہ اوسنے بعد النزول دین نصرانیت وغیرہا باطل اور ہلاک کردیا ہوگا لہذا اوس پر نماز پڑھنے والے سارے ہی مسلمان ہونگے اور کوئی غیر مسلم باقی نہ ہوگا تاکہ اوس کیطرف یصلی علیہ کی نقیض لایصلی علیہ منسوب کیجاوے - گویا بموجب قاعدہ مقررہ (ترتب الحکم علی المشتق یدل علی علیۃ الماخذ) کے جب نماز جنازہ پڑھنے کی علت اسلام ٹھہرا تو عدم اسلام سبب ہوا جنازہ نہ پڑھنے کے لئے - مگر چونکہ عدم اسلام کا محل یعنے غیر مسلم باقی ہی نہ رہا تو لایصلی علیہ کی نسبت کسی کیطرف متصور نہ ہوگی - اور نیز تصریح ویصلی علیہ المسلمون کیسا تہہ دفع ہے اوس وہم کا جو ناشی ہے دلیل استصحاب سے یعنے یہہ نہ خیال کیا جاوے کہ مسیح کا جسم بعد الوفات بھی بغیر از نماز وتدفین آسمان کو اٹھایا جاویگا چنانچہ عند الرفع حالت حیات مین اٹھایا گیا تھا - بلکہ اسوقت بوجہ تحقق وفات کے باقی موتی کیطرح تجہیز تدفین کیجاویگی - بعد اسکے یہ نسبت مفہوم مخالف امروہی صاحب کے گزارش ہے کہ بیشک یہہ مفہوم مخالف ہے سیاق اس حدیث ونظائرہ سے معہذا اسمین خود غرضی بھی ہے کیونکہ قبل از مرگ واویلا کیطرح گویا ابھی سے قادیانی صاحب پر نماز جنازہ کا اہتمام ہو رہا ہے یعنے حدیث سے ثابت ہے کہ اوسپر جنازہ نہ پڑھنے والا اسلام سے خارج ہوگا مگر یاد رہے کہ یہہ اہتمام بالکل عبث وفضول ہے فتفکر - **قولہ** ص ۹۷ والحمد للہ کہ یہہ پیشین گوئی مخبر صادق کی اس مسیح موعود اور مہدی موعود پر پوری طور صادق ہے فالحمد للہ **اقول** حدیث شریف کی تحریف پر الحمد للہ پڑھنا کیسا بے ربط ہے بجائے اسکے استغفر اللہ واتوب الیہ پڑھنا چاہئے تھا معلوم ہو کہ بعد تعیین اس امر کے کہ مراد احادیث مین وہی مسیح ابن مریم ہے

نہ مثیل اوسکا ہوکوئی ضرورت ایسے واہیات تحریفات کے جواب دینے کی نہیں - مگر
تاہم ناظرین کے افادہ واطمینان کے لئے ہرایک تحریف کا جواب لکھا جاتا ہے صفحہ ۹۷
اور ۹۸ کا حاصل مسلم کی حدیث پر جسمین امامت عیسےٰ کا ذکر ہی ہے تین اعتراض اول
یہہ حدیث معارض ہے اُن احادیث صحیحہ کے جنمین مسیح موعود کا انکار از امامت مذکور
ہے دوسرا ثابت ہوچکا ہے کہ مسیح موعود کیوقت جہاد موقوف ہوجاویگا اور اس
حدیث مین جہاد کا ذکر ہے تیسرا اس حدیث مین لفظ تنزل الروم بالاعماق او
بدابق موجود ہے چنانچہ مسیح ابن مریم کی نسبت فینزل عیسے ابن مریم وارد
ہوا ہے - پس چاہئے کہ عیسے ابن مریمؑ کا نزول بہی ایسا ہی ہو جیسا روم کا نزول اعماق
یا دابق مین **اقول** یہہ تعارض ہمارے مدعی کو جو نزول مسیح کا ہے بعینہ لا بشیلہ) مضر نہیں
حضرت عیسےؑ بعد النزول اگر امامت سے انکار کرین یا نہ بہرحال نزول تو مشترک الثبوت
ہے بین المحدثین حافظ ابن کثیر یا علامہ سیوطی کا لانا ان احادیث کو اپنی تفاسیر مین ہی
اثبات رفع ونزول جسمی کیلئے ہے اور ایسا ہی شمس الہدایت مین نقل کرنا انکا اسی غرض
سے ہوا غایتہ مافی الباب امامت مسیح کے مسئلہ مین تعارض کا وجود اگر موثر ہوا تو ہمارے
اور مفسرین کے مدعی کیطرف متجاوز نہین ہو سکتا اور نہ حدیث کی صحت کو مضر ہو سکتا ہے
مسلم کا لانا اس حدیث کو اپنی صحیح مین جسکی صحت پر کل محدثین کا اتفاق ہے کافی ثبوت ہے
اسکی صحت کیلئے - اور مسیح ابن مریم کی امامت بروقت نزول نہ سہی دوسری اوقات
مین چونکہ ثابت ہے چنانچہ شرح عقائد نسفی مین اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ عیسےؑ لوگونکی
امامت کرینگے اور مہدی اونکا اقتدا کرینگے کیونکہ وہ افضل ہے لہذا اوسی کی امامت اولی ہے
انتہی - اور محدثین نے تطبیق کی یہی وجہ بیان کی ہے کہ نزول عیسےؑ کیوقت امامت
مہدی کرینگے اور بعد اسکے عیسے ابن مریمؑ چنانچہ امامت کا قاعدہ ہے) تو اس حدیث
مین فیوسہم بہ نسبت اصل امامت مسیح کے درست ہوا - اور مہدی کی امامت چونکہ بحسب
وجہ مذکور ایک ہی مرتبہ واقع ہوگی لہذا اسکو بہ نسبت امامت عیسے کر کان لم یکن تصور کر کر
فیوسہم فا تعقیب بلاتراخی کیساتھہ بولاگیا اور نیز روایات بامعنے مین ایسے تساہلات

معیوب نہین سمجھے جاتے اور نیز تساہل یا خطا اپنے محل ہی مین موثر ہوسکتا ہے۔ اس مقام پر
اگر فیوہم او یوہم المھدی بباعث تشکیک راوی کے وارد ہوتا تو یہہ تشکیک نہ تو باقی مضمون
حدیث کو مشکک کرسکتی اور نہ اوسکی صحت کو مضر ہوتی چنانچہ اسی حدیث مین بالاعماق او بدابق
بہ تشکیک راوی وارد ہوا ہے۔ ایسا ہی صحیحین کے بہترے احادیث راوی کے شکوک سے
خالی نہین معہذا اونکی صحت مین کسیکو کلام نہین۔ دوسرے اعتراض کا جواب پہلے ثابت
ہوچکا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ مین جہاد بہی ہوگا اور وضع جہاد بہی مگر اوقات مختلف مین
فلا تعارض فتذکر۔ تیسرے اعتراض کا جواب مسیح ابن مریمؑ کا نزول بعد الرفع الی السماء ہوگا
بخلاف نزول روم کے۔ لہذا مسیح کا نزول روم کے نزول کیطرح نہ ہونا چاہیئے۔ اور
نیز مسیح اور روم کے نزولون کا یکرنگ ہونا مخالف ہے آپکے مذہب خانہ زاد کیلیئے۔
کیا اب اپنے مذہب کو بہولے جاتے ہین۔ آپکے نزدیک مسیح کا نزول تو بروزی ہے۔ کیا
روم کا نزول بہی بروزي ہوگا یا دونون کا غیر بروزي۔ شق اول فی الواقع باطل ہے
اور دوسري مع بطلان فی نفسہ کے کما مر آپکے مذہب کے برخلاف بہی ہے اور یکرنگی کا
اثر صرف بہ نسبت نزول من السماء کے لینا نہ بہ نسبت بروز کے ترجیح بلا مرجح ہے۔ صفحہ ۹۸
کا حاصل لقیت لیلۃ اسری بی ابراھیم الخ والی حدیث مین جو جملہ معی قضیبان کا ہے
اسکا صدق قادیانی صاحب پر نہایت صاف ہے کیونکہ آپکو ایک روحانی تلوار دی گئی
ہے اور دوسري قلم کی۔ اور جملہ فاعود اللہ علیھم فیھلکہم و یمیتہم کا صاف
دلالت کرتا ہے اسپر کہ مسیح موعود کا جنگ سنانی نہ ہوگا انتہی مختصرا۔ **اقول** معی قضیبان تک
قادیانی صاحب تب پہونچ سکتے ہین جب آپ نزول بروزی کی ذاتی صحت اور بہر
آنحضرت صلعم کا اسکو مراد لینا ثابت کرین و دونہ خرط القتاد۔ اور جملہ فادعو اللہ کا منافی
جنگ سنانی کو نہین چنانچہ احادیث مین دونون کی تصریح موجود ہے بددعا ایک آلہ ہلاک
کا ہوگا چنانچہ ظاہری آلات۔ تشریح اسکی پہلے گذرچکی ہے۔ صفحہ ۹۹ اور ۱۰۰ کا حاصل
انتہا عثمان بن العاص والی حدیث پر امروہی صاحب کے چند اعتراض۔ اول اس
حدیث مین خروج دجال کا ملتقی البحرین مین لکہا ہے۔ اور دوسری حدیثون مین خلّہ

مابین الشام والعراق سے ہوگا - دوسرا اس حدیث اور دوسری حدیثوں سے بہی معلوم ہوتا
ہے کہ دجال یہود مین سے ہوگا - اور دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ نصاریٰ ہی سے ہوگا کیونکہ
مسیح کے فرائض منصبی سے ہے یکسر الصلیب جس سے بطور مفہوم مخالف کے ثابت ہوتا ہے
کہ مسیح کیوقت مین غلبہ نصاری کا ہوگا تیسرا اس حدیث مین فاذا رآہ الدجال ذاب کما
یذوب الرصاص موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کسی آلہ حرب سے دجال کو
ہلاک نہ کریگا **اقول** بجواب پہلے سوال کے معروض ہے کہ ملتقی البحرین اور خلہ مابین الشام والعراق
مین کوئی تعارض نہین - کیونکہ شام اور عراق عجم کے مابین دجلہ اور فرات باہم ملتے ہین تو ملتقی البحرین
بہی مابین الشام والعراق ہوا - دیکہو جغرافیہ - دوسرے سوال کا جواب دجال بیشک یہود
مین سے ہی ہوگا چنانچہ احادیث صحیحہ مین وارد ہے اور آپکے دلائل و استنباط نہ صرف بوجہ
مخالفت احادیث صحیحہ کے بلکہ اصول علمیہ کے مطابق بہی مضحکہ طفلان ہین - بہلا صاحب فرمائیے
جب یکسر الصلیب کا جملہ مفہوم مخالف کیطور پر دجال کے نصاریٰ مین سے ہونے پر دال ہے تو
پہر جملہ ویہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام مفہوم مخالف کیطور پر دجال
کے یہود و نصاریٰ و ہنود وغیرہ وغیرہ مین سے ہونے پر کیون نہین دلالت کرتا - عجب اجتہاد عالی
چاہیے کہ دجال جتنے گروہ دنیا مین بغیر اہل اسلام کے ہین سب مین سے ہو حالانکہ احادیث صحیحہ سے
اوسکی شخصیت ثابت ہے اور واحد بالشخص کا مختلف گروہون سے ہونا ممکن نہین - تیسرے
سوال کا جواب فاذا راہ ذاب کما یذوب الرصاص) مین ذاب بمعنی قرب الی الذوبان
کے ہے یعنے دجال مسیح ابن مریمؑ کو دیکہتے ہی قریب پگہلنے کے ہوجاویگا اسپر قرینہ اسکا مابعد ہے
فیضع حربتہ بین ثندوتہ فیقتلہ جو اسی حدیث مین موجود ہے کیونکہ پگہلنے کے بعد وضع حربہ
نہین ہوسکتا - صفحہ ۱۰۰ سے ۱۰۳ تک کا حاصل صرف دو ہی باتین ہین - ایک فتن دجالیہ
دین اسلام مین اسوقت بکثرت وارد ہو رہی ہین جنکے ورود کا مقتضی طبعی یہہ ہے کہ مسیح موعود
کا زمانہ بہی یہی ہو - دوسرا اقول فانا حجیجہ کل مسلم وان یخرج من بعدی فکل
حجیج نفسہ - اس جملہ سے صاف ثابت ہوا کہ دجال سے جنگ بحجت و برہان ہوگا نہ بتیغ
وسنان سے - قران مجید مین حاج ابراہیم اور وحاجہ قومہ اتحاجونی

فی اللہ حاجتم اور فلم تحاجون موجود ہین جنمین مناظرات علیہ کا بیان ہے تیغ و
سنان کا نہین - انتہی اقول پہلے مضمون کی تردید - ہان صاحب ہم بہی مانتے ہین
کہ فتن دجالیہ کا شروع دین اسلام مین ہوگیا ہے اس سے بڑہکر کیا ہوگا قران کریم اور سنت
صحیحہ کی تحریف ہورہی ہے جسکا طبعی مقتضی یہہ ہے کہ سچا مسیح نازل ہوکر دجال شخصے کو جو عنقریب
آنیوالا ہے بمعہ چیلون چانٹون اوسکے جو ابہی سے تحریف مین شروع ہورہے ہین) قتل کری
دوسرے اعتراض کا جواب پہلے گذر چکا ہے صفحہ ۱۰۳ اور ۱۰۴ کا حاصل - ابی امامہ باہلی
والی حدیث کے اس ٹکڑے مسطورہ ذیل پر حملہ کہ (وانہ یخرج من خلۃ بین الشام
والعراق) کہ یہہ جملہ معارض ہے دوسری حدیثون کے کیونکہ شام وعراق حجاز سی شمال
کیطرف واقع ہے دیکہو نقشجات اور جغرافیہ اور دوسری حدیث صحیح مسلم سے معلوم ہوتا ہی
کہ دجال کا خروج مشرق کیطرف سے ہے کما فی المسلم واوما الی المشرق
رواہ مسلم دوسرا اعتراض اس پر کہ وانہ اعور وان ربکم لیس باعور کو اگر ظاہر
پر رکہا جاوے تو چاہیئے کہ جو شخص اعور نہ ہو وہ رب ہو سکے ہان تاویلی معنے درست
ہوسکتا ہے یعنے دنیوی امور کی بصارت والی آنکہہ اوسکی درست ہوگی اور دینی امور کی
آنکہہ اوسکی معدوم تیسرا اعتراض اسپر وانہ مکتوب بین عینیہ کافر یقرءہ کل
مومن کاتب وغیر کاتب یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ کاتب وغیر کاتب دونکو اوسکا علم
برابر ہوجاوے - یہہ تو نص قران مجید کے برخلاف ہے قال اللہ تعالی ھل یستوی
الذین یعلمون والذین لایعلمون اقول پہلے اعتراض کا جواب ہمنے نقشجات
وجغرافیہ کو دیکہا مگر عراق کا حجاز سے شمال کیطرف واقع ہونا جیسا کہ آپ فرماتے ہین بالکل
جہوٹہہ اور لغو ہے ہان شام بیشک حجاز سے شمال کیطرف واقع ہے - اور عراق عجم حجاز
بالخصوص مدینہ طیبہ سے علی صاحبہا الصلوۃ والسلام مشرق کیجانب واقع ہے قریبا ہزار میل
کے فاصلہ پر اور بین الشام والعراق سے مراد وسط حقیقی نہین بلکہ عرفی اور ملتقی البحرین یعنے
دجلہ وفرات جسکو خلۃ بین الشام والعراق سے بہی تعبیر کی گئی ہے بہ نسبت شام کے قریب
بعراق ہے لہذا دجال کا مخرج خلۃ بین الشام والعراق بہی اور ملتقی البحرین بہی اور شرق بہی

ہوا - ہاں ترمذی کی حدیث بظاہر حدیث مذکور کے معارض معلوم ہوتی ہے جسمین دجال کا خروج
خراسان سے مذکور ہے - مگر فی الواقع کوئی تعارض نہین چونکہ دجال کا گذران سب مقامات سے
ہوگا لہذا کشف نبوی کا پتہ دینا ہر ایک مقام سے بحسب اوقات مختلفہ صحیح اور بجا ہے دوسرے
اعتراض کا جواب ایسا غوجی پڑہی ہوئی طالب العلم سے مل سکتا ہے الدجال اعور صغریٰ
اللہ لیس باعور کبریٰ فالدجال لیس باللہ اللہ لیس باعور پر یہہ اعتراض کہ
چاہیئے کہ جو شخص اعور نہ ہو وہ اللہ ہو سکے کسقدر جہالت ہے - کیا ایک اعوریت کو ہی آپنے
منافی بالوہیت خیال کیا ہے بغیر اسکے اور کوئی وصف ممکنات کے اوصاف مین سے
منافی بالوہیت نہین - کہانا پینا باپ ہونا بیٹا ہونا وغیرہ وغیرہ یہہ سب منافی بالوہیت
ہین - تو پہر جو شخص اعور نہ ہوا تو کیا باوجود کہانے پینے یا باپ ہونے یا بیٹا ہونیکے رب
ہو سکتا ہے - امروہی صاحب حدیث اور قرآن کی تحریف کا ثمرہ یہی ہوتا ہے کہ خبطیون
اور پاگلون کیطرح انسان مضحکہ عقلا ہوجاتا ہے - آپنے ناحق اس کوچہ مناظرہ مین قدم رکہا
پہر آپ سے دریافت کیا جاتا ہے - کیا آپکے تاویلی معنے پر یہہ آپکا لاحل شبہہ وارد نہین ہوتا کہ
جس شخص کی حق مین آنکہہ اندہی نہ ہو تو چاہیئے کہ وہ شخص رب ہو سکتا ہے - آپنے اتنا
بہی خیال نہ فرمایا کہ یہہ منطق ہمارا تو ہمارے معنے پر بہی جاری ہو سکتا ہے تیسرے اعتراض
کا جواب ہان صاحب یہہ ہو سکتا ہے جب اللہ تعالی مومن کو شیطان و دجال وغیرہما
من اتباعہما کے دہوکے سے بچانا چاہتا ہی تو بن لکہے پڑہے و بغیر معلم ظاہری کے اوسمین
علم وجدانی پیدا فرما دیتا ہے جسکی وجہ سے وہ بہی بالاولی اہل علم مین سے شمار ہو سکتا ہے
چنانچہ اس نیاز مند علماء و فقراء نے بلوغت سے اول جسوقت احادیث دجال کے
نام تک بہی نہین سنا تہا دجال کو خواب مین شرقی جانب سے آتا ہوا دیکہا داہنی آنکہہ اوسکی
پہوٹی ہوئی مین دیکہہ رہا تہا اوسنے مجہکو کہا کہ کہو کہ خدا ایک نہین - مین سخت غضبناک ہوکر
کہتا تہا کہ مردود شیطان خدا ایک ہی ہے اوسکا کوئی شریک نہین - پہر اوسنے چند قدم میری طرف
بڑھکر میری پر تلوار کی وار کی پہر اوسکی وار خطا ہوکر تلوار اوسکی میرے سر سے گذرتی ہوئی زمین
پر جا پڑی - پہر وہ پیچہے کو منڈے کیطرح اونہین قدمون پر ہٹ کر پہلی جگہ پر کہڑا ہوا -

پہر وہی کلمہ اوسنے کہا اور جواب اوسکے مینے بہی وہی کہا جو پہلے کہا تہا - پہر اوسنے دوبارہ
میرے گلے پر تلوار کی وار کی پہر وہ خطا ہوکر زمین پر جا پڑی تیسری دفعہ پہر ایسا ہی ہوا بلکہ
آخری دفعہ مین تو قبضہ اوسکے ہاتہہ مین رہا اور تلوار قبضہ سے نکلکر زمین پر جا پڑی - ان تین
نوبتون مین بغیر اسکے کہ مینے سر کو خم دیا ہو تلوار اوسکی میرے سر کے اوپر سے ہی گذرتی رہی
اب خیال فرمائیے کہ اوس بچپن کیحالت مین مجہے کس نے جتلایا کہ یہہ دجال ہے اور کس نے
مجہکو ایسی سہمگین حالت مین خائف نہ ہونے دیا اور کس نے میرے مونہہ سے تین دفعہ توحید
کی شہادت دلائی اور کس نے باوجود اسکے کہ اوسنے میری گلہی کو نشانہ بنایا تہا اور مینے سر کو
ذرہ خم ہی نہین دیا تہا) تلوار کو سر کے اوپر سے گذار کر زمین پر مارا پہر فرمائیے کہ قبر مین ہر ایک
مومن کو عربی سوال من ربک ومن نبیک اور ماتقول فی ہذا الرجل کے سمجہنے پر قدرت
کون دیتا ہے اور آنحضرت صلعم کی صورت پاک کون بتاتا ہے جسکو مومن بغیر اسکے کہ پہلے
دیکہا ہو پیچہان کر کہتا ہے کہ یہہ ہمارا پیغمبر ہے پہر فرمائیے ہاتہہ پاؤن کو زبان کیطرح کون
قیامت کے دن گویا کر کر شہادت لیگا یہہ وہی لطیف ورحیم تو ہے جسکے خاص شان
الیس اللہ بکاف عبدہ کی ہے جب اوسکی عنایت شامل حال ہو تو غیر کاتب
بہی کاتب کے مساوی فی العلم ہوتا ہے تو دونون یعلمون مین داخل رہے لایعلمون مین
وہی رہا جو موہوبی اور کسبی تعلیم دونون سے خالی ہو - پہر اسکے بعد اسی صفحہ ۱۰۴ پر
امروہی صاحب نے اس حدیث کا معنے کیا ہے کہ دجال مجرمون کیطرح پیشانی سے پیچہانا
جائیگا - یہہ نہین کہ لفظ کافر یا ک ف ر اوسکی پیشانی پر لکہا ہوگا - **اقول** یہہ معنی بالکل برخلاف
ہی حدیث کے الفاظ مصرحہ ذیل سے مکتوب یقرءہ کاتب وغیر کاتب یعرف المجرمون
بسیماھم ونظائرہ کجا اور حدیث مذکور کہ جو صفحہ ۱۰۵ کا حاصل دجال کے ساتہہ جنت اور نار
کا ہونا نصوص قرانیہ کے معارض ہے اور نیز برخلاف ہے تصریح شمس الہدایت کے کہ اوسمین
دجال کیساتہہ روٹیون کے پہاڑ اور نہر کا ہونا محض خیالی لکہا ہو لیہے نہ واقعی - اور نیز مراد
دجال سے شیطان ہے کیونکہ ابو سعید خدری بہ نسبت اوس شخص کے جسکو دجال قتل کر کر پہر
زندہ کریگا فرماتے ہین کہ یہہ رجل بغیر عمر رض کے اور کسی کو ہم نہین جانتے پس اگر دجال سے

مراد وہی شخص معین معہود ہے تو پہر وہ رجل مقتول حضرت عمر کیونکر ہو سکتے ہین **اقول**
جنت اور نار بہی خیالی ہوگا روئیون کے پہاڑ کیطرح فلا تعارض دیکہو ملا علی قاری وغیرہ
شروح حدیث اور نصوص قرآنیہ کے تعارض سے جواب پہلے گذر چکا ہے۔ اور ابو سعید
خدری رضا اپنے خیال اور رای کو ظاہر فرما رہے ہین جسمین یہہ بہی فرما دیا کہ ہمارا خیال
ٹہیک نہ نکلا۔ دیکہو عبارت مسطورہ ذیل قال قال ابو سعید واللہ ما کنا
نري ذلك الرجل الا عمر بن الخطاب حتى مضى بسبيله انتهى۔ اس
عبارت مین فقرہ (نری) اور (حتی مضی بسبیلہ) محل استشہاد ہے۔ صفحہ ۱۰۶ کا حاصل
ان من فتنته ان يامر السماء ان تمطر الخ یہہ پیشین گوئی بہی پوری ہو رہی ہے یورپ
اور امریکہ مین بلکہ بعض جگہ ہندوستان مین بہی بذریعہ ایک خاص سامان کے پانی برسایا گیا **اقول**
ان من فتنته مین ضمیر مجرور متصل کا مرجع چونکہ دجال شخصے معہود ہے لہذا اس پیشین گوئی کا
پورا ہونا یا خیال کرنا از قبیل قبل از مرگ واویلا کے ہے۔ اور نیز اس حدیث مین فقرہ (
ان يامر السماء منافی ہے تاویل مذکور کیلئے۔ صفحہ ۱۰۷ کا حاصل انه لا يبقى شيء من
الارض الا وطئه وظهر عليه الا مكة ومدينة یہہ پیشین گوئی بہی واقعی ہوگئی ہی
مخالف تبلاوے کہ کونسا ملک اور قطعہ کلان زمین کا ایسا ہے جسمین یہہ دجال نہین پہر گیا۔
اقول اس حدیث مین بہی وطئہ اور ظہر کا فاعل چونکہ دجال شخصے ہی۔ لہذا یہہ پیشین گوئی بہی
واقع نہین ہوئی اگر کوئی شخص صرف زمین پر پہر جانے سے دجال سمجہا جاوے تو پہر پادریونکی
کیا تخصیص ہے اور نیز زمین پر چالیس دن کے اندر پہر جانا دجال کیلئے خاصہ قرار دیا گیا ہے
نہ مطلق۔ صفحہ ۱۰۸ کا حاصل واماهم رجل صالح قد تقدم يصلي بهم الصبح
اس جملہ مین امام مہدی کا کہین پتہ ونشان نہین۔ دوسرا فيدركه عند باب لد الشرقی
فيقتله الى قوله فيهزم الله اليهود اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال یہودے ہوگا مگر آیتہ
ضربت عليهم الذلة والمسكنة الخ کی یہود کو یہہ شوکت نصیب نہین ہونی دیتی
پہر اسی صفحہ مین منیہہ لکہا ہے کہ ساری احادیث ابن کثیر کی ہمارے حق مین مفید ٹہرین اور
مخالفین کے حق مین مضر **اقول** کیون صاحب رجل صالح تعبیر مہدی سے نہین ہو سکتی۔

کیا مہدی موعود مرد صالح نہ ہوگا ہان تصریح بمہدی اس حدیث مین نہین سو روایات بالمعنے مین خاص لفظ کا ترک کرنا معیوب نہین سمجہا جاتا۔ دیکہو شمس بازغہ کے اسی صفحہ کی پہلی سطر کو جسمین آپنے احادیث متعلقہ پیشین گوئی کو از قبیل روایات بالمعنے کے ٹہرا کر محل توسع بیان فرمایا ہے۔ دوسری اشکال کا جواب تہوڑے دنو مین دجال کا ہلاک کیا جانا خصوصاً ایسے تعلی اور نخوت کے بعد صاف وقوع وظہور ہے آیتہ وضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کیلئے مفصل جواب گذر چکا ہے تیسرے لاف کا جواب ساری احادیث ابن کثیر مین چونکہ مسیح ابن مریم بعینہ کا ذکر ہے نہ اوسکے مثیل کا لہذا ان احادیث کا مفید ہونا آپکے لئے محض خیالی پلاؤ ہے قابل تسلیم نہین بلکہ معاملہ بالعکس ہے صفحہ ۱۰۹ کا حاصل ان ایامہ اربعون السنۃ کنصف السنۃ الخ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کیوقت سنین اور شہور اور ایام نہایت جلد گذرینگے اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے ایام نہایت طویل ہونگے دیکہو اربعون یوماً یوم کسنۃ ویوم کشہر الخ فما التطبیق۔ دوسرا مسلم کی حدیث مذکور مین دجال کا ایک دن جو برس دن کے برابر ہوگا آنحضرت صلعم نے برس دن کی نماز پڑہنے کیلئے ارشاد فرمایا اور اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جسطرح پر ان ایام طول مین پانچ نمازین پڑہتے ہو اسی طرح پر ان ایام قصار مین پانچوقت کا اندازہ کرلیجو فاین ھذا من ذالک **اقول** اس حدیث مین فقرہ السنۃ کنصف السنۃ الخ معارض نہین ہوسکتا مسلم والی حدیث کے اس فقرہ کو کہ یوم کسنۃ الخ چنانچہ بغوی نے شرح السنہ مین کہا ہے ولا یصلح ان یکون معارضاً لروایتہ مسلم ھذہ۔ یعنے مسلم والی حدیث کا فقرہ صحیح مانا گیا اور یہہ غیر صحیح لیکن اس فقرہ کی عدم صحت نہ تو مفسرین کو مُضر ہے اور نہ ہمارے مدعی کو کیونکہ احادیث نزول مین محل استشہاد ہمارا نزول مسیح ابن مریمؑ کا ہے بعینہ بغیر اوسکے کسے مثیل کے سو یہہ سب احادیث سے ثابت ہے مفسرین رضہ نے اور ہمنے کب دعوی کیا ہے کہ بالضرور دجال کے ایام مین سے السنۃ کنصف السنۃ الخ ہوگا۔ دوسری اعتراض کی نسبت معروض ہے کہ نماز کے بارہ مین دونون حدیثون مین آنحضرت صلعم نے اندازہ کرلینے کا ارشاد فرمایا ہے مسلم والی حدیث

مین فرمایا کہ اقدروالہ قدرہ اور اس حدیث مین ارشاد ہوا کہ تقدرون الصلوۃ کما تقدرون فی ھذہ الایام الطوال اور معلوم ہو کہ اس حدیث مین ایام طوال سے مراد وہ ایام طوال نہین جو مسلم والی حدیث مین مذکور ہین کیونکہ وہ تو مخالف ہے اس روایت کے جنکا اجتماع ہو ہی نہین سکتا تاکہ یہہ ایام طوال اور وہ ایام طوال ایک ہی ہون بلکہ اس حدیث مین ہذہ الایام الطوال سے مراد اسی زمانہ کے ایام ہین جو طوال ہین بہ نسبت ان ایام قصار کے جو اس حدیث دجال مین مذکور ہین۔ صفحہ ۱۱۰ کا حاصل حکما عدلا قادیانی صاحب پر صادق ہے جنہنے متعدد مسائل سے اختلاف کو جو عرصہ دراز سے چلا آتا تہا اوٹہا دیا یعنے ایسا فیصلہ کر دیا کہ مخالف کو دم مارنے کی جگہ باقی نہ رہی **اقول** اگر احادیث نزول کو مخالف عقل ونقل ٹہرانے کیوجہ سے قادیانی حکما عدلا کا مصداق ہین تو پہر قادیانی صاحب سے معتزلہ اور جہمیہ حکما عدلا ہونیکا زیادہ استحقاق رکہتے تہے کیونکہ یہہ مسلک اونہین کا ہے ہان قادیانی نے مسیح موعود بننے مین اونپر پیش قدمی کی ہے۔ دیکہو صحیح مسلم کی جلد اخیر صفحہ ۴۰۳ کے حاشیہ مین نووی لکہتا ہے قال القاضی رحمہ اللہ تعالی نزول عیسے علیہ السلام وقتلہ الدجال حق وصحیح عند اھل السنۃ للاحادیث الصحیحۃ فی ذلك ولیس فی العقل ولا فی الشرع ما یبطلہ فوجب اثباتہ وانکر ذلك بعض المعتزلۃ والجھمیۃ ومن وافقھم وزعموا ان ھذہ الاحادیث مردودۃ لقولہ تعالی وخاتم النبیین وبقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبي بعدي وباجماع المسلمین انہ لا نبي بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وان شریعتہ مؤبدۃ الی یوم القیمۃ لا تنسخ وھذا الاستدلال فاسد لانہ لیس المراد بنزول علیہ السلام انہ ینزل نبیا بشرع ینسخ شرعنا ولا فی ھذہ الاحادیث ولا فی غیرھا شيء من ھذا بل صحت ھذہ الاحادیث ھنا وما سبق فی کتاب الایمان وغیرھا انہ ینزل حکما مقسطا یحکم شرعنا ویحیي من امور شرعنا ما ھجرہ الناس انتہی پہر اسی صفحہ مین یضع الجزیہ کے متعلق لکہتے ہین کہ مسیح موعود کے زمانہ مین لڑائی بالحجت والبرہان ہونے کیوجہ سے جزیہ موقوف

اقول اسکا جواب پہلے گذر چکا ہے صفحہ ۱۱۱ کا حاصل ویترک الصدقۃ کنایہ ہے کثرت اموال سے اور ویترتفع الشحناء کا وقوع بہی ابہی سے ہو رہا ہے **اقول** یہہ سب قبل ازمرگ واویلا کا مصداق ہے کما مر۔ صفحہ ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ کا حاصل وان قبل خروج الدجال ثلث سنوات والی حدیث پر اعتراض کہ یہہ معارض ہے دوسری حدیث کو جسمین تینون قحطون کا ہونا خروج دجال کے زمانہ مین لکہا ہے فقال ان بین یدیہ ثلث سنین الخ۔ دوسرا یہہ پیشین گوئی تین قحطون والی بہی واقع ہو چکی ہے **اقول** خروج دجال کے پہلے بہی قحط ہوگا اور اوسکے زمانہ مین بہی تہوڑے دن باقی رہیگا۔ بدین لحاظ قبل خروج الدجال اور بین یدیہ کا کہنا صحیح ہے۔ محاورات عرفیہ مین تقریبی حساب اکثر ملحوظ ہوتا ہے بہ نسبت تحقیقی کے۔ دوسری اعتراض کا جواب وہی قبل ازمرگ واویلا سمجہنا چاہئے اب تضییع اوقات کے لحاظ سے اختصار سے کام لیا جاتا ہے ورنہ کوئی فقرہ انکا جسمین متفرد ہین جہالت سے خالی نہین صفحہ ۱۱۵ اور ۱۱۶ کا حاصل نواس بن سمعان والی حدیث مین جو فواتح سورہ کہف کے پڑہنے کا حکم فرمایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ دجال نصارے سے ہوگا کیونکہ سورہ کہف کے فواتح مین حضرت عیسے کے ابن اللہ ہونیکا رد فرمایا گیا ہے قال تعالی وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا ما لہم بہ من علم الخ **اقول** فواتح سورہ کہف کے پڑہنے کا حکم فرمانے سے ثابت ہوا کہ دجال نصارے سے نہین کیونکہ سورہ کہف کے فواتح مین اصحاب کہف کا محفوظ رہنا کفار سے مذکور ہے جنکا بادشاہ جبر اقرار بالشرک کراتا تہا چنانچہ دجال بہی جبر اشرک پہیلائیگا لہذا آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم بہی فتنہ دجال سے بچنے کیلئے فواتح سورہ کہف پڑہیو تاکہ اصحاب کہف کیطرح اللہ تعالی تمکو اوسکی شر سے بچاوے اور ظاہر ہے کہ آج تک گورمنٹ اور اوسکی پادریون نے کسیکو بالجبر عیسائی نہین بنایا باقی مضامین ان صفحات کے تردید پہلے گذر چکی ہے۔ صفحہ ۱۱۷ کا حاصل مسلم کی حدیثین اس جملہ پر فیمکث اربعین لا ادری اربعین یوما اور اربعین شہرا اور اربعین عاما اعتراض۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدت مکث دجال کا علم نہین **اقول** آنحضرت صلعم کو جس جس مضمون مین علم

تدریجاً قدر بجا دیا جاتا تھا اوسکو آپ بیان فرماتے رہے اور جتنی قدر مین جب تک علم نہ دیا
جاوے اوسکی لاعلمی بیان فرماتے تھے چنانچہ دجال کی نسبت پہلے آپ کو پورے طور پر معلوم
نہین ہوا اور پھر معلوم ہونیکے بعد حلیہ تفصیلی طور پر بیان فرمایا ایسا ہی یہ نسبت ایام اوسکے بھی
سمجھنا چاہیئے - باقی مضامین اس صفحہ کی تردید اونے توجہ سے طالب العلم بھی کرسکتا ہے اور پہلے
بھی گذر چکی ہے صفحہ ۱۱۸ کا حاصل فیقتلہ عند باب لُد کے متعلق فرماتے ہین کہ لُد جمع اَلَدّ بمعنے
جھگڑالو مراد اس سے لاٹ پادری ہے جو بعہ اپنے ماتحت کے پادریون کے ہلاک ہو رہا ہے
یعنے مسیح موعود (قادیانی) اوسکو ہلاک کر رہا ہے **اقول** ناظرین خدارا انصاف حدیث شریف
کے ساتھ کس قدر تمسخر ہو رہا ہے - مین کہتا ہون یہ تحریف نہایت بعید ہونے کی وجہ سے مردود
ہے اگر بالفرض آپ کو خلاف مرضی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بکواس کی شوق ہے -
تو پھر مناسب تر یہ معلوم ہوتا ہے **فیقتلہ عند باب لُد** کا معنے یہ ہو کہ مسیح موعود دجال کو قتل
کریگا لدہیانہ کے دروازہ کے نزدیک قادیان مین - دجل یعنے تحریف وغیرہ تو عرصہ سے واقع
ہو رہی ہے اب دیکھیئے مسیح موعود کب تشریف لاتے ہین ایسے واہیات مضامین کا جواب کیا لکھا
جاوے جواب تو یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر سا جیسا شخص پیدا ہو ایہا الناظرون
آیت اور حدیث کی تحریف سنی نہین جاتی ورنہ ہماری لوگونکی کوئی عداوت وغیرہ نہین صفحہ ۱۱۹
کا حاصل طلوع الشمس من مغربہا کے متعلق لکھتے ہین کہ یہ مخالف ہے **والشمس تجری**
لمستقر لہا ذلک تقدیر العزیز العلیم کیلیئے ہان تاویلی معنے صحیح ہوسکتا ہے
کہ مراد اس سے یہ ہو کہ آفتاب توحید اسلام کا طلوع مغرب سے ہوگا چنانچہ امریکہ اور یورپ کے ملکون
مین آفتاب توحید کا طلوع شروع ہو چلا ہے **اقول** صحیحین مین مذکور ہے کہ مستقرہا تحت
العرش سو آفتاب کا چلنا اپنے قرارگاہ کیطرف بہر تقدیر ہوسکتا ہے خواہ مشرق سے آفتاب
کا طلوع ہو یا مغرب سے اور تاویلی معنے آپکا بالکل لغو ہے کیونکہ مسلم وغیرہ کی حدیث مین وارد ہے
کہ تین علامات کے ظہور کے بعد کسی نفس کو ایمان لانا یا عمل صالح کرنا نفع نہ دیگا - مغرب سے آفتاب
کا طلوع الخ اب امروہی صاحب کے نزدیک معنے یہ ہوگا کہ امریکہ اور یورپ مین ظہور اسلام کے بعد کسی
نفس کو ایمان لانا نفع نہ کریگا - **نعوذ باللہ من ہفوات الجاہلین** صفحہ ۱۲۸ سے ۱۲۹ تک

اور نے طالب العلم بھی ان صفحات کے مضامین کو رد کر سکتا ہے صفحہ ۱۲۱ مین ریل گاڑی پر
دابۃ الارض کا اطلاق ثابت کرنے کیلئے قاموس کی عبارت ذیل کو سند لاتے ہین والدابۃ
ما دب من الحیوان وغلب علی ما یرکب جس سے صاحب قاموس کا یہ مطلب ہے کہ غالباً
دابۃ کا اطلاق انہین حیوانات پر ہوتا ہے جن پر سواری کیجاوے صفحہ ۱۲۹ اور ۱۳۰ کا حاصل
یدفن عیسے ابن مریم مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم وصاحبیہ فیکون قبرہ
رابعاً جسکو بخاری نے اپنی تاریخ مین اخراج کیا ہے اسپر امروہی صاحب کے چند خدشات
اول یہ معارض ہے دوسری روایت کے جو عینی مین لکھی ہے قیل یدفن فی الارض المقدس
پس بحکم اذا تعارضا تساقطا کے ساقط الاعتبار ہوونگے دوسرا یدفن معہ وفی قبری کے
کیا معنے ہین - معیت زمانی بھی لزوم کذب کی وجہ سے مراد نہین ہو سکتی اور معیت مکانی بھی دور
از عقل و نقل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مزار شریف اکھاڑا جائے اور حضرت عیسے
آپکی قبر شریف مین دفن کئے جاوین - اور اگر لفظ معہ اور قبری سے بتاویل بعید آپکا مقبرہ مراد
لیا جاوے تو معارض ہے حدیث ذیل سے قالت لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم اختلفوا فی دفنہ فقال ابو بکر سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شیئاً
قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ
اخیر کا فقرہ چاہتا ہے کہ عیسے بن مریم موضع فراش اپنے مدفون ہوں اور ظاہر ہے کہ موضع فراش
عیسے کا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا روضہ مقدسہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تو نہین تھا
لہذا یہ حدیث روضہ پاک مین مدفون ہونے مسیح بن مریم سے مانع ہے - اقول قیل یدفن
والی روایت جسکے ضعیف ہونے پر قیل دال ہے بخاری کی روایت کو معارض نہین ہو سکتی
کیونکہ معارضہ مین تساوی شرط ہے اگر امروہی صاحب کی طرح کہا جائے کہ بخاری کی روایت
کو آیت ذیل معارض ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم
من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا تو جواباً
معروض ہے کہ اس آیت کا مفاد یہ ہے کہ منعم علیہم باہم برزخی رفاقت رکھتے ہین اس کا ہم کب انکار
کرتے ہین اور ہم کو مضر بھی نہین - ہان آیت کا مطلب اگر یہ ہوتا کہ منعم علیہم کا ایک دوسری

کے جواز مین مدفون ہونا نہین ہوسکتا تو البتہ آیت مذکورہ معارض ہوتی بخاری کی حدیث کو وہ
این ھذا من ذالک اور مراد معی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقبرہ ہے اور ترمذی
کی حدیث مذکور بخاری کی روایت کو بوجہ عدم تساوی وضعیف ہونیکے معارض نہین ہوسکتی
وقال غریب وفی اسنادہ عبدالرحمن بن ابی بکر الملیکی یضعف من قبل حفظہ ملا
علی قاری شرح مشکوۃ اور بالفرض اگر تساوی دونون روایتون کا مانا بھی جاوے تو بھی ترمذی
کی حدیث معارض نہین ہوسکتی بلکہ مؤید ہے۔ کیونکہ ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی
یحب اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالے ہر نبی کو اوسکی مرغوب محبوب جگہ مین مقبوض فرماتا
ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چونکہ موضع فراش محبوب تھا جسمین تنہا ہوکر شاغل بحق
ہوتے تھے لہذا صدیق اکبر رضنے فرمایا ادفنوہ فی موضع فراشہ اور عیسے ابن مریم کو کیا بلکہ ہر ایک
مسلمان کو بغیر فرقہ مرزائیہ کے چونکہ مقبرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی محبوب ہے۔ لہذا
بحکم اسی حدیث ترمذی کے اونکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقبرہ طیبہ مین مدفون ہونا
چاہیئے مؤید کو معارض سمجھنا آپ ہی کا کمال ہے ہان اگر بجائے فقرہ مذکورہ ما قبض اللہ
نبیا الا فی موضع فراشہ ہوتا تو پھر بظاہر آپکے خدشہ کی گنجایش تھی اگرچہ بعد الغور یہ فقرہ بھی
بخاری کی روایت کے معارض معلوم نہین ہوتا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ما قبض
اللہ بصیغہ ماضی فرمایا ہے ارشاد کے وقت مسیح خارج تھا بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ ما قبض اللہ
کی جگہ اگر ما یقبض اللہ بھی بصیغہ استمرار تجددی کما ہو مدلول المضارع ہوتا تو بھی مسیح روایت
بخاری مستثنے ہوسکتا تھا صفحہ ۱۳۱ کا حاصل نزول مسیح ابن مریم بروزی طور پر ہوگا مسئلہ بروز
کو فتوحات کے باب ۳۶ اور ۳۶۲ مین ملاحظہ کیا جاوے **اقول** فتوحات کے ابواب مذکورہ
کا حاصل پہلے لکھا گیا جسمین اصلاً بروز عرفی کا ذکر نہین اور جو دلائل آیات سے امروہی صاحب نے
لکھے تھے۔ اونکا جواب بھی گذر چکا ہے صفحہ ۱۳۲ کا حاصل جو تعارضات اس قسم کے ہین کہ بلحاظ
قواعد عربیہ واصول ادبیہ کے ان مین تطبیق نہین ہوسکتی وہ بحکم اذا تعارضا تساقطا کے
ساقط الاعتبار ہین **اقول** کوئی حدیث دوسری حدیث سے معارض مسئلہ نزول مسیح ابن مریم
بعینہ لا بمثیلہ مین نہین چنانچہ مفصل لکھا گیا ہے آپکے قواعد عربیہ اور اصول ادبیہ مضحکہ

طلبگار ہو رہے ہین۔ صفحہ ۱۳۲ سے ۱۴۶ تک ان صفحات مین جو کچھ امروہی صاحب نے متعلق
آیتہ وان من اھل الکتاب الالیومنین بہ قبل موتہ کے لکھا ہے وہی مضامین
مکررہ ہین جنکی تردید ہو چکی ہے صفحہ ۱۴۶ سے ۱۵۰ تک کا حاصل تمام قرآن مجید مین توفاہ اللہ
بمعنے قبض اللہ روحہ کے آیا ہے اور تمام احادیث اور تمام صحابہ کرام کے محاورات مین اور تمام
لغت کی کتابون مین ایسا ہی ہے دیکھو لسان العرب تاج العروس قاموس وغیرہ وغیرہ قرآن مجید
مین سے ایک آیت بھی سوا آیت متنازعہ فیہا کے بطور نظیر ایسی پیش کر دیوین جسمین کسی مفسر نے اس قسم
کے محاورہ کے معنے سوا قبض اللہ روحہ کے لئے ہون جسطرح کہ ہم ۲۳ آئیتین قبض روح کے
معنے مین پیش کرتے ہین یا کسی حدیث یا صحابی کے محاورہ یا کتب لغات معتبرہ عرب مین سے
اس قسم کے محاورہ کے معنے سوا قبض روح کے اور کچھ نکال دیوین تو حضرت اقدس مرزا صاحب
ایک ہزار روپیہ دینے کو طیار ہین۔ ناظرین کو معلوم ہو کہ وجہ رابع مین مولف صاحب نے معنے مراد
ہمارے بخوبی تسلیم کر لئے ہین توفی یا بمعنے نیند ہو گی یا بمعنے موت کے اور چونکہ آیت بل رفعہ اللہ
الیہ سے بدلایل یقینیہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ اوسمین رفع روحانی مراد ہے لہذا آیت متوفیک
اور فلما توفیتنی مین چونکہ نیند کے معنے ہو نہین سکتے لہذا معنے موت کا ہے متعین ہوا۔
اور پھر اگر تسلیم بھی کیا جاوے کہ آیت متنازعہ فیہا کے معنے پورا قبض کر لینے کے ہین تو اس معنے
سے جسم کا رفع آسمان پر کیونکر لازم آیا کیونکہ یہانپر پورا قبض کر لینا بہ نسبت نوم کے کہا جا سکتا ہے
اسوجہ سے کہ موت مین قبض تام یعنے قبض مع الامساک ہوتا ہے اور نیند مین قبض ناقص یعنے قبض مع
الارسال **اقول** الحمد للہ کہ امروہی صاحب کو بھی بذریعہ شمس الھدایت کے اتنی روشنی تو ملی کہ
توفی کا معنے منحصر موت مین نہین رکھا چنانچہ قبل از ملاحظہ شمس الہدایت اپنے تصانیف مین بہ تقلید
قادیانی توفی کا معنے موت ہی سمجھتے رہے اور نیند پر توفی کا اطلاق مجاز مستعار کے طور خیال فرماتے
رہے دیکھو ازالہ اوہام جلد اول قریب ۲۳ آیات + اب اسجگہ امروہی صاحب صفحہ ۱۴۶ سطر ۱۹ پر
لکھتے ہین (تو معنے اوسکے سوا قبض اللہ روحہ کے اور کچھ نہین) جس سے صاف اقرار پایا جاتا ہے
کہ نیند بھی موت کیطرح معنے حقیقی ہے توفی کیلئے بعد ظہور تخالف بین المرشد والمرید اب ناظرین
کو اسطرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ امروہی صاحب نے توفی کا معنے صرف قبض روح ہی لیا ہے

چنانچہ عبارت مسطورہ اونکی (قبض اللہ روحہ) اسی پر دال ہے تو موت اور نیند چونکہ فرد
ہین مطلق قبض روح کے لئے لہذا موت اور نیند معنے مجازی ٹھہرے کما ھو المقرر اللفظ
الموضوع للمطلق اذا استعمل فے فرد من افرادہ یکون مجازا اور یہ خلاف ہے
انکے مزعوم سے کیونکہ وہ موت کو توفی کا معنے حقیقی ٹھہراتے ہین ۔ اور بہ نظر ثانی سے معلوم
ہوسکتا ہے کہ روح توفی کے کل تصریفات کے موضوع لہ سے خارج ہے اسپر آیت اللہ یتوفی
الانفس حین موتھا شاہد کافی ہے کیونکہ النفس کو جو بمعنے ارواح کے ہے علیحدہ ذکر کیا
گیا ہے اور قول بالتجرید چنانچہ امروہی صاحب نے صفحہ ۱۴۸ کے منہیہ مین لکھا ہے مستلزم ہے مصادرۃ
علے المطلوب کو اور نیز منافی ہے آیت مسطورہ کیلئے پس معلوم ہوا کہ توفی کا مدلول صرف قبض ہی
ہے جسکے لئے اضافت الی الروح یا الی غیر الروح اور بر تقدیر اول تقیید بالامساک یا ارسال عوارض
مین سے ہے بحسب اختلاف المواقع اور چونکہ آیت بل رفعہ اللہ الیہ سے عیسے ابن مریم کا رفع جسمی
ثابت ہو چکا ہے جسکے برخلاف امروہی صاحب نے ۲۳ آیت سے متمسک ہو کر بہتیرے ہاتھ
پاؤن سال بھر عنکبوت کی طرح مارے اور بحکم وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت آخر کار
اوسکے گہر کا تار و پود اکہاڑا گیا لہذا قول القائل توفی اللہ عیسے یا قولہ تعالے انی متوفیک
اور فلما توفیتنی مین قبض جسمی لیا جاویگا اور یہ خیال کرنا کہ ۲۳ جگہ توفی سے معنے موت لیا
گیا ہے لہذا اس جگہ بھی معنے موت ہی کا لیا جاویگا بالکل جہالت و بطالت ہے گویا بمنزلہ اس قول
کے ہوا کہ آدم علیہ السلام بھی بدلیل انا خلقنا من نطفۃ امشاج و قولہ تعالے خلق
من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب مخلوق من النطفہ ہے اور دوسری
آیت جو آدم علیہ السلام کو آیات مسطورہ سے مستثنے ٹھہرا رہی ہے یعنے خلقہ من تراب اسکی
تاویل مثلا یہ ہے تراب سے نطفہ مراد لیا جاوے کیونکہ نطفہ خاکی انسان سے خارج ہوتا ہے اور خاک زاد
مطعومات کے ہضم رابع کا فضلہ ہے یا قادیانی تاویلات کیطرح کہدیا جاوے کہ تراب میں لطیف
اشارہ ہے تراب کی طرف یعنے تر و تازہ پانی وغیرہ بکواسات ۔ اور یہ سوال کرنا کہ
قرآن مجید مین محل متنازع فیہ کے سوا کس جگہ توفی سے قبض جسمی لیا گیا ہے بمنزلہ اس قول
کے ہوا جو مثلا کہا جاوے کہ خلقہ من تراب کا معنے خاکی الاصل ہونا جب مسلم ہوسکتا ہے کہ

نوع انسانی مین سے کسی شخص کا خاک سے بنایا جانا ثابت کیا جاوے ورنہ آدم کو بھی بشہادت
لکھو کھا امثال کے جو نوع انسانی مین موجود ہین مخلوق من النطفہ ٹہرایا جاویگا۔ اگر کہا جاوے
خلقہ من تراب مین ذکر تراب کا صریح طور پر واقع ہے۔ بخلاف بل رفعہ اللہ الیہ کے کہ
اسمین قید جسمی مذکور نہین تو ہم کہینگے کہ ثابت بدلیل قطعی المذکور ہوتا ہے بڑا تعجب ہے کہ
جس سوال کا استحقاق ہمکو حاصل ہے وہی سوال ہم پر وارد کیا جاتا ہے جس امر مین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر صحابہ اور تابعین و تبع تابعین مفسرین و محدثین کا اتفاق اور اجماع
ہے اوسمین ہمارے سے احادیث و اقوال صحابہ وغیرہم رضی کے محاورات کا مطالبہ کیا جاتا ہے
اس سے بڑھکر اور ثبوت کیا متصوّر ہو سکتا ہے کہ احادیث نزول و قول عمر رض روز وفات
شریف (انما رفع کما رفع عیسے) جسکے پہلے فقرہ (انما رفع) ہی کی تردید خطبہ صدیقیہ
مین کی گئی اور فقرہ ثانیہ (کما رفع عیسے) بوجہ مسلّم و اجماعی ہونیکے مقولہ عمر رض مین شبہ
بہ ٹہرایا گیا اور اجماعی ہونے کی وجہ سے خطبہ صدیقی کے تردید ہی اسکی طرف متوجہ نہین ہو سکتی
ورنہ درصورت مردود ٹہرانے (کما رفع عیسے) کے آئمہ کے اقوال مسطورہ ذیل جو پہلے بھی
بالبسط لکہی گئی ہین کیسے صحیح ہو سکتی ہین جن کا حاصل یہ ہے کہ سب امت مرحومہ کا اجماع ہے
نزول مسیح ابن مریم بعینہ لا بطریق البروز پر جو مستلزم ہے رفع جسمی کے مجمع علیہ ہونے کو کیونکہ
نزول بعینہ کا مجمع علیہ ہونا بغیر اسکے کہ رفع جسمی مسیح کو مجمع علیہ مانا جاوے ہو ہی نہین
سکتا علامہ سیوطی کتاب الاعلام مین لکہتے ہین انہ یحکم بشرع نبینا و وردت بہ الاحادیث
وانعقد علیہ الاجماع اور شوکانی نے مولف مستقل مین اسکو بالوضاحت لکہا ہے اور غیر اوسکے
نے اپنی تالیفات مین اور طبری نے اسکی تصحیح کی ہے دیکھو فتح البیان صـ۳۴۲ جلد (۲) اور
نودی صحیح مسلم کی شرح جلد اخیر کے صـ۳۰۴ پر لکہا ہے کہ نزول عیسے علیہ السلام و قتلہ الدجال
حق صحیح عند اہل السنۃ للاحادیث الصحیحۃ فی ذلک ولیس فی العقل ولا فی
الشرع ما یبطلہ فوجب اثباتہ الخ اب عاقل کو بعد لحاظ مضمون بالا اسمین کوئی تردد
نہین رہتا کہ معنے قبض جسمی کا مطابق محاورہ قرآن و سنت و اقوال صحابہ و تابعین و ایمہ
مجتہدین و مفسرین و محدثین و فقہا کے ہے۔ یہ سوال تو ہمارا حق ہے کہ آپ محاورہ قرآن

یا حدیث یا اقوال صحابہ وغیرہم سے نزول بروزی کو ثابت کرین یا صرف رفع روحانی کا مراد
ہونا کسی حدیث یا التفسیر یا قول صحابی یا تابعی وغیرہم سے دکھلائین ۔ رہی لغت سو
اوسکا وظیفہ یہ نہین کہ اوسمین متعلقات فعل مین سے موادا استثنائیہ کا ذکر بھی ضروری سمجھا
جائے تا کہ توفی اللہ عیسے بمعنے رفع اللہ جسم عیسے کا ذکر واجب ہو ۔ جب لغت نے منجملہ معانی
توفی کے معنے رفع کا بھی شمار کر دیا تو بعد قیام قرینہ ایک معنے کی تعیین من بین المعانی ہو سکتی ہے
احادیث متواترہ اور اجماع سے بڑھکر کونسا قرینہ ہوگا اجماع کے برخلاف صرف بعض معتزلہ
کا قول نقل کیا گیا ہے جسمین انکار از احادیث نزول اونکی طرف منسوب ٹھہرا ہے ۔ اس
قول کو علماء نے بوجہ بناء فاسد علے الفاسد کالمعدوم خیال کر کے مصادم اجماع نہین قرار
دیا چنانچہ نووی کی عبارت سے جو پہلے بالاستیعاب گذر چکی ہے صاف ظاہر ہے ۔ قول
بالبروز کو صوفیہ نے بوجہ مخالفت اجماع و احادیث صحیحہ متواترہ کے مردود لکھا ہے چنانچہ پہلے
گذر چکا ہے الٹا قادیانی صاحب اس قول کو جو صوفیہ کرام کے نزدیک مردود ٹھہرا ہے صوفیہ
کرام ہی کی طرف منسوب کرتے ہین ۔ دیکھو اقتباس الانوار ۔ بعد ثبوت اس امر کے کہ معنے قبض
جسمی کا قرآن اور حدیث و اقوال صحابہ وغیرہم سے ثابت ہے اب ہم امروہی صاحب کے اس
قول کی طرف جو صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے (لغات معتبرہ عرب مین سے کسی ایک کتاب سے بھی اس
قسم کے محاورہ کے معنے سوا قبض روح کے اور کچھ نکال دیوین) ناظرین کو توجہ دلاتے ہین
جواباً معروض ہے اور بالمقابل درخواست ہے کہ آپ ہی توفی اللہ عیسے کو جو حکایت
ہے عیسے کی توفی قبل النزول سے کسی حدیث یا تفسیر یا قول صحابی یا تابعی یا لغات معتبرہ
عرب سے نکال دیوین کہ فقرہ مذکورہ مین توفی بمعنے موت کے ہے ۔ ہمنے تو توفی اللہ عیسے
قبل النزول کا معنے حسب تصریح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و اجماع صحابہ وغیرہم کے
قبض جسمی کا ثابت کر دیا ہے جسپر لغت بھی شاہد ہے ۔ کیونکہ توفی بمعنے قبض کے تصریح
لغت مین موجود ہے اور خصوصیت قید جسمی کی خصوصیت مقام سے مستفاد ہے اور اسی
معنے کیطرف امام فخر الدین رازی نے صحت کی نسبت کی ہے ۔ انی متوفیک
التوفی اخذ الشئی وافیا الی قولہ رفع بتمامہ الی السماء بروحہ و

بجسدہ پر اسکے مابعد لکھا ہے وھو جنس تحتہ انواع بعضہا بالموت وبعضہا
بالاصعاد الی السماء ۔ تفسیر کبیر ۔ وقال ابن جریر توفیہ ھو دفعہ ۔ ابن کثیر ۔ اور لغت مین
تصریح کی گئی ہے کہ توفی کا اطلاق میت پر بعد تحقق موت مجاز ہوتا ہے نہ حقیقۃ چنانچہ
تاج العروس مین ہے ومن المجاز ادرکتہ الوفات ای الموت والمنیۃ وتوفی فلان
اذا مات وتوفاہ اللہ عزوجل اذا قبض نفسہ فی الصحاح رد جہ ۔ اس عبارت مین توفاہ
اللہ کے محاورہ کو معنے موت مین مجاز لکھا ہے جس سے ثابت ہوا کہ فلما توفیتنی مین معنے
موت کا لینا مجاز ہے اور چونکہ احادیث نزول و اجماع کے رو سے ارادہ معنے حقیقی یعنے
قبض کا متعین اور مجازی یعنے موت کا بغیر تقدیم وتاخیر متوفیک ورافعک مین ممتنع ہے تو
قرآن اور حدیث اور اقوال صحابہ و تابعین و غیرہم رضہ ولغت سے ثابت ہوا کہ توفی اللہ فلانا
کا محاورہ بغیر قبض مین بھی مستعمل ہوتا ہے مجمع البحار مین ہے وقد یکون الوفاۃ قبضا
لیس بموت چنانچہ یہی معنے سورہ انعام اور زمر کی آیات سے مراد ہے ۔ اب ہم زور سے کہہ
سکتے ہین کہ توفی کا استعمال حقیقۃ بغیر قبض مین ہے اور موت اور نیند مین مجاز تو ارادہ
موت یا نیند بغیر قرینہ صارفہ کے جائز ہوگا ۲۵ مقام مین سے دو مقام متنازع فیہ یعنے
متوفیک و توفیتنی مین بعد لحاظ خصوص المحل تو علۃ موجبہ لارادۃ المعنے الحقیقی موجود ہے
باقی تئیس ۲۳ مقامات مین بعد قیام قرینہ کسی جگہ موت کسی جگہ نیند کسی جگہ کچھ اور مراد ہے
دیکھو لسان العرب وتفاسیر محاورہ مذکور کا استعمال استیفاء عمر مین بھی ثابت ہے مجمع البحار
مین متوفیک اے مستوفی کونک فی الارض ۔ اور تکملہ مجمع البحار مین توفی کے محاورہ
کا استعمال بھی استیفاء عمر مین معلوم ہوتا ہے توفی اصحابہ الذین اکلوا من الشاۃ
ظاھرہ لا یلائم ما روی انہ لم یصب احدا منہم شیئ ۔ اس سے ثابت ہوا
کہ توفی کا معنے اکمال عمر بھی ہے ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے سوا اوس معنے کی لئے
شواہد لئے جاتے ہین جسکے ارادہ پر سارے عالم کا بغیر از چند جہلا کے اتفاق ہے اور معنی حقیقی
بھی بحسب تصریح کتب لغت وہی ہے اور اپنی خبر ہی نہین کہ سراسر جہالت وتحریف و
مخالفہ اجماع واستنباطات فاسدہ وغلط بیانی سے کام لیا گیا ہے یہانتک کہ ائمہ دین

کی طرف خلاف مذہب اونکا منسوب کیا گیا ہے اور غیر اجماعی کو اجماعی و بالعکس ٹہرایا گیا ہے ۔ آپ کا یہ سوال کہ ایک آیت بھی سوا آیت متنازعہ فیہا کے بطور نظیر کے ایسی پیش کرین جسمین کسی مفسر نے اس قسم کے محاورہ کے معنے سوا قبض روح کے لئے ہون) اسکے بالمقابل ہماری درخواست ایسی نظیر ہم پیش کرین گے مگر پہلے آپ کسی آیت مین منجملہ ۲۳ آیات کے توفی کے وقوع کا محل ایسا شخص بتاوین جسکے زندہ اٹھایا جانے پر احادیث صحیحہ متواترہ و اجماع امت شاہد ہون تا کہ ہم وہانپر بھی قرینہ موجبہ للتعیین کی وجہ سے معنے قبض جسمی کا لیوین کیونکہ ہمارے ارادہ کی مدار تو اسی پر ہے مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس سوال کی نظیر یہ ہے کوئی کہے مثلاً سب جگہ قرآن مین آدمی کا پیدا ہونا نطفہ سے مذکور ہے جسپر قانون قدرت کے نظائر متکثرہ بھی شاہد ہین تو محل متنازعہ خلقہ من تراب مین بلا تاویل آدم کا مٹی سے پیدا ہونا جب مسلم ہو سکتا ہے کہ آدم کے بغیر کسی اور کا پیدا ہونا مٹی سے کسی آیت مین دکھایا جائے ورنہ ایک شخص کا مخالف ہونا اپنے نوع سے پیدائش مین کیا معنے رکھتا ہے اور ادہر ولن تجد لسنتہ اللہ تحویلاً بھی موجود ہے لہذا خلقہ من تراب واجب التاویل ٹہرا ناظرین قادیانی وامروہی صاحبان کے استدلالات اسی قسم کے ہین ۔ الحاصل محل نزاع مین چونکہ خصوصیت محل ہی موثر ہے بتعیین معنی قبض جسمی مین لہذا نظائر کا مطالبہ جہالت ہے ہان اس نزاع کا فیصلہ ایک آسان طریق سے ہو سکتا ہے اثبات خصوصیات کے بالمقابل امتناع خصوصیت پیش کرین اور وہ مستلزم ہے انکار احادیث صحیحہ و اجماع و تصریحات علما و کتب لغت کو ۔ اخیر مین امروہی صاحب نے آیت متنازعہ فیہا مین معنی قبض کا تو مان لیا ہے مگر قبض مع الامساک کو بہ نسبت قبض مع الارسال کے ناقص ٹہرانے کی وجہ سے استلزام رفع جسمی کا قول نہین کیا اور ظاہر ہے کہ دلائل خصوصیت محل بعد الاقرار بمعنے القبض کے جبر استلزام مذکور کو تسلیم کراتے ہین فتسلیم معنے القبض بالاستیعاب اقرار بالرفع الجسمی من حیث لا یشعر اور ہمنے شمس الہدایت مین توفی کا معنے مطلق قبض لکھا ہے پس ہمارے پر یہ الزام کہ توفی کا معنے قبض روح مان لیا ہے) بالکل بہتان ہے دیکھو صفحہ ۲۳ شمس الہدایت کا صفحہ ۵۰ اکا حاصل وہی بہتان بہ نسبت کتاب اللہ و محققین علماء اسلام و صوفیاء کرام کے کہ یہ سب بزرگ

ثبت ہین **اقول** بالکل لغو اور جہالت ہے چنانچہ پہلے بیان ہو چکا ہے - عود الی الیا مین تو
کتاب سلاطین سے تمسک اور صعود الی الیا سے انکار جو دونون اسمین سے مذکور ہین یہی مطلب ہے
شمس الہدایت کا صفحہ ۱۵۱ کا حاصل شمس الہدایت کی عبارت دیا مسیح کے مصلوب ہونے مین پہلے
اناجیل اربعہ سے کام لیکر الی قولہ منحرف نہین ہوئے اسپر امروہی صاحب لکھتے ہین لعنۃ اللہ
علی الکاذبین مسیح کے مقتول بالصلیب ہونیکا تو ہم رد ہی کر رہے ہین ہمارے تمام رسائل مین
اسکا رد موجود ہے **اقول** امروہی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی صاحب نے مسیح کا مصلوب
ہونا اناجیل سے نہین لیا کیونکہ مسیح کے مقتول بالصلیب ہونیکا تو ہم رد ہی کر رہے ہین - ہان صرف
صلیب پر چڑہایا جانا مسیح کا اور پھر قتل بالصلیب سے محفوظ رہنا لیا ہے مگر وہ بھی قرآن مجید سے
گویا قادیانی صاحب پر دو وجہ سے بہتان باندہا گیا ایک یہ کہ اوسنے مسیح کو مصلوب نہین کہا مگر
اوسکی طرف یہ ناگفتہ قول منسوب کیا گیا - دوسری وجہ یہ ہے کہ اوسنے صلیب پر چڑہایا جانا مسیح
کا اور پھر محفوظ رہنا اناجیل سے نہین لیا باوجود اسکے یہ ناکردہ گناہ بھی اوسپر عاید کیا جاتا ہے لہذا ہم
مفتری کاذب پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کا استحقاق رکھتے ہین بعد تشریح غرض امروہی صاحب کے
جواباً معروض ہے کہ ازالہ اوہام حصہ اول کے صفحہ ۳۸۱ - سطر ۲ - پر ملاحظہ ہو کہ قادیانی صاحب لکھتے
ہین (سو انہون نے تین مصلوبون کو صلیب پر سے اتار لیا پھر اسی صفحہ پر ہے (بالاتفاق مان لیا گیا ہے
کہ وہ صلیب اس قسم کی نہین تھی جیسا کہ آجکل کی پھانسی ہوتی ہے اور گلے مین رسہ ڈالکر
ایک گھنٹہ مین کام تمام کیا جاتا ہے پھر اسی صفحہ مین ہے (جنکی وجہ سے چند منٹ مین ہی مسیح کو
صلیب پر سے اتار لیا گیا) اور پھر صفحہ ۳۸۲ سطر ۱۱ پر لکھتے ہین (پس اسطور سے مسیح زندہ بچ گیا) ناظرین
عبارات مسطورہ بالا سے معلوم کر سکتے ہین کہ شمس الہدایت کے دونون الزام قادیانی صاحب
پر واقعی اور سچے ہین کیونکہ ازالہ مین اناجیل کی روایات سے یہ مضمون لیا گیا ہے اور زندہ مسیح پر مصلوب
کا اطلاق بھی کیا گیا ہے لہذا شمس الہدایت کا انتساب صحیح اور بجا ہے اور لسان العرب کی نقل
اولٹی قادیانی پر پڑی - اب ہم ترکی بہ ترکی لعنت نہین دیتے بلکہ بجائے لعنۃ اللہ علی
الکاذبین کے یہی کہتے ہین (یغفر اللہ للخاطئین) اس مقام پر امروہی صاحب نے لسان
العرب کا حوالہ دیکر اپنے مرشد صاحب کو بچانا چاہا مگر یہ نہین معلوم کہ لن یصلح العطار ما افسدہ الدہر

له لسان العرب مین الصلب القتلة المعروفة مجاز مرسل کے طور پر واقع ہے بوجہ لزوم تکرار بے فائدہ نہین لیا جا سکتا کما مر فی بیان معنے ما صلبوہ ۱۲ منہ

اوسکو جانے دیجئے اپنا فکر کیجیے پاداش لعنت بہ لعنت تو ہمنے معاف کیا مگر یہ گلِ دیگر شگفت
کیا ہے جو آپ اسی مقام پر لکھتے ہین رد دیکھو بحث حرف لکن کی جو واسطے دفع کرنے وہم ناشے
عن الکلام السابق کے آتا ہے کمامر) کیا صلیبی واقعہ بغیر قتل کی واقعیت قرآن مجید سے آپ
ثابت کرسکتے ہین ہرگز نہین کمامر۔ الغرض اناجیل کو بوجہ خود غرضی کے مانتے ہی ہین اور اسی وجہ سے
پھر منحرف ہی ہوئے ہین اور جھٹ قرائن قویہ بھی پیدا کر لیتے ہین کیا یہ چند اصول آپکے (قرائن
قویہ) قانون قدرت) (التعارض) اور (التساقط) بے محل روافض کے تقیہ کی طرح نہین صفحہ ۱۵۲
کا حاصل وہی ہے جسکی تردید بحث لعنت احادیث نزول اجماع مین گذر چکی ہے۔ صفحہ ۱۵۳
کا حاصل صحیح بخاری مین ہے قال ابن عباس متوفیك ممیتك جسکی اسناد عمدة القاری
مین حسب ذیل لکھی ہے۔ ثمّ ان تعلیق ابن عباس هذا رواه ابن ابی حاتم عن ابیه
حدثنا ابو صالح حدثنا معاویة عن علی بن ابی طلحة عن ابن عباس اه اور یہ مخالف ہے
ان مرویات کے جو بل رفعه الله الیه اور ایسا ہی ولکن شبه لهم اور ایسا ہی فلما توفیتنی
اور ایسا ہی قبل موته اور ایسا ہی وانه لعلم للساعة کے متعلق لکھے گئے ہین۔ جب تک وہ
روایات علی شرط البخاری نہون اور دیگر نصوص قطعیہ کے برخلاف بہی نہ ہون اور باہم بہی تعارض
نہ ہون تب تک کیونکر انکو قبول کیا جائے آپ اپنے مرویات کی رواۃ کی توثیق و تعدیل علی شرط
البخاری کیجیے اور بعد اسکے وجہ ترجیح بیان کیجیے پہر ہمین قبول کرنیسے کیا انکار ہے **اقول** روایت
قال ابن عباس متوفیك ممیتك ہمارے مرویات متعلقہ آیات مذکورہ کے برخلاف نہین
الا درصورتیکہ متوفیك ورافعك الی مین قول بالتقدیم والتاخیر نہ کیا جاوے اور فلما توفیتنی
کے صدد مین قال یعنے یقول نہ لیا جائے مگر قتادہ سے قوله سبحانه انی متوفیك ورافعك الی مین
انی رافعك الی و متوفیك مروی ہے جسکو مفسرین نے منظور رکھا ہے اور بخاری نے قال
یعنے یقول لیکر آیت فلما توفیتنی کو متعلق بواقعہ مابعد النزول ٹہرایا ہے دیکھو صحیح بخاری
اسی صفحہ مین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بخاری نے متوفیك یعنے ممیتك کا تحقق فیما بعد النزول
لیا ہے یہ تو بخاری کا فیصلہ ہے۔ رہا قول بالتقدیم والتاخیر جو قتادہ سے مروی ہے سو اسکا قائل
بخاری بھی ہے چنانچہ ابہی معلوم ہو چکا ہے اور علامہ سیوطی بھی تفسیر اتقان مین لیا ہی اور چونکہ علماء

سیوطی کی نسبت ازالہ اوہام مین بڑے زور اور بسط سے لکھا گیا ہے کہ انکے پاس صحت کا معیار کشف بھی ہے ۔ دیکھو ازالہ اوہام جلد اول صفحہ ۱۵۰ سے ۱۵۳ تک جسمین یہ بھی مندرج ہے کہ صاحب کشف کا قول بعض علماء کے نزدیک آیت اور حدیث کے مانند ہے اور پھر صفحہ ۱۵ پر جلال الدین سیوطی رحمہ کو اہل کشف مین سے شمار کیا گیا ہے جنہون نے بہتیری حدیثون کی تصحیح پر ترجیح دی گئی ہے ۔ اب ہم قادیانی صاحب وامروہی صاحب سے دریافت کرتے ہین کہ کیا یہ شخص فلما توفیتنی کو متعلق بواقعہ بالبعد النزول کہنے والا اور آیت متوفیك ورافعك الی مین تقدیم وتاخیر کے قول کو منظور رکہنے والا وہی امام بخاری ہے اور وہی امام ہمام جلال الدین سیوطی ہین یا کوئی اور بر تقدیر اول حسب سلمات اپنے کے تائب ہو کر اہل اجماع ومومنین بما جاء به الرسول علیه السلام کے ساتھ شامل ہو جایئے اور بر تقدیر ثانی انکی مغایرۃ اپنی بخاری وعلامہ سیوطی مسلم شدگان سے ثابت کیجیے ودونہ خرط القتاد ۔ جب یہ ثابت ہو چکا کہ بخاری کی روایت ہمارے مرویات مذکورہ فی شمس الہدایت کے برخلاف نہین تو تعارض کہان ہے تا کہ بیان توثیق وترجیح کی ضرورت ہو ۔ ہان اگر آپ کو صرف رفع جہالت کی غرض ہے تو اثر ابن عباس متعلق بل رفعه الله الیه کی اسناد حسب ذیل ابن کثیر مین دیکھو قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو معاویة عن الاعمش عن المنهال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس پھر اسی کے متعلق لکھتے ہین وهذا اسناد صحیح الی ابن عباس ورواه النسائی عن ابی کریب عن ابی معاویة بنحوه وكذا رواه غیر واحد من السلف ۱ھ اثر کے کسی فقرہ مین رواۃ کا اختلاف قدر مشترک کو جسپر اجماعی عقیدہ کا مدار ہے مضر نہین ہو سکتا ۔ اور ابن جریر نے ابی کامل سے اور عبد بن حمید وابن المنذر نے شہر بن حوشب سے متعلق آیت وان من اهل الكتاب کے اخراج کیا ہے اور حافظ ابن کثیر وعلامہ سیوطی وغیرہم من الثقات کی توثیق وتصحیح کافی ہے اور چونکہ یہ مرویات بخاری کی روایت مذکورہ بالا بلکہ مذہب اوسکے لئے موید ہین لہذا واجب التسلیم ٹھہرین گے دیکھو مقدمہ فتح البیان جسمین خلاصہ کے طور پر یہی مندرج ہے کہ سیوطی جیسے لوگونکا اخراج کافی ہے توثیق اسناد مین اور قادیانی صاحب کے نزدیک تو کشفی معیار والون کو آئمہ صحاح ستہ پر بھی فوقیت ہے بناءً علیہ بخاری کی روایت اور ہمارے مرویات مین بالفرض تخالف بھی ہوتا تو

ص تصحیح بذریعہ کشف کی ہے اور یہ صاحب کشف کی تصحیح کو علماء محدثین کی

سوال مذکور کے مستحق ہم تھے یعنے یہ کہہ سکتے تھے کہ ہماری مرویات چونکہ کشفی معیار سے تصحیح کی گئی
ہین لہذا بخاری کی روایت بحسب مسلمات و مصرحات آپکے اونکی معارض نہین ہوسکتی اور برتقدیر فرض
التساوی بحکم اذا تعارضا فتساقطا کے دونوں ساقط الاعتبار ٹہرینگی پس سب آیات توفی مین وہی
معنے قبض جسمی کا بحسب خصوص المحل متعین ہوگا جب آپ یہ دشوار مرحلہ طے فرمادینگے و دونہ خرط
القتاد پھر بھی آپکو اہل اجماع ہی کے ساتھ شامل ہونا پڑیگا۔ صفحہ ۵۳ اکی اخیر سے صفحہ ۱۶۹
تک کا حاصل ۱ پیشگوئی کی حقیقت تفصیلی پر اجماع کا انعقاد کوئی معنے نہین رکہتا اگر امت
ایسی پیشین گوئی کی تفصیلی حقیقت پر اجماع کرے تو یہ اجماع کورانہ نہین تو اور کیا ہے ۲
مسیح کے رفع جسمانی پر کسی وقت مین تمام مجتہدین نے اجماع کیا بلکہ وفات شریف کے دن کل
صحابہ کا اجماع کل مرسلون کی بالخصوص عیسے ابن مریم کی وفات پر منعقد ہوا دیکھو ہمارا
رسالہ القسطاس المستقیم وغیرہ کو ۳ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج اور عیسے ابن مریم کا
رفع اگر جسم کے ساتھ ہوتا تو منکرین کو اسکا دکھایا جانا ضروری تھا۔ ۴ کوئی حدیث صحیح یا
ضعیف دکھائی جائے جسمین عیسے کا رفع بجسدہ العنصری مذکور ہو ۵ بڑا افسوس ہر علماء
اتنا بھی نہین جانتے کہ نزول کا معنے کسی مقام پر ٹہرنا ہوتا ہے ۶ قدر مشترک احادیث
نزول کا مصداق بالضرور حضرت اقدس ہین ۷ مطالبہ اس امر کا کہ متمسک بہا مرویات کے
کل رواۃ کی توثیق و تعدیل علی شرط البخاری کیجائے ۸ ابن عباس کے نزدیک اگر
متوفیک کا معنے ممیتک نہین تو پھر دوسرا کوئی معنے ابن عباس سے نقل کرنا ضروری تھا ۹
تمام قرآن مجید و محاورات عرب مین توفاہ اللہ کا معنے قبض اللہ روحہ کا آیا ہے۔ ۱۰
مدت اقامت مسیح کی روایات مین جو تعارض ہے اسکی تطبیق بھی تو ضروری ہے۔ ۱۱
مین افسوس کرتا ہون کہ آپ ناحق اس مناظرہ مین شامل ہو کر وقت مین پڑ گئی آپکو جہال مین
معتبر بننے کیلئے گدی نشینی ہی کافی تھی **اقول** ۱ پیشینگوئی کے قدر مشترک پر جو نزول مسیح
ابن مریم بعینہ لا بمثیلہ ہے اجماع ہے نہ ہر ایک خصوصیت متعارضہ بالآخرے پر چنانچہ آپکا
اقرار ۹ مین موجود ہے اجماع امت کو کورانہ کہنا آپ ہی کا کام ہے ۲ مجتہدین کے اقوال
مفصلا ابتدا رسالہ مین اور ایسا ہی خطبہ صدیقیہ کا بیان بھی پہلے گذر چکے مین ۳ یہ اصلاح

اللہ تعالےٰ کو العیاذ باللہ دیجئے تاکہ علاوہ تنزیہ من آیتنا اور عصمتہ عن الیہود کے اور فائدہ بھی
حاصل ہو جاتا نعوذ باللہ من ھفوات الجاھلین ۴ حدیث چونکہ قول صحابی کو بھی شامل ہے
لہذا ابن عباس کا اثر جسکو اوپر باسناد صحیح بحوالہ ابن کثیر و نساری وغیرہ کے ذکر کیا گیا ہے بلکہ
کل احادیث نزول کے بعد بطلان احتمال البروز رفع بجسدہ العنصری کے مثبت ہین ۵
علماء کو نزول بعد الرفع الجسمی کا معنے خوب معلوم ہے آپ کی نادانی قابل افسوس ہے ۶
آپنے اس مقام مین اپنی ساری کتاب کے برخلاف احادیث نزول سے قدر مشترک کے ثبوت
کا اقرار کر دیا گویا کل کارروائی اپنی کا تار و پود اکھاڑ دیا ہے ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
۷ اس مطالبہ کا جواب گذر چکا ہے ۸ آپکو کچھ فن مناظرہ سے بھی وقوف ہے کیا
مانع کو مدعی خیال فرماتے ہین۔ ہان رفع جہالت کیلئے اگر سوال ہے تو تبرعاً دکھلایا جاتا ہے
ابن عباسؓ کا وہ قول جو بحوالہ درمنثور فلما توفیتنی کے متعلق اخرج ابو الشیخ عن ابن
عباسؓ شمس الہدایت مین لکھا ہوا ہے ۹ اسکا جواب پہلے گذر چکا ہے ۱۰ ابو ہریرہ کی حدیث
مرفوع مین جو ابوداؤد مین ہے جسکو باسناد مبہم احمد نے بھی روایت کیا ہے مدت اقامت عیسےٰ
چالیس سال مذکور ہے اور مسلم والی حدیث جسمین سات سال کا ذکر ہے انکے مابین تطبیق پہلے بیان
کی گئی ہے اور نعیم بن حماد والی حدیث جسمین اکتیس سال والی حدیث کے بوجہ عدم تساوی معارض
نہین ہو سکتی البتہ بخیال اثبات قدر مشترک ہمارے مدعی کیلئے مفید ہے سیوطی کی مرقاۃ الصعود
اور بیہقی کی کتاب البعث والنشور کو ملاحظہ فرماوین ۱۱ گیارہوان ایراد لاحل معلوم ہوتا
ہے لہذا مین اقرار کرتا ہون کہ ع بترزانم کہ خواہی گفت آنی × صفحہ ۱۵۹ کے نصف سے
صفحہ ۱۶۱ تک کا حاصل ان صفحات مین امروہی صاحب نے ابن عباس و قتادہ و بخاری بلکہ
جتنے مفسرین کہ جنہون نے متوفیک کے معنے ممیتک لیکر آیت مین تقدیم تاخیر کہی ہے سب کی طرف
تمسخر کے طور پر نسبت اصلاح فی القرآن کی کی ہے یعنی قائل بالتقدیم والتاخیر قرآن مین اصلاح کرتا ہے
کہ اصل عبارت یون ہونی چاہیے تھے یا عیسےٰ انی رافعک الی ثم متوفیک ۲ بعد الاصلاح بھی ناکامیابی
رہی کیونکہ بعد رفع کے بھی ابتک آسمان پر حضرت عیسےٰ کی وفات نہین ہوئی ۳ پیشین گوئی و
جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ کی بھی چونکہ شمس الہدایت

کی تصریح کے مطابق واقع ہو چکی ہے دیکھو صفحہ ۴۵ سطر ۲۳ لہذا مولف کے نزدیک نظم قرآنی
یون ہونی چاہیئے کہ یا عیسےٰ انی رافعك الی ومطہرك من الذین کفروا وجاعل
الذین اتبعوك فوق الذین کفروا ومتوفیك الی یوم القیمۃ پھر متوفیك الی
یوم القیمۃ کے کیا معنے ہون گے اور اگر الی یوم القیمۃ کو بھی آپ متوفیك سے مقدم کرینگے
تو آپکے نزدیک حضرت عیسےٰ کی وفات بعد قایم ہونے قیامت کے ہوگی۔ ایہا الناظرین
کیا ایسا ہی عقیدہ اجماعیہ اسلامیہ ہوتا ہے ۱؎ قول تقدیم وتاخیر کا بغیر ان فواید کے جو مقتضاکے
اعجاز بلاغت ہین محض غلط ہے کما قال اللہ تعالی ولقد وصلنا لھم القول
لعلھم یتذکرون ولقولہ علیہ السلام ابدٔ بما بدٔ اللہ بہ فبدٔ بالصفا فرقی
علیہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بمعہ امت مرحومہ کے مکلف ہین
اس امر کے کہ ترتیب نظم قرآنی کے بموجب عمل درآمد فرماوین اقول ۱؎ قول با التقدیم والتاخیر
کا معنے یہ نہین (کہ اصل عبارت بجائے نظم قرآنی کے یون ہونی چاہیئے تھی) جیساکہ آپنے
سمجھا ہے۔ بھلا جس قرآن کریم کا یہ شان ہے قال تعالے قل لئن اجتمعت الانس و
الجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم
لبعض ظھیرا اسمین یون نہ چاہیئے یون چاہیئے کیسے متصور ہو سکتا ہے بلکہ معنے اسکا
یہ ہے کہ ترتیب ذکری مطابق ترتیب وقوعی کے نہین یعنی مقدم فی الذکر مثلا موخر فی الوقوع
ہے لیکن اختیار کرنا اس طرز کا ضرور کوئی وجہ رکھتا ہے جسکے بغیر وجوہ اعجاز وفوائد علم بلاغت
متحقق نہین ہو سکتے پس بنظر بدین وجوہ وفوائد نظم کو ایسا ہی ہونا چاہیئے گو کہ مقدم ذکری
مثلا وجود اور تحقق مین موخر ہی ہو۔ ایہا الناظرون امروہی صاحب نے کہان کی کہان
لگادی ۲؎ انی رافعك الی ثم متوفیك یا ومتوفیك کیا اسکا مقتضا یہ ہے
کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر مرے۔ بتایئے کس مادہ یا ہیئت کا مدلول ہے ۳؎ یہ پیشگوئی بوجہ
امتداد واستمرار فوقیت تا بروز قیامت متحقق نہین ہو چکی اور نہ شمس الہدایت کی عبارت کا یہ مفاد
ہے دیکھو صفحہ مذکورہ سطر ۲۳ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا خلفاء راشدین
کے وقت مین یہود کا مغلوب ہونا کیا اسپر فوقیت تابعین الی یوم القیمۃ کا اطلاق

کیا جاسکتا ہے - ہرگز نہین اور ترتیب فے التحقق والوجود برعایت مدلول احادیث متواترہ
فے النزول اسطرح پر معلوم ہوتی ہے انی رافعک الی ومطھرک من الذین
کفروا الی یوم القیمۃ - کیونکہ جعل مستمر الی یوم القیمہ کا تحقق قیامت کے متصل متصوّر
ہوسکتا ہے ایھا الناظرین کی جگہ ایھا الناظرون چاہیئے - دیکھو ہدایت النحو
وکافیہ - بے الحمد للہ کہ آپ تقدیم وتاخیر کو مان گئے ہان صاحب دوسرے
لوگ بھی تقدیم وتاخیر کو اسی معنے سے لیتے ہین

ہرچہ دانا کند کند نادان + لیک بعد از قبول رسوائی

اور آیت ولقد وصلنا لھم القول لعلّھم یتذکرون
کا یہ معنے نہین کہ ترتیب ذکری اور وقوعی کا تطابق ضروری ہے ورنہ حسب بلاغت
آپ کے کلام الٰہی کاذب ہوا جاتا ہے لوجود شواھد التقدیم والتاخیر
اور حدیث شریف ابدء بما بدء اللہ کا مطلب یہ نہین کہ آیت ان الصفا والمروۃ
کی ترتیب ذکری قطع نظر بیان حدیث سے مثبت ہے وجوب تقدیم صفا یا مسنونیت یا استحباب
اوسکے لئے بلکہ مثبت اسکی حدیث ہے چنانچہ عینی شرح صحیح بخاری مین ہے لانہ یحتج بقولہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابدؤا بما بدء اللہ بہ فکیف یستدل بخبر الواحد علی اثبات الفرضیۃ
انتھے موضع الحاجۃ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابدء بالصفا کی جگہ ابدء
بما بدء اللہ بہ فرمانا محسنات بلاغت سے ہوا - نفس ترتیب نظم بغیر بیان سنت قولی یا فعلی
کے احکام مین یا بیان تاریخی کے واقعات مین اگر موجب ہو تقدیم فی الوقوع کیلئے تو چاہیئے
کہ بحسب آیت اقیموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ کے ادا ر زکوۃ کی تقدیم ادا ر صلوۃ پر
ناجائز ہو جسکا کوئی بھی قائل نہین ایسا ہی واذ قتلتم نفسا الخ مین ترتیب ذکری
مطابق ترتیب وقوعی کے نہین ہان اس طرز بیان کو اختیار کرنا وجوہ بلاغت کے لئے ہے
اس سے ثابت ہوا کہ تقدیم صفا کی مروہ پر مفاد ہے حدیث ابدء یا ابدؤا بما بدء
اللہ کا - ما نحن فیہ لیجئے توفی مسیح کا چونکہ بیان احادیث نزول کے روسے متاخر الوقوع ہونا ثابت
ہوتا ہے لہذا انی متوفیک ورافعک کو برتقدیر ارادہ معنے موت کے ازقبیل تقدیم و

وتاخیر ماننا پڑا گویا جناب کی نظیر پیش کردہ ہمارے مدعی کی موید ٹہری صفحہ ١٦١ کے اخیر سے صفحہ ١٦٣ تک کا حاصل درمنثور وغیرہ مین جو جو تقدیم وتاخیر مروہی ہے اسکی نسبت سوال کیا جاتا ہے کہ اول تو آپ ان مرویات کی اسناد اور اوسکے رجال کی توثیق مثل اس اثر ابن عباس کے جو صحیح بخاری مین مندرج ہے علی شرط البخاری ثابت کیجیئے بعد اس کے ہم سے جواب لیجیئے ع۲ ہماری تطبیق بین النصوص پر کوئی حاجت نہین جو تقدیم تاخیر کا قول کیا جاوے ع۳ تفسیر عباسی کی نسبت بحوالہ مجمع البحار و اتقان وقول شافعی ثابت ہوچکا ہے کہ اسکی روایت کا سلسلہ جہوٹہا ہے پس قرآن مجید کی ترتیب نظم مین تقدیم وتاخیر کو ایسے کذابین کے مرویات سے ہم تسلیم نہین کرتے۔ **اقول** امام بخاری اور صاحب مجمع البحار اور صاحب اتقان اور امام شافعی کا چونکہ مذہب وفات مسیح بعد النزول کا ہے چنانچہ پہلے ثابت ہوچکا ہے تو بتقدیر ارادہ معنے ممیتک کے متوفیک سے یہ سب حضرات تقدیم وتاخیر کے قایل ہونگے کیونکہ بغیر اسکے قول بالوفات بعد النزول کا کوئی معنے نہین لہذا ہمارے مرویات تو انہین کے مرویات ٹہری صراحۃً یا اقتضاءً اگر آپ کو انکی جرح والتعدیل پر اعتماد ہے تو اندرین صورت انکے مذہب کا تخالف کیا معنے رکھتا ہے ان کے مذہب سے برخلاف ہونا تو اسی وجہ سے ہے کہ انکا قول قابل اعتبار آپ کے نزدیک نہین پس چاہیئے کہ تفسیر عباسی کی نسبت انکی جرح بھی ساقط الاعتبار ہو بنا بران بہ نسبت تفسیر عباسی کے آپ تو جرح نہین کر سکتے مگر ہمارے نزدیک چونکہ ان بزرگون کے جرح بوجہ اتحاد مذہب کے غیر معتمد بہ نہین ٹہر سکتے لہذا ہمکو عباسی کا مجروح ہونا مسلم ہے مگر عباسی کی نقل سے ہم کو اثبات مدعی کا مقصود نہین بلکہ صرف شواہد وتوابع کے طور پر ذکر کی گئی ہے۔ پہلے ہی گذر چکا ہے کہ ہماری مرویات بخاری کے اثر ابن عباس کے برخلاف نہین بلکہ اوسکے لئے متمم ہین قطع نظر ہماری مرویات سے آپ ہی فرمایئے کیا جس شخص کا مذہب وفات بعد النزول کا ہے وہ بعد ارادہ معنے ممیتک کے متوفیک سے ترتیب نظم اور ترتیب تحقق ووجود کو باہم مطابق خیال کرسکتا ہے ہرگز نہین ہمنے تو آپ کے مسلمات کو پیش کیا تہا یعنے علامہ سیوطی کے تالیفات

ومذہب کو دیکھو ازالہ اوہام جلد اول اب آپکو بغیر اس آڑ کے بچنا مشکل نظر آیا کہ اپنی مسلمات
کی نسبت اسناد مین کلام کیا جاوے - مگر معلوم ہو کہ تاڑنیوالے تو تاڑ گئے ہین - ایھا
الناظرون جب کسی نے مثلاً مشکوۃ کو مسلم الثبوت مانکر مناظرہ شروع کیا ہو
اور اوسکے مقابل نے اپنے مدعیٰ کا ثبوت مشکوۃ سے دیدیا ہو اور پھر اوسنے مشکوۃ کے
قول رواہ فلان پر اسناد طلبی کی تو کیا اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ یہ شخص اپنے مسلمٔ شدہ
سے انکار کیا جاتا ہے تسلیم کو بھی معاف کیا مگر آپ پہلے ہماری مرویات اور بخاری کے اثر
کے مابین تخالف ثابت کرین بعد اسکے ہم تطبیق و توثیق بیان کرینگے - یاد رہے جس شخص
کے مرویات کو آپ لینگے وہ اجماعی عقیدہ کے برخلاف ہرگز نہ ہونگے الا در صورتیکہ آپ اوس
شخص کی نسبت بالتصریح یا بالاقتضا ربعہ بلحاظ مذہب اوسکے قول بہ نزول بروزی ثابت
کرین ورونہ خرط القتاد ۲ آپ کی تطبیق بین النصوص مستلزم ہے انکار یا تحریف
احادیث متواترہ اور نیز مخالفت اجماع کو لہذا قابل اعتبار نہین لہذا اہل اجماع کی تطبیق
ہی معتبر رہی اور تقدیم و تاخیر انہونی بات نہین اسکے شواہد موجود ہین ۳ تفسیر کی نسبت
جواب نمبر ا مین لکھا گیا ہے صـ۱۶۳ سے صـ۱۷۱ تک تقدیم و تاخیر کے شواہد پر جو ہمنے تفسیر
اتقان سے دفع استبعاد کیلئے پیش کئے تھے ان پر امروہی صاحب کی کلام پہلے یہ جتلانا
ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اسمقام مین حریف مقابل نے ہمارے مدعیٰ کو تسلیم کر لیا ہے یعنے یہ مان
لیا ہو کہ ہر جگہ پر تقدیم اور تاخیر بحسب تحقق ضروری نہین - جائز ہے کہ مقدم فی الذکر موخر فی التحقق
ہو چنانچہ متوفیک مقدم الذکر موخر فی التحقق ہے رافعک وغیرہ کی نسبت ہان البتہ علم بلاغت
کے روسے اوس ترتیب نظم کا قائم رہنا ضروری ہے دیکھو امروہی صاحب صـ۱۷۱ سطر ۲۲ پر لکھتے
ہین ۔ اور ہر جگہ پر تقدم اور تاخر کو بحسب تحقق کے ضروری ہونا کون کہتا ہے ہان البتہ علم
بلاغت کے روسے اوس ترتیب نظم کا مقدم ہونا جو مقتضائے حال کے موافق ہو
ضروری ہے - انتھی موضع الحاجۃ بیت عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد × خمیر مایہ
دکان شیشہ گر سنگ ست - بعد اسکے لکھتے ہین (جیسا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک مین ترتیب وجود کا قائم رہنا
ضروری ہے) اقول ہان صاحب ہم بھی نظم قرآنی کو واجب القیام مانتے ہین پھر لکھتے ہین (ورنہ طرح طرح کی مفاسد لازم

آتے ہیں کمامر) **اقول** ہمارا اور مقابل کا تخالف صرف (کمامر) میں ہی یعنی اُسکے مفاسد لازمہ اور ہیں اور ہمارے اور کمامر- آیۃ (انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ) میں اور ایسا ہی واوحینا الی ابراھیم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط وعیسٰے وایوب ویونس و ھارون وسلیمان واتینا داؤد زبورًا) میں بھی مقدم الذکر کا موخر فی التحقق ہونا مان لیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۷۰- کی عبارت مسطورہ بالا اور پھر دیکھو صفحہ ۱۷۱ کی عبارت ذیل جو بعد انا اوحینا الی ابراھیم الخ کے لکھتے ہیں (اس آیت میں جو باعتبار تحقق خارجی کے بعض انبیاء کا تقدم اور تاخر بظاہر معلوم ہوتا ہے وہ باعتبار وضع کے اُسی ترتیب سے ہونا چاہیئے تھا جس طرح پر کہ مثل سلک جواہر منظم کے بیان فرمایا گیا ہے انتہے موضع الحاجت **اقول** ہاں صاحب ہم بھی نظم قرآنی کا قائم رہنا مسلم رکھتے ہیں ہم نے کب کہا ہے یا قتادہؓ وغیرہ نے کہاں لکھا ہے- کہ نظم قرآنی اسطرح پر نہ چاہیئے یہ تو بوجہ جہالت کے آپ کا الزام صحابہ اور مفسرین پر تھا ہمارا مطلب شواہد تقدیم و تاخیر کے پیش کرنے سے صرف اتنا ہی تھا جو آپ نے مان لیا یعنی کبھی مقدم الذکر باعتبار تحقق و وجود خارجی کے موخر ہوتا ہے بس- ایہا الناظرون آمروہی صاحب کی اور جہالت کا خیال فرمائے صفحہ ۱۶۹- کے اخیر کذلک یوحی الیک والی الذین من قبلک اور انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ کے متعلق لکھتے ہیں (اور ان آیات میں تو باعتبار تحقق کے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقدم ہیں کیا مؤلف صاحب خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ انبیاؤں سے نبوت میں سابق بلکہ تمام کمالات میں اول اور افضل نہین جانتے تو وہ مطالعہ کرے باب فضائل سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عن ابی ھریرۃ رض قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متے وجبت لک النبوۃ قال وادم بین الروح والجسد رواہ الترمذی و عن العرباض بن ساریۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی

عند الله مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ رواہ فی شرح السنۃ ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت بلکہ ختم نبوت قبل پیدائش آدم کے متحقق تھے انتہی موضع الحاجۃ **اقول** فہم سخن گر نکند مستمع ٭ قوت طبع از متکلم مجوے ٭ کہاں کی کہاں لگادی آیتہ کذلک یوحی الیک والی الذین من قبلک اور نیز آیت انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ میں یوحی الیک پہلی آیت میں اور اوحینا الیک دوسری میں یعنے انزال کلام الٰہی مقدم الذکر ہے اور الی الذین من قبلک یعنے یوحی الی الذین من قبلک اور ایسا ہی اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ مؤخر الذکر ہے اور ظاہر ہے کہ انزال قرآن مجید کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اوپر چالیس سال کے بعد غار حرا میں شروع ہوا ہے جو مؤخر فی التحقق ہے بہ نسبت انزال پہلی کتابوں کی امروہی صاحب نے یوحی اور اوحینا کو حذف کر کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود شریف میں کلام شروع کر دیا اس مقام پر علاوہ جہالت کے بطالت کا بھی ثبوت دیا ہے یعنے لوگوں پر یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جمیع کمالات مین افضل جانتے ہیں بہ نسبت مخالفین کے مگر ناظرین تو جانتے ہیں کہ خاتم النبیین کی مہر کو توڑنے پر مسیلمہ کذاب واسود عنسی وغیرہما کے بعد کس نے جرأت کی یہی قادیانی صاحب اور اسکے مشاہرہ خور ہیں دیکھو اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۱ء قادیانی کا جس میں نبوت ورسالت کا بڑے زور سے دعوے کیا ہے اور نیز امروہی صاحب کا خط مؤرخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء جو اخبار الحکم یا اخبار الشر ر میں شائع کرایا گیا ہے۔ ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد ٭ ہم تو (کنت نبیا وادم بین الجسد والروح) کے قائل ہیں لہٰذا یہ مسئلہ ہم کو سُنانا فضول ہے آپ یہ وعظ اپنے پیغمبر کو سنا دیں جو روح انسانی کو رحم کا ایک کیڑا کہتا ہے۔ دیکھو قادیانی کا بیان جو انہوں نے لاہور جلسہ مذاہب میں بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء پیش کیا ہی کہ (روح کا الگ طور سے آسمان یا فضل سے نازل ہونا نہ یہ خدا کا منشاء ہے۔ اور نہ

یہ خیال کسی طرح صحیح ٹھہر سکتا ہے بلکہ ایسے خیال کو قانون قدرت باطل ٹھہراتا ہے۔ ہم
روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ گندے زخموں میں ہزار ہا کیڑے پڑ جاتے ہیں سو یہی بات
صحیح ہے کہ روح ایک لطیف نور ہے جو اس جرم کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے
جو رحم میں پرورش پاتا ہے اور جسکا خمیر ابتدا سے نطفہ میں موجود ہوتا ہے جیسے آگ
پتھر کے اندر ہوتی ہے نہ جیسے جسم جسم کا جزو ہوتا ہے یا وہ باہر سے آتا ہے اور نطفہ
کے مادہ سے آمیزش پاتا ہے اور اسی سے اس کا حادث ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اقول قادیانی صاحب کا یہ قول جسپر جاہلوں نے آفرین کہی اور تحسین کر آوازی
بلند کئے بالکل کتاب اور سنت کے برخلاف ہے قال اللہ تعالیٰ (قل الروح
من امر ربّی) وعالم الامر عبارۃ عن الموجودات الخارجۃ من الحس
والخیال والجہۃ والمکان والتحیّز وھو مالا یدخل تحت المساحۃ والتقدیر
لانتفاء الکمیۃ عنہ۔ رسالہ روح للغزالی۔ وقال اللہ تعالیٰ انا عرضنا الامانۃ
علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان
انہ کان ظلوما جہولا ارواح انسانی بمقتضائے اس آیت کریمہ کے قبل از وجود
عنصری بار امانت اٹھا چکے اور مستحق ثواب و عذاب قرار دیئے گئے۔ مگر قادیانی صاحب
کے نزدیک چونکہ روح اندرون رحم کے نطفہ کے گندوں کیڑوں کی طرح پیدا ہوتا ہی
لہٰذا کسی طرح اس آیت شریفہ کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ وقال اللہ تعالیٰ واذ
اخذ ربک من بنی اٰدم من ظھورھم ذریتھم۔ وقال صلی اللہ علیہ
وسلم لما خلق اللہ اٰدم مسح ظھرہ فسقط عن ظھرہ کل نسمۃ ھو خالقہا
من ذریتہ الی یوم القیامۃ الخ یعنے میثاق کے روز اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ
کے رو سے عالم امر کی وہ تمام روحیں اور نسمات نورانیہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت
سے ذرات کی صورت میں نکل آئیں الخ وقال صلی اللہ علیہ وسلم الارواح
جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف الخ یعنے
ارواح حق تعالیٰ کے جموع مجتمعہ اور انواع مختلفہ ہیں اور دنیا میں اُن کا باہم پیار

اور قرار ان کی ابتدائی خلقت اور اصلی فطرت کی رو سے ہے الخ اور علی کرم اللہ وجہہ
اور سہل بن عبداللہ تستری اور سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ
عنہم سے منقول ہے کہ انہوں نے اس عہد کے یاد ہونے کا اقرار کیا جو روز میثاق میں
مابین ان کے اور رب تعالیٰ کے ہوا تھا۔ پھر اور جہالت سنئے صفحہ ۱۶۸ پر متعلق
الذی خلقکم والذین من قبلکم کے لکھتے ہیں اس آیت میں جو مؤلف تقدیم
و تاخیر قرار دیتا ہے وہ درایت کے بالکل خلاف ہے **اقول** ایہا الناظرون
کیا خلقکم مقدم الذکر کا تحقق متاخر بہ نسبت مؤخر الذکر یعنے الذین من قبلکم کے نہیں۔
خدرا انصاف۔ ہاں ترتیب نظم قرآنی کے واجب القیام ہونے کی وجوہ بلاغت و
اعجاز کی رو سے ہم بھی قائل ہیں۔ پھر اور سنئے آیۃ فاطر السموات والارض
اور بدیع السموات والارض جو شواہد تقدیم و تاخیر میں پیش کی گئی ہے اسپر
لکھتے ہیں کہ اس آیت میں بھی قول تقدیم و تاخیر محض بیجا ہے **اقول** ایہا الناظرون
کیا بحسب قولہ تعالیٰ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا ثم استویٰ
الی السماء فسوّٰھن سبع سمٰوات زمین کی خلقت بہ نسبت آسمانوں کے
مقدم فی التحقق نہیں جسکو فاطر السمٰوات والارض اور بدیع السموات
والارض میں مؤخر الذکر کیا گیا ہے پھر لکھتے ہیں (کیونکہ اسمیں شک نہیں کہ باعتبار
بسط اور دحو کے ارض سماوات سے مؤخر ہے کما قال اللہ تعالیٰ والارض
بعد ذلک دحٰھا) **اقول** ہم بھی اسکے ساتھ ایمان رکھتے ہیں کہ زمین کا بسط و
دحو آسمانوں کی خلقت سے متاخر ہے مگر فاطر السمٰوات والارض اور بدیع السمٰوات
والارض میں تو پیدائش کا ذکر ہے دحو کا نہیں۔ اور ہم بھی مانتے ہیں کہ نظم قرآنی
وجوہ بلاغت کی رو سے ضروری القیام ہے مگر ہمارا مطلب بھی صرف اتنا ہی تھا
جسکے آپ بھی مقر ہیں کہ یہاں پر بھی مقدم الذکر یعنے آسمانوں کا پیدا کرنا متاخر فی
التحقق ہے بہ نسبت پیدا کرنے زمین کے ایک اور طرفہ قابل سماع ہے جبکہ حسب
المطلب تفاسیر معتبرہ مثل درمنثور و اتقان کے حوالہ دیئے گئے ہیں تو آپ فراری ہوئے

جاتے ہیں چنانچہ صفحہ ۱۶۶ پر لکھتے ہیں (اور واضح ہو کہ جو اقوال مفسرین کے نصوص کتاب یا احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں الی ان قال وہ اقوال ہم پر حجت نہیں ہو سکتی انتہے **اقول** اب اسکا کیا علاج کیا جاوے۔ علامہ سیوطی جنکے مناقب سے بوجہ خود غرضی ازالہ وغیرہ مین رطب اللسان تھے اب وہ بھی احبار و رہبان مین اور اونکے تابعین پیرو مشرکین سے شمار کئے جارہے ہیں چنانچہ اسی مقام پر لکھتے ہیں (اور یہی تو اتخاذ ارباب ہے۔ جو اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ میں مذکور ہے انتہے۔

اقول اگر آپ کا اخیر بحث میں یہی جواب تھا تو پہلے علماء اسلام سے تفاسیر و ثبوت اجماع کا مطالبہ کیوں کیا گیا۔ ایہا الناظرون ان صاحبون کی بحث کا اخیر سے اسی پر اتمام ہوا کہ جو کچھ قرآن سے واقعی مطلب ہم نے سمجھا ہے اُسکی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم سے لیکر آج تک کے علماء اسلام کو نہیں ہوئی ورنہ احادیث نزول اور بیان مندرج تفاسیر و اجماع امت برخلاف نصوص قرآنیہ کے صادر نہ ہوتے نعوذ باللہ من هفوات الجاهلین پھر ص ۱۶۴ میں آیت فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم انما یرید اللہ لیعذبهم فی الحیوۃ الدنیا کی متعلق لکھتے ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ فی الحیوۃ الدنیا متعلق ہے لیعذبهم سے جس سے ایک لطیف پیش گوئی معلوم ہوتی ہے حاصل معنے یہ ہوا۔ اللہ تعالے فرماتا ہے تجھ کو انکے اموال اور اولاد عجب میں نہ ڈالیں کیونکہ اُموال و اولاد فی الحقیقت بوجہ ہلاکت و غارت کے مسلمانوں کے ہاتھ میں اُن کے لئے موجب عذاب ہیں دنیا ہی میں اور اگر (فی الحیوۃ الدنیا) کو اموال و اولاد سے متعلق ٹھرایا جاوے تو ایک زائد اور لغو کلام ہوا جاتا ہے کما قیل۔ ❖ **شعر** چشمان تو زیر ابروانند ❖ وندان تو جملہ در دہانند ❖ **اقول** چونکہ امروہی صاحب صفحہ ۱۶۷ سطر ۴ پر لکھتے ہیں کہ (کیونکہ حذف ظروف وغیرہ کا بموجب اصول علم بلاغت کے عموم پر دلالت کرتا ہے۔ انتہے موضع الحاجت تو بموجب اس تصریح آپ کے اموال و اولاد انکے بر تقدیر تعلق (فی الحیوۃ الدنیا) کے (لیعذبهم) کے ساتھ عام ٹھرینگے

یعنے دنیا میں بھی اور قیامت میں بھی اور جیسے دنیا میں ان کے اموال و اولاد دیکھنے
والوں کو خوش لگیں گے ایسا ہی قیامت میں اب امروہی صاحب کے علم بلاغت کے
روسے آیت کا معنے یہ ٹھہرا کہ ان کے اموال و اولاد بوجہ کثرت وخوبی اپنی کے دنیا
اور قیامت میں تجھ کو عجب میں نہ ڈالیں گو کہ اموال و اولاد خوب وعمدہ دنیا وقیامت
میں اُن کے نصیب کئے ہیں مگر بوجہ ہلاکت وغارت کے مسلمانوں کے ہاتھ
اُن کے لئے موجب عذاب کا ٹھہرینگے۔ ایہا الناظرون جب کفار کو دنیا اور قیامت
میں یہ معاش نصیب ہوئی جو موجب عجب کا ہے مسلمانوں کے لئے تو ایک لحظہ
بھر کی تکلیف میں جو بین الفرحتین کالعدم سمجھنی چاہیئے انکا کیا نقصان ہوا دونوں
جہانوں کی خوشی تو بموجب علم معانی امروہی صاحب کے کفار لے گئے۔ پھر مسلمانوں
کے ہاتھ میں باقی کیا رہا۔ یہی مسکنت وغربت وتنگئے معاش تلک اذا قسمۃ
ضیزی۔ پھر لکھتے ہیں (رہا آخرت کا عذاب سو وہ ٹل نہیں سکتا) اقول
کیوں صاحب جب آپ کے علم بلاغت نے کفار پر دونوں جہانوں کی نعمتیں
عنایت کر دین تو پھر آخرت کا عذاب کیسا۔ پھر لکھتے ہیں کیونکہ حال انکا یہ ہے کہ
وہ تو مصداق ہیں وتزہق انفسہم وہم کفرون کے اقول
ایہا الناظرون علم بلاغت کے عجائبات کو تو دیکھا ہے اب علم نحو کے قوانین کو
سنیئے ہدایت النحو پڑھنے والا بھی جانتا ہے کہ حال اور عامل حال کا زمانہ ایک ہوتا ہی
مثلاً رایت زیداً راکباً یعنے زید کو میں نے سواری کی حالت میں دیکھا تو اب
متکلم کے دیکھنے اور زید کے سوار ہونے کا ایک ہی وقت ہوگا امروہی صاحب کا
نحویاں پر یہ حکم دینا ہے کہ عذاب تو ان کو دنیا میں ہوگا اور زہوق اُن کے نفوسوں کا
جو حال ہے یہ قیامت کے دن سبحان اللہ باین نحو ومعانی وحدیث وقرآن
دانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لیکر علماء موجودہ تک فوقیت کا دعوے ہے
اللہ تعالے کو تو اس امر کا اظہار مقصود تھا کہ اموال و اولاد چند روزہ انکا تجھ کو خوش
نہ لگے کیونکہ عذاب ان کے لئے ابدی اور غیر محدود ہے امروہی صاحب کی تفسیر کے

مطابق معنے یہ ہوا اموال واولاد دائمی اُن کی تجھ کو خوش نہ لگیں کہ صرف دنیا ہی میں اُن کی
ہلاکت ہے پھر ہمیشہ باقی رہیں گے گویا اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بجائے
تسلی واطمینان کے اُلٹی سُنائی ۔ ناظرین کو معلوم ہو کہ فی الحیوۃ الدنیا متعلق اموال واولاد
سے ہے اور یہ لغو نہیں بلکہ یہ قید بمنزلہ دلیل کے ہے ماقبل کے لئے یعنے اے حبیب اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو اُن کے اموال واولاد خوش نہ لگیں کیونکہ یہ تو چند روزہ ہیں
دائمی معاملہ انکا تو عذاب سے پڑے گا فکان کدعوی الشئے ببینۃ وبرہان
پس بجائے شعر مذکور یہ مناسب ہے ۔ شعر

چشم تو کہ زیر ابروئے تست — زہ کردہ کمان باہوئے تست

یا یوں کہیئے

چشم تو زیر ابرو انند — زہ کردہ کمان بعاشقانند
دندان تو جملہ در دہانند — در حقۂ لعل لؤلوانند

اس مضمون بالا اور بلحاظ قاعدہ مذکورہ علم بلاغت سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آیت لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب
الحساب) کو لَہُم عَذَابٌ شَدِیۡدٌ کے ساتھ متعلق نہ مانا جاوے چنانچہ امروہی صاحب
نے صفحہ ۱۶۶ کے اخیر پر لکھا ہے تو چاہیئے کہ کفار کے لئے عذاب شدید دنیا اور قیامت
دونوں میں ہو حال آنکہ بہتیرے کفار دنیا میں بڑی جاہ وحشمت میں ہیں تو بحسب
تفسیر امروہی صاحب کے آیت میں کذب لازم آئیگا والعیاذ باللہ اور بما نسوا میں
مراد نسیان سے نسیان آیات اللہ کا بقرینہ مقام ہے فلا یرد ما زعم الامروھی
ص ۱۶۵ میں مجاہد پر معترض ہو کر لکھتے ہیں جسکا حاصل یہ ہے قولہ تعالیٰ انزل
علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا قیما میں تقدیم وتاخیر نہیں کیونکہ مخاطب
کا ذہن بعد سُننے انزل علی عبدہ الکتاب کے فوراً اس کیطرف گیا کہ شاید
منزل علیہ جسپر کلام اُتاری گئی ہے خدا نہ بنگیا ہو لہذا ضرور ہوا کہ فوراً ہی ارشاد فرمایا
جاوے کہ لم یجعل لہ عوجا کیونکہ جسطرح وہ شبہ فوراً پیدا ہوا تھا اُسکا رفع بھی فوراً
چاہیئے اقول ایہا الناظرون غور فرماویں کجی اور عوج تو مخاطب کے ذہن میں

پیدا ہوئی اور اُسکا دفعیہ اسطرح پر ہوا کہ لم یجعل لہ عوجا یعنے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں کجی نہیں رکھی جسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کتاب میں عوج واختلاف نہیں رکھا کہ کہیں کچھ ہو اور کہیں کچھ اس دفعیہ کو کیا دخل ہے اس وہم کے دفع کرنے میں پھر غور فرماویں کہ کیا (انزل علے عبدہ الکتاب) سے وہم مذکور پیدا ہو سکتا ہے اور جن عباد پر کلام الٰہی اتاری جاوے انہیں خدا بننے کا استحقاق کوئی خیال کر سکتا ہے۔ ہاں بیشک ایسے وہم قادیانی صاحب اور امروہی صاحب کو پیدا ہو سکتے ہیں اسی لئے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی کے سننے سے رسول بن گئے اور آیات الوہیت کے سننے سے خدا بن گئے نہ صرف دعوے ہی کیا بلکہ نیا آسمان بھی پیدا کر دیا۔ دیکھو کتاب البریۃ القادیانی۔ تیسری دفعہ پھر خیال فرماویں کہ بالفرض اگر وہم مذکور پیدا بھی ہو تو کیا تصریح عبدہ کی اسکے دفع کرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتی جس نے عبدہ کو نہ مانا وہ لم یجعل لہ عوجا کو کیسے مانیگا بلکہ عبدہ کی تصریح تو اس مرزائی وہم کا دفعیہ بہ نسبت ولم یجعل لہ عوجا کے بخوبی کر دیتی ہے۔ کہانتک ہم جہالت آمودہ مضامین کی تردید میں تضیع اوقات کریں جس شخص کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ولم یجعل لہ کا جملہ بسبب معطوف ہونے کے انزل علے عبدہ الکتاب پر صلہ موصول کا لا محل لہا من الاعراب ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ کوئی تعلق اُسکا بحسب الاعراب (الکتاب) سے نہیں جیسا کہ قیماً کو ہے کیونکہ وہ حال واقع ہوا ہے (الکتاب) سے وہ کیونکر کتاب اور سنت کے متعلق لکھنے کا مجاز ہو سکتا ہے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب صرف اتنا ہی ہو کہ قیماً کا محل بوجہ حال واقع ہونے کے (الکتاب) سے ماقبل کا ہے بہ نسبت (لم یجعل لہ عوجا) کے اور تاخیر اسکی وجوہ بلاغت کی رو سے کی گئی ہے اس مقام پر شائد امروہی صاحب نے لفظی اور معنوی دونوں طریق پر علم بدیع کو ملحوظ رکھا ہے یعنے آیت (ولم یجعل لہ عوجا) میں ایک مضمون کج بیان کیا باوجود اسکے کہ آیت میں کجی کی نفی کی گئی ہے۔ اور نیز آیت قرآن مجید کی (ولم یجعل لہ عوجا

یا کے ساتھ اور امروہی صاحب نے (لم یجعل لہ عوجا) نون سے فرمایا ہے
دیکھو ص ۱۶۶ اس ۲ صفحہ ۱۶۳ کا حاصل ۱ اوّل تو علامہ سیوطی پرے اعتباری
اور پھر ۲ فقالوا ارنا اللہ جھرۃ میں بھی تقدیم تاخیر نہیں کیونکہ جہرۃ بمعنے ظاہر و
عیاں کے ہے اور قوم موسے کا سوال عیانی رویت سے ہی تھا۔ اور رویت قلبی تو
اُن کو بذریعہ حضرت موسے کے حاصل تھی جیسا کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں **شعر**
قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت ✦ اُس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کرونگا میں یہ ضرور ✦ ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے
اقول ۱ تفاسیر معتبرہ کے مطالعہ کے بعد اس آڑ میں پناہ لینی فرار اسی کا نام ہے
۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ جہرۃ کا محل متصل فقالوا کے ہے دو وجہ سے
لفظی وجہ تو یہ ہے کہ نظم قرآنی میں جس جگہ قول او ما فے معناہ کا اجتماع جہرۃ کے ساتھ
ایک کلام میں واقع ہوا ہے وہاں جہر سے قول جہری مراد ہے دیکھو (دُونَ الجھر من
القول) اور (ولا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا وابتغ بین ذلک
سبیلا) اور (ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط
اعمالکم وانتم لا تشعرون ونظائرہا ۔ اور وجہ معنوی یہ ہے کہ بحسب محاورہ
مجرم کی صریح گستاخی پر بولا جاتا ہے کہ فلاں نے چلّا کر اور منادی دیکر یہ کام کیا گویا دو
جُرم ہوئے ایک تو معصیت کا ارتکاب اور دوسرا پرلے درجہ کی شوخی ۔ آیت کا معنے یہ
ہوا کہ اُنہوں نے چلّا کر یہ سوال کیا تھا کہ اے موسے ہمکو اپنا خدا دکھلادے اور چونکہ
بحسب اقرار امروہی صاحب ان کو رویت قلبی حاصل تھی لہذا معلوم ہوا کہ سوال انکا
رویت عینی ہی سے تھا ۔ الغرض آیت مذکورہ بنی اسرائیل کے جہرے سوال سے حکایت
ہے نہ سِرّی سے یعنے یہ نہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہو کہ اُنہوں نے اپنے دلوں میں
(ارنا اللہ) کا خیال کیا تھا ۔ ✦ **شعر** بالمقابل شعر مذکور کے یوں لکھنا چاہیئے
منکوحہ آسمانی و آتھم کی موت ہیں ✦ حق نے نہ کچھ کہا ہے صفائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور ✦ ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ص ۱۷ کا حاصل ۱؎ مؤلف کو اقرار ہے کہ توفی کا معنے بجز موت - اور نیند کے
نہیں دیکھو صفحہ ۵۳ شمس الہدایت کا پھر فلما توفیتنی کا تیسرا معنے رفعتنی کیسا
پیدا ہوگیا - ۲؎ اور دُرِّ منثور سے جو عبارت ابو الشیخ کی نقل کی گئی ہے اسمیں کہیں
مذکور نہیں کہ توفی معنے رفع کے ہیں ۳؎ تفسیر عباسی کا حاصل معلوم ہو چکا ہے کہ اُسکے
روایات کذابین سے مروی ہیں **اقول** ۱؎ ہمکو اقرار ہے کہ توفی کا معنے
قبض و استیفا یعنے پورا لینے کا ہے جسکے افراد میں سے موت اور نیند اور قبض
غیر الروح ہیں ہم نے ان افراد میں سے کسی کو معنے موضوع لہ توفی کا نہیں کہا اور
نہ قبض الروح مقید کو معنے توفی کا ٹھرایا ہے - یہ صرف امروہی صاحب کی نافہمی
ہے دیکھو صفحہ ۵۳ بالاستیعاب - اور فلما توفیتنی کے متعلق مفسرین نے جو لکھا ہے
وہ اختصار ہے فلما توفیتنی ورفعتنی کا یعنے بحسب وعدہ متوفیک ورافعک کے مسیح
آسمان پر اٹھایا جانے کے وقت مقبوض ہو کر مرفوع ہوا پس چنانچہ آیت میں اختصار
ہے بدلیل بل رفعہ اللہ الیہ کے جس سے صرف رفع کا تحقق معلوم ہوتا ہے ایسا ہی
مفسرین و شراح کی کلام میں بھی اختصار ہے نہ یہ کہ توفی کا معنے رفع ہے ہاں اسوجہ
سے کہ غالبًا قبض کرنے سے مطلب اٹھانا ہوتا ہے توفی سے رفع کا لینا مستبعد نہیں
پس اطلاق توفی کا رفع پر مسامحۃً ہوا نہ حقیقۃً - یہی ہے مراد کرمانی شرح صحیح بخاری
کی جو فلما توفیتنی کے تحت میں فلما رفعتنی لکھتا ہے اور یہی ہے مطلب عبارت ذیل
شمس الہدایت کا جو صفحہ ۵۶ سطر ۱۴ پر ہے (اور معنے رفع اور قبض توفی سے مراد
لینا بشہادت قرآن کریم پہلے اسی رسالہ میں ثابت ہو چکا ہے یعنے قبض کا ارادہ
حقیقی طور پر اور رفع مسامحۃً ۲؎ ابو الشیخ کی عبارت جو دُرِّ منثور سے نقل کی گئی ہے
اس عبارت میں ابن عباس کا مقولہ (و مُدّ فی عمرہ) آپنے لحاظ نہیں فرمایا
جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس رض نے فلما توفیتنی سے رفعتنی مراد لیا ہے کیونکہ
درازی عمر و حیات کی تقدیر پر جو مدلول ہے (و مدّ فی عمرہ) کا رفع ہی
متصور ہو سکتا ہے بخلاف ارادہ موت کے توفیتنی سے کہ وہ ضد ہے حیات اور

درازی عمر کی ۳۲ ۔ تفسیر عباسی کی نسبت جو کچھ علامہ سیوطی وغیرہ نے لکھا ہے اسکا
یہ معنے نہیں کہ جو کچھ اُنہیں اول سے آخر تک لکھا ہوا ہے وہ سب خلاف واقعہ ہے کیونکہ
اس تقدیر پر علامہ سیوطی کا نقل کرنا ابو الشیخ کی عبارت کو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس
نے فلما توفیتنی سے معنے رفع لیا ہے کیا معنے رکھتا ہے تو معلوم ہوا کہ ابو الشیخ کی روایت
جو عند السیوطی معتبر ٹھہری ہے عباسی کی روایت اُسکے مطابق ہے اور عباسی کی روایت
محل تائید میں مذکور ہے نہ محل اثبات میں" صفحہ ۱۷۳ - اور ۱۷۴ کا حاصل" ع ۱
امام بخاری نے آیت متوفیک کے ممیتک تفسیر فلما توفیتنی کے ذیل میں لکھی ہیں اور
اسی مقام میں حدیث اقول کما قال العبد الصالح کی لائی ہیں جس سے امام بخاری
کو یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ فلما توفیتنی میں بھی معنے موت کا مراد ہے اور مسیح ابن مریم کی
وفات بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کیطرح ہے تو امام بخاری اور ابن عباس
دونو کا مذہب وفات مسیح ٹھہرا بلکہ سب ائمہ سلف کا یہی اعتقاد تھا کیونکہ قول ابن عباس
متوفیک ممیتک سے کسی صحابی کا انکار منقول نہیں اور خطبہ صدیقی نے تو فیصلہ ہی کر دیا
کہ مسیح بھی سب انبیا کیطرح مر چکا ہے۔ **اقول** امام بخاری اور ابن عباس بلکہ کل محدثین
کے نزدیک چونکہ احادیث نزول مین نزول اصیلی مراد ہے نہ مثیلی کما مر اور نیز امام
بخاری کی تصریحات بوفات بعد النزول جو مستلزم ہے حیات قبل النزول کو اور ایسا
ہی ابن عباس کی روایات متعلق بل رفعہ اللہ الیہ اور وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن
بہ الخ اور مدت مکث و نکاح مسیح بعد النزول ائمہ ثقات کی کتب معتبرہ میں منقول ہیں
دیکھو ابن کثیر و درمنثور و ابو النعیم وغیرہ لہذا وفات مسیح کو انکا مذہب ٹھہرانا بالکل جہالت
و بطالت ہے قائلین بحیات المسیح کے نزدیک احادیث نزول اور آیات توفی کے مابین
تطبیق کے دو ہی طریق ہیں ایک متوفیک اور توفیتنی کو بمعنے قبض و رفع کے لینا اور
دوسرا بمعنے موت کے مگر اس تقدیر پر متوفیک و رافعک الی کو تقدیم و تاخیر کی نوع
سے ٹھہرایا جائے گا جو کہ بشہادت نظایر قرآنیہ ثابت ہے اور آپنے بھی مجبور ہو کر مان لی
ہے کما مر اور آیت فلما توفیتنی کو حکایت وفات بعد النزول سے ٹھہرلتے ہیں اور

یہی ہے مسلک امام بخاری کا دیکھو اسی مقام پر جس میں متوفیک بمعنے ممیتک کے لکھا ہے)
(واذ قال) میں قال کو بمعنے یقول کے لکھا اور کلمہ اذ کو زائدہ جس سے امام بخاری
کا مطلب یہ ہے کہ یہ سوال وجواب حشر کے دن ہوگا۔ کما یدل علیہ قولہ تعالے (ھذا
یوم ینفع الصادقین صدقھم) اور فلما توفیتنی حکایت ہے وفات بعد
النزول سے۔ اور حدیث (اقول کما قال العبد الصالح) میں بھی قال بمعنے
یقول کے ہے بلکہ اس حدیث لانے سے بھی امام بخاری کا مطلب اپنے مذہب کا اثبات
ہے کیونکہ اس حدیث میں روز حشر کے واقعہ کا ذکر ہے لہذا یہ حدیث قوی دلیل ہے
اسپر کہ آیت میں قال بمعنے یقول کے ہے اور بنا بر اس مسلک کے مسیح ابن مریم بھی مثل آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اثر موت سے متاثر ٹھہرے ہاں بنا بر مسلک معنے قبض و رفع بوجہ
خصوصیت لازمہ کے اثر توفے میں مختلف ٹھہرینگے اور یہ محل استبعاد نہیں دیکھو آیت
اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا) میں نفوس مائتہ
اور نفوس نائمہ مختلف ہیں اثر توفے میں۔ یہانپر امروہی صاحب کا تمسخر کے طور پر کہنا
کہ کیونکر مختلف نہوں کہاں عیسے علیہ الصلوۃ والسلام ابن مریم خدا کا اکلوتے بیٹا اور
کہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سراسر دجل اور جہالت ہے کیا جس شخص کی عمر دراز ہو وہ
خدا بن جاتا ہے یا اُسکا بیٹا ہرگز نہیں۔ اب امروہی صاحب ہی چونکہ ۶۳ سال
سے زائد ہو چکے ہیں تو کیا خدا کے بیٹے بنگئے ہاں مجھے خوب یاد آیا کیونکر نہ بنیں جب
بحسب تصریح کتاب البریہ کادیانی صاحب خالق السموات والارض ٹھہرے تو
امروہی صاحب اُس خدا کے بیٹے ہوئے خطبہ صدیقیہ کی تشریح پہلے گذر چکی ہے
معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے کتابیں کسی استاد سے نہیں پڑہیں ورنہ اُلٹے مضامین
نہ لکھتے لہذا آپ معذور ہیں مگر پھر ایسی بحث معرکۃ العلماء میں ہرگز داخل نہونا چاہئے
صفحہ ۱۵۵ میں ایک اور طرح پر گریز اختیار کیا جب سمجھا کہ بیشک امام ہمام جلال الدین
سیوطی جیسے شخص کو ہم جھوٹا تو نہیں کہہ سکتے تو یہ رستہ لیا کہ تاریخ بخاری کا نسخہ
دکھلائے مگر وہ بھی بدین شرط مقبول ہوگا کہ اُسپر سب ائمہ حدیث کی تصحیح ہو۔

آب ناظرین سے دریافت کیا جاتا ہے کہ کیا یہ گریز ہے یا نہیں۔ صفحہ ۱۷۶ ۔ سطر ۲۲
پر لکھتے ہیں اور کوئی ایسا بڑا تعذر نہیں کیونکہ شریعت اسلام میں صلیب کا توڑ ڈالنا یا
خنزیر کا قتل کرنا کچھ ممتنع نہیں ہے **اقول** کیوں صاحب صلیب کا توڑنا اور خنزیر
کا قتل کرنا علے سبیل الاستمرار ممتنعات عادیہ سے نہیں کیا آپ نے مضارع کا استمرار
تجددی کے لئے ہونا نہیں سُنا صفحہ ۱۷۷ سے ۱۸۰ تک کی تردید کی بوجہ مردود ہونے
کے حاجت نہیں صفحہ ۱۸۱ ۔ کا حاصل غیر بکر لفظ توفی کا قیاس کرنا خلق اللہ زیدًا
پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ لفظ خلق کے معنے میں نہ من تراب داخل ہے ۔ اور
نہ من ماء مھین بخلاف محاورہ توفی اللہ زیدًا کے کہ اسمیں حسب اقرار مؤلف کے بھی
روح کا قبض ہے نہ مطلق قبض **اقول** قیاس مع الفارق نہیں کیونکہ توفی
کے معنے مطلق پورا لینا اور قبض کرنا ہے جسکے افراد میں سے موت اور نیند اور قبض
الشئے بغیر الروح ہے دیکھو شمس الہدایت کا صفحہ ۵۳ لہذا یہ قیود توفی کے مفہوم سے
خارج ہیں کیونکہ معنی مصدری کے افراد حصصیہ ہوتے ہیں جنکی ماہیت سے قیود بالاتفاق خارج ہیں ما محاورہ توفی
و بل رفعہ اللہ الیہ کے قیاس نہیں کیا جا سکتا اور آپ نے جو کچھ بل رفعہ اللہ میں
لکھا ہے اسکا تار و پود ناظرین کے سامنے اکھاڑ کر رکھا گیا ہے صفحہ ۱۸۲ ۔ اور
۱۸۳ ۔ کا مضمون مکرر ہے صفحہ ۱۸۳ کے اخیر سے صفحہ ۱۸۵ کے اخیر تک کا حاصل ہمارا
استدلال صرف اثر ابن عباس سے ہی نہیں بلکہ کلام اللہ کی تیس آیات سے ۲
بخاری کی حدیث اقول کما قال العبد الصالح ۳ اثر ابن عباس متوفیک
ممیتک ۴ تمام محاورات ۵ تمام کتب لغات عرب ع بار ۶ حدیث
لا المھدی الا عیسےٰ ابن مریم ۷ ابن حزم کا قول چنانچہ حاشیہ جلالین
میں لکھا ہے و تمسک ابن حزم بظاہر الآیۃ وقال بموتہ اور امام مالک
کا قول مجمع البحار میں مندرج ہے ۸ ادلہ عقلیہ ۹ اناجیل وغیرہ ۱۰ وقوع
مجازات و استعارات احادیث پیشین گویوں میں **اقول** ۱ قرآن مجید کی
آیات میں جس قدر آپ کی جہالت آمودہ اجتہاد نے آپ کی جہالت کا ثبوت دیا ہے

وہ پبلک پر بخوبی ظاہر ہو رہا ہے تیس آیات کا حاصل یہ ہے کہ ہر ایک متنفس موت
کے پیالہ کو نوش کرنے والا ہے اپنے اپنے وقت معین میں دنیا میں ہمیشہ رہنا کسی
کے لئے نہیں رسالت اور موت باہم متنافی نہیں بعض لوگ ضعیف القویٰ ہو جاتے
ہیں وغیرہ وغیرہ الغرض کسی آیت سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ کوئی شخص قبل از استیفائے
عمر اپنی کے مر سکتا ہے۔ نمبر۲ صحیح بخاری کی حدیث بھی صاف طور پر شہادت دے
رہی ہے کہ اقول کما قال العبد الصّالح کا سوال و جواب قیامت کے دن
ہو گا جس سے امام بخاری نے استدلال پکڑا ہے اسپر کہ آیت میں بھی قال بمعنے یقول
کے ہے الخ کما مر نمبر۴ تمام محاورات سے مقولہ توفی اللہ عیسٰے کا بلحاظ دلیل خصوص
علیحدہ ہے اگر نظائر رکھتا تو خصوص کا کیا معنے ہے چنانچہ خلق اللہ آدم الگ ہی
لکھو کھا محاورات خلق اللہ زیدا و عمروا و بکرا الیٰ غیر النہایۃ سے بدلیل خصوص نمبر۵
تمام کتب لغات کی توفی کا معنے قبض وغیرہ بہت سے معانی لکھتے ہیں دیکھو لسان
العرب وغیرہ ہاں توفی اللہ زیدا کا معنے قبض اللہ روح زید کو معنے مجازی لکھتے
ہیں چنانچہ پہلے گذر چکا ہے اور نیز ارادہ معنے موت کا ہم کو مضر نہیں کیونکہ متوفیک
میں وفات کا تحقق نہیں اور فلمّا توفیتنی کا تعلق وفات فیما بعد النزول سے ہے نمبر۶
ابن ماجہ کی حدیث کا ٹکڑا اسطرح ہے ولا مهدی الا عیسٰے جس سے بلحاظ ماقبل معنے
وصفی مراد ہے دیکھو ماقبل اسکا ولن تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس اب
سب احادیث مہدی فاطمی میں اور اسمیں تطبیق بھی آگئی نمبر۷ ابن حزم اور امام مالک
کا قول بموت عیسٰے اُن کو اجماعی عقیدہ سے خارج نہیں کرتا کیونکہ وہ اگرچہ نظر بہ
ظاہر آیات توفی و وفات مسیح کے قائل ہیں مگر بلحاظ آیت بل رفعه الله الیه اور
وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته اور احادیث نزول کی پھر
عند الرفع حیات مسیح کے قائل ہیں کیونکہ درصورت تسلیم احادیث نزول بلا تاویل
بغیر اسکے کہ مسیح کو عند الرفع زندہ مانا جاوے کوئی چارہ نہیں ہاں درصورت انکار
احادیث نزول یا تحریف انکی یا عدم فہم معنے آیت بل رفعه الله الیه و ان من اهل

الکتاب الخ بحسب محاورہ قرن اوّل کے بیشک عقیدہ اجماعیہ کے برخلاف ہوسکتے ہیں
لہذا جب تک مخالف ہمارا بہ نسبت ان دونوں بزرگواروں کے احادیث نزول کا انکار
اسی طرح قول بالبروز یا تصریح برفع روحانی متعلق آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے ثابت نہ کرے
تب تک اقوال مذکورہ سے تمسک مفید نہیں ہوسکتا بلکہ ہمارے پاس دلائل موجود
ہیں جو انکو اہل اجماع سے خارج نہیں ہونے دیتے دیکھو اسی کتاب کو اوّل سے جس
مقام پر اجماع کا ثبوت دیا گیا ہے ۸ کوئی دلیل عقلی رفع جسمی علے السماء و نزول
جسمی من السماء پر قائم نہیں چنانچہ بحوالہ نووی شرح مسلم میں پہلے گذر چکا ہے کہ کوئی
دلیل عقلی و شرعی نزول من السماء کے استحالہ پر نہیں قادیانی مشن کی محض جہالت ہے
کہ اسکو محالات عقلیہ سے خیال کرتے ہیں کما مرّ اور آیت سبحان ربی ھل کنت
الا بشرا رسولا کی عدم دلالت علے الامتناع کو امروہی صاحب نے بھی مجبور
ہو کر اسی کتاب میں تسلیم کر لیا ہے صرف مرزا جیو اس جہالت میں اکیلے رہ گئے ہیں
۹ انجیل وغیرہ میں سے بوجہ خود غرضی کے کچھ لیا اور کچھ چھوڑ دیا گیا ہے بلکہ سب
تمسکات میں آدھا تیر آدھی بیڑ والی بات ہے ۱۰ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم سب احادیث نزول میں اصیل مسیح کے نزول سے اعلام فرماتے رہے ہیں کما
مرّ غیر مرّۃ۔ ایہا الناظرون کل احادیث نزول اور حدیث اقول کما قال العبد
الصالح اور اثر ابن عباس متوفیک بمعنے ممیتک اور آیت بل رفعہ اللہ الیہ
اور ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل یہ سب
دلائل جنکا تعداد سو سے بھی زیادہ ہے اجماعی عقیدہ کی مثبت ہیں۔

صفحہ ۱۸۶ سے ۱۸۹ تک وہی مضامین ہیں جن کی تردید ہو چکی ہے ہاں صفحہ
۱۸۹ پر لکھتے ہیں اب فرمائیے کہ الرسل میں حضرت عیسٰے داخل ہیں یا نہیں بشق
ثانی کیا وجہ کہ صحابہ اہل لسان نے اُس پر جرح نہیں کیا اور بشق اول مدعا ہمارا
ثابت ہے پھر اس بحث کے اخیر میں لکھا ہے (دیکھو ملل و نحل شہرستانی کہ فوج
القوم الی قولہ **اقول** الرسل جو و ما محمد الا رسول قد خلت

من قبلہ الرسل میں ہے اسمیں حضرت عیسےٰ داخل نہیں کیونکہ یہی قد خلت من قبلہ الرسل آیت ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل میں بھی موجود ہے تو بر تقدیر استغراق الرسل کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم الرسل میں داخل ہیں یا نہیں بشق اوّل آیت میں کذب لازم آتا ہے کیونکہ معنے یہ ہوا کہ سارے رسول مسیح ابن مریم سے پہلے گذر چکے ہیں حال آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسکے پیچھے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور بشق ثانی ہمارا مدعا ثابت ہے یعنے معلوم ہوا کہ الرسل سارے افراد کو محیط نہیں اور صحابہ اہل لسان کا جرح نہ کرنا دلیل ہے اسپر کہ صدیق اکبر اور کل صحابہ متفق تھے یعنے عیسے ابن مریم کو قد خلت من قبلہ الرسل سے بالاتفاق خارج سمجھتے تھے۔ کیونکہ در صورت اختلاف جرح ضروری تھا اور فرجع القوم الی قولہ کا معنے یہ ہے کہ سب صحابہ نے صدیق اکبر کی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت کو منافی رسالت نہ سمجھا اور آپ کی صلے اللہ علیہ وسلم وفات شریف کے معتقد ہو گئے غرض کہ آپ اس بحث معرکۃ العلماء میں داخل ہو کر عجیب مصیبت میں پڑ گئے نہ مذہب باطل کو ہٹ دہرمی سے ترک کیا جاتا ہے کہ معتقدین برگشتہ ہو جاویں گے یا اُن کے روبرو آپ کو ذلت جہالت کی حاصل ہوگی اور نہ باطل کا احقاق ہو سکتا ہے۔ **شعر** فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ + وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم + صفحہ ۱۸۹ سے ۱۹۲ تک وہی مضامین مکررہ ہیں۔ ہاں ۱۹۱ صفحہ پر ایک عجیب مسئلہ لکھا ہے جسکا حاصل یہ ہی کہ فعل متعدی میں نسبت صدوری اور وقوعی کے مابین تلازم ہے اور متلازمین میں ایک کا ذکر ایسے محل پر دوسرے کے ذکر سے مستغنے کر دیتا ہے **اقول** بالکل لغو اور باطل ہے ضَرَبَ زیدٌ عمرواً میں اگر صرف نسبت صدوری کی مخالفۃ للواقع ثابت ہوگئی یا صرف نسبت وقوعی کی تو ہر ایک مخالفت بالاستقلال مؤثر ہے کذب قضیہ مذکورہ میں تو محل تردید میں ایک کا ذکر دوسرے کے

ذکر سے کیسے مستغنی کر دیتا ہے۔ صفحہ ۱۹۳ کا حاصل ۱ ترجیح کے لئے جو عبارت
ہے تقویت احد الطرفین سے دوسرے پر جس سے مقصود تصحیح صحیح و ابطال باطل ہوتا
ہے) چند شرائط ہیں ۱ تساوی فی الثبوت ۲ تساوی فی القوۃ ۳ صحابہ و تابعین
و تبع تابعین و من بعد ہم سب متفق تھے عمل بالراجح پر ۴ ترجیح کبھی اسناد کے رو سے
ہوتی ہے اور کبھی متن اور کبھی مدلول اور کبھی امر خارج کے رو سے ۵ قلت وسائط کی
اسناد میں اور روایت فقیہ کی اور ایسی ہی روایت عالم باللغۃ العربیہ کی یہ تینوں اسباب
ترجیح میں سے ہیں ۶ اور جو مراد پر بلا واسطہ دلالت کرتا ہو مقدم کیا جاتا ہے اُسپر
جو بالواسطہ دلالت کرے ۷ صحیحین کی احادیث مقدم سمجھی جائیں گی غیر صحیحین کی احادیث
پر حصول المامول من علم الاصول سے انتخاب کیا گیا ہے **اقول** کل
مرویات فی تحقق وفات المسیح بعد النزول مطابق و متمم و مؤید ہیں صحیحین کی
مرویات کے لئے کما مر فلا تعارض حتی یحتاج الی الترجیح ان میں فقہاء اور
علماء باللغۃ العربیہ کے نزدیک کوئی تخالف نہیں الا بحسب رائے چند عجمیوں کے جو
فقاہت اور وجوہ استنباط سے بالکل نابلد ہیں فلا یعبأ بہم۔ صفحہ ۱۹۴ کا مضمون غیر مکرر
اس جگہ پر مؤلف صاحب نے (مؤلف شمس الہدایت) ایک اور اپنا کمال ظاہر کیا
ہے اور وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کے اس قول پر (کہ کل مفسرین نے حتے کہ صاحب
کشاف نے بھی متوفیک سے معنے ممیتک کا لیا ہے) مؤلف صاحب فرماتے ہیں
کہ صاحب کشاف نے متوفیک کے معنے جو ممیتک لکھے ہیں اس معنے کو بسبب
لانے صیغہ تمریض کے خود ضعیف کر دیا ہے۔ ایہا الناظرون دیکھو یہ کس قدر دجل
عظیم مؤلف صاحب کا ہے کیونکہ صاحب کشاف نے جو قبل کے تحت میں ممیتک
لکھا ہے اسکو بقیود فی وقتك بعد النزول من السماء سے تو بھی مقید کر دیا
ہے پس وہ ممیتک جو مقید ہو بدیں قیود وہ قول صاحب کشاف کے نزدیک مرجوح
ہے نہ وہ ممیتک جو مقید ہو بقید حتف انفك لا قتلا باید بہم کے کیونکہ یہ
قول تو اول نمبر میں لکھا گیا ہے **اقول** ناظرین کو قاموس وغیرہ کتب لغت سے

معلوم ہو سکتا ہے کہ اہل لغت نے توفی کے لئے چند معانی لکھے ہیں جن میں سے موت بھی ہے اور استیفاء عمر بھی اور پورا پکڑنا اور پوری گنتی کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب معانی بوجہ اتحاد مقسم ایک دوسرے کے مقابل ومغائر ہوئے صاحب کشاف اور قاضی بیضاوی اور صاحب مجمع البحار وغیرہم نے ظاہر متوفیک کو جب دیکھا کہ بر تقدیر ارادہ معنے موت کے نص بل رفعہ اللہ الیہ اور احادیث متواترہ اور اجماع سے مخالف ہے تو انہوں نے حصول تطبیق کلی اس مسلک کو لیا کہ یہاں پر متوفیک بمعنی ممیتک کے نہیں تاکہ حصول تطبیق کلی قیود (فی وقتک) (بعد النزول من السماء) بلکہ متوفیک سے مراد ایک اور معنے ہے جس کو اہل لغت نے منجملہ معانی توفی کی موت کی طرح شمار کیا ہے وہ کیا مستوفی اجلک یعنے تیری عمر کو جو ابھی باقی ہے پورا کرنے والا ہوں کشاف کی عبارت یہ ہے متوفیك ای مستوفی اجلك ومعناہ انی عاصمك من ان یقتلك الکفار ومؤخرك الی اجل کتبته لك وممیتك حتف انفك لا قتلا بایدیهم صاحب کشاف (ومعناہ انی عاصمك من ان یقتلك الکفار) سے یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ مستوفی اجلک کنایہ ہے عصمۃ عن القتل سے اور عبارت (ومؤخرك الی اجل الخ) سے مقصود بیان لزوم ہے مابین استیفاء اجل اور عصمۃ عن القتل کے یعنے استیفاء اجل کی صورت یہ ہے کہ تجھ کو مہلت دینے والا ہوں اجل موعود تک اور یہ تاخیر اجل اس طرح پر نہیں کہ مہلت کے بعد پھر تجھے انہیں کے ہاتھ سے قتل کراؤں بلکہ تجھے بلا قتل اپنی موت سے مارونگا۔ عبارت مذکورہ میں جیسا کہ فقرہ (ومؤخرك الی اجل کتبته لك) در ضمن بیان معنے کنائی کے داخل ہے ایسا ہی فقرہ وممیتك حتف انفك لا قتلا بایدیهم) کا پس ثابت ہوا کہ صاحب کشاف نے متوفیک سے معنے موت کا نہیں لیا بلکہ مستوفی اجلک مراد رکھا ہے اور عبارت مذکورہ میں ممیتک وہ نہیں جو منجملہ معانی متوفی سے شمار کیا گیا ہے کیونکہ یہ بعطف بعید معطوف ہے عاصمک کے اور پس (معناہ) پر محمول ہوا گویا صورت ترکیب کی یہ ہوئی ومعناہ انی ممیتك یعنے معنے اس متوفیک

کا کیا ہے ممیتک ہے حال آنکہ مستوفے اجلک اور ممیتک بوجہ اتحاد مقسم قسیم ہیں ایک
دوسرے کے لئے جنکا حمل فیمابین جائز نہیں پس معلوم ہوا کہ یہ ممیتک ور ضمن بیان
معنے کنائی کے ذکر کیا گیا ہے یعنے ممیتک مقید بقیود (حتف انفک) (لا قتلا
بایدیھم) من حیث انہ مقید محمول ہے (معناہ) کے اوپر اور ظاہر ہے کہ
ممیتک مقید متوفے کا معنے نہیں نتیجہ یہ نکلا کہ یہ ممیتک جو کشاف کی عبارت میں واقع
ہے معنے متوفیک کے لئے نہیں اور یہ بھی اذہان صافیہ پر واضح ہو کہ کشاف کی
عبارت (وقیل ممیتک فی وقتک بعد النزول من السماء) میں ممیتک
چونکہ متعلق ہے متوفیک سے یعنے اُسکا معنے تصور کیا گیا ہے لہذا یہاں پر حمل کا لحاظ
مقدم ہوگا تقیید کے لحاظ سے الحاصل پہلی کلام میں ممیتک مقید محمول ہے اور پچھلے میں
ممیتک محمول مقید ہے مرزا صاحب وامروہی صاحب پر اب بھی باوجود اس تصریح
کے امید نہیں کہ کشاف کے مطلب کو پہونچیں مگر اور طلبار کے افادہ کے لئے لکھا جاتا ہے
قاضی بیضاوی کشاف سے لیکر متوفیک کے تحت لکھتے ہیں اے مستوفی اجلک
ومؤخرک الی اجلک المسمے عاصماً ایاک من قتلھم او قابضک من
الارض من توفیت مالی الخ اسکے حاشیہ پر شہاب لکھتا ہے لما کان ظاھرہ مخالفاً
للمشہور المصرح بہ فی الآیۃ الاخری (بل رفعہ اللہ الیہ) اوّلہ بوجوہ الاوّل
انہ کنایۃ عن عصمتہ عن الاعداء وما ھم فیہ من الفتک بہ لانہ یلزم من استیفاء
اجلہ وموتہ حتف انفہ ذلک انتھے موضع الحاجۃ ایہا الناظرون قادیانی وامروہی صاحبان
سے دریافت فرماویں کہ دجل یا جہل کس کا ہے اور کل مفسرین نے اجماعی عقیدہ کے مطابق لکھا ہے
یا نہیں کہانتک ان کو آیات واحادیث بلکہ صرف نحو تک بھی پڑھایا جاوے صفحہ ۱۵۹ کا حاصل
جھوٹی لاف **قولہ** صفحہ ۱۹۷ سطر اوّل اور مؤلف جو ایراد کرتا ہے کہ ایام الصلح کے اخیر
میں انکار فرشتوں کا کیا گیا ہے اسکا جواب صرف یہ ہے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین
اقول ایہا الناظرون شمس الہدایت کے صفحہ ۵۹ کے حاشیہ کو ملاحظہ فرماویں جسکی ۱۷ سطر
پر لکھا ہوا ہے (مرزا صاحب ازالہ اوہام میں متعلق تفسیر سورۃ القدر نزول ملائکہ کے قایل

ہیں ایام الصلح میں قریب اختتام کے اُس سے منکر ہوگئے) پھر ایام الصلح فارسی کے صفحہ ۱۱۶ سطر ۱۷ کو ملاحظہ کریں جسمیں عبارت ذیل مندرج ہے (این آیۃ کریمہ جہراً گویند نزول ومشی ملائکہ بر ہیئت رجال بنی آدم از عادۃ اللہ بنیست) پھر امر وہی صاحب سے دریافت فرماویں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کا مصداق کون ہوا۔ اب یہ دوسری[ل۱] دفعہ اپنے موہنہ سے ملعون ہو رہے ہیں کیا ابھی ہی حواس قائم نہیں رہے آگے چلیے صفحہ ۱۹۸ کا حاصل ۱ رفع جسمانی کو قرآن مجید نے اہل کتاب کی طرف منسوب کر کر نفی اور رد کیا ہے دیکھو آیت او ترقی فی السماء کو و یسئلک اہل الکتاب ان تنزل علیہم کتابا من السماء ۲ پیش گوییوں میں قبل از وقوع ملہم کی رائے بھی خلاف نفس الامر کی طرف مائل ہو جاتی ہے مگر قبل از وقوع کے ہے نہ بعد از وقوع دیکھو فذھب وھلی کو ۳ اہل کتاب اگرچہ قبل از واقعہ صلیب رفع مسیح بجسدہ العنصری کے قائل نہیں لیکن ابن عباس نے شائد اُسکو اُن کی غلطی خیال کر کر یہ وہم کیا کہ صحیح یوں ہے کہ یہ قصہ رفع کا قبل از واقعہ صلیب واقع ہوا ہے ۴ اثر ابن عباس بوجوہ مندرجہ ذیل ساقط الاعتبار ہے (۱) تعارض نصوص قطعیہ (۲) اس اثر کو ابن عباس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سماع فرماتے تو کسی نہ کسی حدیث مرفوع صحیح یا ضعیف میں اُسکا نشان اور پتہ ضرور ملتا (۳) اس اثر میں تین وہ مذاہب بیان کیے گئے ہیں جو اہل کتاب سابق کی ہی ہیں **اقول** ۱ او ترقی فی السماء سے مطلق رفع جسمی کا رد نہیں پایا جاتا کما بیّنا فی شمس الہدایت ہاں کفار کا سوال بہ نسبت صعود علی السماء وغیرہ کے منظور نہیں ہوا جسپر آیت سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا دال ہے ورنہ آیۃ سبحان الذی اسری بعبدہ الخ سے آپکا صعود اور بل رفعہ اللہ الیہ سے مسیح کی مرفوعیت ثابت ہے اور اسی پر کل اہل اسلام کا اجماع ہے اور سوال کفار کی عدم اجابت کی وجہ تو دوسری آیت میں بالتصریح بیان فرمادی گئی ہے وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بہا الاولون **ترجمہ** کسی شئے نے ہم کو ایسی آیات کے بھیجنے سے نہیں روکا بجز اسکے کہ اگلے کفار نے تکذیب کی اور ایمان نہ لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

ل۱ پہلی دفعہ مصلوبیت کی بحث میں ۱۲ منہ

والذی نفسی بیدہ لقد اعطانی ما سئلتم ولو شئت لکان الخ اُس ذات کی
قسم جسکے ہاتھ میں میرا وجود ہے جو تم نے مجھ سے مانگا ہے وہ مجھے اللہ نے دیدیا اور اگر میں چاہوں
تو وہ ہو جاوے الخ تفسیر ابن کثیر سورہ بنی اسرائیل اور قرآن مجید نے اس مسئلہ کو اہل کتاب
کیطرف منسوب نہیں کیا۔ کیا آپ آیتہ یسئلک اہل الکتاب ان تنزل علیہم کتابا من
السماء کا معنے یہ سمجھتے ہیں کہ اہل کتاب کا سوال یہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آسمان
پر چڑھ جاویں ہرگز نہیں ۔ ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب نے تصریح کی ہے کہ چونکہ
سلسلۂ تکوین میں آنحضرت صلے اللہ علیہ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہونا مقدر نہ تھا لہٰذا حکمت
الٰہیہ کا اقتضا ہوا کہ اُن واقعات کے احکام بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک
پر جاری ہوں جو قیامت تک ہونیوالے ہیں اور اُنکے متعلق حق تعالیٰ کی رضا یا عدم رضا
بھی ظاہر ہو تا کہ نعمت الٰہی تمام ہو اور حجت قائم ۔ پس وہ سب وقایع منکشف ہوگئے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض کی نسبت تو اسطرح خبر دی کہ گویا بظاہر چشم دیکھ
رہے ہیں اور بعض کی نسبت بہ تقریبات اطلاع دی تا کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
امت مرحومہ تاریکی میں نہ رہے انتہے ۔ میں کہتا ہوں احادیث نزول میں بھی بڑی بڑی
تاکیدات وبیان نشانات سے اسی لئے ارشاد فرمایا گیا ہے تا کہ امت مرحومہ جھوٹوں
مسیحوں سے بچے اور کشف عینی والی پیشگوئیوں کی یہی علامت ہے کہ ان میں بڑی توضیح
وتشریح وتاکید وبیان حلفی سے کام لیا جاتا ہے بخلاف کشف اجمالی کے کہ اُنمیں یہ
طرز بیان نہیں کیا جاتا چنانچہ فذھب وھلی الی انہ الیمامۃ ۔ کیونکہ اسمیں آپنے
پہلے سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ یمامہ ہی ہوگا لہٰذا یہ پیش گوئی کے اقسام میں سے نہیں
بلکہ صرف اظہار تھا اپنی رائے شریف کا ۔ الغرض نزول مسیح وغیرہ اشراط
الساعۃ والی پیشگوئیاں بوجہ ہونے اُنکے مناط احکام ورضاء وعدم رضاء وکفر وایمان
نہایت مہتم بالشان ہیں ان کو مقیس علیہا ٹھرانا دوسری اقسام کے لئے جہالت ہے
بلکہ اس خیبر کے یہودی کا مسلک ہے جسکے بارہ میں ارشاد کیا گیا تھا کیف اذ تعد وبک
قلوصک لیلا بعد لیل اور اس کو اُسنے آپ کو خوش طبعی پر حمل کیا تھا ۔ اور عمرؓ

نے اسکو بوجہ اس حدیث کے پیش گوئی قرار دینے کے خیبر سے جلا وطن کر دیا۔ کادیانی
مشن کا مسلک بھی اُس خیبر کے یہودی کا مسلک ہے فاروقی اور ایمانی مشرب نہیں
ہے ۳ اثر ابن عباس میں بہتیرے ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد یہ تاویل سوجھی جو بوجہ
مردود ہونے کے قابل تردید نہیں ✤ ع تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی ✤
ہمکو کوئی نص قطعی اس اثر کے معارض نہیں اہل فقاہت واہل لسان کی رائے کو عتبار
ہے۔ دیکھو اصول عشرہ کو اور سب اہل لسان اور صحابہ معراج جسمی کے قائل ہیں۔ اثر
ابن عباس میں چونکہ عقل ونقل از اہل کتاب کو دخل نہیں صرف اتنی ہی وجہ سے
حکم مرفوع میں ہو سکتا ہے دیکھو علم اصول کو۔ ایسے آثار کے مرفوع ٹھرانے میں یہ شرط
نہیں کہ مرفوعاً بھی مذکور ہوں۔ اگر مرفوع ہوتا تو حکم مرفوع میں ہونا کیا معنے رکھتا
اور اس اثر میں تین مذاہب اگرچہ اہل کتاب کے بھی مذکور ہوں۔ مگر بیان کنندہ
تو ابن عباس رضی اللہ ہے یعنے ابن عباس کا بیان ہے کہ عیسے ابن مریم کے اُٹھایا
جانے کے بعد تین گروہ مختلف المذاہب ہو گئے۔ ایہا الناظروں کیا اس بیان سے یہ
پایا جاتا ہے کہ اثر مذکور کا سارا ہی مضمون اہل کتاب کا مذہب ہو جائے ہرگز نہیں کیونکہ
اہل کتاب میں سے تو کوئی قبل از صلیب مسیح کے مرفوع الی السماء ہونیکا قائل نہیں واہ صاحب
کہاں کی کہاں لگا دیتے ہیں صفحہ ۱۹۷ سے صفحہ (۲۰۶ تک کے مضامین وہی ہیں
جنکی تردید گذر چکی ہے اور بعض کی تردید ادنی طالب العلم بھی کر سکتا ہی صفحہ ۲۰۶ سے ۲۱۱
تک کا حاصل زریب بن برثملا وصی عیسے والے یہ ایک واقعہ کشفی ہے **اقول** ایہا الناظرون
اس گریز کا بھی خیال کریں چونکہ محی الدین بن عربی رضہ کے کشفی معیار صحت کا انکار بوجہ
اقرار مندرج ازالہ کلام نہیں کر سکتے تو اب اسطرف کو بھاگے کہ یہ واقعہ صرف کشفی
تھا محی الدین عربی صاحب رضہ کی عبارت ذیل کو ملاحظہ فرمایا جاوے وہ اِس واقعہ کو کیا
ٹھہراتے ہیں دیکھو جلد اول صفحہ ۲۵۰ میں حدیث برثملا کی اول ۳ سطر پر لکھتے ہیں وفی زماننا
الیوم جماعۃ احیاء من اصحاب عیسے والیاس الخ یعنے ہمارے زمانہ موجودہ میں ایک جماعت
زندہ ہے عیسےٰ اور الیاس کے اصحاب میں سے اب ام وہی صاحب دریافت فرماوین

کہ حسب اقرار مندرج ازالہ کے محی الدین بن عربی صاحبؒ کا قول کیوں نہیں مقبول ہوتا اور کسی شخص کا اہل زمان سابق سے عظیم الجثہ ہونا یا اصحاب کہف کی طرح بغیر خوراک عادی کے زندہ رہنا کیوں مستبعد خیال کیا جاتا ہے صفحہ ۲۱۲-اور ۲۱۳ کا مضمون مکرر ہے صفحہ ۲۱۴-اور ۲۱۵-اور ۲۱۶-کا حاصل چونکہ صیغہ مضارع بحسب تصریح سید سند استمرار کے لئے ہوتا ہے لہذا الیومنن کا ترجمہ جو مرزا صاحب نے لکھا ہے یعنے (ایمان رکھتا ہے) صحیح ہوا کیونکہ استمرار میں ازمنہ ثلثہ داخل ہیں مثلا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اور من عمل صالحا من ذکر او انثے وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعلمون ولینصرن اللہ من ینصرہ والذین امنوا وعملوا الصالحت لندخلنھم فی الصالحین بر تقدیر ارادہ محض استقبال کہ ان آیات میں معنے فاسد ہوجاتا ہے کیونکہ ہدایت اور غلبہ اور احیاء اور جزا و نصرت اور ادخال دائمی ہیں مخصوص بزمانہ مستقبل نہیں افسوس کہ وہی پرانی باتیں مولوی محمد بشیر کے رسالہ سے لکھدیں جنکا جواب ہم نے مفصل پہلے سے لکھدیا ہے **اقول** سید سند کی تصریح کا یہ مطلب نہیں کہ ہر جگہ مضارع استمرار کے لئے ہوتا ہے اور نہ کسی علم معانی والے نے یہ لکھا ہے یہ صرف آپ کی خوش فہمی ہے سید سند کی عبارت ذیل کو ملاحظہ کرو فقد یقصد بالمضارع الاستمرار علی سبیل التجدد و التقضے بحسب المقامات (قد یقصد) اور (بحسب المقامات) کو غور فرمائیے مضارع پر قد افادہ تقلیل کے لئے ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی مضارع سے بدلیل مقام استمرار مقصود ہوتا ہے چنانچہ آیات خمسہ مذکورہ میں اور چونکہ مضارع مؤکد بالنون کا للاستقبال ہونا بھی بحسب قاعدہ مسلمہ مشہورہ کے ضروری ہے دیکھو متن متین وغیرہ تخلص لمستقبل طلبا وخبر مصدر بنا کید باللام نحو لیفعلن چنانچہ آیت میں بھی لیؤمنن خبر مصدر بتاکید باللام ہے لہذا افعال خمسہ مذکورہ میں معنی استقبال سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا تو معلوم ہوا کہ فعل مستقبل مستمر ہے

یعنے وہ فعل کہ جسکو کسی فعل کی نسبت مستقبل کہا جاتا ہے اور وہ اُسکے لئے بمنزلہ جزاء کے
ہی بہ نسبت شرط کے یا معلوم کے بہ نسبت علم کے) مستمر بھی ہے بباعث استمرار فعل مترتب
علیہ یا بوجہ استمرار اسکے علم کے پہلی آیت میں لنہدینہم اور تیسری میں فلنحیینہ بمعہ
معطوف کے اور چھٹی میں لندخلنہم بمنزلہ جزاء کے ہیں بہ نسبت جاھدوا
اور عمل اور امنوا کے ابن حاجب کہتا ہے واذا تضمن المبتداء معنی الشرط
فیصح دخول الفاء فی الخبر وذلک الاسم الموصول بفعلٍ وظرفٍ او النکرۃ الموصوفۃ بہما
اور دوسری آیت میں غلبہ بہ نسبت کتب یعنی قدر کے معلوم کے مرتبہ میں ہی اور تاخر و استقبال
معلوم کا بہ نسبت علم اپنے کے گو کہ بحسب الذات ہی ظاہر ہوتا ہی اور چوتھی آیت میں لینصرن اللہ
مترتب ہے ینصرہ پر اور آیت (لیومنن بہ) میں یہود کا ایمان کسی فعل پر مرتب نہیں تاکہ اُسکی نسبت سے
مستقبل کہا جائے اور نیز بوجہ خارج ہونے اُن اہل کتاب کے جو مسیح سے پہلے گذرے ہیں) پھر بھی استمرار
لیومنن کا نہیں ہو سکتا الغرض لیومنن کو از قبیل افعال مرتبہ علے فعل آخر سمجھنا اور آیات خمسہ
مذکورہ پر قیاس کرنا یہ اُنہیں نام کے نہ کام کے مولویوں کا کام ہی جنہوں نے علوم کو کسی اُستاد سے نہیں
پڑھا نعوذ باللہ من اناس تشیخوا قبل ان یشیخوا ایہا الناظرون امروہی صاحب سے
دریافت کریں کہ یہ وہی مولوی محمد بشیر کی پرانی باتیں ہیں یا مولوی محمد نذیر کے
نئے افادات چونکہ لیومنن میں استقبال بالنسبۃ الی امر آخر نہیں لہذا استقبال اسکا
بہ نسبت زمان نزول آیت کے ہوگا یعنی نزول کیوقت سے آیندہ کو ایمان بالمسیح متحقق ہوگا
اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آیت سے مراد ایمان لانا کتابی کا مسیح کے ساتھ عند
موت الکتابی نہیں کیونکہ یہ ایمان تو نزول آیت سے پہلے بھی ہر کتابی کا عند الموت
بالمسیح چلا آیا ہے لہذا متعین ہوا کہ آیت میں پیشگوئی ہی یعنے ہر ایک کتابی زمان آیندہ
میں عند نزول المسیح ایمان لائیگا اور عند نزول المسیح سے یہ مراد نہیں کہ فوراً مسیح کے اُترتے
ہوئے سب اہل کتاب مسلمان ہو جائینگے بلکہ جنکی موت علے الکفر مقدر میں ہی ان کے
ہلاک کیا جانے کے بعد کما ہو مدلول احادیث الجہاد باقی افراد موجودہ سب ایمان لائینگے
کما قال علیہ السلام وتکون الملل کلہا ملۃ واحدۃ اور یہ معارض نہیں آیت وجاعل الذین اتبعوک

فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ کیلئے کما زعم القادیانی والامر وہی کیونکہ صورت مذکورہ مین فوقیت کا تحقق بالاستیصال علے وجہ الکمال ہوگا چنانچہ بہ نسبت عرب شریف کے وارد ہوا ہے کہ عرب مین کوئی گہر نہین رہا جس مین اسلام داخل نہ ہوا ہو یعنے ہر ایک عربی مسلمان ہوگیا اور اسکی یہی صورت ہوئی کہ جنکی ہلاکت علی الکفر مقدر مین تہی ان کی ہلاکت کے بعد بقیہ اہل عرب سے ہر ایک عربی مشرف بالاسلام ہوا۔ ایسے تعارضات صرف خوش فہمی پر مبنی ہین ورنہ اہل لسان کے نزدیک حدیث مذکورا در آیت مذکورہ کے مابین کوئی تعارض نہین اگر ہے تو سلف کی نسبت ثابت کیا جاوے کہ وہ تعارض کے قائل ہوئے ہین اور حدیث مذکور کو بوجہ تعارض کے متروک الاعتقاد ٹہیرایا ہے ودونہ خرط القتاد۔ پس بحسب قاعدہ مسلمہ آپ کے جو اصول عشرہ مین ذکر کیا گیا ہے اہل لسان اور فقاہت کی روایت ودرایت مقبول کرنی چاہیئے فاندفع ماتوہم الامر وہی فی الصفحات العدیدۃ السابقۃ واللاحقۃ الغرض کل ڈکھوسلے ان کے خانہ زاد ہین قائل کی غرض کچھ اور ہوتی ہے اور یہ فرقہ کچھ اور ہی ہانکا جاتا ہے تعجب اس سے آتا ہے کہ ایسے بیانات پر جو صراحۃ مخالف ہون غرض قائل کے بڑے فخر اور تعلی سے چند حما مین بیٹھ کر دوسرون کو جاہل اور گدہا وغیرہ خیال کرتے ہین چنانچہ بر تملا وصی عیسی والی حدیث کے بعد صفحہ ۲۱۱ مین ہماری نسبت شعر ذیل لکھتے ہین ؎ گوش خر بفروش دیگر گوش خر ٭ کین سخن را در نیابد گوش خر ٭ اور پھر ہمارے پر سوال وارد کیا گیا ہے کہ کیا آپ کو وہ مذاکرہ بہی یاد ہے جو آیت ذیل مین مندرج ہے قال اللہ تعالے واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی شہدنا الخ جب آپ اس مذاکرہ کا یاد ہونا ثابت کر دکھائینگے تو ہمارے مسیح موعود اس آپکے مذاکرہ مطلوبہ کا وقوع بطور بروز کے ثابت کر دکہائینگے نتہے **اقول** واہ صاحب شاباش آپکی خوش فہمی پر کیا ہمنے آپکے مسیح سے یہ سوال کیا تہا کہ آپ کو شب معراج والا مذاکرہ یاد ہے تنا کو وہ حلوان مین نزول تک ٹہیرانے کا ارشاد کرتا یاد ہے یا نہین بلکہ سوال تو یہ تہا کہ اگر آپ سچے مسیح موعود ہین تو بحسب مذاکرہ شب معراج کے چاہیئے تہا کہ اپنے دجال کو بہادر ثانی قتل کیا ہوتا یا اپنے وصی بر تملا کو پتہ دیا ہوتا تاکہ وہ بہی قادیان مین

مین آپ کے شامل ہوتا الغرض سوال یاد داشت سے نہین تہا بلکہ وقوع وظہور علی حسب المذاکرۃ والارشاد) سے تھا۔ مگر آپکے نزدیک جواب اس کا کچھہ مشکل نہین کیونکہ الکنایۃ والمجاز ابلغ من الحقیقہ) مین امروہی صاحب کو بڑی مشاقی ہے تو جوابا کہہ سکتے ہین کہ مسیح بروزکے طور پر قادیانی صاحب تھے اور برتملا بطریق بروز مین تھا اور کوہ حلوان بروزی امروہہ ہے مسیح اقدس کے قبل از ظہور فی القادیان وصیت تہی کہ ہمارے نزول فی القادیان تک تم کوہ حلوان یعنے امروہہ مین ٹہیرو اور کسی انسان کا عظیم الراس والجثہ ہونا چونکہ بحسب استبعاد امروہی صاحب کے ممکن یا مکان وقوعی نہین لہذا حدیث مذکور مین جو کہا ہے کہ برتملا کا سر چکی کے پاٹ کی طرح اُس سے مراد بطریق کنایہ کامل العقل رکہا گیا ہے اور آیت واذاخذ ربک من بنی آدم الخ کے مطابق ہم سے دریافت کرنا چاہیئے کہ یوم میثاق کے مطابق شہادت بالتوحید والربوبیۃ ظہور مین آئی ہے یا نہین تو جوابا معروض ہے کہ الحمد للہ والمنتہ کہ جنانچہ اس واہب العطیات نے محض فضل وکرم کے ذریعہ سے یوم میثاق مین ہم سے بلی شہدنا کہلوایا تہا اسی طرح اس عالم مین بہی اُس شہادت سے رطب اللسان بمسرور الجنان ہین ولنعم ماقیل

شربنا علی ذکر الحبیب مدامۃً سکرنا بہا من قبل ان یخلق الکرم

ولنعم ماقیل

لقد قلت فی مبدء الست بربکم	بلی قد شہدنا والولا متتابعُ
فیا حبذا تلک الشہادۃ انہا	تجادلُ عنی سائلی وتُدافعُ
وانجو بہا یوم الورود فانہا	لقائلہا حرزٌ من النار مانعُ
ہی العروۃ الوثقی بہا فتمسّکی	وحسبی بہا انی الی اللہ راجعُ
فیا رب بالخل الحبیب محمد	نبیک وہو السید المتواضعُ
انلنا مع الاحباب رویتک التی	الیہا قلوب الاولیاء تسارعُ
فبابک مقصود وفضلک زائدٌ	وجودک موجود وعفوک واسعُ

صفحہ ۲۱۷ سے ۲۲۲ تک کی تردید کی حاجت نہین صفحہ ۲۲۳ سے ۲۲۵ تک کا حاصل ساری اہل زمین ہدایت اور اتفاق ان کا ملت اسلام پر کما ہو المفہوم من قولہ علیہ السلام وتکون الملل

کلہا امۃ واحدۃ) مشیئت آلہیہ کے محض خلاف ہے لقولہ تعالے ولو شئنا لآتینا کل نفسٍ
ھدٰیھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین ایضًا قال تعالےٰ
ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذالک
خلقھم وتمت کلمۃ ربک لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین **اقول** پہلی آیت کا مفاد
یہ ہے کہ ہم کو چونکہ جنون اور آدمیون سے جہنم کا بہرنا حسب الوعد منظور ہے لہذا ہر ایک کو ہم نے
ہدایت عطا نہین کی ورنہ اگر ہم چاہین تو ہر ایک کو ہدایت دیسکتے ہین ایہا الناظرون انصاف
فرماوین کیا جہنم کا بہرنا بغیر اس کے کہ زمان مسیح کے لوگ مختلف ہون) نہین ہوسکتا بیّنوا
توٴجروا اور دوسری آیت مین بحسب استثنا رمن رحم ربک کے مرحومین کا اتفاق ایک
ملت پر ہوسکتا ہے رہے غیر مرحومین سو وہ جب تک زمین پر موجود ہونگے مختلف ہی
رہینگے اور (لا یزالون) کا مقتضٰی یہ نہین کہ غیر مرحومین سے زمین کسی وقت خالی نہوگی
کیونکہ لایزال کا مدلول صرف اتنا ہی ہے کہ محمول منفک نہین موضوع سے یعنے کوئی وقت وجود
موضوع (غیر مرحومین) کا اختلاف سے خالی نہین دیکہو قولہ تعالے لا یزال بنیانہم الذی
بنوا ریبۃ فی قلوبہم جس کا مدلول اسی قدر ہے کہ شک کا انفکاک بنیانہم (انکی عمارتون) سے
تاحین حیات اُنکے متصور نہین ہان اگر مرگئے تو چونکہ خود ہی نہ ہونگے اُن کا شک بہی نہ ہوگا
کما قال اللہ تعالے الا ان تقطع قلوبہم مگر یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے کٹ جاوین دل اُن کے یعنے
مرجاوین پس زمان مسیح موعود مین چونکہ غیر مرحومین ہی نہ رہینگے تو اُن کا اختلاف کیسا ہوگا اس مقام
پر امروہی صاحب نے ہماری طرف یہ منسوب کیا ہے کہ بحسب قاعدہ مخترعہ مؤلف کے قرآن مجید
مین جس جگہہ ایسا استثنا الا کیساتھ آیا تو وہ آیت مؤلف کے نزدیک زمانہ مسیح ہی کے ساتھ
مخصوص ہے) **اقول** ایہا الناظرون انصاف فرماوین کہ کس قدر دجل یا جہالت ہے
یہ تفریع تو امروہی صاحب کی خوش فہمی پر مبنی ہے کیونکہ من رحم ربک) کو آپ نے محصور کر رکہا
ہے انہین مرحومین مین جن کے زمانہ مین مسیح کے زمانہ کی طرح کوئی غیر مرحوم باقی نہ رہا ہو حالانکہ
من رحم ربک شامل ہے اُن کو اور نیز اُن مرحومین کو جن کے زمانہ مین غیر مرحومین بہی
موجود ہون فانہ نعم الابرار بقولہ تعالی والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا

وبقولہ تعالی ثم رددناہ اسفل سافلین الا الذین آمنوا اور پہر ہمارے پر یہ اتہام لگایا گیا ہے
کہ مؤلف شمس الہدایت کے نزدیک مستثنی منہ حرف استثنا کے لانے سے کل مستثنی ہو جاتا
ہے **اقول** یہ بھی آپ کی اسی خوش فہمی پر مبنی ہے جو ابھی بیان ہو چکی ہے فلا یرد
ما اوردہ بقولہ تعالی سنقرئک فلا تنسی الا ما شاء اللہ اور پہر الا من رحم ربک کو
برتقدیر استثنا منقطع کے عبارت ملائکہ سے ٹہیرا کر اعتراض کیا ہے حالانکہ صورت انقطاع
مین بہی من رحم ربک سے انسان مراد ہین نہ ملائکہ دیکھو بیضاوی (الا من رحم ربک) الا
ناسا هداهم اللہ من فضلہ فاتفقوا علی ما ھو اصول دین الحق والعمدة فیہ انتہی موضع الحاجہ
اسیر شہاب حاشیہ بیضاوی مین لکہتا ہے (فالاستثناء منقطع) ایہا الناظرون ہم کب تک
انکو پڑہا دین امروہی صاحب کو لازم تہا کہ پہلے کسی عالم سے شمس الہدایت کو پڑہکر اس کوچہ مین
قدم رکہتا ناحق اُسکو رسوا ہونا پڑا صفحہ ۲۲۶ سے ۲۳۲ تک کا حاصل ان صفحات مین اُس
وجہ تطبیق کو رد کرنا چاہا ہے جو شمس الہدایت مین احادیث حلیہ مسیح ابن مریم کے متعلق لکہی
گئی ہے یعنے سُرخ رنگ سے مراد کم درجہ کا سُرخ جسے گندمی رنگ ہی کہہ سکین اور گھونگر والے
بال سے مراد کم گہونگر والے جن کو بہ نسبت اہل حبش کے سیدہے بال کہہ سکین لکہتے
ہین کہ اس تاویل کو خود حدیث متفق علیہ رد کر رہی ہے عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال ارانی اللیلۃ عند الکعبۃ فرأیت رجلا آدم کاحسن ما
انت راء من ادم الرجال الحدیث جس کے معنے مین نہایت عمدہ گندمی رنگ آدمی ظاہر ہے
کہ سُرخ رنگ والے کو عمدہ رنگ گندمی نہین کہا جاسکتا **اقول** (عمدہ گندمی رنگ) یعنے
کمال گندم گونی یہ آپ کی خوش فہمی ہے حدیث کے ٹکڑے (کاحسن ما انت راء من
ادم الرجال) کا یہ معنی نہین بلکہ اسکا معنے یہ ہے گندم گونون مردون مین سے زیادہ خوبصورت
آپ نے زیادت کو جو احسن افعل تفضیل سے مفہوم ہوتی ہے گندم گونی کے ساتھ لگا دیا پہر فرماتے
ہین کہ سبط چونکہ نقیض ہے جعد کی لہذا ایک کا اطلاق دوسرے پر جائز نہین **اقول**
جعد کلی مشکک ہے اس کا اطلاق مراتب مختلفہ پر آتا ہے اور ایسا ہی سبط بہی پس ہر ایک
مرتبہ کا اطلاق اپنے مقابل پر نہین آتا جو مساوی فی الدرجہ ہے نہ مطلقاً اب لٹھ یا خاصہ کو

بہ نسبت اطلس کے خشن کہہ سکتے ہین اور بہ نسبت کمل بھورا کے لین اور نرم ایسا ہی کم جودت والے کو بہ نسبت غایت مرتبہ کی جودت والے کے چنانچہ حبشی وزنگباری سبط الراس کہہ سکینگے پہر لکھتے ہین کہ دوسری روایت بہی اس تاویل رکیک کو باطل کرتی ہے اور وہ یہ ہے عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم ورائیت عیسی رجلا مربوع الخلق الی الحمرۃ والبیاض ظاہر ہے کہ جو رنگ گندمی ایسا ہو کہ مائل ہو سرخی اور سپیدی کی طرف اسکو بہی احمر یا سرخ نہین کہا جا سکتا **اقول** ایہا الناظرون غور فرماوین یہ روایت تو ہماری ہی تاویل کی موید ہے کیونکہ جب سرخی وسپیدی ملی ہوئی ہون تو اس صورت مین بلحاظ اختلاف جہت واعتبار کے آدم بہی کہا جاتا ہے اور احمر بہی امروہی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ حدیث ضرور ہمارے مسیح اقدس کو ملے مگر ہنوز دہلی دور ست خواص والہامات وغیرہا جو پہلے اسی رسالہ مین لکھے گئے مین قادیانی صاحب کو محروم رکھتے ہین آپ کا جغرافیہ وطب وغیرہ دیگر تالیفات یا تحریفات صرف چند حمقا کو دہوکا دیسکتے ہین لہذا کسی اہل علم نے آپکے خرافات کو آج تک گوز شتر سے زیادہ وقعت نہین دی اس مقام پر ہم اسی قدر جواب مین کافی سمجھتے ہین ایہا الناظرون شمس الہدایت اور شروح حدیث کو بالمقابل رکھہ کر ملاخطہ فرمائے ان صفحات کے بقیہ مضامین کو طلبہ بہی اُڑا سکتے ہین صفحہ ۳۳ کا حاصل شمس الہدایت مین جو لکہا ہے کہ **حدیث** لوکان العلم معلقا بالثریا لنالہ رجل من ابناء الفارس کا مصداق سلمان فارسی ہے اسپر فرماتے ہین کہ شرم شرم صحیحین کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ (واخرین منہم لما یلحقوا بہم) جب اُتری تو صحابہ رض نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہین تو آپنے سلمان فارسی کے کندہے پر ہاتھ مبارک رکھکر فرمایا لوکان الایمان معلقا عند الثریا لنالہ رجال من ھؤلاء اور سلمان فارسی چونکہ صحابی تہے لہذا ہرگز نہین ہوسکتا کہ وہ لما یلحقوا بہم کے مصداق بنین **اقول** شمس الہدایت مین تو اس حدیث کی نسبت نہین لکہا گیا کہ اسکا مصداق سلمان فارسی ہین بلکہ لوکان العلم معلقا بالثریا لنالہ رجل من ابناء الفارس کے متعلق کلام ہے اور صفحہ ۶۷ سطر ۴ مین عبارت ذیل (مصداق ہونا اُس حدیث کا ثابت ہوتا ہے) سے مراد یہی حدیث ہے نہ صحیحین کی

حدیث الغرض صحیحین والی حدیث کے نقرہ (فوضع النبی صلے اللہ علیہ وسلم الخ) کو
قرینہ ٹہیرایا گیا ہے اسپر کہ غیر صحیحین والی حدیث مین مراد رجلٌ سے سلمان فارسی ہے دیکھو
شمس الہدایت صفحہ ۷۵ تو اس حدیث مین (رجل) سے مُراد یا تو واحد شخصی ہے اور یا جنس
فارسی بر تقدیر اول یہ حدیث جواب سوال (من ھؤلاء یارسول اللہ) کا بوجہ جمعیت (آخرین)
اور (ھؤلاء) کے نہین ہو سکتے تا کہ سلمان فارسی بوجہ (لما یلحقو بہم) کے مصداق اس حدیث
کا نہ بن سکے بلکہ آپ کا ارشاد سلمان فارسی کے کندہے پر ہاتھ رکھکر فرمانا کما فی حدیث
الصحیحین یہ دلیل ہے اسپر کہ مراد رجلٌ سے لنالہ رجل والی حدیث مین سلمان فارسی ہے
اور بر تقدیر ثانی لنالہ رجل اور لنالہ رجال کا مآل ایک ہوگا اس صورت مین بقرینہ
واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم اور سوال من ھؤلاء یارسول اللہ کی دونون حدیثون کا مصداق
اہل فارس مین سے وہی ہونگے جو شرفت صحبت سے مشرف نہین اس شق کا ذکر بوجہ ثانی
مین کیا گیا ہے دیکھو شمس الہدایت کی عبارت ذیل (اور ثانیا اگر بلحاظ جمعیتہ لفظ رجال
اور ہؤلاء کے جنس مراد ہو) یعنے لفظ رجلٌ سے جو (لنالہ رجل) مین واقع ہے اگر کہا جاوے
لنالہ رجلٌ اور لنالہ رجال کا ارشاد پاک بجواب سوال (من ھؤلاء یارسول اللہ) کے ہی ہوا
ہے لہذا رجلٌ سے مراد بالتعیین جنس فارسی ہے نہ واحد شخصی تو جواباً گذارش ہے کہ شمس
الہدایت کی عبارت کا مطلب ابطال دلیل خصم کا ہے بجمیع شقوقہ ومحتملاتہ پس
امروہی صاحب کا شرم شرم گو شَرَمْ شَرَمْ شَرَمْ ہے کہ العلم خیر والجہل شر قضیہ
مسلمہ ہے الحاصل قادیانی کسی صورت مین اس حدیث کا مصداق نہین ہو سکتا کیونکہ اس نے
بجائے (لانے اور اتارنے) کے علم کو گم کرنا چاہا ہے صفحہ ۴۳۲ کا حاصل خراسان فارس
کا ایک صوبہ ہے اور سمر قند خراسان مین ہوا تو سمر قند فارس مین ہی ہوا لہذا قادیانی صاحب
سمر قندی الاصل اور فارسی الاصل ہوئے۔ آپ کسی ایک مسئلہ حضرت اقدس کو بتا دین
کہ وہ کتاب و سُنت سے کیا مخالفت رکہتا ہے۔ ہمارا مسیح موعود اپنے دعوے پہ کتاب
اللہ وسنت صحیحہ رویا اور مکاشفات صالحین امت بیان کرتا ہے آسمان و زمین
اس کے دعوےٰ کی تصدیق کر رہے ہین **اقول** اصلی عبارت شمس الہدایت کی یہ ہے

داور سمرقند نہ خراسان سے ہے نہ فارس سے) دیکھو فہرست اغلاط اور اس عبارت مین نفی
فارس کی تو ظاہر ہے کہ بمقابلہ مضمون مندرج ازالہ اوہام کے ہے اور نفی خراسان کی بہ نسبت
اُس تقریر یا تحریر کے ہے جو شمس الہدایت کے لکہنے کے ایام مین کسی صاحب نے پیش کی تہی چنانچہ
آیۃ (وانہم میتون) کے متعلق جو مرجع (ہم) کا انبیا بر خلاف سیاق آیت کے قصر المسافۃ
وعلی سبیل التسلیم لکہا ہوا ہے وہ بہی قادیانی صاحب کے ایک مخلص کی طرز بیان کے فرض
تسلیم پر مبنی ہے والا قادیانی کے تصنیفات مین کسی مقام پر آیت مذکورہ کا بیان اس طور پر
نہین دیکہا گیا الحاصل بعض مضامین مین مخاطب قادیانی صاحب ہین اور بعض مین انکے
احباب جنہون نے انہین ایام مین اسکی جانب سے ہمارے سامنے گفتگو کی تہی ایہا الناظرو
شمس الہدایت کا اعتراض قادیانی پر باقی ہا یعنے حدیث (رجل من ابناء فارس) کا بوجہ سمرقندی
الاصل ہونے کے مصداق نہ بنا کیونکہ سمرقند فارس سے نہین دیکہو نقشجات اور نیز قادیانی علم
کو زمین سے اُٹہانے کی وجہ سے اس حدیث کا مصداق ہرگز نہین ہو سکتا صفحہ ۲۳۷ کا
حاصل آیۃ سبحان ربی کے متعلق لکہتے ہین کہ ہم کب کہتے ہین کہ آیت ما نحن فیہا مین جو
امور مذکور ہین وہ بہ نسبت قادر مطلق کے ممتنع ہین کلا وحاشا ونعوذ باللہ منہ **اقول**
جب آپ کو ان جملہ اُمور مندرجہ آیت کا جن مین سے آسمان پر صعود بجسدہ العنصری بہی ہے
عدم امتناع مسلّم ہے تو اب ہم کو کچھ ضرورت نہین رہی کہ اسپر کلام کرین صرف اتنا ہی کہتے
ہین کہ اس آیت سے حسب اقرار آپکے عدم امتناع صعود علی السماء بالجسم العنصری کے ثابت
ہوا اور آیۃ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ الخ اور بل رفعہ اللہ الیہ سے وقوع صعود بجسم العنصری
ثابت ہے اور ازالہ مین جو قادیانی نے نئے اور پُرانے فلسفہ کے رو سے صعود علی السماء
بالجسم العنصری کو ممتنعات سے لکہا ہے بالکل واہی اور لغو ہے کیونکہ برودت اور حرارت

ہٹ آپنے اپنے نبی کی کل کارروائی غت ربود کر دی دیکہو ازالہ ج اول صفحہ ۳۷ سطر ۳ انا نخلکم
ایک یہ اعتراض ہے کہ نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے
کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بہی پہنچ سکے الخ
منہ

لوازم عادیہ مین سے ہین ہوا اور نار کے لئے جن کا انفکاک بشہادت قولہ تعالے قلنا
یانار کونی بردا و سلماً علیٰ ابراهیم) ثابت ہے ایہا الناظرون جب اللہ تعالے کو کسی اپنے
بندہ کا آسمان پر لیجانا منظور ہو تو کیا کرہ زمہریر یہ اور ناریہ پہر بہی اپنی برودت اور حرارت
کی روسے اس انسان کے لئے مہلک ہو سکتے ہین ہرگز نہین فسبحان الذی بیدہ
ملکوت کل شئ والیہ ترجعون اور اسی قبیل سے ہے قادیانی کا زعم ذیل (کہ در
صورت رفع علی السمآء بوجہ حرکت آسمانون کے مسیح کو دائمی عذاب مین مبتلا ہونا لازم آتا ہے
کیونکہ اس زعم کی بنا چونکہ آسمانون کے متحرک ہونے وغیرہ پر ہے جو شرعاً ثابت نہین بلکہ
اخبار و آیات اس کے خلاف پر ناطق ہین قال اللہ تعالی ویحمل عرش ربك فوقہم
یومئذ ثمانیہ وفی الجزان لہ قوائم ہان کواکب کا متحرک ہونا قرآن کریم سے پایا جاتا ہے
قال اللہ تعالی لا الشمس ینبغی لہا ان تدرك القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلك
یسبحون - وقال فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس - وقال کل یجری الی اجل مسمّٰی لہذا
اہل اسلام کے نزدیک قابل اعتبار نہین الغرض معراج جسمی ور رفع جسمی ایک اجماعی عقیدہ ہے
جس کے خلاف پر نہ نقل اور نہ عقل شہادت دیتے ہین اے مؤلف تمکو ہمارے حبیب پاک
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول رب العالمین افضل الاولین والآخرین سے کیا عداوت اور دشمنی
ہے جو آپکے معجزات اور احادیث وفضیلت کلیہ کا انکار کرتے ہو بلکہ قادیانی کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل مانتے ہو قادیانی اگر کہے کہ یہہ پیشین گوئی ہرگز نہ ٹلے گی
تو ایمان لے آتے ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گویون مین اُس خیبری
یہودی کی طرح کیا کیا رنگ دکھاتے ہو تلك اذا قسمۃ ضیزیٰ اور بجاے اُس نبی
کے جو بباعث کمالات اپنے کے شرع محمدی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کی خدمت بجالانے
کا استحقاق رکہتا ہے اور اس منصب خادمیت کو اپنے لئے سعادت سمجہتا ہے)
ایک ایسا نامعقول کھڑا کرتے ہو جو تمہاری طرح علوم نقلیہ وعقلیہ سے بے بہرہ ہے
صفحہ ۲۳۹ اور ۲۴۰ کا حاصل ۱ ہم کب کہتے ہین کہ زمین پر کوئی فرشتہ متمثل بصورت بشری
نہین ہوا ۲ حدیث دمشقی کو جس مین نزول مسیح ملائکہ کے کندہون پر ہتھیلی رکھے ہوئے

مذکور ہے اُسکی تکذیب آیات ذیل کر رہی ہین یوم تشقق السماء بالغمام و نزل الملئکۃ
تنزیلا۔ ایضاً ہل ینظرون الا ان یاتیہم الملئکۃ او یاتی ربک الخ۔ ایضاً وقالوا
لولا انزل علیہ ملک ولو انزلنا ملکا لقضی الامر ثم لا ینظرون **اقول**
دیکھو ایام الصلح صفحہ ۱۰۶ سطر ۱۷ این آیہ کریمہ جہراً گوید نزول و مشی ملائکہ بر ہیئت رجال بنی آدم
از عادت آلہیہ نیست انتہی ملخصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث دمشقی مین صرف
اتنا ہی فرمایا ہے کہ نزول مسیح ملائکہ کے کندھون پر ہتھیلی رکھی ہوئی ہوگا اس سے یہ لازم
نہین آتا کہ اُسوقت کے موجودہ لوگ بھی ضرور اُنکو دیکھینگے جائز ہے کہ یہہ نزول اس
طرح پر ہو جیساکہ نزول ملائکہ کا سور قرآنیہ کے ساتھہ ہوتا رہا ہے جنکا مشاہدہ آپ ہی کے
ساتھ مخصوص ہے یا خواص مین سے کسی کو ہوتا ہو یا جیساکہ رفع جنائز ولاشین بعض صحابہ
کا ملائکہ سے ہوا ہے کما مر فی قصۃ عامر بن فہیرہ وغیرہ پھر ہم کہتے ہین کہ ان ملائکہ کا نزول
صورت بشری مین بھی متصور ہو سکتا ہے اور آیۃ ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا وللبسنا علیہم
ما یلبسون چونکہ رسول ملکی کے شان مین وارد ہے دیکھئے اس سے یہ مراد ہے کہ اگر کسی
فرشتہ کو رسول بنا کر لوگون کی طرف بھیجا جاوے جیساکہ کفار کا سوال ہے تو یہ بھیجنا عبث
و فضول ہے کیونکہ پھر بھی اُنکو اشتباہ باقی رہیگا) لہذا یہ آیت حدیث دمشقی کی مکذب نہین
دیکھو حدیث احسان مین جبرئیل علیہ السلام بصورت بشرے نازل ہوئے اور صحابہ نے بھی
اُنکو دیکھا ایسا ہی بہتیرے مواضع مین تو کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ اس حدیث کی مکذب آیت مذکورہ
ہے ہرگز نہین اور آیات مذکورہ مین اُس نزول اور اتیان کا ذکر ہے جو کھلے طور پر بغیر صورت
بشری کے ہو جو مخصوص بیوم الحشر ہے اے مؤلف صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی احادیث کو مان لو اور اُن کفار کی طرح انتظار نہ کرو جن کا ذکر ایۃ ۲۰۱ مین فرمایا گیا ہے کہ
ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ الخ اور ہل ینظرون الا ان یاتیہم الملائکۃ۔ انکو کہ پھر
ایمان لانا نافع نہ ہوگا قال تعالی لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن امنت من قبل اے مؤلف
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تم کو اور تمہارے مرشد کو کیا عداوت ہے کہ ہر ایک حدیث کو
یا تو مخالف نصوص قرآنیہ کے ٹھیرا دیتے ہو اور یا تحریف صریح کر دیتے پھر اخیر مین ہمارے

ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام والملئکۃ وقضی الامر والی اللہ ۱۲

مرزا صاحب کی پچگونی کا حق آپ خوب ادا کر سکتے ہین حضرت کے نزدیک ساری کتاب مین ایک جگہ بھی تو اس کو فائدہ پہنچا ہو ۱۲

اقول براالزام لگاتے ہین (اور اصل بات تو یہ ہے کہ آپ عالم ملائکہ کے بالکل منکر ہین)
جب ہمنے شمس الہدایت مین بدلائل کثیرہ ملائکہ کا نزول اور وجود بمقابلہ انکار قادیانی کے
کر دکھایا تو مروہی صاحب سے اور کچھ بن نہین پڑی اخیر مین بحکم **بیت** وقت ضرورت چو نماند
گریز + دست بگیر د سر شمشیر تیز + لاجواب ہو کر یہ کہدیا واہ صاحب جواب اسکا نام نہین بلا وجہ
اور بغیر ثبوت کسیکو متہم کرنا ہے تو ہر جگہہ مین تمہارے قادیانی کی عبارتین بحوالہ کتاب و صفحہ
وسطر نقل کر دین ہین صفحہ ۱۴۱ سے ۱۴۴ تک کا حاصل ۱ اگر حضرت نوحؑ کی عمر ۱۴۰۰ برس
کی اور حضرت آدم علیہ السلام کی ۹۳۰ سال کی ہوئی وکذا وکذا تو اس سے کب لازم آتا ہے
کہ حضرت عیسی کی عمر بھی دو ہزار برس یا زائد کی ہوگی **شعر** چہ خوش گفت ست سعدی
در زلیخا۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا + ۲ جس زمانہ کے لوگون کی عمرین سو برس
تک کی ہووین تو ہر ایک اہل عقل اور سمجھ والا یہ بھی سمجھ لیویگا کہ اسّی یا نوّے سال مین
نکوس اور واژگونی اون کو پیدا ہو جاویگی ۳ حدیث صحیح سے حضرت عیسی علیہ السلام
کی عمر ایک سو بیس برس کی ثابت ہے ۴ مولف شمس الہدایت نے جو اصحاب کہف
کے لئے عمر آیت ولبثوا فی کھفہم ثلث مأۃ سنین سے قطعی طور پر مقرر فرمائی ہے
کیا مؤلف نے آیت واللہ اعلم بما لبثوا قرآن مین نہین دیکھی ۵ اصحاب کہف
کی عمر سے حضرت عیسٰی کی عمر مزعوم ثابت نہین ہو سکتی **اقول** (۱) حضرت ہمنے کب
کہا ہے کہ نوحؑ اور آدمؑ وغیرہما کی عمر سے لازم آتا ہے کہ عیسی علیہ السلام کی عمر دو ہزار برس کی
ہو ہمنے تو چند اشخاص کی عمرین اُس استبعاد کے دفع کرنے کے لئے لکھین ہین جسکو
قادیانی بعبارت ذیل بیان کیا ہے (فکیف ننکہ الی دو ہزار سنہ زندہ اش گذاشتند
ایام الصلح فارسی صفحہ ۱۳۰ سطر ۱۹ اب ان خوش فہمی جواب لکھنے پر آمادہ کیسے ہو گئے ہین اب
تو آپ کی لسان الحال شعر ذیل پڑھ رہی ہے **شعر**

الا یا ایہا المرزا نہین ایستادہ اسم ہین ۔۔۔ جواب آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا +
مرا در منزل مرزا چہ امن و عیش چون ہر دم ۔۔۔ صلاح الوقت میگوید کہ بر بندید محملہا

(۲) قادیانی صاحب سے سوال تو یہ کیا گیا تہا کہ آپ نے اسّی یا نوّے سال کی قید کو مدلول آیت کا

کیسا ٹھیرایا ہے دیکھو ایام الصلح صفحہ ۱۲۰ آیت ذیل (ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق) کے
تحت میں (چہ از قرار این آیت ہر کہ بہ ہشتاد و نود رسیدہ بالغ شود ادراکنوس و واثہ گونی
بہ آفرینش اول حاصل آید) (از قرار این آیت) کا فقرہ محل استشہاد ہے ایہا الناظرون
کیا سوال مذکور کا جواب یہ ہو سکتا ہے (جس زمانہ کی عمر الخ) ہرگز نہیں کیونکہ یہ مضمون
آیت مذکورہ کا مدلول نہیں بلکہ اس سے خارج ہے اور بر تقدیر تسلیم مفہوم آیت کا چونکہ اہل ہر
زمانہ کو شامل ہے لہذا اسّی یا نوّے سال کی قید کا خصوص اسکی غرض کے لئے منافی ہوگا
۳ حدیث صحیح سے حضرت عیسیٰ کی مدت مکث قبل الرفع ۳۳ سال ہے دیکھو ابن کثیر صفحہ
۲۴۵ میں فانہ رفع ولہ ثلث وثلثون سنۃ فی الصحیح وقد ورد ذلک فی حدیث فی
صفتہ اہل الجنۃ انہم علی صورۃ ادم ومیلاد عیسے ثلث وثلثین سنۃ واما ما حکاہ
ابن عساکر عن بعضہم انہ رفع ولہ مائۃ وخمسون سنۃ فشاذ غریب بعید انتہی اور
طبرانی نے باسناد جید انس رض سے روایت ۳۳ سال کو ذکر کیا ہے واخرج الطبرانی
بسند جید عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدخل اہل الجنۃ علی
طول ادم ستین ذراعا بذراع الملک وعلی حسن یوسف وعلی میلاد عیسی ثلث
وثلثین سنۃ الخ - بدور السافرۃ صفحہ ۲۷۲ اور خازن ابن سعید احمد حاکم نے اسی روایت
کو صحابہ کرام کی طرف منسوب کیا ہے قال ابن عباس ارسل اللہ عیسے علیہ السلام
وھو ابن ثلثین سنۃ فمکث فی رسالتہ ثلاثین شہرا ثم رفعہ اللہ الیہ تفسیر خازن
صفحہ ۵۰ واخرج ابن سعد واحمد فی الزھد والحاکم عن سعید بن المسیب قال رفع
عیسی ابن ثلث وثلثین سنۃ درمنثور جلد ثانی صفحہ ۳۶ - (۴) شمس الہدایت میں اصحاب
کہف کا ۳۰۹ برس تک سونا ذکر کیا گیا ہے جو ترجمہ ہے آیۃ ولبثوا فی کہفہم ثلث
مائۃ سنین وازدادوا تسعًا کا دیکھو شمس الہدایت صفحہ ۸۱ سطر ۱۶ خدا کے بندے کسی
وقت تو سچ بولا کرو - ایہا الناظرون مؤلف صاحب سے دریافت فرماویں کہ کیا آیۃ واللہ
اعلم بما لبثوا - معارض ہے آیت ولبثوا فی کہفہم ثلث مائۃ سنین وازدادوا تسعًا
کے لئے ہم کہانتک ایسے جاہلانہ تعارضات کا دفعیہ لکھتے رہیں امروہی آپکی ساری کتاب کا حاصل

ایام الصلح صفحہ ۱۲۰ سطر ۷

سوا آویز گریز بہتان کج فہمی کے اور کچھ نہیں صفحہ ۲۸۴ اور ۲۸۵ کا حاصل حضرت عیسے
آیۃ ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر کی دو شقون مین سے اگر شق ارذل
العمر مین داخل ہین تو بالضرور لکیلا یعلم بعد علم شیئاً کے مصداق ہوگئے ہونگے تو پہر
دوبارہ آکر کیا کاروائی کرسکینگے ۲ اسجگہہ پر مؤلف شمس الہدایت نے تسلیم کرلیا ہے کہ آسمان
پر جانے کا حال چونکہ حالات متوسطہ مین سے ہے لہذا اس کا ذکر اللہ تعالے نے نہین فرمایا
ولنعم ماقیل دروغگوئی را حافظہ نباشد ۳ واقعہ صلیب کا ذکر جبکہ اللہ تعالے و
ماقتلوہ وماصلبوہ ولکن شبہ لھم مین فرماچکا تو اس مقام پر اُس کے ذکر کرنے کی کیا
ضرورت تہی **اقول** (۱) یرد الی ارذل العمر امر ممتد ہے جسکا شروع چالیس یا ساٹھ سال
کے بعد ہوتا ہے اور لکیلا یعلم بعد علم شیئاً کا تحقق اجزاء متاخرہ مین ہوتا ہے اور آیت
(ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد) مین چونکہ مراد (من یتوفی) سے صحۃ تقابل کے لئے
(من یتوفی قبل الرد الی ارذل العمر) ہے لہذا مسیح علیہ السلام کا دخول شق اول مین بہی ہوسکتا
ہے بلکہ مناسب تر با احادیث مدت مکث بعد النزول یہی ہے اور (یتوفی) تحقق وفات
فی الزمان الماضی پر دلالت نہین کرتا تاکہ اس سے مسیح کی وفات نزول آیت کے وقت
ثابت ہو الغرض مسیح آیت کے شق اول مین داخل ہو خواہ دوسری مین اُسکی وفات یا انکا
ہوجانا نہین ثابت ہوتا ۲ ہان تسلیم کرلیا ہے کہ آیت ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی
ارذل العمر مین رفع الی السماء کا ذکر نہین چنانچہ آپنے تسلیم کرلیا ہے کہ اس آیت مین واقعہ صلیب
کا ذکر نہین مگر فرمایئے کہ اس تسلیم مین ہمارا کونسا ضرر ہے اور ہمنے کب اس آیت کو دلیل رفع
جسمی کے لئے کہا ہے ہمنے تو بل رفعہ اللہ الیہ سے ثابت کیا ہے ہماری کتاب کو کسی سے پڑھکر
سمجہنا آپکے لئے ضروری تہا ایہا الناظرون جتنے اعتراض شمس الہدایت مین قادیانی کے استدلالات
بآیات قرآنیہ پر وارد کئے گئے تہے اُن مین سے ایک کو بہی امروہی صاحب نے مندفع نہین کرسکا اصلی
غرض سوال کا تو حضرت کو خیال ہی نہین رہتا آویز گریز کرکر ٹال مٹال دیتے ہین صفحہ ۲۸۵ سے
۲۸۹ تک کا حاصل (۱) وماجعلناھم جسداً لایاکلون الطعام اور کانا یاکلان الطعام سے
ثابت ہوتا ہے کہ کسی انسان کا نبی ہو یا ولی وغیرہ بغیر طعام خوردنی گندم وغیرہ کے زندہ رہنا نہین

ہوسکتا ہے ۲ قرآن مجید سے اصحاب کہف کی ضرورت طعام کی طرف معلوم ہوتی ہے قال
اللہ تعالی فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ فلینظر ایھا ازکی طعاما فلیاتکم برزق
منہ ولیتلطف ایسا ہے قولہ تعالی ویھیئ لکم من امرکم مرفقا صراح مین ہے مرفق
آنچہ بوے نفع یابند ۳ افسوس کہ مؤلف نے بے تمیزی کی وجہ سے کلمات قرآنی کے معنے حقیقی
اور مجازی مین فرق نہین کرسکا ۱ عدم اکل وشرب کوئی کمال نہین دیکھو جمادات کو **اقول**
۱ ہم بھی مانتے ہین کہ حسب آیت مذکورہ کسی انسان کا بغیر طعام کے زندہ رہنا نہین ہوسکتا
مگر اہل ارض کے لئے طعام گندم وغیرہ ہے اور اہل سما کے لئے تسبیح وتہلیل جس ملک مین
کوئی جاتا ہے اسی ملک کی غذا سے مایہ حیات حاصل کرتا ہے زمینی آدمی جبتک زمین
مین ہے اہل زمین کی غذا کھائیگا جب اللہ تعالے کو آسمان پر لیجانا اسکا منظور ہے تو
اسکو ملائکہ کی طرح تسبیح وتہلیل سے زندہ رکھتا ہے آسمان پر لیجانے کے وقت اس سے
اشتہا اس غذا زمینی کی سلب کی جاتی ہے کما صرح بہ المحققون اہل زمین مین سے ہی
زمانہ آیندہ مین ایسے لوگ ہونگے جن کی غذا تسبیح وتہلیل ہوگی فکیف بالمؤمنین یومئذ
فقال یجزیھم مایجزی اھل السماء یارسول اللہ صلعم جس دن کھانے پینے کا سامان دجال
کے ہاتھ مین ہوگا اس دن مومنین کا کیا حال ہوگا آپنے فرمایا اس دن اہل آسمان کی طرح ان کو
تسبیح وتہلیل مایہ حیات ہوگی اور نیز آیۃ وماجعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام (کا معنے یہ نہیں
کہ انسان ہر وقت اور بغیر اشتہا کے بھی کہاتا رہے بلکہ کہانا پینا اشتہا پر مبنی ہے اور
چونکہ مرفوع علی السماء کی اشتہا سلب کردی جاتی ہے لہذا اس کا نہ کہانا اور نہ پینا) آیت
مذکورہ کے منافی نہ ہوا ۲ قرآن مجید سے اصحاب کہف کا تین سو سے زیادہ عرصہ مین
بغیر کھانے پینے کے زندہ رہنا ثابت ہے کیونکہ مطابق ولبثوا فی کھفھم ثلث مائۃ سنین
وازدادوا تسعا کے وہ سوے رہے ہین اتنے عرصہ مین انہون نے کچھ نہین کہایا اور نہ
پیا اور آیۃ فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الخ بیدار ہونے کے بعد کا حال ہے ساری
آیت پڑھو وکذلک بعثنھم لیتساءلوا بینھم قال قائل منکم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما او بعض
یوم قالوا ربکم اعلم بما لبثتم فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ فلینظر

ایہاازکی طعاما فلیأتکم برزقٍ منہ ولیتلطف ولا یشعرن بکم احدا ۳۱ افسوس
ہے امروہی صاحب کے ایمان پر کہ اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان ذیل فقال
یجزیہم مایجزی اہل السماء) پر گستاخانہ بکواس کیا یعنے جس نے طعام کا معنے بغیر گندم
وغیرہ کے نفس تسبیح وتہلیل لیا ہے وہ بے تمیز ہے اُسکو قرآن کریم کے کلمات کے معنے
حقیقی ومجازی سے خبر نہین اے مؤلف تمکو ہمارے پیغمبر افضل الاولین والآخرین
سے کیا عداوت اور دشمنی ہے کہ ہر جگہہ آپکے ارشاد پاک اور قرآن مجید مین تعارض ٹہیرا دیتے
ہو ذرا (اوتیت القرآن ومثلہ معہ) کا بہی خیال رکھواتنی عداوت تو پادریوں آریوں وغیرہ
نے بہی نہین کی کہ قرآن اور حدیث مین ایسا بیجا دخل کرین ۳۲ علام اکل عام من شانہ ان
یکون اکلہ کمال ہے جو جمادات پر صادق نہین ہو سکتا دیکہو یطعمنی ربی ویسقینی
متفق علیہ بیت معدہ را بگذار سوے دل خرام ٭ تا کہ بے پردہ ز حق آید سلام ٭ ایضاً
اذکروا اللہ کار ہر اوباش نیست ٭ ارجعی بر پائے ہر قلاش نیست ٭ للحرب رجال وللثرید
رجال مثل مشہور ہے صفحہ ۲۸۲ کا حاصل ۱۲ آیۃ وجعلنی مبارکا اینما کنت سے حضرت
عیسے کا مالدار وکثیر الخیرات ہونا ثابت ہوتا ہے ۲ ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ پر جو اعتراض کیا
گیا ہے یعنے عیسی علیہ السلام کے معجزہ خلق طیور کو مرزا صاحب نے مکروہ وقابل نفرت کہا ہے
اس مین ہم صرف اتنا ہی پوچھتے ہین کہ کسی حیوان کی تصویر کا بنا نا شرع محمدی مین مکروہ ہے
یا نہین بشق اول ازالہ کی بات ٹھیک ہوئی اور شق ثانی کے آپ قائل نہین فاین المفر۔
۳ انکار معجزات جو ہماری طرف منسوب کیا جاتا ہے جواب اسکا یہی ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

اقول ۱۲ اس آیت سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ عیسی علیہ السلام مال کو اپنے ملک مین ٹہیرا
رہکتے تہے تاکہ ان پر ادار زکوۃ لازم ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین سیکڑون
طرح کے اموال آئے معہذا وصف فقر جسپر آپکا فخر ہی لازم ہے رہے ۲ اگر بشق اول
ازالہ کی بات ٹہیک ہے تو پہر یہ تصویر فروشی کیسی جس سے ہزارون روپیہ ہو لی جماعت نے
لئے گئے ہین اور مرزا صاحب نے تو اعتراض کسی طرح مندفع نہین ہوتا کیونکہ انہون نے قبل از
شرع محمدی مسیح کے زمانہ مین اُس کے معجزات کو مسمریزم اور کہلونے وغیرہ لکہا ہے ۳ دیکہو

ازالہ کے صفحہ ۳۰۵ کو جسمین حلق طیر کی نسبت لکھا گیا ہے کہ یہ ایک مسمیرزی عمل بطور لہو ولعب کے
تھا وغیرہ وغیرہ ایسی تحریف کو انکار ہی سمجھا جاتا ہے اب فرمایئے **لعنۃ اللہ علی الکاذبین** کا
مصداق کون ہوا صفحہ ۲۴۹ مین خطبہ صدیقیہ کا ذکر ہے جسکی تشریح اور امروہی صاحب کی کج فہمی
پہلے گذر چکی ہے **قولہ** صفحہ ۲۵۱ تو پھر بحکم آیت **فلما توفیتنی** کے زمانہ ماضی مین تحقق
موت کا حضرت عیسے ابن مریم کے لیئے واقع ہوگیا تو اب مطلقہ عامہ موید ومثبت ہمارے مذہب
کیلیئے ہوا اور قیام مبدء بھی بحسب اقرار آپکے ثابت ہوا وہو المطلب **اقول** بحکم آیت فلما
توفیتنی کی ماضویت بہ نسبت یوم الحشر کے ہے جسمین سوال وجواب ہوگا اور جسپر صراحۃ
حدیث **اقول کما قال العبد الصالح** کی دال ہے بخاری کو کسی محدث سے پڑہیئے
تاکہ بخاری کی غرض قال کو بمعنے یقول کے لینے سے سمجھ مین آوے پھر کبھی **فلما توفیتنی**
اور حدیث **کما قال العبد الصالح** کو پیش نہ کرین اور یہ جو کہا ہے (قیام مبدء بھی بحسب
اقرار آپکے) **اقول** ہمارا اقرار یہ ہے کہ توفی بمعنے مطلق قبض کے ہے دیکھو صفحہ ۵۱۳
شمس الہدایت کا مگر غور سے۔ صفحہ ۲۵ اور صفحہ ۲۵۱ مین امروہی صاحبنے تسلیم کرلیا ہے کہ
آیت **والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون اموات**
غیر احیاء الخ سے وفات مسیح ثابت نہین ہوتی تاوقتیکہ **فلما توفیتنی** کو اوسکے شامل
نہ کیا جاوے **ایھا الناظرون** شمس الہدایت کا مطلب صرف اتنا ہی تھا۔ کہ مرزا صاحب
کا استدلال وفات مسیح پر بآیت مذکورہ نہین ہوسکتا چنانچہ انہوں نے ایام الصلح کے صفحہ ۱۲۱
مین اس آیت کے تحت مین لکھا ہے دو دلیل مین است برینکہ عیسے از زمرہ مردگان می باشد)
سو اب امروہی صاحبنے مان لیا کہ بیشک یہ آیت مثبت وفات مسیح کے لیئے قبل النزول نہین
اس صفحہ مین بھی جو امروہی صاحبنے خوش فہمی عادی اپنی ظاہر کی ہے اوسکی تردید کی حاجت
نہین۔ صرف شمس الہدایت اور امروہی صاحب کی کلام کو سامنے رکھکر ناظرین رائے دے
سکتے ہین اور **فلما توفیتنی** کا مطلب صحیح بخاری پڑھنے کے بعد آپ معلوم کرلیوینگے
کہ اوس سے تحقق وفات قبل النزول نہین ثابت بشہادت حدیث **اقول کما قال العبد**
الصالح کے۔ اس مقام پر شمس الہدایت مین مرزا صاحب کے استدلال بالآیۃ المذکورہ کو

ص ۲۵ تحقق موت کا مسیح ابن مریم کیلئے بعد النزول ہوگا اور توفی

دولون تقدیر پر باطل کیا گیا ہے خواہ خصوص مورد کے روسے (اموات) سے مراد (اصنام) لئے جاوین کما قالہ ابن عباس اور خواہ عموم اللفظ کی جہت سے مطلق معبودات باطلہ لئے جاوین اسپر امروہی صاحب سے مرزا صاحب کی جانب سے جواب تو کچھ نہین ہو سکا صرف ابن عباس کی تفسیر پر یہ الزام لگایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر قرآن مجید مکہ مین نازل ہوا ہے اسمین صرف انہین مشرکین کا رد ہے جو اصنام و احجار کو معبود بناتے تھے نعوذ باللہ من ہذا القول مثل البول کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم **اقول** حضرت یہ وہی ابن عباس ہین جنکے آپ کسی مقام پر بوجہ خود غرضی کے ثنا خوان ہوتے ہین۔ ابن عباس نے تو صرف بخیال خصوص مورد کے (اصنام) فرمادیا ہے ورنہ عموم اللفظ کی جہت سے عموم رد کے منکر نہین آپ کو تو مرزاجی کی جانب سے جواب دینا فرض تہا اوس سے گریز کرکے ابن عباس سے آویزکردی وہ بھی ناتمام **اقول** جب سنت اللہ کا اعادہ باوجود لفظ **خلت** کے ہو جاتا ہے تو پہر مسیح ابن مریم کے عود کو وہی **خلت** کسطرح روک سکتا ہے اگر کہا جاوے مسیح کا عود بر تقدیر وفات مسیح آیۃ وحرام علی قریۃ اہلکناہا انہم لا یرجعون) کے روسے نہین ہو سکتا تو جواباً گذارش ہے کہ اول تو وفات ہمارے مسلمات سے نہین تاکہ یہ آیت وارد کی جاوے اور ہمکو اسکی تطبیق مین ان آیات کے ساتھ جو دال ہین عود موتے پر کلام کی حاجت ہو اور بر تقدیر تسلیم اتنا تو ثابت ہو گیا کہ **خلت** کا لفظ دوبارہ آنے سے آبی نہین اور آیۃ قد خلت من قبلہ الرسل دلیل امتناع عود مسیح کی نہین وہو المطلوب۔ مرزا صاحب کی جانب سے مجیب ہو تو ایسا ہی ہو کہ ہر ایک استدلال اوسکے کو خود ہی باطل کیا جاوے صفحہ ۲۵۳ اور ۲۵۴ کا حاصل حضرت عیسے کو کسی وجہ سے عہدہ رسالت سے معزول کئے گئے نادان کی دوستی جی کا زیان۔ کیا آپنے یہ آیت نہین پڑہی ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم **اقول** ۱ حضرت عیسے منصب و مقام قرب رسالت سے معزول نہین کئے گئے بلکہ اپنی شریعت کی تبلیغ سے فارغ ہین حضرت عیسے کا معزول سمجھنا یہ آپ کا حاشیہ ہے جسپر سوال مذکور کا ورود ہو سکتا ہے۔ صفحہ ۲۵۵ کے اخیر سے ۲۵۶ کے نصف تک کا حاصل ۱ آیۃ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کو جو مصنف شمس الہدایت نے قیاس استثنائے کے رنگ مین بیان کیا گیا ہے اس آیۃ مین قیاس استثنائے کا مادہ ہے مذکور نہین مقدمہ

م قولہ صفحہ ۲۵۲ اے مولف صاحب تناقص تو آپکے ذہن مین ہے نہ قرآن مجید مین جو سنت اللہ کہ گذر چکی وہی سنت اللہ پہر بحکم قادر مطلق اعادہ کیجاتی ہے۔

شرطیہ یہان پر مذکور نہین حرف لکن کا نشان نہین ۲ پہر طرفہ یہ ہے کہ اپنی طرف سے بہت
سے قضایا داخل کر دئے اور وما محمد الا رسول کو دلیل سے خارج کر دیا ۳ پہر جو اعتراض
شکل اول پر وارد کرتے ہین وہ ان کی تقریر پر بہی وارد ہوتا ہے کیونکہ رفع منافات
بین الموت والرسالۃ خطبہ صدیقیہ کے وقت سے پہلے ہی متحقق ہے تو چاہئے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہی فوت ہو جاتے **اقول** ایہا الناظرین پہلے آپ کو یہ جتلانا چاہتا ہون
کہ شمس الہدایت کا مقصود قادیانی وامروہی کے استدلال کا ابطال ہے جو انہون
نے وفات مسیح پر آیۃ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے پکڑا تہا ان کے
استدلال کی صورت مسیح ابن مریم رسول ہین صغرے اور سارے رسول آپ سے پہلے مر
چکے ہین کبرے پس مسیح بہی مر چکا نتیجہ اس پر شمس الہدایت کا اعتراض شکل مذکور کا کبرے
کلیہ نہین کیونکہ یہی قد خلت من قبلہ الرسل مسیح ابن مریم کے بارہ مین بولا گیا ہے ما المسیح
ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اب اگر (الرسل) کے لام کو استغراقی ٹہرایا
جاوے تو معنے یہ ہوا سارے رسول مسیح سے پہلے مر چکے اور یہ خلاف واقع ہے کیونکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسیح سے پہلے فوت نہین ہوئے پس جب قد خلت من قبلہ الرسل
مین (الرسل) سارے رسولون کو مستغرق نہ ہوا تو مہملہ فی قوت الجزئیہ ٹہریگا لہذا استدلال
بآیت مذکورہ علے وفات المسیح بوجہ انتفاء شرط شکل اول کے باطل ہوا بلکہ یہی (قد خلت من
قبلہ الرسل) جو مسیح کے بارہ مین بولا گیا ہے دلیل ہے حیات مسیح کے لئے ورنہ (من قبلہ)
لغو جاتا ہے پس یہ آیت دونون جگہہ صرف اسیقدر پر دال ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور مسیح پر موت کا آنا رسالت کی منافی نہین کیونکہ مطابق سنت آلہیہ کے رسول مرتے
رہے ہین اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مسیح مر چکا سراسر جہالت ہے اگر یہی ہے تو چاہئے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہی اس آیت کے نزول کے وقت وفات پا چکے ہون وہو باطل فکذا ہذا بعد اس کے
ناظرین کی خدمت مین التماس ہے کہ امروہی صاحب نے اسکا جواب کچھ نہین دیا جو منصبی فرض
ان کا تہا کیونکہ ایک تو وہ مرزا صاحب کیجانب سے مجیب ہین اور دوسرا خود بہی اپنی تصانیف
مین بڑے زور وشور سے آیت مذکورہ وفات مسیح کے اثبات مین پیش کیا کرتے ہین اس مقام مین

ایسا مال مثال کیا کہ ناظرین کو ان کی ناتوانی و ناکامیابی کی طرف توجہ ہی نہ رہی یہ ہوا دہ
ہوا پہر گذارش ہے کہ خطبہ صدیقیہ مین بہی یہی آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل مذکور
ہے صدیق اکبر کا استدلال بدین آیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے تحقق
پر بہی موقوف اسپر نہین کہ (الرسل) مین لام للاستغراق ٹہیرایا جاوے چنانچہ پہلے مفصل
طور پر گذر چکا ہے اب امروہی صاحب کے اعتراض نمبر ۱ کا جواب سُنئے کیون حضرت براہین
قرآنیہ مین یہ ضروری ہے کہ سارے مقدمات قیاس کے علی ہیئۃ الاقیسہ مذکور ہون ہرگز نہین
دیکھو آیۃ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون دلیل ہے ابطال معبودیت اصنام وغیرہ کے لئے
ہؤلاء لیسوا بالہۃ لانہ لو کانوا الہۃ لخلقوا شیئا لکنہم لا یخلقون شیئا ایسا ہی وہم
یخلقون ہؤلاء لیسوا بالہۃ لانہم مخلوقون ولا شیء من المخلوقین بالہۃ فہؤلاء لیسوا
بالہۃ ایسا ہی (اموات) اور ایسا ہی (غیر احیاء) بہی ایسا ہی قولہ تعالے لو کان فیہما
الہۃ الا اللہ لفسدتا بلکہ ساری براہین (ما وردوہا) اور (لعلے بعضہم علے بعض) الغرض
آیات قرآنیہ مین سیکڑون جگہہ برہان کے مقدمات مین سے ایک مقدمہ کے ذکر پر اکتفا
کیا گیا ہے نمبر ۲ صفحہ ۸۵ شمس الہدایت کا ملاحظہ ہو جس کے حاشیہ پر صورت استدلال
مین لکہا ہوا ہے (الموت لیس بمناف للرسالۃ) کیا (الرسالۃ) سے رسالۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مراد نہین بدلیل خصوص مقام ناظرین صفحہ مذکورہ کے حاشیہ پر مفصل تقریر ملاحظہ فرماوین
نمبر ۳ شکل اول پر صفحہ ۸۰ شمس الہدایت کے حاشیہ مین جو اعتراض ہے وہ تو بسبب مسلم ہونے
رسالت آپکے عند المخاطبین وارد و غیر متوجہ ہے اور آپ کا اعتراض بالکل لغو اور جہالت ہے
کیونکہ منافات مزعومہ حاضرین کا رفع تو خطبہ صدیقیہ سے ہی ہوا تہا پہلے سے نہین ہوا
اس لئے کہ رفع الشئ فرع ہے تحقق اس شئے کی اور حاضرین کے اذہان مین منافات بین
الموت والرسالت صدمہ وفات شریف کے رو سے اور اُسی دن متحقق ہوئی تہی جس کا رفع
خطبہ صدیقیہ سے کیا گیا ناظرین کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ امروہی صاحب کا جواب ہے تو جواب ہے
اور لغویات و مطاعن کی طرف پاے بر کاب ہے سادہ لوحون کو کیا خبر ہے براہین قرآنیہ
کی اُن بیچارون کو اس طرح پر اطمینان دیتے ہین کہ کلمہ (لکن) اور پہر اتنے مقدمات قرآن

کریم مین کہان مذکور ہین گویا اُن کے دلون مین یہ جمانا منظور ہے کہ قرآن کریم کی تحریف ہو رہی ہے امروہی صاحب ہر چند پولیٹکلون سے کام لئے جائین مگر تاڑنے والے تو تاڑ گئے ہین کہ آپ ہر فن سے بے بہرہ ہین اور قرآن اور سنت کی بیٹری کے اکھاڑنے کے درپے ہین مگر معلوم ہو کہ مطابق (انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون) کے ناکامیاب ہی ہونگے صفحہ ۲۵۵ کا حاصل نمبر ۱ شمس الھدایت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برأت عن الوفات کو مزعوم مخاطب کا ٹہیرایا گیا ہے جو شخصیہ ہے اور پہر سالبہ کلیہ بہی یعنے لاشئ من الرسل بہالک نمبر ۲ جب مزعوم مخاطب کا سالبہ کلیہ نہ ہوا تو طرز استدلال ہی باطل ہوگیا **اقول** نمبر ۱ مزعوم مخاطب کا بلحاظ خصوص مقام گو کہ شخصیہ ہے مگر چونکہ منافات مزعومہ بین الموت والرسالۃ کسی خصوصیت کی جہت سے نہین بلکہ از روے وصف رسالت کے ہے دیکہو اسی حاشیہ مین (جنہون نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلحاظ رسالت کے موت سے بری خیال کیا تہا) لہذا مزعوم مخاطب کو باختلاف اعتبار شخصیہ بہی اور سالبہ کلیہ بہی کہنا صحیح ہوا نمبر ۲ جب مزعوم مخاطب کا سالبہ کلیہ بہی ہوا تو طرز استدلال بہی صحیح رہا **بیت** فہم سخن گر نہ کند مستمع قوت طبع از متکلم مجوے * صفحہ ۲۵۶ اور ۲۵۷ کے غیر مکرر مضمون کا حاصل منافات بین الموت والرسالۃ کو صحابہ کا مزعوم ٹہیرانا بالکل غلط ہے کیونکہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک صحابہ کو یہ مسئلہ بدیہیہ کہ مات الناس حتی الانبیا بہی معلوم نہ ہوا ہو بلکہ صحابہ کا مزعوم یہ تہا کہ ابہی تک بہت سی پیشگوئیون کا پورا ہونا آپ کی حیات مین باقی ہے **اقول** جان نثارون کا یہی حال ہوتا ہے کہ اپنے محبوب کی فرقت کے صدمہ سے بدیہیات کو بہی بہول جاتے ہین اور یہی ہے مقتضاے لن یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من مالہ وولدہ والناس اجمعین) کا کیا صحابہ کرام نے بعد استماع خطبہ صدیقیہ کی آیت انک میت وانہم میتون) اور ایسا ہی آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کے بہول جانیکا اقرار نہین کیا تہا اور آپنے جو مزعوم صحابہ کا پیشگوئیون کا نہ پورا ہونا فرمایا ہے کیا آیت انک میت یا (قد خلت من قبلہ الرسل) اس کے لئے تردید ٹہیر سکتی ہے ہرگز نہین کیونکہ ان آیات کا یہ معنے نہین کہ فلان تاریخ مین وفات شریف

واقع ہوگی تاکہ پیشگوئیون کے وقوع تک کے انتظار کو رفع کرے صفحہ ۲۵۸ سے ۲۷۶ تک کے
مضمون کی تردید ہو چکی ہے پھر صفحہ ۲۷۶ سے ۲۸۲ تک فائدہ کے طور پر تفسیر رحمانی کا مطلب
بیان فرماتے ہین مصنف تفسیر رحمانی کو محققین مفسرین سے ہے لکھتے ہین **قال** صفحہ ۲۸۰ س ۱۰
اور جو معنے ہمنے لکھے ہین وہی معنے محققین مفسرین نے بھی تحریر فرمائے ہین چنانچہ تفسیر
رحمانی مین لکھا ہے ولو تقول اے افترے علینا بقوۃ فصاحتہ وبلاغتہ بعض الاقاویل مع
ظہور ان لا یأتی الاعجاز للفصحاء والبلغاء فی جمیع اقاویلہم لاخذنا منہ قوۃ الفصاحۃ
والبلاغۃ بالیمین اے بقوتنا ثم لقطعنا منہ الوتین ای نیاط قلبہ الذی بہ یتحرک
لسانہ فیجعل کلامہ ضحکۃ للناظرین وھزأۃ للساخرین کترہات مسیلمۃ وابی العلاء
المعری وغیرھا فما منکم من احد عنہ ای عن سلب بلاغتہ وفصاحتہ حاجزین
ای مانعین فانکم وان اعنتموہ حینئذ لم یتأت منہ کلام بلیغ فضلا عن المعجز
وذلک لانہ یفضی الی تلبیس لا یمکن دفعہ وھو مناف للحکمۃ وکیف یکون
افتراء وانہ لتذکرۃ للمتقین فانہم بتصفیتہم للبواطن یتذکرون بہا
علوما نافعۃ ھم فی الدین من غیر انتہاء لہا ولا شئ من المفتری کذلک اور اسی
تفسیر رحمانی مین لکھا ہے ثم اشار الی ان قتل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وموتہ لیس من
اسباب الضعف بل ہو کالفرح فقال وما محمد الا رسول والرسل منہم من مات
ومنہم من قتل فلا منافاۃ بین الرسالۃ والقتل والموت اذ قد خلت من قبلہ الرسل
بل الضعف عن الجہاد حینئذ مشعر بالردۃ أتؤمنون بہ فی حال حیوتہ فان مات
او قتل انقلبتم اے ارتددتم کانکم انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ
فلن یضر اللہ شیئا بابطال دینہ فانہ سیظہرہ علی یدی من یشکرہ وسیجزی
اللہ بالنصر والتعلیۃ فی الدنیا والثواب والرضوان فی الآخرۃ الشاکرین نعمۃ الاسلام
بالجہاد فیہا **اقول** بجائے (اور جو معنے ہمنے لکھے ہین وہی معنے محققین مفسرین نے
لکھے ہین جو وہی معنے ہم نے ان کی کلام کو دیکھ کر لکھے ہین) ایہا الناظرون غور فرماوین تفسیر
رحمانی کی عبارت ذیل مین (فلا منافاۃ بین الرسالۃ والقتل والموت اذ قد خلت من

کہ ہونا چاہئے تھا (اور جو معنے محققین مفسرین نے لکھے ہین

قبلہ الرسل کہ اس نے تصریح کردی ہے کہ مزعوم صحابہ کا وفات شریف کے دن منافات
بین الموت والرسالۃ ہتی جسکا امر وہی صاحب اوپر انکار فرما چکے ہین۔ چونکہ تفسیر رحمانی
کے مصنف کو محققین مفسرین سے شمار کیا ہے لہذا آپ کو اُن کے قول کی تسلیم ضروری
ہے اور بموجب مفاد آیت ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کے قادیانی صاحب
کی تفسیر فاتحہ بہی (جس کو اُس نے اعجاز ٹہیرایا ہے) ضحکۃ للناظرین ومہزاۃ للساخرین
ہورہی ہے اور اس کے حواری گو کہ اُسکو امداد اور اعانت بہی کرین تو بہی بحسب قولہ
قولہ تعالے فما منکم من احد عنہ حاجزین کے اُسکو کلام بلیغ پر قدرت نہین ہوسکتی
فضلا عن المعجز کیونکہ بر تقدیر معجز ہونے تفسیر فاتحہ للقادیانی کے تلبیس غیر مندفع پیدا ہوتی
ہے جو منافی ہے حکمت الٰہیہ کو ناظرین خوب غور فرمادین کیا آیت مذکورہ کے
مضمون کا تحقق بموجب تفسیر رحمانی کے ہوا ہے یا نہین یعنے کلام اس کی مضحکہ ناظرین
بنی ہے یا نہین صفحہ ۲۸۳ کا حاصل نمبرا فیہا تحیون وفیہا تموتون مین جعل
تکوینی کہان موجود ہے۔ نمبر۲ اگر حضرت عیسے اس اختصاص سے مستثنے ہین تو
اُن کا استثنا دلیل نقلی قطعی سے بیان کیا جاوے نمبر۳ صعود ابلیس بعد الہبوط
کو جو مقیس علیہ تحریر کیا گیا ہے اول حضرت آدم علیہ السلام کا آسمان پر پیدا ہونا
ثابت کیا جاوے بعد اُس کے شیطان کا صعود آسمان پر وسوسہ ڈالنے کے لئے
ثابت کیجئے تب اسکو مقیس علیہ گردانئے اللہ تعالے تو فرماتا ہے انی جاعل
فی الارض خلیفۃ وغیر ذلک من الآیات نمبر۴ سلمنا کہ جعلنا اللیل لباسا وجعلنا
النہار معاشا مین مجعول عارض غیر لازم ہے مگر فیہا تحیون وفیہا تموتون اور
ولکم فی الارض مستقر ومتاع مین تو اختصاص ہے **اقول** نمبرا کیا حیات
وممات فی الارض مخاطبین کے بغیر جعل جاعل وخلق خالق ہوگئی ہے ہرگز نہین
ہان لفظ جعل آیت مین مذکور نہین نمبر۲ آیت بل رفعہ اللہ الیہ اور آیت وان من اہل
الکتاب اور آیت ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
یہ سب دال ہین حیات مسیح فی السماء اور اُسکی استثناء پر بعد ملاحظہ تطابق آیات کے

بل رفعہ اللہ الیہ کے متعلق جو کچھ آپنے لکھا تھا وہ سب ہباءً منثورا ہو گیا اور الیٰو منین
کا استقبال بھی بہ نسبت زمان نزول آیت کے ہی ثابت کیا گیا ہے نمبر ۳ ہمارا مدعا
آدم علیہ السلام کے آسمان مین پیدا ہونے پر موقوف نہین بلکہ سکونت علی السماء پر
مبنی ہے قلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ دیکھو کل تفاسیر معتبرہ اور ابلیس کا
ہبوط و خروج جنت یا آسمان سے بسبب انکار سجدہ کے پہلے ہو چکا تھا قال اللہ تعالےٰ
قال فاہبط منہا فما یکون لک ان تتکبر فیہا فاخرج انک من الصاغرین اور جب کہ
آدم علیہ السلام کا ہبوط جنت سے زمین پر نہین ہوا تھا تو بموجب قولہ تعالیٰ فوسوس
لہما الشیطان لیبدی لہما ما وری عنہما من سوآتہما کے ابلیس کا صعود آسمان پر
وسوسہ ڈالنے کے لئے ثابت ہوا پھر ابلیس کے قول پر تعمیل کرنے کی وجہ سے آدم
و حوا علیہما السلام کو جنت سے نکالکر زمین پر چھوڑا گیا قال اللہ تعالیٰ فلما ذاقا
الشجرۃ الیٰ ان قال قال اہبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر
ومتاع الیٰ حین قال فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون اور قولہ تعالیٰ
انی جاعل فی الارض خلیفہ اور ایسا ہی ویسفک الدماء حکایت ہین مابعد سے
مضمون بالا کے نمبر ۴ استثناء مسیح کی آیات نے اس اختصاص کو جو نکہ مختص بماسوائے
مسیح کر دیا تو بہ نسبت ماسوائے کے حیوٰۃ مقید بہ فی الارض ہوئی اور بہ نسبت مطلق الانسان
کے جو شامل ہے مسیح و غیر مسیح کو قید (فی الارض) کی منجملہ قیود عارضیہ مجعول الیہ کے ٹھہری
فتامل اور نیز آپکے اجتہاد کے مطابق حصر مذکور منقوض ہو گا اُس شخص کے ساتھ
جو ہوا پر کسی آلہ کے ذریعہ سے حیوٰۃ کو بسر کرتا ہے اور اہل جنت کے ساتھ بھی پس جبتک
آپ آیت مذکورہ مین تقدیم ظرف لافادہ غیر الحصر نہ ٹھیرائین یا حیات کو مقید بہ حیات
ناسوتے اور پھر مقید بہ اکثر الاحوال نہ ٹھیرادین تب تک نقوض مذکورہ آیت سے دفع
نہ ہونگے **قولہ** صفحہ ۲۸۴ انبیاؤن کا مرتبہ اور رسالت اور نبوت سے معزول ہونا
محض باطل ہے **اقول** شمس الہدایت مین جس رسالت کو محدودہ کہا ہے اس سے
مراد تبلیغ شرائع و احکام ہے مطابق اپنی اپنی شریعت کے نہ مرتبہ اور مقام اور قرب

کما مرنی اول ہذا الکتاب **قولہ** صفحہ ۲۸۴ اور ہمنے نزول بروزی مسیح کا درصورت حضرت اقدس کے دلائل قاطعہ سے ثابت کر دیا **اقول** خاک کر دیا کما مر **قولہ** بخلاف صعود عیسی علیہ السلام کے جو الی السماء بجسدہ العنصری ہوا اور نزول بکذا اپنہ وغیرہ کے جسکو نصوص قطعیہ رد فرما رہے **اقول** صعود و نزول مذکور کی تردید نصوص قطعیہ بموجب رائے آپکے فرما رہے ہین ورنہ وہی نصوص بحسب رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ وتابعین وغیرہم الی یومنا ہذا منافی نہین بلکہ بعض ان مین سے مع عدتنا فی مثبت ہی ہین کما مر **قولہ** صفحہ ۲۸۵ اگر ضرورت نہین تو ممتنع ہی تو نہین **اقول** یہانپر بھی مصنف نے عود ایلیا کا علت مثبتہ نہ ہونا جو شمس الہدایت کا مقصود تہا قبول کر لیا اور امتناع بروزہ کو ہم ثابت کر چکے ہین صفحہ ۲۸۵ سے ۲۹۲ تک کی تردید کی ضرورت نہین ہان حضرت مسیح کی عبارت جو اثبات نبوت قادیانی صاحب کے لئے فتوحات سے نقل کی گئی ہے اس مین ناظرین پر اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ حضرت شیخ کا مطلب عبارت مذکورہ سے صرف بقاء مرتبہ ومقام نبوت کا ہے الی یوم القیمۃ مگر (نبی) و (رسول) کہلانا بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائز نہین رہتے چنانچہ اسی باب کے صفحہ (۲) پر لکھتے ہین (فسد دنا باب اطلاق النبوۃ علی ہذا المقام) اور نیز فتوحات کے فصل تشہد مین فرماتے ہین (وہو باب قد سد لا اللہ کما سد باب الرسالۃ عن کل مخلوق بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور پھر امروہی صاحب کا دجل جو انہون نے حضرت شیخ کی عبارت مین کیا ہے قابل غور ہے قال الشیخ وانہ لا خلاف انہ ینزل فی آخر الزمان حکما مقسطا عدلا الخ اس عبارت مین (ینزل) پر امروہی صاحب صفحہ ۲۹۱ مین حاشیہ لگاتے ہین (اے ینزل علی نہج البروز) اب ناظرین مصنف صاحب سے دریافت فرماوین کہ یہ (نزول بروزی) حضرت کی مراد کیونکر ٹہیرا سکتے ہین کیونکہ حضرت شیخ تو نزول جسمی اور حیات مسیح کے قایل ہین دیکھو فتوحات باب ۳ ابقی اللہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الرسل الاحیاء باجسادہم فی ہذہ الدار الدنیا ثلثۃ الی ان قال وابقی فی الارض ایضا الیاس وعیسی وکلاہما من المرسلین اور باب ۳۶۷ مین لکھتے ہین فانہ لم یمت الی الآن بل رفعہ اللہ الیہ الی ہذہ السماء اور اگر اپنی رائے سے کے

مطابق نزول بروزی لیاہے تو پھر حضرت شیخ کے قول (ینزل) کی تفسیر کیسی ہوئی
بعد اظہار اس دجل کے یہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ عبارت[۱] مذکور شیخ سے نزول جسمی مسیح
کا متفق علیہ ہونا معلوم ہوتا ہے برخلاف زعم قادیانی وامروہی صاحبان کے اے مصنف
صاحب کہانتک آپ اجماعی مسئلہ کو چھپاؤگے صاف اس طرح یہ کیوں نہین کہہ دیتے
کہ بیشک امت مرحومہ کا اجماع رفع ونزول جسمی پر تو ہے مگر ہم دلائل قاطعہ زعمیہ کے
رو سے اسکو اجماع کورانہ کہتے ہین۔ ناحق کیون ہر ایک حدیث اور قول صحابی و تابعی
و ائمہ محدثین ومفسرین وفقہا کے قول کو اُلٹا بیان کرتے ہو آپ کو عبارت مذکورہ کی نقل
نے بغیر نقصان اُٹھانے کے کیا فائدہ بخشا مگر **بیت** عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ ست ÷ صفحہ ۲۹۳ اور ۲۹۴ کا حاصل جو تفسیر کہ مصنف شمس
الہدایت نے تفاسیر سے بذریعہ احادیث لکھی ہے اُسکو مرزا صاحب نے (سراسر غلط) نہین
کہا کیونکہ وہ تو مخصوص بیوم الحشر ہے بلکہ مرزا صاحب نے اس تفسیر کو غلط کہا ہے جو علمانے
قبل قیام قیامت آخر زمانہ سے متعلق لکھی ہے **اقول** یہ اور دجل ہے کیونکہ مرزا صاحب
تو خود اس سورۂ زلزال کو قبل قیام قیامت آخر زمانہ سے متعلق کہتے ہین دیکھو ازالہ
صفحہ ۱۴۸ سطر ۲ یعنے اُن دنون کا جب آخری زمانہ مین خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی
عظیم الشان مصلح آئیگا اور فرشتے نازل ہونگے یہ نشان آئیگا انتہے موضع الحاجہ اگر تخطیہ
علما کا بوجہ تعلق بزمانہ آخری قبل قیامت کے ہے تو اُسکا قائل خود مولف ازالہ ہے معلوم
ہوا کہ وجہ تخطیہ کی یہ نہین بلکہ تفسیر علمار کو جو ہمنے بذریعہ احادیث ثابت کردی ہے سراسر
غلط کہنے کی وجہ یہ ہے کہ علمار (ارض) سے مراد زمین لیتے ہین اور چونکہ زمین کے زلزلہ
اور تہ و بالا ہونے کے وقت کسی سے کلام کرنا ممکن ہے لہذا (ارض) سے مراد اہل
ارض ہین اور زلزال سے مراد تحریک خیالات ہے جو مصلح عظیم الشان یعنی (قادیانی)
کے زمانہ مین ہورہی ہے الخ دیکھو صفحہ مذکورہ ازالہ مین (کہ زمین جہانتک اُس کا ہلانا

---

[۱] وانہ لاخلاف انہ ینزل فی آخر الزمان الخ یعنے اور مسیح ابن مریم کے نزول جسمی مین کسی کا خلاف نہین ۱۲ منہ

ممکن ہے ہلائی جائینگی یعنے طبیعتوں اور دلوں اور دماغوں کو غایت درجہ پر جنبش
دی جائیگی اور پہر صفحہ ۱۱۵ مین دیکہو (اور زمین اپنے تمام بوجہوں کو باہر نکال
دیگی یعنے انسان کے دل اپنے تمام استعدادات مخفیہ کو بمنصہ ظہور لائینگے الخ
اور پہر ازالہ کے صفحہ ۱۲۸ کی عبارت ذیل کو ملاحظہ کرو (ہمارے علماء نے جو ظاہری
طور پر اس سورۂ زلزال کی یہ تفسیر کی ہے کہ درحقیقت زمین کو آخری دنون مین
سخت زلزلہ آئیگا اور وہ ایسا زلزلہ ہوگا کہ تمام زمین اس سے زیر و زبر ہوجائیگی اور جو
زمین کے اندر چیزین ہین وہ سب باہر آجائینگی اور انسان یعنے کافر لوگ زمین کو
پوچھینگے کہ تجہے کیا ہوا تب اُس روز زمین باتین کریگی اور اپنا حال بتائے گی یہہ
سراسر غلط تفسیر ہے پہر دیکہو صفحہ ۱۳۳ ازالہ کا (کیا ممکن ہے کہ زمین تو ساری زیر و
زبر ہوجائے یہانتک کہ اوپر کا طبقہ اندر اور اندر کا طبقہ باہر آجاوے اور پہر لوگ زندہ
بچ رہین بلکہ اس جگہہ زمین سے مراد زمین کے رہنے والے ہین انتہے موضع الحاجہ
ناظرین خیال فرماوین کہ عبارت منقولہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ قادیانی کا تخطیہ
علماء کی طرف اسی وجہ سے ہے کہ علماء (ارض) سے ظاہری طور پر مراد زمین لیتے
ہین اور یہ غلط ہے بلکہ مراد زمین سے زمین کے لوگ ہین اور شمس الہدایت مین چونکہ (ارض)
سے مراد زمین کا ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی تفسیر سے ثابت
کیا گیا ہے دیکہو ابن کثیر و در منثور تو یہ تخطیہ صرف علماء کی طرف نہ ہوا بلکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہی ٹہیرا اب ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ امروہی صاحب نے
ہر چند حیلہ سازی اور دجل سے کام لیا مگر ناکامیاب رہا۔ اور یہ بہی معلوم ہو کہ اس دن کے
زلزلہ کا اثر صرف اتنا ہی ہوگا کہ زمین کے بوجھ باہر نکالے جاوینگے الغرض جو کچھ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہی مراد ہے سورہ زلزال سے کجا یہ کہ اُسکو العیاذ
باللہ سراسر غلط کہا جاوے صفحہ ۲۹۵ سے ۲۹۷ تک کا حاصل ان صفحات مین امروہی
صاحب نے ہمارے اقرارات سے ابن مریم اور دجال والی پیش گوئی کو مکاشفہ اجمالی
ثابت کرنا چاہا ہے **اقول** جواباً اتنا ہی کافی سمجھا جاتا ہے کہ ہماری کلام قدر مشترک کا مد

مکشوف آخری ہین ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ مسیح ابن مریم بعینہ لابمثیلہ مکشوف
ہوا اور ابن صیاد مکشوف آخری نہ تہا بلکہ وہ اور شخص ہوگا صفحہ ۲۹۸ کی تردید کی حاجت
نہین نوح علیہ السلام کی کشتی کا ستر ہزار فٹ کی بلندی سے زیادہ اونچا ہونا اس کا
ثبوت قرآن اور حدیث کے رو سے مطالبہ کیا گیا ہے **اقول** تاریخ پر نظر ڈالو کہ
مضمون منجملہ احکام سے نہین تا کہ قرآن اور حدیث کے رو سے ثابت کرنا اسکا ضروری
ہی ہو صفحہ ۲۹۹ سے ۳۰۲ کا حاصل قرآن مجید کے معانی صرف ظاہر مین ہی منحصر نہین
بلکہ تاویلی بہی ہوتے ہین اور حساب جمل کے رو سے صدہا پیشگوییان صوفیہ کرام نے بیان
کی ہین اور حضرت اقدس نے کہان فرمایا ہے کہ تمام آیات قرآن مجید کی دلالت باعداد جمل
کرتی ہین نمبر۲ اگر خلافت نبوت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی منصوص نہین تو خیر تمام سنتہاے
عمریہ کو آپنے خیرباد کہدیا آپنے حدیث علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین المہدیین من
بعدی کو نہین سنا ہم تو پانچون وقت ہر رکعت نماز مین اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ
الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ کو پڑہا کرتے ہین **اقول** اشارات قرآنیہ اور صوفیہ کرام
کی پیشگوئین اعداد جمل کی طور پر حجت علے الغیر نہین ہو سکتی اور نہ کسی صوفی نے
وجوبی طور پر اعداد جملی سے حجت پکڑ کر کسی مسلمان کو مجبور علے الایمان کیا ہے چنانچہ آپکا
بہی کرتا ہے نمبر۲ تاریخ ہجری کی نسبت جو لکہا ہے کہ منصوصی نہین اُس سے مطلب یہ ہے
کہ تاریخ ہجری باوجود تقرر اُسکے زمانہ نزول قرآن مین کسی آیت سے صراحۃ یا اشارۃ ثابت نہین
ہوتی تو قادیانی صاحب کی تاریخ ظہور مین اتنا اہتمام کہ قرآن کریم بہی اسپر ناطق ہو یہ ترجیح مرجوح
ہے سُنت عمریہ کے انکار کا الزام یہ آپکا دجل ہے آپکو ایک وقت کی نماز کی ایک رکعت مین بہی
اگر اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کے پڑہنے کا اثر ہوتا تو اجماعی صراط کو نہ چہوڑتے
صفحہ ۳۰۲ کا حاصل تمیز اعداد کی بالقرائن لفظیہ وحالیہ اکثر محذوف ہوا کرتی ہے دیکہو اربعۃ
اشہر وعشرا نمبر۳ مصنف شمس الہدایت کا یہ کہنا کہ (لقادرون) سے یہ نہین معلوم
ہوتا کہ بالفعل متحقق کرنے والے ہین) یہ اس کی خوش فہمی ہے قرآن کریم مین جابجا ذکر
صفات کا مقتضی یہی ہے کہ ہم بالضرور واقع کرنے والے ہین **اقول** نمبر ا اربعۃ اشہر م

عشرا مین بحسب محاورہ عرب کے قرینہ موجود ہے مانحن فیہ ۱۸۵۷؁ پر کوئی قرینہ نہین بلکہ
اس کے انتفا پر دلیل موجود ہے کیونکہ یہ عقاید اجماعیہ جنکو مرزا صاحب ذہاب القرآن
سمجھتے ہین مرزا صاحب کے زمانہ سے پہلے چلے آتے ہین بلکہ زمانہ نزول القرآن مین بہی موجود
تہے لہذا اعداد مذکورہ کی تمیز برس و سال نہین ہو سکتی اور بر تقدیر تسلیم بالخصوص مرزا صاحب
ہی قرآن کے ذہاب اور اٹہایا جانیکا وجیب ٹہیرے کیونکہ یہ عقیدہ برخلاف اجماع آپکے طفیل ہی
نکلا ہے اور آپکے ہی زمانہ سے مخصوص ہے تو آیت وانا علی ذہاب بہ لقادرون کا الہامی
معنے مرزا ہی کو مضر پڑا نمبر ۲ قدرت و مشیت کا یہ مقتضے نہین کہ مقدور و مشی ضرور متحقق ہوجاوے
بالفعل بہی دیکہو ولو شاء لہدیکم اجمعین وغیرہ صفحہ ۳۰۳ اور ۳۰۴ کی تردید کی ضرورت
نہین **قولہ** صفحہ ۳۰۵ لسان العرب مین لکہا ہے وقیل لانہ لغطی الارض بکثرۃ جموعہ **اقول**
حضرت (لانہ) کی ضمیر کا خیال بہی فرمانا چاہیئے جس سے دجال واحد بالشخص مراد ہے اور اسکے
ساتھ جماعات کے ہونیکا ہم کب انکار کرتے ہین **قولہ** صفحہ ۳۰۵ دیکہو فان یخرج الخ کو **اقول**
حضرت عمر والی حدیث سے فراری ہوکر اب فان یخرج کی طرف آئے اسکا جواب بہی کچہہ دینا
تہا اُس سے تو دجال کا قتل ظاہری معلوم ہوتا ہے اور وان یخرج والی حدیث کا معنے پہلے
لکہا گیا ہے **قولہ** صفحہ ۳۰۶ پس اگر اسی طرح پر کسی صحابی یا تابعی کا قول دربارہ حیات
عیسے ابن مریم وغیرہ کے کسی روایت مین آیا ہو تو وہ روایت یا قول بمقابلہ نصوص قطعیہ
کتاب و سنت صحیحہ کے کیونکر قبول ہو سکتا ہے **اقول** مانحن فیہ تو ایک صحابی کا قول
نہین یہاپر تو اجماع ہے کما مر ایہا الناظرون اس مقام پر امر وہی صاحب اقرار کرتے ہین
کہ صحابہ و تابعین سے روایات حیات مسیح کی پائی گئی ہین مگر ہم بوجہ مخالفت اُن کے
نصوص قطعیہ سے ان کو تسلیم نہین کرتے حضرت اُنکی مخالفت اہل لسان کے نزدیک نہین
ہان آپ کی راے مین مخالفت ہے سو وہ قابل اعتبار نہین دیکہو اپنے اصول عشرہ کو
قولہ صفحہ ۳۰۶ کون کہتا ہے کہ ابن صیاد ابتک زندہ ہے **اقول** کہانتک ہم شمس
الہدایت کا مطلب آپ کو سمجہادین ذرا اُسکی عبارت ذیل کو غور فرمادین (اور بحکم انما
صاحبہ عیسے ابن مریم مرے ہوئے دجال کو زندہ ماننا الخ) **قولہ** صفحہ ۳۰۷ آپنے

اقرار کر لیا کہ احادیث دجالیہ محمول علے الظاہر نہین بلکہ ماول ہین **اقول**
یہ آپ کی خوش فہمی ہے حضرت اس کو تاویل نہین کہتے الفاظ سے مراد تو وہی
معانی حقیقیہ ہین شمس الہدایت کی عبارت ذیل (نہ یہ کہ فی الواقع دجال موصوف
بصفات مذکورہ ہو) کا مطلب یہ ہے کہ اسناد وصف خلق وغیرہ کا دجال کی طرف
محض لوگون کی دید مین ہوگا اور فی الواقع خالق حق سبحانہ وتعالی ہی ہوگا یہان پر مؤلف
صاحب بنا پر خوش فہمی اپنی کے نہایت طیش مین آکر قریب دو صفحون کے سیاہ
کر دیئے چنانچہ پہلے اس سے بھی طیش مین آکر لکھہ دیا ہے (کہ یہان پر مؤلف نے
اقرار کر لیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ دجال کے بارہ مین متردد رہے)
اقول ہان صاحب مگر اخیر مین اپنے بوقت حصول کشف تفصیلی کے اس کا مفصل
حلیہ بیان فرما دیا صفحہ ۳۰۹ پر نعمت اللہ ولی کے **بیت** مہدئے وقت وعیسی دوران
ہر دو را شہسوار می بینم + کو جواباً اس محاورہ پر محمول کیا ہے (حاتم دوران ونوشیروان
زمان) کہ حاتم اور نوشیروان سے مراد بحسب محاورہ ایک ہی شخص ہوتا ہے
اقول آپ ہی اپنے مرشد کی طرح گرے کیا دوسرے مصراع مین (ہر دو
را شہسوار مے بینم) کو ملاحظہ نہین فرمایا نعمت اللہ ولی صاحب
رحمہ اللہ علیہ اپنے مکاشفہ کا بیان فرماتے ہین کہ مہدی موعود اور عیسے
موعود دونون کو اس وقت کشف کی آنکھہ سے دیکھہ رہا ہون۔ ناظرین
امروہی صاحب سے دریافت کرین کہ شیخ محمد اکرم صابری مرحوم کا حوالہ
جو مرزا صاحب نے دیا تھا اور اسپر شمس الہدایت مین اعتراض کیا گیا ہے اس سے
آپ نے جواب کیون نہین دیا کیا تسلیم کر گئے ہین کہ مرزا صاحب ایسے دجل
کیا کرتے ہین **قولہ** صفحہ ۳۱۰ ورنہ جس طرح پر فرقہ معتزلہ وخوارج وجہمیہ
نے ان احادیث کو الخ **اقول** ع چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد
حضرت اب ناظرین آپ کے دہوکے مین نہین آتے کیونکہ ان کو پہلے
نووی شرح صحیح مسلم کی نقل سے معلوم ہو چکا ہے کہ بعض معتزلہ اور جہمیہ کے

ساتھ آپ ہی ہین نہ اہل اجماع اور پھر بالعکس دجل سے کام لیتے ہین صفحہ ۳۱۲
سے ۳۱۳ تک کا حاصل مرزا صاحب پر جو الزام لگایا ہے کہ انہون نے ازالہ
مین وحی انبیا مین بھی دخل شیطانی لکھا ہے یہ بالکل ابلہ فریبی اور لوگون کو
بدگمان کرنا ہے مرزا صاحب نے اس طرح پر لکھا ہے کہ یہ دخل کبھی انبیا اور رسولون
کی وحی مین بھی ہو جاتا ہے مگر وہ بلا توقف نکالا جاتا ہے اور یہ مضمون ہے
آیت وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان
في امنيته الخ کا **اقول** ہم تسلیم کرتے ہین کہ یہہ مضمون تو آیت مذکورہ
کا ہے مگر محل استشہاد ازالہ کے صفحہ ۶۲۹ کی عبارت ذیل ہے ایک
بادشاہ کے وقت مین چار سو نبی نے اُس کی فتح کے بارہ مین پیشگوئی
کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست ہوئی بلکہ وہ اُسی
میدان مین مر گیا الخ اب فرمائیے کہ اس سے شیطانی کلمہ کا دخل انبیا کے
وحی مین ثابت ہوا یا نہ اور شمس الہدایت مین جو حوالہ ازالہ کے صفحہ ۶۲۸
کا دیا گیا ہے اُس صفحہ سے لیکر دوسرے صفحہ کے اخیر تک دیکھو کہ یہی ہے
آپنے صرف آیت کا مضمون نقل کر دینے سے مرزا صاحب کو بری کرنا چاہا
مگر اُس صفحہ کو اخیر تک ملاحظہ نہین فرمایا یا دانستہ دجل کیا **قولہ** صفحہ ۳۱۴
مجدد اور محدث بھی تو مرسل ہوتا ہے **اقول** اصطلاحی معنے کے رو
سے اُن کو رسول نہین کہا جاتا صفحہ ۳۱۵ سے ۳۱۸ تک کی تردید کی
نہین صفحہ ۳۱۹ مین لکھا ہے کہ حدیث ذیل عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لو کان الدین عند الثریا لذهب
به رجل من فارس او قال من ابناء فارس حتى يتناوله رواه مسلم
کا مصداق امام ہمام نعمان بن ثابت کوئی نہین کیونکہ اُن کے وقت
مین علم زمین سے نہین گیا تھا **اقول** آپ کی مرزا جیو تو نہ صرف سمرقندی
الاصل ہونے کی وجہ سے بلکہ مزید بران تحریف الکتاب والسنہ کے رو سے

بھی حدیث مذکور کا مصداق نہین ہو سکتے رہا امام ہمام علیہ الرحمۃ
والسلام کا مصداق ہونا حدیث مذکور کے لئے سو وہ اس کا مصداق
ہو سکتے ہین کیونکہ اجداد کے روسے (بنسبت رجل من ابناء فارس) صادق
ہے اور حدیث مذکور کا مفاد یہ نہین کہ رجل من ابناء فارس کے وقت
مین علم کا اٹھ جانا بھی ضرور متحقق ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُس شخص مین لیاقت
اور استعداد اس حد تک ہو کہ اگر علم زمین سے اُٹھ گیا ہو تو بھی اُس کو بوجہ
کمال اپنے کے لوٹا لادے کلمۂ لَوْ کا معنے خیال کرو صفحہ ۱۲۳ کا حاصل ۱
مؤلف شمس الہدایت کو اس حدیث کا اقرار ہے کہ الدنیا سبعۃ الاف
وانا فی اخرھا الفا اندرین صورت جو کچھ آپ نے لکھا غت ربود ہو گیا
کیونکہ علامات قیامت کبرے جو احادیث مین بیان کئے گئے ہین جبتک
وہ پوری نہ ہولیوین تب تک قیامت کیونکہ آسکتی ہے نمبر ۲ آدم علیہ السلام
سے آج تک سات ہزار تین سو اٹھاران برس تو گذر چکے اندرین
صورت کیا مولف کو اتنا عقل وفہم بھی نہین ہے کہ سات ہزار
برس سے پہلے قیامت کیونکر آسکتی ہے اس سے مؤلف صاحب
کا علم حساب مین بھی طاق ہونا ثابت ہوا **شعر**

تا مرد سخن نگفتہ باشد ؛ عیب وہنرش نہفتہ باشد

شعر

حملہ برخود میکنی اے سادہ مرد ؛ ہمچوآن شیرے کہ برخود حملہ کرد +

نمبر ۳ حضرت اقدس نے مدت قیامت کی تحدید بعد گذرنے سات ہزار
برس کے آدم علیہ السلام سے کسی جگہہ فرمائی ہے جو مخالف ہو قال انما
العلم عند اللہ یا ما المسئول عنہا باعلم من السائل کے **اقول** نمبر ۱
شمس الہدایت کو اس حدیث کی صحت کا فرضی طور پر اقرار ہے دیکھو صفحہ ۱۱۶
سطر اول شمس الہدایت اور فرضی کیون نہ کہا جاوے چونکہ ثقات نے مثل

مناوی و شیخ سیوطی و صاحب سراج منیر نے اسکو موضوع و ضعیف کہا ہے
اور اس حدیث کے مضمون کو مستقل طور پر چونکہ مرزا صاحب نے وقوع قیامت سے
روکنے والا ٹہیرایا ہے دیکھو ازالہ صفحہ ۱۵۵ (یہ مقرر ہو چکا ہے کہ قیامت سات
ہزار برس گذرنے سے پہلے واقع نہیں ہو سکتی) لہذا ان پر وارد کیا گیا کہ آجتک حضرت
آدم علیہ السلام سے لیکر سات ہزار تین سو اٹہاران برس تو گذر چکے اندرین صورت
کیا مرزا صاحب کو پہر بہی یہ حدیث وقوع قیامت سے روکنے والی معلوم ہوتی ہے
مع آنکہ طلوع الشمس من مغربہا اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض وغیرہ اشراط کا تحقق
آپ کے نزدیک ہو چکا ہے الغرض مرزا صاحب نے حدیث مذکور کو مانع مستقل
ٹہیرایا ہے وقوع قیامت کے لئے دیکھو ازالہ لہذا یہ اعتراض ان پر از غیر مندفع
ہی رہا اور امروہی صاحب نے بہی حسب عادت ٹال مٹال کر دیا اس سے معلوم ہوا
کہ مرزا صاحب اور امروہی صاحب دونوں نے علم حساب مین پاس کیا ہوا ہے
بیت تا مرد سخن نگفتہ باشد۔ عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ اس سے امروہی
صاحب کی خوش فہمی بہی ثابت ہو گئی اور تینون نمبرون کا جواب بہی ہو گیا
صفحہ ۲۳۲ کی تردید ہو چکی ہے **قولہ** صفحہ ۲۳۴ سطر ۲ تمت الکتاب والیہ
المرجع والمآب **اقول** تم الکتاب چلہئے کیا نحو میر نہیں پڑہا اور نیز (الیہ) کا مرجع
کتاب ہو گی جو پہلے فقرہ متناسبہ مین مذکور ہے کیونکہ اللہ کا ذکر گو کہ فقرہ (و
آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین) مین ہوا ہے مگر تمت الکتاب والیہ
المرجع والمآب یہ دونون فقرے باہم کہین متناسب اور پہلون سے الگ
الگ ہین پس معنے یہ ہوا کتاب شمس بازغہ ہی کی طرف مرجع اور بازگشت
ہے جو بالکل منافی ہے دیانت و درایت کے لئے بعض مقامات مین ہماری
ترکی بہ ترکی جوابون پر امید ہے کہ آپ خفا نہ ہونگے کیونکہ بسم اللہ
آپ ہی سے ہوئی ہے آیندہ یار زندہ صحبت باقی مطمئن رہین اللہم
صل وسلم وبارک وادم علی سید المرسلین والہ وعترتہ وصحبہ

اجمعین واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین صفحہ ۳۲۴ کا حاصل
نمبر ا میری نسبت لوگون کا یہ مشہور کرنا کہ سید محمد احسن امروہی مرزا صاحب سے منحرف
ہوگیا ہے بالکل جھوٹھ اور لغو ہے کیونکہ مینے عرصہ ۱۹ یا بیس سال مین اپنی
تالیفات مین مرزا صاحب کے دعوے کو براہین ساطعہ سے ثابت کر دیا ہے پس
ایسے محقق کا برگشتہ ہونا (راہ راست پر آنا) کیا معنے رکھتا ہے نمبر ۲ ہمارے
رسائل کا آجتک کسی نے جواب نہین دیا حتے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی
باوجود وعدۂ جواب سکوت کیا اور مولوی محمد بشیر صاحب باوجود ہمارے شدید
تقاضا کے عدم فرصت کا عذر پیش کرتے رہے **اقول** نمبر ا آپ خواہ کچھ
کہین ہی مگر سورج کو انگلی سے ہرگز چھپا نہین سکتے قادیان سے جانا آپ کا بھی
دراہم معدودہ مین کسر واقع ہونی کی وجہ سے تھا جیسا کہ آنا جبر نقصان کے
سبب سے ہوا (محقق) کا لفظ جو آپنے اپنے لئے لقب دیا ہے گویا اپنے مُنہ سے
میان مٹھو بننا چاہا ہے نمبر ۲ ہان صاحب مگر اس وجہ سے کہ ع جواب جاہلان باشد خموشی
قولہ صفحہ ۳۲۵ سطر ۱۴ کتبہ السید محمد احسن امروھوی **اقول** امروہی
چاہئے واو کے لانیکا کوئی قاعدہ نہین دیکھو شافیہ فصول اکبری اور نیز بوجہ تعریف محمد احسن
اور نکارت امروھوی کے موصوف اور صفت کے درمیان مطابقت بھی نہین لهذا الامروہی
چاہئے تھا **قولہ** صفحہ مذکور س ۵ فی تاریخ ۲۳ اگست سنہ ۱۹۰۶ء یوم الخمیس **اقول** (فی تاریخ)
اور (یوم الخمیس) متعلق (کتبہ) سے معنے یہ ہوا کہ لکھا ہے اس کتاب کو سید صاحب
نے ۲۳ اگست خمیس کے دن ایہا الناظرون کیا سید صاحب نے کتاب کو ایک دن مین لکھا ہے
ہرگز نہین لہذا ہم کہہ سکتے ہین کہ سید صاحب نے حسب عادت اپنی کتاب کا خاتمہ بھی کلام کاذب پر کیا خدا کے
بندے خاتمہ کا فقرہ تو سچا بولا ہوتا ص ۳۲۶ اور ۳۲۷ کا حاصل ہم ایسے ہین اور ہمارے رسائل ویسے فلان صاحب
منگالو **اقول** ایسے ویسے صرف اپنے ہی منہ کی شکر خائی ہے ورنہ مردم شناسون کے ہان جیسے ہین تیسے ہی
ہین فتدبر- اہل اسلام مین سے کسی کے منگالنے کی امید مت رکھین-

امروہی کے شمس کاسفہ کا دائمی کسوف اور مختصر طور پر اوسکی علمی لیاقت کا نقشہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد خاتم النبیین وآلہ وعترتہ الطاہرین

نمبر شمار صفحہ شمس بازغہ	سطر	مردود	تردید
۱	۳	کلہم	کل مضاف الی المعرفہ مجموعہ اجزا کا افادہ دیتا ہے جو یہاں پر مقصود نہیں۔
"	۴	ثم قال	ثم کا مقام نہیں۔
"	"	تولوا	وزن میں زحاف واقع ہوا جاتا ہے۔
"	۶	ما عدا الانس	ثقلین سے انس کا انفراد بے وجہ ہے۔
"	۷	وصلی اللہ	از قبیل عطف الانشاء علی الاخبار ہے۔
۴	۱۵	قادیاں کا جانب شرق دمشق ہونا	بالکل جھوٹھ ہے دیکھو جغرافیہ۔
۵	۲۱	بہ بہانہ انکار مجاز	پھر کیسے حشر و نشر و دوزخ و بہشت و عذاب و ثواب میں مجاز و استعارہ سے کام نہ لیا جاوے ورنہ ما بہ الامتیاز چاہیئے۔
۶	۲	صدہا واقع ہو چکے ہیں	شرم شرم شرم کب ہوئیں اور کسنے مانیں۔
۶	۸	ہاتھ اسلام سے دھو بیٹھے ہیں	آپ والے اسلام سے جسکی بنا حبک الشی یعمی ویصم پر ہے۔
۶	۱۴	حجت قایم کرتے رہتے ہیں	ترا اژدہا گر بود یار غار ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار

نمبر شمار صفحہ شمس بازغہ	سطر	مردود	تردید
۷	۱۸	کیا وجہ ہے کہ مولف صاحب نے حضرت اقدس کے پاس ذریعہ ڈاک رجسٹری کے روانہ نہیں کیا۔	لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔
۸	۲	اور مولف صاحب نے آٹھ نو برس تک محنت کرکر کچھ لکھا ہے۔	چند روزہ تحریر کو آٹھ نو برس کی محنت خیال کرنا قوی دلیل ہے آپکی بزدلی اور کم عقلی پر۔
"	۶	اسی کلمہ کے معنوں پر حملہ کیا ہے	جسکے جواب پر آپ قادر نہ ہوسکے کما سیجئی۔
"	۱۰	اچھی طرح بیان نہیں کرسکا	جیساکہ آپنے کیا اور قادیانی کی نمک حرامی کی۔
"	۱۲	جواب شافی کافی دیا جاچکا ہے	اپنے موںہ سے میاں مٹھو بنتا ہے۔
"	۱۳	مگر بفرمائش اُن بعض احباب کے	اُس ذباب کے جس کا میلان بوجہ کج فہمی اور کم علمی کی دلیل ہے بطلان سلسلہ پر۔
"	۱۶	اندر میعاد بارہ تیرہ روز	لعنۃ اللہ علی الکاذبین
"	۲۲	اب ہمارے سائل مختارہ قد تبین الرشد من الغی کا مصداق ہوگئے ہیں	مگر بوجہ مخالفت کل اہل اسلام کے (الغی) کا مصداق ٹھہرے نہ (الرشد) کا۔
۹	۲	ترکی بترکی لکھا جاویگا۔	کیا پہلے جواب کا مضحکہ عقلا وطلبا ہونا عبرت بخش نہ ہوگا مگر مشاہرہ لینا کیسے ترک کردیا جائے۔
"	"	وسمیتہ بالشمس البازغہ	قبر چونے گچ مردہ خوار
"	۵	وما انا اشرع	تقدیم مسند الیہ بے وجہ ہے۔
"	۱۲	والمرء یوخذ باقرارہ لانی عارضتہ بمختارہ	تعلیل غلط ہے کیونکہ لام تعلیلیہ کا مدخول علت ہونا چاہیئے ماقبل کیلئے جو یہاں پر معلول ہے۔
"	۱۶	پھر آپکا شمس الہدایت کیونکر اب طلوع ہوسکتا ہے۔	ہر مبتدع کی شب بدعت کے جانیکا سبب طلوع شمس الہدایت ہوا کرتا ہے (فرعونے راموسے) خلا امتناعاۃ

نمبر شمار صفحہ شمس بازغہ	سطر	مردود	تردید
۱۰	۸	کیا اتبک بھی ضرورت کسی مجدد کی نہیں	مگر مرزا بوجوہ مذکورہ فی الکتاب ہرگز نہیں ہو سکتا۔
"	۲۱	اعتراض و اشکال حل نہیں ہو سکتا	اصل اعتراض اور ایساہی عدم کفایت جواب تفتازانی وغیرہ امتحاناً تھے جنکے دفع کرنے میں آپ فیل نکلے اسی آڑ میں دم لینا چاہتے ہیں کہ مولف نے متکلمین اور صوفیا ر پر بیجا حملہ کیا۔ مثل۔ آپ جیسے مولوی سے کسی نے امتحاناً پوچھا کہ (الحمدُ للہ) میں الحمدُ پر ضمہ پڑھنے کی کیا وجہ ہے مولویصاحب نے حاضرین کو مخاطب کرکے کہا کہ یہہ شخص خدا پر اعتراض کر رہا ہے۔
۱۱	۵	کوئی مجدد وحید الدہر صدی پر	ہاں سچ ہے مگر تجدید کا یہہ معنے نہیں کہ نیا دین لائے اور نبوت کا دعویٰ کرے۔
۱۲	۴	کوئی مخالفت کر سکے	اگر مجدد میں یہہ وصف ہے تو مرزا ہرگز مجدد نہیں۔
"	۱۱	اجماع ممکن ہی نہیں	جس پیشگوئی کو شارع نے مفصل طور پر تاکیدات بلیغہ کے روسے دھوکھاسے بچانے کیلئے فرمادیا ہو قبل از وقوع واجب الایمان ہے اور مجمع علیہ۔ آپ اپنے کلیہ کے مطابق قیامت میں بھی قبل از وقوع شاید مذبذب ہونگے۔
"	۱۴	ورنہ مولف ثابت کرے	لیجئے حضرت حجۃ اللہ البالغہ علی الشمس البازغہ ملاحظہ فرمائیے۔
۱۲	۱۶	بلکہ اصحابہ کا اجماع و اتفاق تو وفات پر ثابت ہوتا ہے	ہاں مگر آپ ہی کی غلط فہمی پر کما سینظہر
"	۱۸	تو اجماع کدھر ہوا۔	اجماع کا انعقاد قدر مشترک پر ہے۔

نمبر شمار صفحہ	سطر	مردود	تردید
۱۲	۲۰	اوس مجدد کی رائے	برعکس نہتہد نام زنگی کافور **شعر** کبھیمۃ عمیاء قاد زمامھا اعمی علی عوج الطریق الحائر ضلوا فاضلوا - میدانمیں مقابلہ کیوقت (ذاب کما یذوب الملح فی الماء) کا مصداق - پس بڑا ہی نادان ہے وہ شخص جو اوسکے چند اعتراضات ابلہ فریب سے خائف ہوکر عقیدہ حقہ اجماعیہ سے انحراف کرکے نہج اعوج میں داخل رہے۔
۱۳	۱۷	وماکل الظنون تکون حقا وماکل الصواب علی القیاس	اِدھر تکون اور اُدھر حقا - سبحان اللہ
"	۱۹	البتہ بعض نادانوں سے خوف ہے۔	جیسے قادیانی وامروہی وغیرہ جنہوں نے ایسے اصول علے شفا جرف ہار اختراع کئی ہیں جن سے آیات واحادیث کی تحریف معنوی کی جاسکتی ہیں۔
۱۴	۱	کاذب ٹھراکر	وہی (الحمد للمد) والی مثل کو یاد کرو۔
"	۱۹	ستوفیک ورافعک الی	واو ترتیب کیلئے نہیں۔
"	۲۲	اور وافقہ العباس عبداللہ بن عباس	ابن عباس اس آیت میں تقدیم تاخیر کے قائل ہیں دیکھو اتقان
۱۶	۱	منکر ہیں	کذب محض۔
"	۲	اور مکاشفات	کس دلیل سے۔
۱۷	۱۸	لقد طلب	فقد طلب چاہیئے۔
"	۲۴	ان کنتم لاتعلمون	بہ تعلیم سیدنا ابوالقاسم صلعم ہم تو جانتے ہیں پھر اہل کتاب سے پوچھنے کی ہمیں کیا حاجت ہے۔
۱۸	۱	الہام متحدیانہ	جب ہم مرزا کو اہل اسلام سے ہی نہیں مانتے تو اوسکا الہام ہم پر کیسے حجت ہوسکتا ہے۔

نمبر شمار صفحہ	سطر	مردود	تردید
۱۸	۱۲	مذہب حق کا ایک بال بھی بیکا نہیں ہو سکتا۔	جیسا کہ اجماعی عقیدہ کا اور کیسا ہو **شعر** فی زخرف القول تزیین لباطلہ والحق قد یعتریہ سوء تعبیر
؍؍	۲۳	کسی قسم کا حسد یا عناد نہیں	مگر چندہ کے وراہم معدودہ نے پاگل کر رکھا ہے ہائے دنیا ہائے دنیا۔
۱۹	۱	معنی بھی یہ اکابر نہیں جانتے	افترا باندھنا مسلمانوں کا کام نہیں۔
؍؍	۸	چہ ہیبتہا بداوند ایں جوان را کہ ناید کس بمیدان محمد	چہ ہیبت روئے نمود ایں میرزا را کہ نامد او بمیدان محمد ؐ الا اے میرزا نادان و بے راہ + بترس از تیغ بران محمد بلاہور ار رسیدی حسب دعوت + چہا دیدی ز غلمان محمد
۱۹	۶	ہنود اور نصاریٰ	اسی آڑ میں دین محمدی کی تحریف کر رہا ہے اور بعض نادان اسی دھوکہ میں آکر روپیہ کی امداد دے رہے ہیں۔ الحمد للہ کہ بہتیرے سمجھ گئے۔
؍؍	۱۲	حجت پوری ہوگئی	توں مان نہ مان میں تیرا مہمان۔
؍؍	۲۱	ایسے مویدِ اسلام	اپنے منہ سے میاں مٹھو۔
۲۰	۱۹	اور مجدد مامور من اللہ	**شعر** جوہر جسم مسیح از گلِ کانِ دگر است تو توقع ز گلِ طینتِ دجال مدار
؍؍	۲۵	محدث یا مفسر	چنانچہ جلسہ لاہور میں۔ شرم شرم شرم
۲۱	۱	کہ در تمام عالم یک انا گوی است کہ انانیت او از ہمہ جا جلوہ گر است	سبحان اللہ تصوف میں بھی آپکو بڑی مشاقی ہے کیا مقولہ منقولہ کا یہ مطلب ہے کہ تمام عالم میں ایک مبعوث من اللہ ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس مقولہ سے مراد تو یہاں وحدت وجود کا ہے۔ دیکھو مقولہ

محمد نجم

نمبر شمار صفحہ	سطر	مردود	تردید
			مذکورہ کی عبارت ذیل۔ ہماں یک ذات ہست کہ اولا تجلی علمی نمودہ بار دیگر بصورت علمہاے جہاں شد
۲۱	۱۳	کون شخص	علماء اسلام اور صوفیاء کرام جنسے دین اسلام کو فائدہ پہونچ رہا ہے آپکے نبی تھے تو مدرسہ کیلئے چندہ دینے سے بھی معتقدین کو بغرض اپنی ہی عیاشی کے روک دیا ہی۔ ہم تو چندہ کے مبلغات پر آپ لوگوں کے یہاں یہہ مضمون دیکھ رہے ہیں ع رأو الدراہم فکالحمیر تناھقوا واللہ ما اجتمعوا الا جل اللہ سبٌّ والحادٌ وتحریف سنۃٍ أرائیت قطُّ مجدداً ہمنا ھی
۲۱	۱۰	فاصدع بما تؤمر	مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا بھی یہی دعوی تھا
ر	۲۵	بلی عندنا خضر	بلی عبدنا چاہئے
۲۲	۱	فدع صاحب المزمار والدف والغناء وما اختارہ من طاعۃ اللہ مذھبا ویعلم ما قد کان فیہ حیاتہ اذا حصلت اعمالہ کلھا ھبا	فدع صاحب التحریف والطمع والھوی وما اختارہ من جمع الدراہم مذھبا ویعلم ما قد کان فیہ حیاتہ اذا صارت اعمالہ کلھا ھبا
ر	۱۰	ہمکو اونکی بڑی تلاش ہے	گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ آپ ایسے نا امید کیوں بیٹھے آخر ان لربکم فی ایام دہرکم نفحات الا فتعرضوا لہا۔ یہی تو وارد ہے سب لوگ کادیانی جماعت کیطرح تو نہیں۔ ع

نمبر شمار صفحہ ضمیمہ	سطر	مردود	تردید
٢٢	١٦	صحت لفظی نہیں کرسکے	نعوذ باللہ من اناس تشیخوا قبل ان یشیخوا استوطنوا القادیان طمعا - فاحذرہم انہم فخوخ شروح بخاری اور فتوح الغیب اور صحایف السلوک ملاحظہ ہو -
"	٢٢	واقع ہوا	حسب تاریخ مذکور فی الحدیث واقع نہیں ہوا -
"	٢٤	حدیثوں میں بھی موجود ہے	بالکل افتراء ہے -
"	٢٤	مستورین یا مستورات کا ذکر ایسی بحث میں بالکل بے محل ہے -	کیا منکوحہ آسمانی کا بھی - اسکا تو تبرکاً ہونا چاہیئے
٢٣	١	پیشین گوئی مندرجہ لیظہرہ علے الدین کلہ	کیسا بہتان ہے مرزا کے وجود سے اسلام کو کونسا غلبہ ہوا بلکہ معاملہ بالعکس ہے -
"	٧	علوم آلیہ سے	علوم آلیہ وغیرہ آلیہ میں آپکی مہارت سارے عالم پر روشن ہوگئی ہے سرقہ ہے تحقیق الحق کا -
"	٩	تخصیص عقلی و نقلی	
"	١٠	جو واجب الوجود لذاتہ ہے	واجب الوجود کا اطلاق کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے
"	١٣	الٰہ وہی ہے جسکو غایۃ الکمال حاصل ہو -	خطابیات میں سے ہے کوئی مستند نہیں رکھتا نہ لغوی اور نہ عقلی لاحتمال التشکیک فی التعظیم واظہار الذلۃ علی حسب التفاوت فی مدارج المعظم لکمافی لم یشکر اللہ من لم یشکر الناس اور شرعی بوجہ سوق الکلام علے خصوص منہاج الدلیل العقلی مراد نہیں ہوسکتا فبطل الاستدلال
٢٤	١٠	دلیل نقلی اس تخصیص کی کہ مراد الٰہ سے قرآن مجید میں وہی ذات واجب الوجود لذاتہ ہے جو مذکور	وما من الٰہ الا اللہ میں ارادہ معبود مطلق یا معبود ممکن کا مستلزم ہے وقوع کذب کو اور ارادہ واجب الوجود کا بوجہ استغراق افرادی اور بدلیل غرعوم مخاطب ممکن

محقق

نمبر شمار صفحہ شمس بازغہ	سطر	مردود	تردید
		ہوا ہے ہے قال اللہ تعالےٰ وما من الہ الا اللہ ایضا قال تعالےٰ انما اللہ الہ واحد وما من الہ الا الہ واحد	نہیں۔ لاالہ الا اللہ میں جو اشکال تھا وہی یہاں پر بھی موجود ہے۔ جواب کیا ہوا۔ خاک۔ اور انما اللہ الہ واحد میں مراد الہ سے معبود مطلق موصوف بالوحدۃ ہے وہو مناط للحکم القصری ایسا ہی وما من الہ الا الہ واحد میں بھی فالجواب ہو ما ذکرناہ فی تحقیق الحق۔
۲۴	۱۴	ای لیس فی الوجود الہ ولا ثانی لہ ولا شریک لہ ولا ولد لہ ولا صاحبۃ لہ الا اللہ سبحانہ	غلط عبارت ہے کیونکہ ولا ثانی لہ ولا شریک ولا ولد لہ ولا صاحبۃ لہ کا حکم سلبی یعنے لیس فی الوجود الہ سے کوئی تعلق نہیں ایسے مسیح کے ایسے فصیح ہونے چاہئیں۔
۲۴	۱۷	لن ندعو من دونہ الٰہا (یعنے الٰہ سے مراد واجب الوجود لذاتہ ہے)	یہاں پر بھی مراد الٰہا سے مطلق معبود ہے۔
″	۲۰	قصر افراد لیویں یا قصر تعیین	قصر افراد میں مخاطب ممن یعتقد الشرکۃ ہوتا ہے اور مشرکین مکہ اپنی معبودات کو وصف وجوب الوجود لذاتہ میں شریک نہیں قرار دیتے تھے بدلیل قولہ تعالےٰ ولئن سئلتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ اور قصر تعیین میں مخاطب ممن تساوی عندہ الامران ہوتا ہے جو یہاں پر نہیں لہذا قصر افراد اور ایسا ہی قصر تعیین بھی نہیں ہو سکتا فالجواب ہو ما ذکرنا افسوس کہ آپنے چندہ کا روپیہ مفت میں اڑایا۔
۲۴	۱۸	پس ہرگاہ کہ کوئی الہ سوا الہ واحد کے موجود ہی نہیں۔	لہذا وقت استغراق اور جمعیت کے جو تعدد کو چاہتے ہیں واجب الوجود نہیں لے سکتے فالجواب ہو الجواب۔
″	۲۱	تو مولف کا یہہ دعوی کہ وقت	استغراق اور جمعیت ظاہر ہے کہ ممکن میں ہی تصور

نمبر شمار صفحہ شمس بازغہ	سطر	مردود	تردید
		استغراق اور جمعیت کے اور ایسا ہی وقت اضافت کے مشرکین کیطرف مراد الہہ سے معبودات ممکنہ مثل اصنام وغیرہ کے ہوتے ہیں غیر مسلم ہے	ہو سکتے ہیں نہ واجب میں اور مشرکین کے معبودات اور آلہہ اصنام ہی تھے۔
٢٤	٢٤	اور زعم مشرکین ہم پر حجت نہیں	مگر بوجہ اہل لسان ہونے اونکے اونکا محاورہ اور بول چال تو لغت اور فصاحت بلاغت میں مستند ہے فالجواب ہو الجواب۔
	٢٤	مع ان شریک الباری ممتنع الامکن	اسمیں کیا شک ہے لہذا جمعیت اور استغراق اور اضافت الی المشرکین کے وقت ممکن مراد ہونا چاہیئے جسمیں تکثر متصور ہو واجب الوجود میں تو تعدد ممتنع ہے۔
٢٥	١	پس اسمیں کذب کہاں ہے بلکہ معترض خود محض کاذب ہے۔	آئی وہی مثل جو کسی نے امتحاناً کسی سے آیت کے متعلق سوال کیا مجیب کو چونکہ لاعلمی کا اقرار تو ناگوار تھا۔ لہذا اس آڑ میں بچنا چاہا کہ یہہ شخص قرآن کریم پر اعتراض کرتا ہے مگر تاڑنے والے تو تاڑ گئے۔ خدا کے بندے اب بھی پوچھو ہمارے طلبہ سمجھا دینگے ہم تو پہلے عرصہ سے اسکا جواب لکھ بھی چکے ہیں جو آپکے پاس پنڈی والے مخلص نے پہونچایا تھا مگر سمجھاوے کون۔ یاد رہے کہ مخاطب کسی معبود ممکن کو شریک بالباری فی وصف الوجوب نہیں خیال کرتا تاکہ القاء الکلام بر تقدیر ارادہ معنی وجوب علی حسب مقتضی الحال ہو۔ جبتک اسکا تدارک کرینگے لا کے شکنجہ سے نکلنا مشکل ہے۔ فالجواب ہو الجواب۔

نمبر شمار صفحہ شمس بازغہ	سطر	مردود	تردید
٢٥	١٩	کہ عالم کا فساد لازم آویگا۔	صورت مفروضہ میں چونکہ عالم کا تمانع فی الاراد تین کیوجہ سے وجود ہی متصور نہیں تو فساد کیسا فساد تو بعد الوجود ہوتا ہے کاش قرآن کریم کو کسی عالم سے پڑہا سمجہا ہوتا یہی تو دلیل ہے آپکی ناسمجھی کی۔
٢٦	١٢	جدہر مولف گیا ہی ادہر ہی کو ہم بھی اوسکے ساتھ گئے ہیں	
٢٦	١٥	اس محل پر لفظ عنوان موضوعی اور محمولی کا لکھنا سرتاپا غلط ہے	سرتاپا صحیح ہے مطلب عبارت شمس الہدایت کا یہہ ہے کہ اگر کلمہ طیبہ میں جو مدعی ہے عنوان موضوعی یا محمولی سے استحقاق للعبادۃ حقیقی طور پر لیا جاوے تو تقریب نام نہیں یعنے دلیل میں استلزام مفقود ہوا جاتا ہے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ امروہی صاحب اصطلاحات منطقیہ وغیرہا سے محض نابلد ہیں **شعر** **حرف درویشاں بدزدد مرد دوں** **تا بخواند بر سلیمے او فسوں** آپنے اس مقام پر انتفاء استلزام مارے شرم کے دریافت نہیں کیا تعلم اور استفادہ میں شرم کرنا انسان کو جاہل رکھتا ہے پھر جدھر کو مولف گیا ادھر ہی کو آپ کیوں نہ جائیں۔
٢٦	١٠	تو مستلزم لفسدتا کو ضرور ہوگا کما مر استدلالا تفصیلا	مستلزم لفسدتا کو نہ ہوگا لما مر اضمحلالہ تکمیلا
٢٧	٣	وہ بالکل بے محل ہے۔	صاف کیوں نہیں کہدیتے کہ ہم سمجھے نہیں۔
״	١٠	حل کیا جاوے گا۔	چنانچہ کلمہ طیبہ کو حل کیا۔
״	١٣	اگر صادق ہے تو کیا اور کاذب ہے تو کیا	یہی تو دلیل ہے نافہمی کی۔
״	١٦	یہانپر حرف الا موجود ہے جو بمعنے غیر ہے۔	کیا کافیہ نہیں دیکھا الا بمعنے غیر اوسی وقت ہوتا ہی کہ اذا کانت تابعۃ لجمع منکور غیر محصور نحو لو کان

نمبر شمار صفحہ شمس بازغہ	سطر	مردود	تردید
			فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا لا الہ الا اللہ میں تو شرط مذکور مفقود ہے ۔ اور نیز لا الہ الا اللہ کلام قصری مشتمل ہے دو حکم پر جو استثنا ہی کی تقدیر پر متصور ہوسکتے ہیں
۲۷	۲۱	تقریب تام بخوبی حاصل ہے کما بینا	حاصل نہیں لما بینا
"	۲۴	اسمیں بھی نفی الوہیت مستحقہ ہی کی فرمائی گئی ہے	مشرکین اپنی معبودات میں الوہیت مستحقہ مستلزمہ للوجوب کے قائل ہی نہیں بدلیل قولہ تعالی ولئن سألتہم الخ پس نفی اسکی کسکا رد ٹھہرے ۔
"	۲۵	رہی یہہ بات کہ کفار مشرکین کیطرف سے نقل کیا گیا ہے کہ اجعل الآلھۃ الٰہا واحدا سو یہہ قول مشرکین کا ہم پر حجت نہیں ہوسکتا ۔	اجعل الآلھۃ میں ظاہر ہے کہ مشرکین کی مراد آلھۃ واجبۃ الوجود نہیں لامر بلکہ معبودات مطلقہ ہیں من حیث دلالۃ اللفظ اور از روے خصوص مصداق اصنام ہیں پس قول اونکا اجعل الآلھۃ کیسے دلیل ٹھہرا ارادہ وجوب الوجود کیلیے لو کان ہؤلاء آلھۃ ما وردوھا ہیں فالجواب ہو الجواب اور نیز ورود الاصنام فی النار جو متحقق ہوگا حشر میں بسبب رد آپکے اوسکا انتفاء دلیل نہیں ٹھہر سکتا انتفاء الوہیت کیلیے اصنام سے دیکھو صفحہ ۸۲ سطر اول شمس بازغہ اور پھر کیسی بے معنے بات ہے کہ نزول عیسے تو مثلاً دو ہزار برس کے بعد ہوا اور قبل دو ہزار برس کے حاضرین سے خطاب کیا جاوے کہ فلا تمترن بہا یعنے دلیل تو ہزار برس کے بعد دیجاوے گی اور مدلول کو تم اسیوقت تسلیم کرلو ۔ انتہی بوضع الحاجۃ پھر ہم ناظرین کو اصل مطلب کیطرف توجہ دلاکر کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ بوجہ اہل لسان ہونے اونکے

نمبر شمار صفحہ شمس بازغہ	سطر	مردود	تردید
			لغت اور ما یتعلق بہا میں مستند ہیں یہانپر تو کلام اطلاقات لفظیہ میں ہے نہ ہمیں کی اتخاذ اصنام کا اربابا من دون اللہ حق ہے یا نہیں فالجواب ہو الجواب
۲۸	۶	اب بھی کلمہ توحید کے معنے آپ پر حل ہوے یا نہیں۔	ہم پر تو پہلے سی بفضل احد و حولہ منکشف تھے آپ اور آپکے پیغمبر بتا دیں کہ اونسے بوجہ سکوت اور آپنے بدیں بیان کہ جسپر کافیہ خوان بھی قہقہے اڑا رہے ہیں لاعلمی کا پورا ثبوت دیا یا نہیں مگر اس لباس میں کہ جدھر کو مولف گیا ادھر ہی کو ہم بھی پیچھے پیچھے چلے گئے ہیں چھپا چاہا ہے من انداز قدت را خوش شناسم گر آئی دلبرا در ہر لباسے
"	۷	اے مولف صاحب ہم اگر دو الہ فرض کریں الخ	اے امروہی صاحب یہی توجہ ہے عدم استلزام تعدد کی فساد کیلئے فقوي الاشكال
"	۲۴	کہ آیت مذکورہ میں انتفاء تالی کی انتفاء مقدم کا ضروری ہوا وہو المطلوب	آیت میں لفسدتا مذکور ہے جب تعدد کی تقدیر پر عالم کا وجود ہی متصور نہیں تو فساد کیسا فالجواب ہو الجواب
۲۹	۴	اس صورت میں کوئی موجود جیز وجود میں بھی نہیں آسکتا۔	لہذا لفسدتا کا ترتب تعدد پر نہ ہوا فالجواب ہو الجواب
"	۵	اب فرمایئے۔	اب فرمایئے۔ ایہا الناظرین امروہی صاحب نے تفسیر کبیر اور تفسیر ابی السعود وغیرہ کی عبارات کا ترجمہ لکھدیا جس سے اشکال مذکور مندفع نہیں ہوا بلکہ اولٹا دلائل امتناع تعدد سے جنکو تفاسیر سے لیا ہے اشکال کو قوی کر دیا کیونکہ وقوع نکرہ تحت النفی عموم اور استغراق افرادی کو

نمبر شمار صفحہ شمس بازغہ	سطر	مردود	تردید
			چاہتا ہے جو واجب الوجود میں بوجہ امتناع تعدد کے ممکن نہیں اور نیز مخاطبین کا مزعوم چونکہ سرے سے شرک فی الوجوب ہی نہیں بقولہ تعالے ولئن سالتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ تو پھر نفی تعدد فی الوجوب کا القا او نپر کیا معنے رکھتا ہے فالجواب ہو الجواب **شعر** فان کنت ذا عقل و فہم و فتنۃ علمت الذی قد کنت فی الامس تجہل
۳۰	۱۰	جو اوسکے مقابلہ میں اسرائیلی روایات لائی جاویں	خود ہی شرم کیجیے کیا ایلیا کا قصہ اور صلیبی واقعہ وغیرہ وغیرہ قرآن کے مقابلہ پر نہیں ولنعم ما قیل جمال شاہد قرآن نقاب آنگاہ بکشاید کہ در مرآۃ تفسیر رسول ہاشمی تابد۔
"	۲۴	کہیں پر خروج لکھا ہے۔	ذرہ صبر کرو ہم ہی سمجھا دینگے۔
۳۲	۱	مقتولیت بالصلیب	تحریف ہے کیونکہ قرآن کریم میں ما قتلوہ و ما صلبوہ بالعطف مذکور ہیں۔
صفحہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۳۱	سطر ۹	سطر ۱۳ کیونکہ یہ امر ہرگز نہیں ہوسکتا کہ جو محققین رفع برزخی اور روحانی کے قایل ہیں وہ نزول جسمانی کے قایل ہوسکیں	کیوں نہیں ہوسکتا حضرت محی الدین بن عربی اور شاہ ولی اللہ کے تصریحات ملاحظہ ہوں جو اسی کتاب میں منقول ہیں۔
صفحہ حاشیہ متعلقہ	سطر ۱۹	کیونکہ عوام کافۃ الناس سے تو اجماع ہی نہیں ہوسکتا۔	عوام سے جہال مراد نہیں ہیں بلکہ اکثر مراد ہیں۔
ب	۲	نزول روحانی مراد ہوگا۔	خیالی بات ہے
ب	۹	مراد نزول روحانی ہی جو اہل تحقیق کا مذہب ہی نہ نزول جسمانی	صریح جھوٹھ ہی دیکھو اسی کتاب میں اجماع کا ثبوت نزول روحانی و برزی کا قایل بغیر مرزا اور مرزائی کے آجتک کوئی معتبرین میں سے ہی نہیں

نمبر شمار صفحہ شمس بازغہ	سطر	مردود	تردید
ج	۲	تصریح کردی ہے	لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔
"	۱۰	فیصلہ کردیا ہے	مگر مطابق فہم آپکے۔
"	۱۸	امام الزمان اہل تحقیق میں سے ہیں	اپنے منہہ سے میاں مٹھو حدیث لن تجتمع امتی علی الضلالۃ کا خیال کرو
د	۱۷	کل کتاب کا رد پندرہ منٹ میں ہوگیا	جسکا رد الرد پانچ منٹ میں ہوگیا تو ثابت ہوا کہ شمس بازغہ کی بنا علی شفا جرف ہار تھی۔
۲۳	۲۱	اسقدر طوالت پر ملالت	قرآن کریم کی آیت کو طوالت پر ملالت سے موصوف کرنا کفر ہے۔
۳۵	۸	بان البتۃ مسیح عیسے ابن مریم کا بالضرور مذکور ہوا ہے	جسم مع الروح سے مراد مسیح عیسے ابن مریم ہی ہے۔
۳۶	۱۸	دوسری طرح پر بھی رد کرسکتے تھے	محض لاف ہے۔
"	۲۰	بعض قواعد مخترعہ مولف	کوئی مستند سے خالی نہیں ثقات کا قول ہے یا ضرورت عقلی اور اقتضاء مقام۔ ایہا الناظرون شمس بازغہ کی کوئی سطر بطالت یا علالت سے خالی نہیں مگر ہم آپ سے ہر ایک کی تردید کی معافی چاہتے ہیں مشت نمونہ خروار عاقل کو بس ہے۔
۳۷	۲۴	بلکہ رفع روحانی ہے۔	بلکہ رفع جسمانی ہے دیکھو اسی کتاب میں۔
۴۰	۱	بیجا ہے	سوچنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جس امر میں قیاس نہ کرنا تھا وہ اور ہی اور جسمیں اشتراک ہے وہ اور
۴۶	۹	ماخوذ ہوتی ہے۔	غلط ہے۔
۴۸	۲۰	فالحمد للہ الذی انا جامع لعلومہا و لعلم مالم تعلم	انا جامع لعلومہا میں موصول کیطرف عائد نہیں علاوہ اسکے معنے میں بھی قلق اور اضطراب ہے
۵۱	۱۲	متکلم بلیغ کا اطلاق کہیں نہیں آیا	یاد کرو واجب الوجود کا اطلاق یہاں پر تو وکلم اللہ موسی تکلیما آگیا ہے۔

نمبر شمار صفحہ شمس بازغہ	سطر	مردود	تردید
۵۸	۲	ولکن ههنا یجتمع	تقدیم ظرف کی کوئی وجہہ نہیں۔
۶۰	۱۹	امور مشکوکہ اور قصص مجعولہ کیطرف دوڑی تو اسکا کیا علاج	یاد کرو الیمیا کا قصہ اور صلیبی واقعہ اسکا کیا جواب۔
۶۲	۱۷	جسم کے ساتھ روح بھی قتل ہو جاتی ہے	مقید کی نفی کیلئے یہہ کہاں ضروری ہے کہ مطلق اور قید دونوں منتفی ہو جائیں۔
۷۰	۱۲	بلکہ جملہ انشائیہ ہوا	لیوسنیں کو انشائیہ کہنا سخت حماقت ہے کشاف اور بیضاوی کا حوالہ غلط محض اور جھوٹھ ہے جملہ قسمیہ جو انشاء ہے وہ صرف واللہ ہوتا ہے اور جواب قسم خبریہ ہوتا ہے دیکھو مطول بحث وصف المسند الیہ صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ نولکشور اور مولوی عبد الحکیم حاشیہ بیضاوی اور شہاب حاشیہ بیضاوی تکملہ کی عبارت کو سبقا کسی استاد سے پڑھنا چاہیے۔
۷۵	۶	یعنی لن نالو جهدا النصرک	کیسی تحریف ہے۔
″	۱۱	صلبوه مجانا	خیالی بات ہے۔
″	۱۳	فلهذا	فا غلط ہے دیکھو کتب نحو میں بحث کلمہ فا
۷۶	۱	فلا نعید ها مرة اخری	دوبارہ ذکر کرنے سے صرف ایک ہی اعادہ ہوتا ہے دوسرا اعادہ کیسا۔
۱۲۷	۷	یوقنون حقیقة دین الاسلام	ایقان کے صلہ میں با آتی ہے۔
۱۳۹	۹	وابرا الاکمه والابرص وغیر ذلک من الاسقام	غلط ہے وغیر ذلک من المرضی چاہیئے۔
۱۶۰	۱۸	ایها الناظرین	منادی مفرد کا منصوب لکھنا غلط ہے۔
۱۷۱	۱۱	خاتم الانبیاء بنی اسرائیل	الف لام غلط ہے

نمبر شمار صفحہ متن بازغ	سطر	مردود	تردید
۱۹۳	۱	فیعلم الاقوی فیعمل بہ	لام کا مقام ہے نہ فا کا لیعلم الاقوی فیعمل بہ چاہیئے۔
۳۱۶	۱۸	مع صدق الالہام المسیح الموعود	مضاف پر الف لام کا لانا غلط ہے مع صدق الہام المسیح الموعود چاہیئے۔
۳۲۱	۱	فلا نعیدہا مرۃ اخری	فقرہ غلط ہے کما مر فلا نذکرہا مرہ اخری
۳۲۴	۲	تمت الکتاب	تانیث غلط ہے تم الکتاب چاہیئے۔
"	"	والیہ المرجع والمآب	ماقبل میں فقرہ متناسبہ تمت الکتاب ہی مذکور ہے لہذا مرجع الیہ کا کتاب ہی ہوئی اور حصر سے ملکر یہہ فقرہ قریب بکفر ہے
۳۲۵	۱۴	محمد احسن امروہی	معرفہ کی صفت نکرہ واقع ہوا ہے اور نیز امروہی میں واو کے لانے کا کوئی قاعدہ نہیں۔
۳۲۵	۱۵	فی تاریخ ۲۳ اگست یوم الخمیس	صریح جھوٹھ ہے ایک دن میں کتاب نہیں لکھی گئی۔
۳۲۵	۱۵	مطابق ۲۶ ربیع	عربیت کے رو سے بے ربط ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

تمّت بالخیر

بالمقابل دعوت از مولوی محمد غازی صاحب بخدمت مرزا غلام احمد قادیانی

الا اے میرزا تا کے تو حالِ این و آں بینی
وے چشمِ دلت وا کن کہ نورِ عینِ جاں بینی

بایں حال و روش ہرگز نہ اصلِ حق عیاں بینی
بچشمِ دل نگر تا کہ رموزِ دو جہاں بینی

دریں عالم کسے را نے بقائے جاوداں بینی
نہ گل خنداں نہ بلبل را ہمیشہ نغمہ خوان بینی

تو آں کے اندریں عالم بہارِ گل فشاں بینی
پشیماں مے شوی آخر اجل را بے گماں بینی

نہ محبوبے نہ معشوقے نہ ایں شیریں ہاں بینی
نہ مداح خودت را ہر زماں رطب اللساں بینی

تفکر کن بحالِ خود نہ غافل شو نہ غافل شو
نہ غمخوارے بکار آید نہ مونس اندراں بینی

اجل وقتیکہ مے آید کند پامال حالِ تو
شوی مانند بیچارہ نہ کس را آں زماں بینی

اگر روزے بانصافے بہ بینی در وجودِ خود
نہ آثارِ مسیحی را درو ہرگز نشاں بینی

نہ زیبد تفاخر بر خود و بر قادیانِ تو
نہ ایں مانا نہ تو مانی نہ ہرگز عز و شاں بینی

نہ نور الدیں بکار آید نہ امروہی نہ کشمیری
نہ تیمورے و بدلکچر نہ خود را پیشِ شاں بینی

نہ خندد صبحِ امیدت نہ بر آرد نہالِ تو
نہ دایم گلشنت را ایں لباسِ زعفراں بینی

چرا شائع کنی ایں دینِ باطل را درایں عالم
چو آمادہ بتکذیبش زمین و آسماں بینی

چرا ہستی کمر از بہرِ ترویجِ عقاید خود
چو آیاتِ خدا از بہرِ تردیدش عیاں بینی

بتکذیبِ امامت تو ندا از آسماں آمد
بزودی پیشِ حق شاداں گروہِ دشمناں بینی

زمین نفرت کند از تو فلک گرید بر احوالت
ملک لعنت کناں نزدِ خدا بر آسماں بینی

الا اے احمق و جاہل حذر کن زیں عقاید ہا
وگرنہ ذلت و خواری بہ نزدِ عاقلاں بینی

ازایں مذہب کنارہ کن وزیں دیں توبہ باید
چو او را کاذب و باطل بوقتِ امتحاں بینی

زشمس بازغہ مردود شد خود دینِ مرزائی
مسیحِ قادیانی را سیہ روئی ازاں بینی

شده مردود تصنیفات امروہی ہمہ یکدم
خدارا بیں چہ ثابت شد تصنیفاتِ امروہی
نہ مہدیّت مسیحیّت ازو ثابت شده ہرگز
حذر کن از مکائد ایں تدبّر کن بہ امروہی
نصیحت گوش کن از من بدر کن ایں مشیخت ر
نظر کن سوئے شاه من کہ مہرش چوں درخشاں ست
بیک جلوه جہانے را کند محو و تماشائے
بصحرا گر وزد بادے ز لطف و مہربانی اش
شوی آگاه اگر از علم وار فضل و کمالاتش
ز آثار کمالش آیتے ہست ایں کتابِ او
ہزاراں آفریں بر ہمتِ مردانہ اش بادا
چو ہست از آلِ پاکِ مصطفےٰ ذاتِ معلّاتش
شہنشاهِ جہاں بینی امامِ عارفاں بینی
کمال او شود روشن چو ذاتش را عیاں بینی
شکوکت رفع مے گردد تسلّی مے شود حاصل
اگر روزی کند ایزد برائے تو ملاقاتش
بر او بالد دمے زیبد ہر آں وصفے کہ میگوئی
گلستانِ جہاں تا سبز بار آور بود عاری

چو شمسِ بازغہ مردود پیشِ مرداں بینی
بجز جہلِ مرکب نے دراں دیگر نشاں بینی
نہ گلبے ابنِ مریم را تو اندر قادیاں بینی
کہ اقوالش ہمہ یکدم بطرزِ جاہلاں بینی
بیا اینجا با خلاصے کہ نورِ حق عیاں بینی
فلک مرہونِ شارا و نجومِ آسماں بینی
عجب شاہے و طرارے بطرز دلستاں بینی
بر آں وادی ہمہ شاخِ غزالاں گُل فشاں بینی
بلا تشکیک تو دینِ مصطفےٰ را بس ضماں بینی
اگر بینی بہ نیکوئی بر اہینش عیاں بینی
کہ از لطف و عنایاتش رہِ حق را عیاں بینی
بسر ایم مطلع مدحش کہ او را دُر فشاں بینی
گرش از عینِ جاں بینی حبیبِ دو جہاں بینی
ز چون و ایں چرا مانند آنجا این و آں بینی
چو او را دُر فشان و نکتہ را در امتحاں بینی
وجودِ ذاتِ عالی را نہ چوں اہلِ جہاں بینی
چہ آلِ مصطفےٰ را پیشِ حق با عز و شاں بینی
چو بلبل بر گلِ نعتش مر اتسبیح خواں بینی

ایضاً

الا اے میرزائے قادیانی | بقائے ایں جہاں تا کے بدانی
چرا در بندِ نفس آشفتہ جانی | بیا بشنو حدیثِ کامرانی
ز گلبانگ حدیثِ شادمانی | شگفتہ شد دلِ اہلِ معانی

بخند اے بلبل خنداں کہ ایندم ‌‌ ‌ تر و تازہ است باغ زندگانی

بحمد اللہ خوشی آمد الم رفت ‌ ‌ بشادی و خوشی شد کامرانی

نحوست باسعادت شد مبدل ‌ ‌ الم رفتہ فرو شد سرگرانی

مہیا شد ہمہ اسباب راحت ‌ ‌ بامداد فیوض آسمانی

کجائی اے مسیح قادیانی ‌ ‌ بیا بنگر تو ایں باغ معانی

شگفتہ شد گلِ امید عالم ‌ ‌ تر و تازہ شدہ عہد جوانی

بطور دعوے مے گویم کہ ایندم ‌ ‌ تجلی کردہ فیضِ آسمانی

بدانش ہر یکے تصنیف کردہ ‌ ‌ کتابے نو بردِ قادیانی

کسے تا ایں زماں نادر کتابے ‌ ‌ نکرد ایجاد با ایں خوش بیانی

کتابے نو عجب ایجاد فرمود ‌ ‌ بشرح و بسط و باحلِ معانی

امامِ پیشوا مہرِ علی شاہ ‌ ‌ حبیب کبریا محبوب ثانی

سہے سرو ریاضِ مصطفائی ‌ ‌ دلِ مشکلکشا شاہ جہانی

کلیدِ قفلِ گنجِ علم و دانش ‌ ‌ دُرِ یکتائے دریائے معانی

جنابِ او بنورِ حق منوّر ‌ ‌ دلش را مظہرِ حق ہم بدانی

نہ پندارم چو او شخصے بعالم ‌ ‌ بعلم و دانش و بانکتہ رانی

کمالاتش بحدِ حصر نائد ‌ ‌ کند واصف اگرچہ جانفشانی

عدیلش نیست پیدا در زمانہ ‌ ‌ مثیلش گم شدہ در دارِ فانی

دریں تصنیف و تالیفِ مضامیں ‌ ‌ سبق بردہ بر اربابِ معانی

علمش کے رسد علمیتِ تو ‌ ‌ بفیاضِ ازل علمش بدانی

ازو مہدیتیت مردود گردید ‌ ‌ شدہ مکسوف شمسِ قادیانی

چساں شد منہدم حصنِ حصینت ‌ ‌ بچشم خویش بنگر گر توانی

شکستہ شد کمانِ اختراعت ‌ ‌ ز زورِ بازوئے مردِ جیلانی

شدہ باطل عقائد میرزائی ‌ ‌ خجل گشتہ گروہ قادیانی

کجائی اے غلام احمد کجائی	بیا گویم بتو راز نہانی
اگر بینی مضامینش بانصاف	شوی فائز بعمر جاودانی
بچشم غور بنگر این صحیفہ	اگر خواہی حیات جاودانی
اشارہ کن بہ ذریات خویشت	کہ این را میکنند از بر زبانی
تنبہ کن تنبہ کن تنبہ	کہ آخر نیست دائم زندگانی
نہ امر و نہی بکار آید نہ دیگر	خیال خویش کن گر میتوانی
خدا پرسد ز تو این ماجرائے	چہا کردی بگو اے قادیانی
جوابے چہ دہی آنوقت آخر	تو ساکت میشوی حیران بمانی
نصیحت گوش کن گر عقل داری	ترا گویم ز روے مہربانی
پشیماں شو بگو کردم گناہے	خدایا عفو کن از مہربانی
سخن کوتاہ کن اے غازی بان نبد	ندارد فائدہ طول بیانی
دعا کن بہر شاہ خود کہ اورا	خدا دارد بحفظ و مہربانی
مرا کافی ہست این عزت خدایا	کہ در سلک غلامانش بخوانی
کنی یارب بمحشر لطف بر من	بحق حرمت آں جان جانی

يقول المصلي الحافظ الغازي

هذا كتاب للفضائل جامع	فكانه روض نضير يانع
وكانه بالنور بدر ساطع	وكانه بالحق سيف قاطع
وكانما قرطاسه وحروفه	ورق وورق في الرياض سواجع
وكانما منه مداد كلامه	سبج وياقوت مذاب ناصع
فيه الى نهج النجاة طريقة	وبه الى الشرع الشريف شرائع
شيخ الانام اجاد في تحقيقه	اعلى العلى والجاهلون هواجع
كشف الغطاء عنه فاضحى واضحا	كالشمس عنها قد اميط براقع

تمت

فہرست اغلاط نامہ کتاب شمس الہدایۃ فی اثبات حیات المسیح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ورق	اول	المحققین	زبدۃ المحققین
[illegible]	۱[illegible]	اجماء	اجماعیہ
[illegible]	۱۰	تعدد بھی نہوگا	تعدد واجب بھی نہ ہوگا
[illegible]	۱۳	ازلیت امکان کی چونکہ مستلزم ہے امکان ازلیت کو	ازلیت امکان عام چونکہ مستلزم ہے امکان عام ازلیت کو
[illegible]	۱۹	فیمابین الدوات	فیمابین الذوات
[illegible]	۱۹	بعد اشتراک فے الوجوب	بعد اشتراک فی الوجوب برتقدیر اشتراعینہ صفات
[illegible]	۲۰	اور بالغیر ہیں	اور بالغیر ہیں برتقدیر انضمامیت اونکے
[illegible]	۱۲	ام یقولون افترىہ	ام یقولون بہ جنۃ
[illegible]	۱۸	دیکھو بل جاءہم بالحق	دیکھو ام یقولون بہ جنۃ بل جاءہم بالحق
۱[illegible]	۲۲	حدیث شریف	دیکھو حدیث شریف میں
[illegible]	۵	عنقریب بیان ہونگے	جو عنقریب بیان ہونگے
۱۱	۱۴	مطلقہ عامہ کو محصورہ کلیہ سمجھ لیا	مطلقہ عامہ کو دائمہ مطلقہ اور مہملہ کو محصورہ کلیہ سمجھ لیا
۱۴	۱۶	رفعہ اللہ کی ماضویت سے	بل رفعہ اللہ الیہ کے قصر قلب ہے جس کے ماضویت اسکی بہ نسبت
۱۶	۳	عزیزاحکیما	عزیزاحکیما تفسیر تبصیر الرحمن للشیخ علی
۲۰	۱۸	وابتجوا	وابتہجوا
۲[illegible]	۱۱	لاذیبابہ	لاذ ببابہ
۲۵	۱۶	طریق اخری	طریق آخر
۷[illegible]	۷	خراسان سے ہی نہ فارس سے	نہ خراسان سے ہی نہ فارس سے
۸۴	۱۶	تحقیق تو اے حبیب صلعم فوت ہونے والا ہیں ۔	تحقیق تو اے حبیب صلعم اور کل انبیاء فوت ہونے والے ہیں ۔
۸۴	۱۷	اور وہ انبیاء سابقہ بھی	ایسا ہی کفار مکہ وغیرہ بھی
۸۴	۱۸	انہم میتون ہیں داخل سمجھتے ہیں یا نہ	انک میت وانہم میتون میں جو مفہوم ہے آلہ النفس کے رو سے داخل سمجھتے ہیں یا نہ
۷[illegible]	۱	یہ بھی خیال نہ رہے	یہ بھی خیال رہے

صحت نامہ سیف چشتیائی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۸	الجوادی بالحاء المهملة	الخوادی بالمعجمة
۴	۱۶	تفسیر	تفسُّر
۶	۱۰	مراد نبی سے	مراد انبیاء سے
۸	۴	خلل بالمعجمة	حلل بالمهملة
〃	۶	جری الیہ	جری اللہ
〃	۱۱	ضنپری	ضنبری
۱۲	۱۳	پستی	پرستی
۱۵	۳	گم جانا	گم ہونا
۱۶	۳	یہ یہی ہے	یہی ہے
۲۰	۲	دوسریوں	دوسروں
〃	۲۰	ضرف	حرف
۲۳	۵	ہروز عیسوی	بروز عیسوی
〃	۱۴	نہیں کیا	نہیں کیا
〃	۱۹	[illegible]ے بارز فیکم	اے بارز فیکم
۲۶	۱۵ و ۱۶ و ۲۱	البنیس	البنین
۲۷	۳	عبادت	عبارت
۲۸	۱۳	پہر	پر
〃	۱۷	مین	بین
۳۱	۹	وحی ایمان	وحی پر ایمان
۳۲	۳	چھوٹے	جھوٹے
۳۳	۷	ہٹ	مت
۳۴	۵	فروش	فروکش
۳۵	۱۲	دیکھتا	دیکھنا
〃	۱۸	باعت	باعث
۳۶	۷	والیوں	والوں
۳۷	۸	عبادت	عبارت
۳۹	۲	زصرف	زضرف
〃	۴	دالیوں	دالوں
۴۲	۲	وابعضے	وبعضے
۴۳	۴	ایک	ایک
〃	۱۳	ار	از
۴۴	۱۶	جیسکے	جبکہ
۴۵	۱۰	ائینگے	آئینگی
۴۶	۹	جھوت	جھوٹ
〃	۱۹	چھوٹے	جھوٹی
۴۸	۲۲	پہ بہی	پر بھی
۵۰	۴	چارچار	چار
〃	〃	جریرہ	جریر
۵۸	۱	گئے اُنکو	لئے اونکو
〃	۳	رخسیری فیمایری قلب	اخری فیمایری قلبہ
〃	۹	پوکچہ	جوکچہ
۵۹	۴	قالوا فتصدقہ	قالوا فتصدقہ
〃	۱۷	عیاش	عیاض
۶۷	۳	لو	تو
〃	۲۳	ہیں	نہیں
۶۹	۵	کیا	کیسا
۷۳	۵	وصہی	وستی
۸۱	۲۳	مس	میں
۸۳	۲۰	تھے	ہے
۹۷	۱	صیحین	صحیحین
۱۰۴	۲۲	اذر	آذر
۱۰۵	۱۳	اپ آپ	اب آپ
۱۳۱	۱۳	نبتیا	نبیّنا
۱۳۲	۶	امام زبانی	امام ربانی
〃	۱۹	صحو ومتواتر	صحیحہ ومتواترہ
۱۳۴	۲۱	یسلمن	لیسلمن
۱۴۰	۱۶	فاجرہ	فاخبرہ
〃	۲۱	توقیتنی	توفیتنی
۱۴۱	۹	ترہی	توہی
〃	۱۲	قاتل	قائل
〃	۲۲	لکھدبا	لکھدیا
۱۴۲	۱۳	الگ ہوکے	الگ ہوگئے
۱۴۳	۲۰	بہستا	بتا
〃	۲۱	مالتمام	بالتمام
〃	۲۳	کلہنم	کلہم
۱۴۴	۱۲	ای ہینکم	ای [illegible]
〃	۱۸	روصہ	روضہ
۱۴۶	۹	صرف بہی	صرف یہی
〃	۱۱	ماقیل	ماقبل
۱۴۷	۲۰	تورات	توراۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۸	۵	جونکہ	چونکہ
〃	〃	جلیب	صلیب
۱۴۹	۵	یہی	بہی
۱۵۰	۱۴	ہیں	من
۱۵۱	۵	قربب	قربت
۱۵۲	۱۹	المدکوزہ	المذکورہ
۱۵۳	۳	الاوقات	اوقات
〃	۷	نصوص قاطع اور براہین ساطع	نصوص قاطعہ اور براہین ساطعہ
〃	۱۴	ہم نے کسجگہ رفع جسمی رفع جسمی اور رفع بحسب الدرجہ الخ	ہم نے کسجگہ رفع جسمی اور رفع بحسب الدرجہ الخ
〃	۱۸	بااجتماع	یااجتماع
〃	〃	ارتفاع تساوی ہے	اجتماع میں تساوی ہے
۱۵۴	۸	ہین پر	پر
〃	۹	ہین	ہیں
〃	۹	یہی	بہی
〃	۲۱	فلینتظر	فلینظر
〃	〃	مذہہبین	مذہبین
〃	۲۳	مصنب	مطلب
۱۵۵	۲۵	السلام	اسلام
۱۵۶	〃	گڑگڑ	گڑبڑ
۱۵۸	۵	مذگورہ	مذکورہ
〃	۶	مغائری	مغائر ہے
۱۵۹	۱۳	واذا	واذ
〃	۱۵	مؤمن بہائے	بہا
〃	۱۷	ائل	آئل
۱۶۰	۴	جود	خود
〃	۹	ہیں	ہے
〃	۱۶	ہیں	میں
۱۶۲	۱۵	کیا ہے	ہی کیا ہے
۱۶۳	۱۶	فواعد	قواعد
〃	۱۷	کنجیون	کنجیوں
۱۶۴	۳	مالاداده	بالارادہ
〃	۱۶	کرتے ہو	کرتے ہو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۴	۱۳	اب	آپ
〃	〃	یاصرف	صرف
۱۶۵	۱۰	ہوے	ہونے
〃	۱۳	اُس	اِس
〃	۱۰	بحدیث	حدیث
〃	۲۰	کمافال	کماقال
۱۶۶	۱۸	مانتا ہے ٹھہراتا ہے	ٹھہراتا ہے
۱۶۸	۲۳	جرائم ہیں	جرائم میں
۱۶۹	۳	شعلق	متعلق
〃	۱۷	جائیگی	جائیگی
〃	۱۹	معلہ	معاملہ
۱۷۱	۵	القبامہ	القیامہ
〃	۱۵	محرف	بحرف
۱۷۲	۲	بکفرہم	وکفرہم
〃	۳	دکیفرہم	وبکفرہم
〃	۸	ضریح	صریح
۱۷۳	۴	النخی منین	للنخی منین
〃	۶	لبتبین	لتبین
〃	۱۴	پہلا	بہلا
〃	۱۱	عنلیب کا ماخذ	صلب کا ماخذ
۱۷۴	۲	لکھنی	لکھنا
۱۷۵	۴	بہی	یہی
〃	۸	مشبہ کے	مشبہ کے
〃	۲۱	مشبہ بہہ	مشبہ بہ
〃	〃	نہبیں	نہیں
۱۷۸	۳	قتلنا	قتلنا
۱۷۹	۱	فخول	فحول
〃	۲۴	رہی درست	وہی درست
۱۸۰	۱۲	مسح	مسیح
〃	۲۵	بالصلب کے	بالصلیب کے
〃	〃	رحرٹمانے	پرچڑہانے
〃	〃	عسا	جیسا
〃	〃	اور	اوپر
۱۸۱	۱۹	غائب	عائب
۱۸۳	۲۱	مسیح کو حی	حی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۴	۱	قایل	قائل
۱۸۵	۲۱	اسکے	اسکے
۱۸۷	۹	وقت	وقت
۱۹۰	۱	ملبیا	تلبیساً
〃	۱۴	بجیب	بجب
۱۹۰	۲۳	قرار دیاگیا ہو بیراپنے النح	قرار دیاگیا ہی یہاں پر
۱۹۱	۸	لومنن	یُؤمِن
〃	۱۰	یومنن	لیؤمنن
〃	۱۲	بنؤمنن	لیؤمنن
۱۹۳	۱۴	باجزبیہ	باخبریہ
〃	۱۶	بلانہیں	بلامیں
۱۹۴	۱	کرسکتے	کرسکتے ہو
〃	۹	کرتے	کرنے
〃	۱۴	اسیود	اسود
۱۹۶	۳	تکمہ ابہی	تکمنہ بھی
〃	۱۰	ثم	تم
〃	۱۹	متسلم	متّسم
۱۹۷	۲۲	اشار	اشعار
〃	۲۳	اور بار	اور بعد
〃	۱۸	صبر	صبر
۱۹۸	۲۱	سمجھتے میں	سمجھنے میں
۱۹۹	۱۸	سے کیا جاوے	سے ذکر کیا جاوے
〃	۸	یہی	یہی
〃	۱۱	ہونا	ہوتا۔
〃	۱۸	ناجلہ	لاجلہ
۲۰۰	۲۱	نقی	نفی
۲۰۱	۷	استشہر	استشعر
۲۰۴	۱۹	بزوری	برزری
〃	۲۱	بزوری	بروزی
۲۰۵	۱۸	یہنی ہے	یہی ہے
〃	۲۳	یہی	یہی
۲۰۶	۱۴	جگہ بر	جگہ پر
۲۰۸	۱۷	تفضیح	تصیح
۲۱۰	۱۰	عیتنیہ کافر بقرہ	عینیہ کافر لقبرہ
۲۱۱	۱۴	لایحب	یحب
〃	۱۲	قطعیہ	قطعیہ
۲۱۲	۱۴	وینزم اللہ	وینہزم اللہ
۲۱۳	۳	بہانوزن	بہانوں کی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۳	۱۵	توراتیہ	توریتہ
۲۱۸	۸	نزول بتجسدہ العنصری کی	صعود بتجسدہ العنصری کو
۲۱۹	۲۳	وحسنتہا	وجہتہا
۲۲۰	۱۸	لکہا ہنے	لکہا
〃	۲۰	ہیں بھیجا	بھیجا
۲۲۷	۶	الضمانیہ	الضمانیہ
۲۲۸	۱۵	ویکون الرسول علیہم شہیدا	ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا
۲۳۰	۲۰	اماتست	امانت
〃	〃	بستقد شیخی	بسند شیخی
۲۳۴	۱	قروۃ	قردۃ
۲۳۵	۲۳	مے	تے
۲۳۷	۲۲	کوئی کا	کا کوئی
۲۳۸	۱۲	کتائیہ	کنائیۃ
〃	۱۴	حیلہ	حلیہ
〃	۲۰	والیونکی	والونچکی
۲۳۹	۱۳	قنل	قتل
〃	۱۶	افقرار	افتراء
〃	۱۹	سجدہ	سجدہ
۲۴۰	۱۷	سبت	سنب
〃	۲۰	عدم الیرکت	عدم البرکت
۲۴۱	۷	عن بنیتہ	عن بینۃ
〃	۱۷	نکث قتجدید	نکث تجدید
۲۴۲	۱۲	تطریح	تصریح
〃	۲۲	اللہ	للہ
۲۴۳	۱۵	ثبوب ہے	ثبوت ہے
〃	۲۳	بامعنے	بالمعنے
۲۴۴	۱۶	فاعود	فادعو
۲۴۵	۶	البحرین	البحرین
۲۴۶	۱	حاجمتم	حاججتم
〃	۳	قتن	فتن
۲۴۷	۳	دتیا	دنیا
〃	۸	بثنیا ہوتا	بثنیا ہونا
۲۴۸	۹	من نبیک	من نبتیک
〃	۱۳	اورسکی	اوسکی
〃	۲۱	لمراد	مراد
۲۴۹	۸	ان تمطبر	ان تمطر
〃	۱۳	ویدنیتہ	ویدینۃ
〃	〃	واقعی	واقع
〃	۱۵	وطبئہ	وطئہ
〃	۲۲	سینیہ	منہیہ
۲۵۰	۶	سبارزی	سبارتی
〃	۸	لتسلیم	لتسلیم
۲۵۱	۱۵	المعتنزلہ	المعتزلۃ
۲۵۳	۵	کہ لقد	کہ لد
〃	۱۴	جانی	جاتی
۲۵۴	۷	المقدسہ	المقدستہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۵	۱	جواو	جوار
〃	〃	مغارض	معارض
۲۵۸	۱۲	آئمہ	ائمہ
〃	۲۴	سنلزم	ستلزم
〃	۱۹	یودی	نووی
۲۵۹	۵	تیین	تعیین
〃	۱۷	بالغات	یالغات
۲۶۰	۲۰	ممر	عمر
〃	۲۳	اہرمن	ائمہ دین
۲۶۱	۳	شہراو	شہرا
۲۶۳	۲	اسمیں سے مذکور	اسمیں مذکور
۲۶۳	۳	بغیر قتل	بغیر القتل
〃	۱۳ و ۱۴	نہ ہوں اور نہ ہوں	ہوں اور ہوں
۲۶۴	۲۲	آئیمہ	آئمہ
۲۶۵	۱۲	سرعلمار	ہے علمار
۲۶۷	۱۷	لظیر	نظر
۲۶۸	۱۳	بقولہ	لقولہ
〃	۱۴	بنجیر	بنجبر
〃	۲۱	یا ابدزود	یا ابدزو
۲۷۱	۸	نقدم	تقدم
۲۷۳	۱۴	منصری	عنصری
۲۷۶	۲۳	بہ لگے	نہ لگیں
۲۷۹	۱۹	مذکوزہ	مذکورہ
۲۸۵	۷	من السمار پر	من السماکے استحالہ پر
〃	۱۴	رصیل	رصیلی
۲۸۷	۱۹	جوقبل	جوقیل
۲۹۲	۹	اگر مرفوع ہوتا	اگر مرفوع ہوتے
〃	۱۰	مذکور ہوں	مذکور ہیں
۳۰۰	۱۰	توجبہ	وجبہ
۳۰۶	۱۰	من بتوفی سے	من یتوفی سے
۳۰۷	۱۸	غرصہ	عرصہ
〃	۲۲	منکم کبشتم	منہم گم بشتم
۳۱۰	۲	باظلہ	باطلہ
〃	۴	نہین	انہیں
〃	۱۸	لاپغیر	لایغیر
〃	۲۰	فازغ	فارغ
۳۱۳	۱۵	مسئلہ بدہیہ	مسئلہ بدیہیہ
۳۱۶	۱۲	تیحیون	تحیون
۳۱۷	۶	عدتنافی	عدم تنافی
〃	۱۰	مسیح کی عبارت	شیخ کی عبارت
۳۱۹	۲۳	کرتا	کرنا
۳۲۰	۵	کرنا	کرتا
〃	۲۳	جواقع	واقع
۳۲۱	۱۰	باشخصی	شخصی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۲	۹	اپنے	آپنے
۳۲۳	۲۰	بینا قولہ	تینا قولہ
۳۲۵	۳	بزمالہ بایم کہیں	ازمالہ بہم
۳۲۷	۹ ۱۰	زحاف فاقع	زحاف غیر جائز واقع
۳۳۶	۹	نام	تام
۳۳۸	۶	تالی ہے	تالی سے
۳۳۹	۶	ہرگر	ہرگز
۳۴۴	۳	نہ مہدیت مسیحیت	نہ شمار مہدی وعیسے
〃	۱۸	غازئی	غازی
۳۴۵	۱۲	سرور	سرو
〃	۱۹	بفیاض	زفیاض
〃	۲۰	مہدیت	ضرورت شعری کی وجہ سے
۱۰۶	۵	کی طرح	کسیطرح
۱۰۷	۱	ہرزات	ہرزائیت
〃	۱۵	تسحیذا	تشحیذا
۱۰۸	۹	پھوتھو	جھوٹھہ
۱۱۲	۲۰	منصور	متصور
۱۱۴	۳	عطینہ	عطیہ
〃	۶	خوزہ	توزہ
〃	۷	نبرا	تبرا
〃	۲۱	حواب	جواب
〃	۲۲	مجعولہ	مجعولہ
۱۱۵	۶	جزئہ	جزئیہ
〃	۱۱	شتہارت	شہادت
〃	۲۱	چہالت	جہالت
〃	۱۴	مارید	مازید
〃	۱۵	بالعقود	بالقعود
〃	۲۲	باتنقار	بانتقار
۱۱۸	۲۲	مخاطب	مخاطب
۱۱۹	۲	مین	عین
۱۲۱	〃	البطالیہ	البطالیہ
۱۲۱	۱۴	القسل بعد تحقق التنافی	القتل بعد تحقق التنافی
۱۲۲	۱۳	نو	تو
〃	۱۶	تحفیعہ	شخصیہ
〃	۱۸	اتخذ	اتخذ
〃	۲۱	کہتے	کہتے
〃	۲۳	اذلونٹ	دونوں
۱۲۴	۴	کو بیچے	کو بیعنے
〃	۱۴	الاولیا	الاولیاء
〃	۲۱	المعقول	القول
۱۲۸	۹	ہوتے ہیں	ہوتے ہیں
۱۳۰	۳	ملائکہ	ملائکہ
〃	۴	تحقیق	تحقق

غلط نامہ جواب مولوی عبداللہ صاحب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱	اللہ خیرا	اللہ بہ خیرا
۹	۷	داخل	دخل
۱۱	۱۴	ہیچ	ہیچ
۴	۵	عزت	عزت

اے فرقہ مرزائی اس کتاب کو غور سے پڑھو اور خدا سے ڈرو اور جلد عقاید کفر سے توبہ کرو۔ فیض عالم رحمت گ

اعلان

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امّا بعد بخدمت ماہران رموز شریعت و واقفان فنون طریقت وحقیقت عرض پرداز
ہوں کہ ان ایام میں حضرت اقدس مولانا و مرشدنا خواجہ پیر **مہر علی شاہ** صاحب دام ظلہ
نے چند معززین احباب کے مجبور کرنے ونیز فائدہ اہل اسلام کی غرض سے امروہی کے شمس بازغہ
مرزا کادیانی کی تفسیر فاتحہ کے جواب میں جو اوراق تحریر فرما کر مجھے بغرض طبع عطا فرمائے تھے میں نے
اُن کو حسب ہدایت حضور والا بہت جلد لکھوا اور چھپوا کر بصورت کتاب سیف چشتیائی مسمے بہ
حجۃ اللہ البالغۃ علی الشمس البازغۃ و اصلاح الفصیح لاعجاز المسیح کے نام
سے طیار کرکے پیش حضور کر دیا۔ اور میں نے جو بعض الفاظ امروہی وغیرہ کے مقابلہ میں کتاب ہذا
میں نحو کے طور پر تحریر کر دیئے ہیں۔ ونیز کتاب کے جلدی کرنے میں اگر کچھ نقص مجھ سے رہا
تو حضرت اقدس وناظرین مجھے معاف فرماویں۔

الحمد للہ کہ حضرت اقدس نے جو امروہی کے شمس بازغہ وقادیانی کی تفسیر فاتحہ کا۔
(فاتحہ) معمولی طریق سے پڑھا ہے اس سے شائقینوں کے دل مسرور اور آنکھیں منور
ہونگی۔ زیادہ تر حضرت پیر صاحب کی اس فیاضانہ عنایت کا کہاں تک شکر ادا کیا جاوے جو
اُنہوں نے ماسوا جواب تحریر کرنے کی تکلیف کے اسقدر صرف زر کثیر سے بھی اہل اسلام کو ممنون
احسان فرما کر کتاب کے مفت تقسیم فرمانے کا حکم صادر فرمایا ہے جو علماء کرام و معززین اسلام
میں مناسب طریق سے تقسیم ہوگی۔ کیا فرقہ مرزائی اب بھی اس سے عبرت حاصل نہ کرینگے اور اپنی
ہٹ دھرمی بے شرمی سے اس آیت کریمہ کے مصداق بنے رہیں گے خسر الدنیا والآخرۃ ذالک
ہو الخسران المبین + **وما علینا الا البلاغ المبین** ○

المشتہر

حافظ محمد غازی ساکن ضلع راولپنڈی حال وارد لاہور